Vol. I

معوصناوفمکاشفضلخلازورما
ن ہ ع ملین ن ول ق مین ن

کتاب مستطاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی کا ترجمہ

اسم بامسمّی

اردو ترجمہ عوارف المعارف

جلد اول

یہ ترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت مولٰنا مولوی ابو الحسن صاحب مدظلہ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں [illegible] طبع ہوا

اطلاع - اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب فقہ و تفسیر و احادیث وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اخلاق و تصوف

جامع الاخلاق - ترجمۂ اردو اخلاق جلالی مترجمہ مولوی امانت اللہ -

تہذیب النفوس - از سید فخر الدین حسین متخلص بہ سخن -

اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان

بستان تہذیب - جس مین دس باب ہین اور ہر باب مین حکایات نصایح اور اندرز کے باندازہ اخلاق و تہذیب آموزی مرقوم ہین - مرتبہ نواب حاجی محمد عمر علی خان بہادر فیروز جنگ متخلص بہ رئیس والی ریاست محمد گڈھ پاٹھوہ

ذخیرۂ سعادت - بھاہنی بلاس کی پستک کی دو فصل اول و آخر کا ترجمہ ہی تہذیب اخلاق مین مولفۂ لالہ لالجی -

بحر الحقیقت - اصلاح نفس مین مصنفہ حسن تخلص -

آبحیات - اخلاق و موعظت مین مصنفۂ منشی کامتاپرشاد متخلص بہ نادان -

اکسیر ہدایت - ترجمۂ اردو کیمیای سعادت فارسی جو جامع شریعت و حقیقت کی ہی ترجمہ مولوی فخر الدین احمد -

مذاق العارفین - ترجمۂ اردو احیاء العلوم عربی کامل در چار جلد - عجب جامع کتاب ہی کہ ایک دریا علم تہذیب و اخلاق کا اسمین موج زن ہی - جو اسکے مطالعہ سے آشنا ہوا اور عمل کیا انواع طبقات شرف انسانی سے کامیاب ہوا ترجمۂ حاجی مولوی محمد احسن صاحب

تحفۂ سروری نظم مین آداب عبادات جملہ اعضا ماہر فن مفتی غلام سرور لاہوری نے موزون فرمایا -

نجات المومنین - ذکر کرامات حضرت شاہ نجات اللہ مولفۂ حافظ سراج الیقین -

تہذیب الاخلاق - جسمین صفات خصائل حمیدہ ادب - حیا - تواضع وغیرہ مسطور ہین مولفۂ مولوی نجم الحق -

فہرست عوارف المعارف کے پہلے حصہ کی

به عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب مستطاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی کا ترجمہ

اسم با مسمی

اردو ترجمہ عوارف المعارف

جلد اول

یہ ترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت مولانا مولوی ابو الحسن صاحب مدظلہ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بار اول مرتبہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ کتاب عوارف المعارف کا تصوف مین تصنیف عارف باللہ تعالی شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ سہروردی کی اللہ تعالی اُنکی روح کو پاک اور اُسکی قبر کو منور کرے اور ہمکو اُس سے نفع بخشے آمین۔

ترجمۂ مؤلف رح

مصنف ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمویہ اور اُسکا نام عبداللہ بکری لقب شہاب الدین سعد بن حسین بن قاسم بن نصر بن قاسم بن نضر بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فقیہ شافعی مذہب شیخ صالح پارسا عبادت اور ریاضت مین بڑی کوشش کرنے والے اور راہ صوا کی جستجو کرنے والے تھے اور صوفیہ سے ایک گروہ عظیم مجاہدہ اور خلوت مین اُسپر ہجوم کر آیا اور آخر عمر مین اُسکا مثل اور نظیر نہ تھا اور اُسنے اپنے چچا ابو النجیب سے صحبت رکھی اور تصوف اُس سے اخذ کیا اور شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح

حنبلی سے صحبت رکھی اور ایک معقول حصّہ علم فقہ اور خلاف کا حاصل کیا اور علم
ادب پڑھا اور برسوں مجلس وعظ آراستہ کی اور بغداد میں شیخ الشیوخ تھا اور
اُنکی تصنیفات اچھی اچھی ہین منجملہ اُنکے کتاب **عوارف المعارف** ہو جو
اُن تصنیفات مین سب سے زیادہ مشہور ہو اور اُسکے کلام صوفیہ مین بہت
اشعار ہین سہرورد مین رجب کے آخر یا شعبان کے اوائل مین ۵۳۹ھ ہجری
مین پیدا ہوا اور محرم ۶۳۲ھ ہجری کے آغاز مین بغداد کے اندر وفات پائی
اور صبح کو وردیہ مین دفن ہوا جیسا کہ تاریخ ابن خلکان مین ہو اور اُسی مین یہ
بھی ہو عین مہملہ کے زبر اور میم مضموم کی تشدید اور واو کے سکون اور یائے تحتانی
تحتانی کے زیر سے اور سُہرورد سین کے پیش اور ہائے ہوز کے سکون اور
رائے قرشت اور واو ہوز کے زبر اور دوسری رائے قرشت کے سکون اور
اُسکے آخر مین دال مہملہ ہو اور وہ ایک شہر زنجان کے
پاس عراق عجم سے ہو۔

اللہ

تمام حمد وثنا اللہ تعالی کے لیے ہی بڑی اُسکی شان ہی قوی اُسکی قدرت ہی اُسکا احسان ظاہر اور اُسکی حجت اور برہان روشن ہی جلال مین اپنے مستور اور کمال مین اپنے یکتا ازل اور ابد مین عظمت کی ردا سے ملبوس ہی نہ وہم وخیال اُسکا مصور ہوتا ہی اور نہ حد ومثال اُسکا حصر کرتا ہی ہمیشہ کی عزت والا اور دائمی قائم ملک والا اور ایسی قدرت کا رکھنے والا جسکی حقیقت کا پانا محال ہی اور ایسی سطوت کا رکھنے والا جسکی پوری صفت کا رستہ چلنا دشوار ہی تمام کائنات قائل ہی کہ وہ صانع نو ایجاد ہی اور ذرات وجود کے چہرون سے ظاہر ہی کہ وہ انوکھا پیدا کرنے والا ہی عقل انسانی عجز اور نقصان سے نشاندار ہی اور فصیح زبانین بیان کی آراستگی مین وصف درماندگی کو اپنے ذمے لازم کیے ہوئے ہین اُسکے انوار جلال ذات کریم نے طائر فہم کے پروبال کو جلا دیا اور عزت وجلال سے وہم کے رستون کو بند کر دیا اور انداز نظر بصیرت نے عظمت اور بزرگی کے سبب سر جھکا لیا اور قضائے جبروت مین فرط ہیبت سے مجال نہین پائی تو بصر تھک کر اُلٹی پھر آئی اور عقل نے جو اُسکی کنہ کبریا مین راہ نہ پائی تو درماندہ ہو کر واپس آئی پس منزہ اور پاک ہی وہ ذات کہ اگر اُسکی تعریف نہوتی تو معرفت اُسکی مشکل تھی اور اُسکی تحدید اور تکییف عقلون پر متعذر اور متعسر ہوتی تبعد ازان اپنے بندون کے قلوب صافی کو لباس عرفان پہنایا اور خصائص احسان سے اپنے بندون سے اُنھین مخصوص کیا تو اُنکے قلوب عطیات انس سے مملو ہو گئے اور اُنکے دلون کے آئینے نور قدس سے روشن ہو گئے اسواسطے امداد قدسیہ کے قبول کو مہیا اور انوار علویہ کے درود کے لیے مستعد ہو گئے اور انفاس معطر باذکار سے ہمنشینی اختیار کی اور ظاہر وباطن پر پرہیزگاری اور تقوی سے نگہبان مقرر کیے اور

ظلمت بشری میں چراغ یقین روشن کیا اور دنیا کے فوائد اور لذات کو حقیر جانا اور ہوا کے شکار اور اُسکے لوازم سے انکار کیا اور رغبت اور رہبت کی سواریوں پر بیٹھے اور بساط ملکوت کو اپنی علو ہمت سے فرش بنایا اور معارج و معالی کی جانب اپنی گردنوں کو بلند کیا اور لمعات علوی کی طرف نگاہیں ڈالیں اور ملاء اعلی سے اپنا فسانہ خوانی اور ہم کلام اختیار کیا اور نور عزیز درجہ اقصی سے زیادہ نگاہ اور مقام قرب کو اخذ کیا ارضی اجسام ہیں مگر آسمانی قلوب انمیں ہیں صورتیں فرشی مگر ارواح عرشی ہیں اُنکے نفوس خدمت کی منزلوں سیر کر رہی ہیں اور اُنکی ارواح فضاے قرب میں اُڑ رہی ہیں بندگی میں اُنکے راستے مشہور اور نیزے کے پھریرے اُنکے اطراف زمین میں پھیلے ہوے ہیں ناواقف اُنکے احوال سے کہتے ہیں کہ وہ گم ہو گئے حالانکہ وہ گم نہیں ہوے مگر اُنکے احوال بلند ہو گئے سو اُنھوں نے نہ پایا اور مقامات اُنکے اونچے چڑھ گئے سو اُسکے تئیں نہ پہونچ سکے ابدان کے ساتھ دنیا میں ہیں اپنے قلوب کے ساتھ مقام حدوث سے جدا ہیں اُنکی ارواح کو عرش کے اردگرد طواف ہی اور اُنکے دلون کو نیکی کے خزانوں سے حاجت روائی ہی خدمت سے شبہاے تاریک میں چین کرتے ہیں اور طلب کی آتش سے دوپہر کی پیاس سے مزہ اُٹھاتے ہیں نمازون کے ساتھ منجانب شہوات تسلی ہیں اور تلاوت کی شیرینی کے ساتھ لذات کا معاوضہ لیا ہی اُنکے چہرون کے بشرہ سے وجدان کے حسان سے بشاشی ٹپکتی ہی اور اُنکے باطن کے اسرار پر نضارت عرفان غماز ہی ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں علماء حقانی اُنمیں سے خلق کی دعوت کرتے ہیں حسن متابعت سے اُنکو رتبہ دعوت ملا ہی اور متقین کے لیے وہ لوگ پیشوا بنائے گئے ہیں اسلیے ہمیشہ خلق میں اُنکے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور انوار

اُنکے مشرق اور مغرب مین چمک رہے ہین جسنے اُنکی اقتدا کی وہ سیدھی راہ پر آگیا
اور جسنے اُنکا انکار کیا وہ گمراہ ہوا اور حد سے متجاوز ہوا تو اللہ ہی کے لیے حمد و سپاس ہی
کہ اُسنے کیا کیا بندون کے لیے مہیا کیا اپنی بارگاہ کی خواصی کے برکات سے جو اہل دول
ہین اور درود و رحمت اُسکے نبی اور رسول محمد پر اور اُسکے آل و اصحاب پر جو بزرگ
بزرگ ہین بعد ازین اس قوم کے لیے جو ہدیہ پیش کرتا تھا اور اُنکی محبت جو مجھے اُنکے
شرف احوال جان کر تھی اور اُنکی صحبت جو کتاب اور سنت پر ہی گی اور اُن دونون
کے سبب جو اللہ کریم سے فضل و کرم آمیز تھے ان سب باتون نے مجھے برانگیختہ کیا کہ
اس گروہ سے اس مختصر کے ساتھ برائی دور کرون اور چند باب حقایق اور آداب
مین تالیف کرون کہ وجہ صواب سے آشکار ہون اُن مقاصد مین جنپر اُنھون نے
اعتماد کیا اور علم صریح کی شہادت سے اُنکے لیے مشعر اُن مطالب مین ہون جنکا
اُنھون نے اعتقاد کیا اسواسطے کہ تشبیہ کرنے والے بہت ہو گئے ہین اور احوال
اُنکے طرح طرح کے ہین اور اُنکے لباس مین بہت پردہ دار چھپے ہوئے ہین اور اعمال
اُنکے فاسد ہو گئے ہین اور جو لوگ اُنکے بزرگون کے اصول نہین جانتے اُنکے دلون
مین بدگمانی پہونچ گئی اور قریب تھا کہ وہ تسلیم نہ کرین اُنکی وقعت کو اور مطعون کرین
اس ظن سے کہ اُنکا حاصل صرف رسم کی طرف راجع ہی اور اُنکا تخصص محض اسم
کی جانب عائد ہی اور اُسمین جو میری نیت ہوئی وہ یہ ہی کہ قوم کا سواد زیادہ اُنکے
طریقے کی نسبت سے اور اُنکی طرف اشارہ سے ہوا ہی اور بیشک حدیث مین وارد
ہوا ہی کہ جسنے ایک قوم کی تعداد کو بڑھایا وہ اُنمین سے ہی اور مجھے اُسمین اللہ کریم سے
صحت نیت کی امید ہی اور یہ کہ نیت نفس کے شائبون سے خالص ہو اور جو کچھ

اُسمین مجھے اللہ تعالی نے فتح باب کی ہے وہ اللہ تعالی کی طرف سے عطیہ ہے اور معرفت ہے
اور عطیات سے بزرگتر عوارف المعارف ہے اور یہ کتاب کچھ اوپر ساٹھ باب پر مشتمل ہے
اور اللہ تعالی مددگار ہے پہلا باب علوم صوفیہ کی منشا مین دوسرا باب حسن استماع
کے ساتھ تخصیص صوفیہ کے بیان مین ہے تیسرا باب علم صوفیہ کی فضیلت کے بیان
مین اور اُسکے نمونہ کی طرف اشارہ ہے چوتھا باب احوال صوفیہ کی شرح اور اُنکے طریق
مین جو اختلاف ہے پانچوان باب تصوف کے ذکر مین ہے چھٹا باب وجہ تسمیہ کے
بیان مین کہ صوفیہ کس لیے کہتے ہین ساتوان باب متصوف اور متشبہ کے ذکر
مین ہے آٹھوان باب خرقہ ملامتی کے ذکر اور اُسکے حال کی شرح مین ہے نوان باب
اُن لوگون کے بیان مین ہے جو منسوب بصوفیہ ہین اور صوفی نہین ہین دسوان
باب رتبہ مشیخت کی شرح مین ہے گیارھوان باب خادم شرح احوال اور اُسکے
متشبہ کے بیان مین بارھوان باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین
تیرھوان باب باشندگان خانقاہ کی فضیلت مین چودھوان باب اسکے بیان
مین کہ اہل خانقاہ کو اہل صُفّہ کے ساتھ مشابہت ہے پندرھوان باب اہل
خانقاہ کی خصوصیات مین ہے جو اُنکے باہمی معاہدون مین واقع ہے سولھوان
باب سفر اور مقام کے بیان مین جو اختلاف کہ اہل مشائخ مین ہے سترھوان باب
اُن چیزون کے بیان مین ہے فرائض اور نوافل اور فضائل سے جنکی طرف مسافر
کو حاجت ہے اٹھارھوان باب اسکے اندر کہ کسطرح سے سفر سے آئے اور خانقاہ مین
داخل ہو اور اُسکے ادب کیا ہین انیسوان باب صوفی متسبب کے احوال مین ہے بیسوان باب
اُس شخص کے بیان مین جو فتوح سے کھائے اکیسوان باب صوفی مجرد اور متاہل کے

بیان مین بائیسوان باب سماع کے بابت جو قبول کہ قبول اور ایثار کے لیے ہی تئیسوان
باب سماع کی بابت جو قبول کہ انکار و تردید کے لیے ہی چوبیسوان باب سماع کی بابت
جو ترفع اور استغنا کی روسے ہی پچیسوان باب سماع کے بابت جو بروے ادب در اعتبار
کے ہی چھبیسوان باب اُن چلون کی خاصیت جسکا تعاہد صوفیہ نے کیا ہو ستائیسوان
باب چلون کے فتوح کے بیان مین ہو اٹھائیسوان باب اسکے بیان مین کہ چلون کے
اندر کسطرح داخل ہو انتیسوان باب اخلاق صوفیہ او شرح خلق مین ہی تیسوان باب تفضیل
اخلاق کے ذکر مین اکتیسوان باب ادب اور اُسکے مرتبہ مین جو تصوف سے ہی بتیسوان
باب آداب حضرت مین جو اہل قرب کے واسطے ہی تینتیسوان باب طہارت کے آداب
اور اُسکے مقدمات کے بیان مین چونتیسوان باب وضو کے آداب اور اُسکے اسرار کے
بیان مین ہی پینتیسوان باب آداب اہل خصوص اور صوفیہ کے بیان مین چھتیسوان باب
نماز کی فضیلت اور اُسکی بزرگی شان مین سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین ہی
اڑتیسوان باب آداب صلوۃ اور اُسکے اسرار کے بیان مین اُنتالیسوان باب روزہ
کی فضیلت اور اُسکے حسن اثر کے بیان مین ہی چالیسوان باب احوال صوفیہ کے جو روزہ
اور افطار کے اندر ہی اکتالیسوان باب روزہ کے آداب و ضروریات روزہ کے ذکر
مین ہی بیالیسوان باب طعام کے ذکر اور اُسکی صلاح و فساد مین تینتالیسوان باب
کھانے کے آداب مین چوالیسوان باب لباس اور صوفیہ کی نیات اور اُنکے مقاصد کے
بیان مین جو لباس کے اندر ہین پینتالیسوان باب قیام شب کی فضیلت کے
ذکر مین ہی چھیالیسوان باب اُن اسباب کے بیان مین جو قیام شب
کے مددگار ہین سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کے

عمل کے آداب مین ہی اڑتالیسوان باب قیام شب کی تقسیم مین ہی اُنچاسوان باب دن
کے استقبال اور اُسکے ادب کے بیان مین ہی پچاسوان باب اُن اعمال کے بیان مین جو
تمام دن کیے جاءین اور تقسیم اوقات کی شرح مین باب اکاونّ آداب کے بیان مین
جو مرید کے شیخ کے ساتھ ہین باب باونّ اُن مراتب مین جنکا برتاو شیخ اپنے اصحاب
اور تلامذہ سے کرے باب ترپن صحبت کی حقیقت اور اُسکے خیر و شر کے بیان مین ہی باب
چوّن صحبت اور اخوۃ فی اللہ کے حقوق کے آداب مین باب پچپن آداب صحبت اور خوت
مین ہی باب چھپّن اسکے بیان مین کہ انسان معرفت اپنے نفس کی کرے اور اُس سے
جو مکاشفات کہ صوفیہ کو ہوے باب ستاونّ خطرات کی معرفت اور اُسکی تفصیل اور
تمیز کے بیان مین ہی باب اٹھاونّ شرح حال و مقام اور اُنکے درمیانی فرق مین ہی
باب انسٹھ مقامات کی طرف اشارہ مین جو بطور اختصار ہی باب ساٹھ اشارات
مشائخ کے ذکر کے اندر جو مقامات مین علی الترتیب ہی باب اکسٹھ احوال و طریقہ اُنکے
شرح کے ذکر مین باب باسٹھ کلمات اصطلاحی صوفیہ کے اندر جو احوال کی طرف
مشیر ہین باب ترسٹھ کسیقدر بدایات و نہایات اور اُنکی صحبت کے بیان مین ہی
سوا ان ابواب مین نے بعنوان الٰہی لکھے جو بعض علوم اور احوال و مقامات اور
آداب اخلاق اور عجایب وجدان اور حقایق معرفت اور توحید اور اشارات
دقیق اور لطیف اصطلاحات صوفیہ پر مشتمل ہین پس اُنکے اعلام نسبت وجدان کے
اور نسبت بعرفان کے اور ذوق تحقیق صدق حال کے ساتھ مین اور وہ تمام و کمال
گفتگو اور بیان مین نہین آتے اسواسطے کہ وہ عطیات ربانی اور مواہب حقانی
ہین جنکو صفائی باطن اور خلوص ضمیر اُتارا ہی اور اُسپر کنہ سے اشارہ کرنے کو مین نے

گناہ جانا اور عبارت پر جھک پڑا اور اُنکا ہدیہ ارواح نے موانست اور ایتلاف سے کیا اور اُنکے حقایق دریاے الطاف سے پانی نوش کیا ہی اور حال یہ ہی کہ بہت سے علوم دقیق اُنکے بوسیدہ ہوگئے جسطرح کہ حقائق اُنکی رسوم کے مٹ گئے اور جنید رحمۃ اللہ نے فرمایا ہی کہ ہمارے اس علم کی بساط اتنی برسون سے تہ ہوکر لپٹ گئی اور ہم اُسکے حواشی مین کلام کر رہے یہ اُسکا قول اُسکے وقت مین پیدا ہوا حالانکہ علما سلف اور صلحا تابعین کے قریب تھا پھر ہمارا کیا حال ہو کہ اِسقدر زمانہ گذر گیا اور علما زاہدین اور حقایق علوم دین کے عارف کم ہوگئے اور اللہ تعالی سے امید ہی حسن قبول سے جہد اور سعی قلیل البضاعت کو پسند کرے اور تمام حمد و ثنا خداے پروردگار عالم کے لیے ہی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب علوم صوفیہ کے منشا اور مبدا کے بیان مین ہی

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالے عنہ سے باسناد روایت ہی کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ میرے مثل اور اُس چیز کے جسکے ساتھ اللہ
تعالے نے مجھے بھیجا اُس شخص کی سی مثل ہی جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری
قوم واقعی مین نے اپنی آنکھون سے لشکر دیکھا ہی اور تحقیق مین برہنہ ڈرانے والا ہون
ہان چلو بھاگو اور بچو یہان ذرا نہ ٹھہرو۔ تو اُسکا کہنا ایک گروہ نے اُسکی قوم سے مان لیا
اور سر شام وہان سے چل کھڑی ہوئی اور دھیرے دھیرے روانہ ہوئی اور بچ گئی
اور ایک گروہ نے اُنمین سے تکذیب کی اور جہان تھے وہین اُنکو صبح ہوئی تو صبح ہی لشکر
اُنکے سر پر جا پہونچا اور اُنکو ہلاک کیا اور بیخ و بن سے اُنھین اُکھیڑ ڈالا۔ پس یہ مثل اُن
لوگون کی ہی جنھون نے میری فرمانبری کی اور جو چیز مین لایا اُسکی پیروی کی اور مثل
اُنکی ہی جنھون نے میرا کہنا نہ مانا اور جو چیز مین لایا حق سے اُسکو جھٹلایا اور فرمایا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل اُس شی کے ہدایت اور علم سے کہ اللہ تعالے
نے اُسکے ساتھ مجھے بھیجا ایک بھاری مینھ کی سی مثل ہی جو زمین کو پہونچا تو ایک قطعہ

اُس زمین کا اچھا قابل زراعت تھا پانی کو پی گیا اور اُسمین خوب گھانس پیدا ہوئی
اور سبزہ اُگا اور ایک قطعہ اُسمین کا جھیل اور تالاب تھا اُسمین پانی رکا اور جمع ہوا
تو اللہ تعالے نے خلق کو اُس سے نفع پہونچایا اور لوگون نے خود بھی پانی پیا اور
اورونکو بھی پلایا اور کھیتی باڑی کی اور ایک قطعہ اُسمین کا اور سرتختہ تھا نہ پانی اُسمین
ٹھہرا اور نہ سبزہ اُسمین جما پس یہ مثل اُسکے ہی جو دین الٰہی مین فقیہ ہوا اور اُسکو نفع
اُس شی نے دیا جسکے ساتھ اللہ تعالی نے مجھے بھیجا پھر وہ خود صاحب علم ہوا اور دوسرون
کو بھی علم سکھلایا اور مثل اُس شخص کے جو اُس سے متنبہ اور بیدار نہوا اور نہ اللہ تعالے
کی ہدایت کو مانا جسکے ساتھ مین بھیجا گیا شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے قلوب
صافی اور نفوس قدسی اُسکی پذیرائی کو بنائے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لائے
تب صفائی کا تفاوت اور طہارت کا اختلاف فائدہ اور نفع مین ظاہر ہوا پس بعضے
قلوب تو زمین اچھی قابل زراعت کے مثال ہین جسمین سے گھانس اور سبزہ پیدا ہوتا ہی
اور یہ اُسکے مثل ہی فی نفسہ علم سے نفع اُٹھایا اور ہدایت پائی اور اُسکو نفع اُسکے علم نے
دیا اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق مستقیم کی طرف اُسکی رہنمائی کی
اور بعضے قلوب وہ ہین جو اخاذات یعنی تالابون کے مثال ہین اخاذات جمع اخاذ
کی ہی اور وہ تال اور جھیل ہی جسمین پانی جمع ہوتا ہو پھر صوفیہ اور مشایخ سے علماء زاہد
کے نفوس اور قلوب پاک صاف ہوگئے اور وہ مزید انتفاع کے ساتھ مختص ہوئے
اور جھیل تالاب بن گئے حضرت مسروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ مین اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہا تو اُنکو مین نے جھیل تالابون کے مثل
پایا اسواسطے کہ دل اُنکے حافظ اور نگہبان تھے اور علوم کے ظروف بنگئے اُس صفائی

کی بدولت جو انکو روزی اور نصیب ہوئی حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ یعنی سنین اُسکو یاد رکھنے والے کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ مین نے اللہ سے چاہا ہی ای علی کہ اُسے تیرے کان بناوے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ مین اُسکے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہین بھی ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ نے کہا کہ ایسے کان جنھون نے اللہ سے اُسکے اسرار سنے اور اُسی نے کہا واعیہ اپنے اپنے معدن مین ہی کوئی شی اُسمین سوا اُسکے نہین ہی جسکو مشاہدہ اُسنے کیا پس وہ خالی اسکے ماسوا سے ہی درین صورت طبیعتونکا اضطراب ایک قسم کے جہل کے سوا اور کچھ نہین ہی پس صوفیہ کے قلوب حافظ ہین اسلیے کہ دنیا کی طرف اُنھون نے رغبت کم کی بعد ازانکہ تقوے کی جڑ بنیاد کو خوب مضبوط اور مستحکم کر لیا تو پرہیز اور تقوی سے اُنکے نفوس پاک اور زہد سے اُنکے قلوب صاف ہوگئے پھر جب دنیا کے کاروبار کو زہد کی تحقیق سے نیست اور نابود کر دیا تو اُنکے باطنون کے مسامات کھل گئے اور گوش دل سے اُنھون نے سنا اور اُسپر مدد اُنکی دنیا کے زہد نے کی پس علماء تفسیر اور ائمہ حدیث اور فقہاء اسلام نے علم سے کتاب اور سنت کا احاطہ کیا اور دونون سے احکام کا استنباط کیا اور نئے نئے معاملون کو اصول نصوص کی جانب راجع کیا اور اللہ تعالے نے اُنکے باعث دین کی حمایت اور حفاظت کی اور علماء تفسیر نے شناخت کرا دیے وجہ تفسیر اور علم تاویل اور عرب کے طریقے لغت مین اور صرف نحو کے عجایب غرایب اور اصول قصص اور اختلاف وجوہ قراۃ کے اور اسمین بہت کتابین بنا ڈالین تب اُنکے طریقے سے امت مرحومہ پر علوم قرآنی وسیع اور فسیح ہوگئے اور ائمہ حدیث

نے احادیث صحیح اور حسن مین تمیز کی اور راویون کے اسماء رجال کی معرفت کے
سبب یکتاے زمانہ ہوگئے اور جرح اور تعدیل کے ساتھ حکم لگائے تاکہ صحیح سقیم سے
جان پڑے اور کج راست سے متمیز ہو کہ اُسکے طریقے سے روایت اور سند کا طریقہ حفظ
سنت کا محفوظ اور مصئون رہے اور فقہانے اسمین کوشش کی اور جد و جہد کہ احکام
کا استنباط کرین اور مسایل کی تفریع اور معرفت تعلیل اور فروع کو اصول کی طرف پھیر لائین
علتہاے جامعہ سے اور نئے مسائل کو نصوص کے حکم سے کامل کرین اور علم فقہ و احکام
سے علم اصول فقہ اور علم خلاف پیدا ہوا اور علم خلاف سے علم جدل نکلا اور علم اصول
دین کا سب سے زیادہ محتاج علم اصول فقہ کا ہی اور اُنکے علم سے علم فرایض ہی اور
اُس سے علم حساب اور جبر و مقابلہ وغیر ذلک لازم آیا پھر تو شریعت خوب پھیل گئی اور
مضبوط و استوار ہوگئی اور سیدھا سچا دین مستقیم اور قائم ہوگیا اور ہدایت نبوی
مصطفوی بجدار اور شاخ در شاخ ہوگئی تب قلوب علما کے زمین نے اس وجہ سے
کہ ہدایت اور علم کا آبحیات پی لیا تھا خوب سے چراگاہ اور سبزہ زار پیدا کیے قال
اللہ تعالے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فرمایا اللہ تعالے نے نازل کیا
آسمان سے پانی پھر بہ نکلے رود خانے اپنے اپنے اندازہ سے ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا پانی علم ہی اور رود خانہ قلوب ہین ابو بکر واسطی نے کہا اللہ اُس سے
راضی ہو اللہ تعالی نے ایک بڑا موتی صاف شفاف پیدا کیا پھر اُسے چشم جلال
سے نظارہ کیا تب وہ حیا کے مارے پانی پانی ہوگیا اور بہ نکلا پس فرمایا انزل
من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا تو دلون کو یہ پانی پہونچا تو وہ صاف اور اُجلا
ہوگئے اور ابن عطا رح نے کہا انزل من السماء ماء یہ ضرب المثل اللہ تعالے نے

بندہ کے لیے فرمائی اور یہ اسلیے کہ جب سیلاب رود خانوں مین بہتی ہی تو اُنمین
کسی نجاست کو بغیر صاف کیے نہین رہتی اور سب اپنے ساتھ بہالیجاتی ہی اسیطرح
جب نور کا سیلان ہوتا ہی جسے بندہ کے لیے فی نفسہ اللہ تعالے نے تقسیم کیا ہی تو اسمین
کوئی غفلت باقی رہتی ہی اور نہ کوئی ظلمت رہتی ہی انزل من السماء ماء یعنی اُتارا
آسمان سے حصہ نور کا فسالت بقدرہا یعنی قلوب مین انوار بہ نکلے جسقدر کہ اُنکے لیے
روز ازل مین اللہ تعالے نے تقسیم کیا تھا فاما الزبد فیذہب جفاء سو اگر کف ہی تو
جاتا رہے گا باطل پھر قلوب روشن اور منور ہو جاتے ہین کہ اُنمین کسیطرح کا میل اور
کوڑا باقی نہین رہتا واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ناحق اور ناچیز جاتے رہتے
ہین اور حقیقتین باقی رہتی ہین اور بعضون نے کہا انزل من السماء ماء یعنی اُتارین
آسمان سے انواع اقسام کی کرامات تو ہر ایک قلب نے اپنے حصہ اور نصیب کو لے لیا
پھر بہ نکلے رود خانہ قلوب علماء تفسیر وحدیث اور فقہ کے اپنے اپنے اندازہ سے یا کہ
بہ نکلے رود خانے قلوب صوفیہ کے جو علماء تارک الدنیا ہین اور حقایق تقوے کو
مضبوط پکڑے ہوے ہین اپنے اندازہ سے پھر جسکے باطن مین لوث دنیا کی محبت
کی ہو زیادہ مال وجاہ اور طلب مناصب اور رغبت کی تو اُسکے دل کا رود خانہ
اپنے موافق بہتا ہی اور علم ایک جزء صالح حاصل کیا اور حقایق علوم سے اُسنے حصہ
نہ پایا اور جسنے دنیا کی طرف رغبت نہین کی تو اُسکے دل کا وادی کشادہ ہو گیا اور
اُسمین علم کا پانی بہ نکلا اور جمع ہو گیا اور تالاب جھیل بن گیا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
سے کہا گیا کہ ایسا ہی کہتا ہی فقہائے آپ نے فرمایا کہ آیا کوئی فقیہ تو نے کبھی دیکھا ہی
فقیہ وہی ہی جسکو دنیا کی طرف رغبت نہو پس صوفیہ نے علم درست سے حصہ حاصل

کیا پس اُنکو علم درست نے فائدہ عمل کا علم کے ساتھ دیا پھر جب اُنھون نے عمل کیا
اُن چیزون پر جنکا اُنھین علم ہوا تو عمل نے اُنکو علم وراثت کا فائدہ دیا پس وہ سب
علماء کے شریک اُنکے علوم مین ہین اور زاید علوم کے سبب اُنسے ممتاز ہوگئے اور
وہ علوم وراثتہ ہین اور علم وراثت تفقہ علم مین ہو قال اللہ تعالے فلولا نفر من کل
فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم یعنی اللہ تعالے
نے فرمایا سو کیون نہین نکلے اُنکے ہر ایک فرقہ مین سے ایک جماعت تاکہ تفقہ حاصل
کرین دین مین اور آگاہ کرین اور خوف دلائین اپنی قوم کو جبکہ واپس اُنکے پاس
وہ آدین پس انذار فقہ سے مستفاد ہوا اور انذار زندہ کرنا اُن لوگون کا ہی جو ڈرائے
گئے ہین علم کے آبحیات سے اور علم کے ساتھ زندہ کرنا رتبہ اُس شخص کا ہی جو دین
مین فقیہ ہو تو تفقہ دین مین اعلی اور اکمل مراتب سے ہوا اور وہ علم ایسے عالم
کا ہی جو دنیا کی طرف راغب نہوا اور ایسے متقی پرہیزگار کا جو اپنے علم کے باعث رتبہ
انذار کو پہونچتا ہی اس سے پایا گیا کہ علم اور ہدایت کے اول ورود گاہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہین کہ علم اور ہدایت اُنپر اللہ تعالے کی طرف سے وارد ہوئی پھر اسکے ساتھ
وہ توانا اور موٹا تازہ ظاہر اور باطن مین ہوگیا اور اُسکی توانائی اور تندرستی سے
دین قوی پشت ہوگیا اور دین انقیاد وخضوع یعنی فروتنی اور تواضع ہو کہ دون
سے مشتق ہوا پس جو چیز کہ پست ہوئی وہ دون ہو تو دین یہ ہو کہ انسان اپنے
نفس کو پست اپنے رب کے واسطے کرے اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ راستہ بنادیا
تمھارے لیے دین مین وہی جو نوح علیہ السلام کو اُسکے ساتھ نصیحت کی اور جو کچھ
کہ تیری طرف ہمنے وحی بھیجی اور جو کچھ کہ اُسکے ساتھ ابراہیم اور موسی اور عیسے

علیہم السلام کو نصیحت کی کہ دین کو قائم رکھو اور اسمین تفرقہ نہ ڈالو کہ دین مین تفرقہ
ڈالنے سے لاغری اعضا پر غالب ہو جاتی ہے اور علم کی تر و تازگی اُنسے دور ہوتی ہے
اور نضارۃ جو ظاہر مین ہوتی ہے اعضا کی زیب و زینت سے اسطرح پر کہ نفس و مال
مین انقیاد ہو سو وہ قلب کے تازہ اور توانا ہونے سے حاصل اور مستفاد ہوتی ہے
اور علم سے قلب اپنے تازہ و توانا ہونے مین ایک دریا کی شال ہے پس قلب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم و ہدی کے ساتھ بحر مواج ہو گیا پھر اُسکے بحر قلب سے نفس
تلک جا ملا پس اُسکے نفس شریف پر علم و ہدی کی تر و تازگی نمایان ہوئی تب نفس
کے صفات اور اخلاق بدل گئے اُسکے بعد اعضا اور جوارح کی طرف نہر پھوٹ کر جا لگی
اُسوقت وہ خوب تر و تازہ اور سیراب و شاداب ہو گئے پس ہر گاہ کہ ہر طرح کی
تر و تازگی سے لبریز اور رہرے بھرے ہو گئے تو حق سبحانہ تعالے نے آپکو خلق کی
طرف بھیجا تب تو آپ امت پر آن پہونچے قلب نے ساتھ علوم کے زور
کے پانی سے لہرین مارنے والا تھا اور فہوم کی نہرین اُسکے سامنے آئین
اور ہر ایک نہر مین اُسکے دریا سے ایک حصہ پانی کا روان ہوا اور یہ حصہ جو
فہوم سے جا ملا وہی فقہ دین ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا نہین عبادت کی گئی اللہ عز و جل
کی کسی چیز سے جو فقہ دین سے اعلی اور افضل ہو اور ہر آئینہ ایک فقیہ تن تنہا بہت
بھاری اور سخت شیطان پر ہزار عابد سے ہے اور ہر ایک شی کے لیے ایک ستون ہے
اور اس دین کا ستون فقہ ہے اور امیر معاویہ نے خطبہ پڑھتے ہوے رکھا سُنا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ اللہ

خیر کا ارادہ کرتا ہی اُسکو دین مین فقیہ کردیتا ہی اور ہر آئینہ مین فقط قاسم ہون اور اللہ عطا کرنے والا ہی شیخ نے کہا جب علم دل تک پہونچا تو دل کی آنکھ کھل گئی اور حق و باطل کو دیکھا اور اُسکو ہدایت کی امتیاز غوایت سے ہوئی اور جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره یعنی پس جسنے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسنے ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھ لیگا اعرابی بولا حسبی حسبی یعنی بس بس یہ مجھے کافی ہی یہ مجھے کافی ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص فقیہ ہوگیا اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے روایت کی کہ افضل عبادت فقہ دین ہی اور حق سبحانہ تعالے نے فقہ کو قلب کی صفت کی ہی پس فرمایا لہم قلوب لا یفقہون بہا یعنی اُنکے دل ایسے ہین کہ آیات قرآنی کو اُنکے ساتھ نہین سمجھتے پس جبکہ وہ فقیہ ہوے تو اُنھین علم ہوا اور جب اُنھین علم ہوا تو اُنھون نے عمل کیا اور جب وہ عامل ہوے تو معرفت حاصل کی اور جب وہ عارف ہوے تو مہتدی ہوگئے اسواسطے جو کوئی بڑھکر فقیہ ہوا تو اُسکا بڑا سریع الاجابت اور بہت ہی مطیع دین کے معالم اور نشانات اور نور یقین کا بڑا حصہ دار ہوا پس علم اللہ تعالے کی طرف سے ایک جملہ وہبی قلوب کیلیے ہی اور معرفت اس جملہ کا تمیز اور امتیاز ہی اور ہدی یعنی راہ راست پانا قلوب کا وجدان اور پالینا اُسکا ہی تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بہ من الہدی والعلم یعنی مثل اُس شی کے جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالے نے بھیجا اور وہ ہدی اور علم ہی تو یہ خبر دی کہ ہر آئینہ قلب نبوی نے علم پایا اور تھا ہادی اور مہدی اور علم آنحضرت علیہ الصلوة والسلام کا اُن دونون ہدی اور علم سے ایک وراثہ مرکبہ حضرت ابو البشر

آدم علیہ السلام سے اسطرح پر کہ سکھلائے اُنکو سب اسما اور نام اور نشان سب اشیا کے پس تکرم کیا اللہ تعالے نے علم سے اور فرمایا اللہ تعالے نے علم الانسان مالم یعلم یعنی انسان کو سکھلا دیا جو کچھ وہ نہین جانتا تھا پھر آدم مین جب علم اور حکمت کو ترکیب دی تو حاصل اُسے ہوا فہم اور فطنت اور معرفت در رافۃ لطف اور حب و بغض فرح اور غم اور رضا و غضب اور کیاست بعد اُسکے ان سب کے استعمال کا اُس سے اقتضا کیا اور اُسکے قلب کے لیے بینائی دی اور راہ اُسنے پائی اللہ تعالی کی طرف اُس نور سے جو اُسکو ارزانی فرمایا تب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کی طرف اُس نور کے ساتھ جو ورثہ مین ملا اور اُس نور کے ساتھ جو خاص آپکو عطا ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ جب اللہ تعالے نے آسمانون اور زمین سے خطاب اس قول کے ساتھ کیا ائتیا طوعا او کرہا یعنی آؤ تم دونون خواہ نخواہ کہا اُن دونون نے اتینا طائعین یعنی آئے ہم فرمانبردار حکم کے باندھے تو زمین سے مقام کعبہ نے بات کہی اور جواب دیا اور آسمان سے اُس مقام نے جو کعبہ کے مقابل تھا اور ہر آئینہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل طینت ناف زمین سے مکہ مین تھی پس بعض علمانے کہا یہ قول اشعار کرتا ہی کہ زمین سے جسنے جواب دیا وہ ذرہ مصطفے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی ہی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدایش مین اصل ٹھیرے اور سب کائنات اُسکی تبع و پیرو ہین اور اسی کی طرف اشارہ ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور بعضی روایت مین ہی روح اور جسد کے درمیان اور کہا گیا اسی واسطے آپ کا نام امی رکھا گیا کہ مکہ ام القری ہی اور ذرہ اُسکا ام الخلیفہ ہی اور تربت

شخص کی مدفن اُسکا ہی پس وہ مقتضی اسکا تھا کہ مدفن اُسکا مکہ مین ہو کہ مٹی اُسکی وہین کی تھی ولیکن یہ قول ہی کہ جب پانی پھر آیا تو کف اطراف وجوانب مین پھینک دیا پس توجہ ہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہان واقع ہوا جو مقابل اُسکی تربت کے مدینہ مین ہی اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مکی مدنی پیدایش آپ کی مکہ مین اور تربت آپ کی مدینہ مین اور جو ہمنے پہلے ذکر کیا ہی اُسمین اشارہ ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہی جو اللہ تعالے نے فرمایا واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی یعنی اور جبوقت تیرے پروردگار نے نکالی بنی آدم کے پیٹھون سے ذریات اُنکی اور اقرار اُنسے لیا اُنکی ذات پر کیا مین تمھارا پروردگار نہین ہون وہ بولے ہان البتہ حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت اللہ تعالے نے آدم کی پشت پر ہاتھ ملا اور اُس سے نکالی اولاد اُسکی جیسی صورت چیونٹی کی ہو نکلنا چاہا چیونٹیون نے آدم کے بالون کی مسامات سے پس وہ نکلین جیسے پسینا نکلتا ہی اور بعض نے کہا کہ بعضے فرشتون نے ہاتھ ملا تھا تو فعل کی نسبت مسبب کی طرف ہوئی اور بعض کا قول ہی کہ مسح کے معنی ہین شمار کیا جسطرح زمین پیمایش سے گنی جاتی ہی اور یہ ماجرا بطن نعمان کا ہی جو ایک وادی عرفہ کے برابر مکہ اور طائف کے بیچ مین ہی یہ جب خطاب ذریات سے کیا اور بلے کے ساتھ انھون نے جواب دیا تو اقرار نامہ سفید اور روشن ورق پر لکھا گیا اور فرشتون نے اُسپر گواہی لکھی اور سنگ اسود مین اُسکو رکھ دیا پس ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی جواب دینے والا تھا زمین سے اور علم وہدی اُسمین دو جزا ایسے جلے معجون ہین تو بھیجا علم اور ہدی کے ساتھ جو موروثی تھے آپ کے اور وہی خداداد تھے اور کہا گیا ہی کہ جب

اللہ تعالے نے جبرئیل اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ دونون زمین سے مٹھی بھر لادین
تو زمین نے انکار کیا حتی کہ اللہ تعالے نے عزرائیل کو بھیجا تو زمین سے ایک مٹھی
بھر لایا اور ابلیس نے زمین کو اپنے دونون قدم سے روند ڈالا تو بعضی زمین اُسکے
دونون قدم کے درمیان ہوگئی اور بعضی زمین اُسکے قدمون کی جگھون کے درمیان
مین آگئی، تو نفس اُس سے مخلوق ہوا جسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شر
ہو گیا اور بعضی زمین کہ اُس تک ابلیس کا قدم نہین پہونچا تو اس مٹی سے ابنیاء ور
اولیا کی اصل ہی اور ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرگاہ حق تعالے تھا
عزرائیل کی مٹھی مین سے کہ نہین چھو گیا تھا اُسے قدم ابلیس کا پھر اُسکو جہل کا
حصہ نہین پہونچا بلکہ وہ مسلوب الجہل اور علم سے کثیر الحظ ہو گیا پس اللہ تعالے نے
اُسکو علم و ہدی کے ساتھ بھیجا اور اُسکے قلب سے اور قلوب کی طرف اور اُسکے
نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا تو اصل طہارت طینت مین مناسبت واقع
ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی دریں حالت جو کوئی طہارت
طینت کی نسبت سے قریب تر مناسبت رکھتا تھا وہی زیادہ بہرہ مند علم و ہدی
سے ہوا پس قلوب صوفیہ قریب تر مناسبت مین تھے تو اُنھین نے بڑا حصہ علم
سے حاصل کیا اور باطن انکے جھیل اور تالاب بن گئے پھر علم سیکھا اور اُسپر عمل کیا
جیسے وہ تالاب کہ اُنسے پانی بھی پیتے ہین اور کھیتیان بھی سینچی جاتی ہین اور سائر
تقوی کے احکام سے اُنھون نے علم دراست اور علم وراثت کے فائدون کو باہم جمع
کر دیا اور جب نفوس پاک اور مزکے ہو گئے تو اُنکے قلوب کے آئینہ تقوی کے صیقل
سے مجلے ہو گئے تب اُنمین صور اشیاء اپنی ہیئت اور ماہیت پر ظاہر ہو گئین تو دنیا

اپنی فتح سے ظاہر ہوئی اُسے ترک کیا اور آخرت اپنے حسن سے جلوہ گر ہوئی اُسے
طلب کیا پھر جبکہ دنیا مین اُنھون نے کم رغبتی کی تو اُنکے باطنون مین انواع و اقسام
کے علوم خوب ٹوٹ کر گرے اور علم و رہت کے ساتھ علم وراثت بھی مل گیا اور سمجھ
لیجیے کہ جو احوال بلند اس کتاب مین ہم صوفیہ کی طرف منسوب کرین وہ احوال
مقربین مین اور اصل صوفی مقرب ہی اور قرآن مین اسم صوفی نہین ہی اور صوفی
کا اسم ترک ہی اور رکھا گیا ہی مقرب کے لیے اُس وجہ سے جسکی شرح ہم اُسکے باب مین
کرینگے اور یہ نام اہل قرب کے لیے بلاد اسلام کے شرق و غرب مین نہین جانا اور
پہچانا جاتا بلکہ اہل رسم کے لیے معروف ہی اور بہت سے حضرات مقربین بلاد غرب
اور ترکستان اور ماوراء النہر مین موجود ہین اور وہ صوفیہ کے نام سے مشہور نہین
ہین اسواسطے کہ لباس صوفیہ نہین پہنتے اور الفاظ مین کچھ منع اور حذر نہین آخر
تو معلوم رہنا چاہیے کہ صوفیہ سے ہماری مراد مقربین ہین پس مشایخ صوفیہ وہ ہین
جنکے اسما طبقات اور غیر ذلک کل کتابون مین ہین کہ مقربین کے طریق پر تھے
اور اُنکے علوم احوال مقربین کے علوم ہین اور جو کوئی منجملہ ابرار مقربین کے مقام
تک مطلع ہوا تو وہ متصوف ہین جبتک کہ اُنکے احوال سے متحقق یعنی صاحب حال
نہین ہوا پھر جسوقت کہ اُنکے ذوالاحوال ہو گیا تو وہ صوفی بن گیا اور ان دونون کے سوا جو
اس قسم کے ہین کہ انکے لباس اور نسب سے ممتاز ہین وہ متشبہ ہین اور ہر ایک فی علم کا اور ہر ایک علیم اپنی

دوسرا باب حسن استماع کے ساتھ تخصیص کے بیان مین

زید بن ثابت سے روایت ہی کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے اللہ تعالے خوش و خرم رکھے اُس شخص کو جسنے ایک حدیث مجھسے سنی پھر اُسنے

یاد رکھی حتےکہ دوسرے شخص کو وہ حدیث پہونچائے پس بہت سے حامل ہین کہ انھون نے جانا اور بوجھا اُس شخص تک کہ وہ بڑا فقیہ ہی اور بہت سے حامل ہین کہ اُنھون نے جانا اور وہ فقیہ نہین ہین ہر ایک خیر کی بنیاد حسن استماع اور خوب سننا ہی قال اللہ تعالے ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم یعنی اللہ تعالے نے فرمایا ہی اور اگر جانتا اللہ تعالے اُنمین خیر اور نیکی تو البتہ اُنکو سناتا بعض صوفیہ کہتے ہین خیر کی علامت سماع مین یہ ہی کہ بندہ اُسکے پورے اوصاف کے ساتھ اُسکو سنے اور حق کے ساتھ اُسے حق سے سماعت کرے اور بعض نے صوفیہ مین سے کہا ہی اگر اُنکو سماعت کا اہل اور قابل جانتا تو سننے کے لیے اُنکے کان کھول دیتا پس جس شخص کے وسوسے مالک بن گئے اور اُسکے باطن پر حدیث نفس غالب ہوگئی تو وہ حسن استماع پر قدرت نہین رکھتا تو صوفیہ اور اہل قرب نے جب سمجھ لیا کہ ہر آئینہ کلام اللہ تعالے کا اور رسائل اُسکے اوپر اُسکے بندون کی طرف اور خطابات اُسکے اُنھین کے واسطے ہین تو اُنھون نے دیکھا کہ ہر ایک آیت اُسکے کلام سے تعالے شانہ علم کے دریاؤن مین سے ایک دریا ہی اُن باتون کے سبب جنکو وہ متضمن اور مشتمل ہی علم کے ظاہر اور باطن اور جلی اور خفی سے اور بہشت کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی باین اعتبار کہ وہ آیت آگاہ اور ہوشیار کرتی ہی یا اُسکی طرف عمل سے بلاتی ہی اور دیکھا اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اُس صنعت کا کہ آپ اُسکے ساتھ ہوا سے نطق نہین فرماتے ہین نہین ہی وہ مگر وحی کہ اللہ تعالے کی طرف سے بھیجی گئی ہی استماع اُسکی طرف متعین ہوتا ہی تو جتنی باتین اُسکے پاس ہین اُنمین سب سے اہم اور اتم بالشان استعداد استماع کی ہی اور دیکھا کہ خوب کان دیکر سننا ملکوت کے دروازہ

کھٹ کھٹانا اور رغبت اور خوف کی برکت کا تنزل کرنا ہی اور دیکھا کہ وسوسے دخانات ہین جو نفس امارہ کی آتش سے اُٹھنے والے ہین اور عفونت ہی جو شیطان کی پھونک مارنے سے فراہم ہو جاتی ہی اور حظوظ فانی اور مزہ دنیاوی جو ہوا و ہوس کی لپیٹ اور تباہی کی السیٹ مین ایندھن کی مثال ہین جس سے آگ زیادہ بھڑکے اور قلب اُسکے سبب زیادہ تنگی سے پہونچے تو دنیا کو اُنھون نے چھوڑ دیا اور اپنی رغبت کو اُسکی طرف سے پھیر دیا پس جبکہ آتش نفس سے اُسکی لکڑیان الگ ہو گئین اور شعلہ اُسکے بھڑکنے سے ٹھہرے اور دھوان اُسکا کم ہو گیا تو اُنکے باطن اور قلوب حاضر علوم کے موقعون مین ہوئے اور صفائی فہم کی اُسکے گھاٹون پر آموجود ہوئی پھر جبکہ وہ حاضر ہوئی تو سماعت کی حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہر آئینہ اسمین پند و نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکو قلب حاصل ہو یا کان اُسنے لگایا اور وہ حاضر اور شہود تھا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے کہا قرآن کی نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکا قلب اللہ تعالے کے ساتھ حاضر ہی کہ ایک آن اور ایک لحظہ اُس سے غافل نہین ہوتا حضرت یحیی بن معاذ رازی نے کہا قلب دو قلب ہین ایک قلب ہی جو دنیا کے اشغال سے بھر گیا ہی حتے کہ جب کوئی چیز امور طاعت سے پیش آیا تو وہ صاحبدل نہین جانتا کہ وہ کیا کرے اس باعث کر کہ دل اُسکا دنیا مین مشغول ہی اور ایک قلب وہ ہی کہ آخرت کے احوال سے پر ہو گیا حتے کہ جب کوئی چیز امور دنیا سے سامنے آئی تو وہ صاحب دل نہین جانتا کہ کیا کرے اس وجہ سے کہ اُسکا دل آخرت کی طرف جاتا رہا ہی تو بس دیکھ لے کتنا فرق ہی ان اچھے ہوئے فہمون کی برکت مین اور اُن اشغال فانی کی شامت مین جنکے باعث تو طاعۃ الٰہی سے ٹھٹک رہا بعض صوفیہ

نے کہا ہی لمن کان لہ قلب سلیم من الاعراض و الامراض یعنی اُس شخص کے لیے
جسکو قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہو حسین ابن منصور
نے کہا کہ اُس شخص کے لیے جسکو ایسا قلب حاصل ہو جسمین شہود حق کے سوا کوئی
خطرہ نہو اور پڑھا انعی الیک قلوبا ظالما ہطلت بسحائب الوحی فیہا ابحر الحکم یعنی
مین تجھے سناتا ہون ایسے قلبون کی سنادنی جسنے وحی کے ایسے بادل برسائے
کہ اُنمین حکمت کے دریا بھرے ہوے ہین اور ابن عطا نے کہا ایک وہ قلب ہی جسنے
ملاحظہ حق چشم تعظیم سے کیا اور اُسکے لیے گداز ہو گیا اور ماسوی اللہ سے قطع کر اللہ تعالے
کی طرف جھک گیا اور واسطی نے کہا لذکری یعنی البتہ پند و نصیحت اُس قوم کے لیے ہی
جو مخصوص ہین نہ کہ عام آدمیون کے لیے اُن لوگون کے جنکو قلب حاصل ہی یعنی روز ازل
مین اور یہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا ہی او من کان میتا فاحییناہ
یعنی بھلا وہ جو مردہ تھا پھر ہمنے جلایا اور اُسی واسطی نے کہا ہی کہ مشاہدہ غافل کر دیتا ہی
اور پردہ داری فہم و ادراک دیتا ہی اسواسطے کہ اللہ تعالے نے جب ایک شی کی تجلی کی تو
وہ شی اُسکے لیے خضوع و خشوع یعنی تواضع اور فروتنی کرتی ہی اور یہ جو واسطی نے کہا
بہت قومون کے حق مین صحیح ہی اور یہ آیت اُن قومون کے خلاف دوسری قومون
کو حکم کرتی ہی اور وہ ارباب تمکین ہین جنکے واسطے مشاہدہ اور فہم دونون جمع ہو جاتے
ہین تو موضع فہم کا بات چیت کا محل ہی اور وہ سمع قلب ہی اور موضع مشاہدہ کا بصر
قلب ہی اور سمع کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہی اور بصر کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہی
پھر جو شخص حال کے سکر اور نشہ مین ہی سمع اُسکی اُسکے بصر مین غالب ہو جاتی ہی
اور جو شخص صحو اور تمکین کے حال مین ہو اُسکی سمع غایب اُسکے بصر مین

نہین ہوتی اسواسطے کہ وہ مالک گردن حالی کے ہین اور ظرف وجودہی سے جو بات سمجھنے کے قابل ہی سمجھتا ہی سبب یہ ہی کہ فہم الہام وسماع کا ورودگاہ ہی اور الہام وسماع ولون ظروف وجودی کو چاہتے ہین اور یہ وجود وہی دوسری آفرینش کا پیدائش ہی اُس شخص کے لیے جو مقام صحو مین متمکن اور مستقر ہی اور یہ علاوہ اُس وجود کے ہی جو نور مشاہدہ کے لمعان سے متلاشی اور منعدم ہوجاتا ہی اُس شخص کے لیے جو فنا کی گذرگاہ سے بڑھکر قرارگاہ بقا تک پہونچا اور ابن شمعون نے کہا کہ ہرآئینہ اسمین نیدو نصیحت اُس شخص کے لیے ہی جسکا قلب ایسا ہو کہ آداب خدمت اور آداب قلب کو جانتا ہو اور وہ تین چیزین ہین تو قلب نے جب عبادت کا مزہ چکھا تو وہ شہوت کی غلامی سے آزاد ہوا پس شہوت سے جو کوئی رکا ادب کا ایک تہائی حصہ اُسنے پایا اور جو کوئی اُس چیز کا خواہشمند ہوا جو اُسنے ادب سے نہین آیا بعد ازانکہ وہ مشغول اُسمین ہوا جو پایا تو اُسنے ادب کی دو تہائی حصہ ادب کا پایا اور تیسرے قلب کی سیری اُس چیز سے جو وفا کے وقت اُسنے بڑھکر پہلے ہی بخشش کی اُسوقت پورا ادب پالیا اور محمد ابن علی باقر نے کہا ہی قلب کی موت نفس کی شہوات سے ہی تو جتنا شہوات کو چھوڑا اُسی قدر حیات کا حصہ پایا بس سماع زندون کے لیے ہی مردون کے لیے نہین ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ہرآئینہ تو مردون کو نہین سنا سکتا سہل ابن عبداللہ نے کہا ہی قلب نرم اور تنگ ہی اسمین خطرات ذمیمہ اثر کرتے ہین اور تھوڑے کا اثر اُسپر بہت ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین یعنی اور جو کوئی اللہ تعالے کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُسپر ہم ایک شیطان تقدیر کردیتے ہین

جو اُسکے ساتھ رہتا ہی پس دل ایک کام کا کرنے والا ہی کہ وہ تھکتا ہی نہین اور نفس جاگتا ہوا ہی کہ وہ سوتا نہین پھر اگر بندہ ہو مستمع اللہ تعالے کی باتون کا تو بہتر ورنہ وہ شیطان اور نفس کا مستمع ہی پس ہر چیز سد باب استماع کی ہی اور نفس کی حرکت سے اور اُسکی جنبش مین شیطان راہ پاتا ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیطان بنی آدم کے قلوب کے ارد گرد نہ پھرتے تو ضرور وہ آسمان کے مقامات ملائکہ کو دیکھتے اور حسین نے کہا ہی کہ مبصرون کی بصارت اور عارفون کی معرفت اور علما ربانی کا نور اور گذشتہ ناجیون کے طریق اور ازل و ابد اور جو کچھ اُن دونوں کے مابین ہی کائنات حادث سے وہ سب اُس شخص کے لیے ہی جسکو قلب حاصل ہوا کہ وہ کان سننے کے واسطے لگاتا ہو اور ابن عطا نے کہا وہ ایسا قلب ہی کہ حق کا ملاحظہ کرتا ہی اور مشاہدہ اور اُس سے خطرہ اور فترہ کے سبب غائب نہین ہوتا تو اُسکے ساتھ سنتا ہی بلکہ اُس سے سنتا ہی اور اُسکے ساتھ حاضر ہوتا ہی بلکہ اُسکی شہادت کرتا ہی پھر جبکہ قلب حق کا ملاحظہ چشم جلال سے کرتا ہی ڈرتا ہی اور لرزتا ہی اور جب اُسے دیدۂ جمال سے مطالعہ کرتا ہی سکون اور قرار آجاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی اُس شخص کے واسطے جسکا قلب ہوا ایسا قلب کہ اللہ تعالے کے ساتھ تجرید اور تفرید پر قوت دیتا ہو یہان تک کہ دنیا اور خلق اور نفس سے بھاگ نکلے تب اُسکے غیر کے ساتھ مشغول نہوا اور نہ سوا اللہ کی طرف مائل ہو پس قلب صوفی ساری دنیا سے مجرد اور الگ تھلگ ہو کان اپنے لگائے ہوے اور بصر اُسکی حاضر ہو پھر اُسنے سنی مسموعات اور دیکھی مبصرات اور سامنے ہوا مشہودات کی اپنے اسم کی طرف رسیدگی اور اپنے اللہ کی حضوری مین موجودگی اور کل اشیا اللہ تعالے

کے پاس اور وہ اللہ کے پاس ہی تو سنا اور دیکھا تب اُن سبکو دیکھا اور سنا اور اُنکی تفصیلون کو نہ سنا اور نہ مشاہدہ کیا اسواسطے کہ وہ اجمالات چشم شہود کی وسعت سے مدرک اور معلوم ہوتے ہین اور تفصیلین ظرف وجود کی تنگی سے ادراک نہین ہوتین اور اللہ تعالے عالم تمام اجمال اور تفصیل کا ہی اور ہر آئینہ بعضے حکمانے سماعت مین تفاوت انسانون کی مثال لکھی ہی اور کہا ہی کہ ایک کسان اپنا بیج لیکر نکلا تو اپنا کف دست اُس سے بھر لیا تو کچھ اُسمین سے راستہ پر بکھر گیا کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اُسپر پرند آن گرے اور اُسے چگ گئے اور کچھ اُسمین سے ہموار پتھر پر گرے اور وہ سنگ درشت ہی جسپر تھوڑی مٹی اور کچھ نمی تھی پھر جما یہان تک کہ جب اُسکے ریشہ پتھر تک پہونچے تو کوئی راستہ اور منفذ نہ پایا جسمین باسانی اُترے تو سوکھ گیا اور اُسمین سے کچھ بنجر زمین مین گرا جسمین کانٹے اونچے ہوے تھے پھر وہ جما ہر گاہ کہ وہ بڑھا اور اونچا ہوا تو اُسکا گلا کانٹون نے دبایا پھر اُسکو خراب اور تباہ کر دیا اور اُس سے لل جل گیا اور کچھ اُسمین سے بنجر زمین مین گرا کہ وہ نہ راستہ پر تھے اور نہ پتھر پر اور نہ اُسمین خار تھے اور وہ اوبجا اور بڑھا اور اچھا خاصہ ہوا تو کسان کی مثل ایک حکیم کی ہی اور بیج کی مثل صواب کلام کی نسبی مثل ہی اور جو راستہ کے اوپر گرا اُسکی مثل ایک ایسے شخص کی ہی جو کلام کو سنتا ہی اور اُسکا ارادہ اُسکے سننے کا نہین ہی پھر تھوڑی دیر نہین گذرتی کہ شیطان اُسکو اُڑا لیجاتا ہی اُسکے قلب سے اور اُسکو بھولا دیتا ہی اور جو صاف ہموار پتھر پر گرا اُسکی مثل ایک ایسے شخص کی ہی جو اُسکو اچھا اور مستحسن سمجھتا ہی اُسکے بعد کلمہ قلب تک پہنچتا ہی جسمین کچھ عزم اور ارادہ عمل کرنے پر نہین ہی تب اُسکے قلب سے دور کر دیتا ہی اور جو بنجر زمین پر گرا جسمین کانٹے ہین اُسکی مثال ایسے شخص کی ہی جو کلام کو سنتا ہی اور اُسپر عمل کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہی تو جسوقت اُسکے

شہوات پیش آئین تو عمل کرنے کے ارادہ سے اسکو روک دیا پھر اُسکے عمل کی جو نیت کی
تھی غلبہ شہوت سے متروک ہوگئی جیسے وہ درخت کہ اُسکا گلا کانٹون نے دبایا اور بنجر زمین میں
جو گرا اُسکی مثال ایسے مستمع کی ہی جو نیت اُسکے عمل کی کرتا ہی تو اُسکو سمجھتا ہی و راسپر عمل
کرتا ہی اور اپنی ہولے نفسانی سے کنارہ اور یہ جسنے ہوا سے علاحدگی اختیار کی اور راہ
راست کے دھرے پر چلا وہ صوفی ہی اسواسطے کہ ہوا و ہوس کے اندر حلاوۃ اور
مزہ ہی اور نفس کو جب ہوا کے چسکے لگ گیے تو اُسکی طرف مائل ہوتا ہی اور لذت پاتا ہی
اور ہوا سے استلذاذ وہی ہی جو کھیتی کا گلا کانٹے کی طرح دباجاتا ہی اور صوفی کا قلب تو
اُسکے حب صافی کی حلاوت سے مہانی ہوتی ہی اور جب صافی تعلق روح حضرت
الوہیت سے ہی اور حضرت الوہیت کی طرف جو روح متجذب داعیہ حب سے ہوتی ہی
اُسکی قوت سے قلب اور نفس پیچھے اُسکے لگے جاتے ہین اور حضرت الوہیت کی محبت
کی حلاوت ہوا کے مزہ پر غالب آتی ہی اسواسطے کہ حلاوت ہوا کی ایک ناپاک
درخت کی مثال ہی جو زمین کے اوپر جڑ پیڑ سے اُکھر گیا کسی طرح کا اُسے قرار اور
ٹھہراؤ نہین ہی اس سبب سے کہ حد نفس سے آگے نہین بڑھ سکتا اور محبت کی حلاوت
اک ستھرے پاک درخت کی مثال ہی جسکی پتال مین جڑ ہی اور ڈالیان اُسکی آسمان سے
جا لگین وجہ یہ کہ وہ روح مین جڑ پکڑے ہوے ہی ڈالی اُسکی اللہ تعالے کے نزدیک ہی
اور رگ و ریشہ اُسکے نفس کے زمین مین گھسے ہوے ہین تو جب اُسنے قرآن
شریف کا ایک کلمہ سنا یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو شراب اُسکو
روح قلب اور نفس پی جاتا ہی اور اُسپر ہمہ تن فدا اور تصدق ہو جاتا ہی اور کہتا ہی
اشم منک نسیما لست اعرفہ ۔ اظلت لمیا و جرت فیک اردانا

یعنی مین خوشبو لیتا ہون نرم ہوا سے کہ اُس سے واقف نہین ہون میرے گمان
مین وہ ایک سبزہ رنگ ہی کہ اسنے آستین تجھسے ملی ہین پھر اُسمین کلمہ ہی کلمہ بن جاتا
اور بال بال اُسکا سمع اور ذرہ ذرہ اُسکا بصر ہوجاتا ہی تب وہ حالت ہوجاتی ہی
کہ کل سماعت کل سے اور کل نظارہ کل سے کرتا ہی اور یہ کہتا ہی **شعر**

ان تاملتکم فکلی عیون + او تذکرتم فکلی قلوب

یعنی اگر مین نظر تمھاری طرف کرون تو سراپا چشم ہون یا تمھین یاد کرون تو ہمہ تن
دل ہون اللہ تعالے نے فرمایا ہی پس میرے بندون کو بشارت دے جو بات کو
سنتے ہین پھر اُسکی خوب پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالے نے ہدایت
کی ہی اور یہی لوگ صاحب خرد ہین بعض صوفیہ نے کہا ہی نہ اب اور عقل کے سو جزو
ہین اُنمین سے ننانوین جزو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور ایک جزو تمام
مومنون مین ہی اور وہ جز جو کل مومنین مین ہی اکیس حصون مین تقسیم ہی تو ایک حصہ
جسمین سب مومن برابر ہین وہ شہادت اسکی ہی کہ لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
یعنی نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور ہر آئینہ محمد رسول اللہ کے اور بیس حصہ جو باقی رہے
وہ کتنے بڑھے ہوے ہین اپنے اپنے حقایق ایمان کے اندازہ اور مقدار پر
بعضون نے کہا ہی کہ اس آیت مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت
کا اظہار ہی یعنی احسن اور خوبتر وہی ہی جسکو آپ لائے اسواسطے کہ ہرگاہ اُسکو صحبت
تمکین اور قرب استقرار قبل از آفرانیش دینا حاصل ہوا تو سب حوال مین اُسپر انوار
ظاہر ہوے اور آپکے ہمراہ احسن الخطاب تھا اور تمام مقامات مین اُسکو سبقت ہی
کیا تم نہین دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نحن الآخرون السابقون

یعنی وجود اور پیدایش مین ہم آخر ہین اور محل قدس کے فضل مین خطاب اول کے سابق ہین اور فرمایا ہی اللہ جل شانہ نے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم یعنی ای ایمان والو اللہ اور رسول کے لیے استجابت کرو جب تمھین بلائین اُس چیز کے لیے جو تمھاری زندگی کے باعث ہی جنید علیہ الرحمہ نے کہا ہی اُن لوگون نے اپنی طرف دم کھینچا اور خوشبو لی اُس شی کی جسکی طرف اُنھین بلایا پھر شتابی کی اُن تعلقات کے دور کرنے مین جو اُنھین شغل مین لگائے رکھتے تھے اور پارسائی کے ملنے پر نفوس سے ٹوٹ پڑے اور شدتون کی تلخی چکھی اور معاملہ مین اللہ سے سچے رہے اور حسن ادب سے اُن کامون مین رہے جسکی طرف اُنھون نے توجہ کی اور مصیبتین اُنپر آسان ہوگئین اور مقصود کی قدر پہچانی اور اپنے مالک کے سوا دوسرے کے تذکرہ کی رغبت سے اپنی ہمتون کو روک لیا تو وہ حیات ابدی پاگئے اُس زندہ کے ساتھ جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اور واسطی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کہا اُسکی حیات صفائی اُسکے ہر ایک معنون سے نفعاً اور فعلاً ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی استجابت کرو تم اللہ تعالے کے واسطے اپنے اسرار سے اور رسول علیہ السلام کے لیے اپنی ظاہرات سے پس نفوس کی حیات متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اور قلوب کی حیات مشاہدہ غیوب سے ہی اور رہو اللہ تعالےٰ سے شرم کرنا تقصیر کے دیکھنے سے ہی اور ابن عطا نے فرمایا اس آیت مین استجابت چار وجہ پر ہین اُسمین کے اول توحید کی اجابت ہی اور دوم اجابت تحقیق اور سوم اجابت تسلیم چوتھے اجابت تقریب ہی اور استجابت بقدر سماع اور سماع بحیثیت فہم اور فہم بقدر معرفت قدر کلام اور معرفت کلام علی قدر معرفت اور علم متکلم کے ہی اور وجوہ فہم کے غیر محصور ہین اسلیے

وجوہ کلام غیر محصور ہین اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہو اگر دریا سیاہی کلمات رب میرا کے لیے بنجائے تو ہر آئینہ دریا کلمات ربانی سے پہلے چک جائین پس اللہ تعالے کے واسطے ہر ایک کلمہ مین قرآن سے اُسکے کلمات ایسے ہین کہ انسے پہلے دریا کے دریا چک جائین اور ہر ایک کلام ایک کلمہ ہی بنظر ذات توحید کے اور ہر ایک کلمہ کلمات ہین اگر نظر وسعت علم پر کرین حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ وہ اس حدیث کو حضرت نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے فرمایا کہ قرآن سے کوئی آیت نازل نہین ہوئی مگر یہ کہ اُسکے لیے ظاہر اور باطن ہی اور ہر ایک حرف کے لیے ایک حد ہی اور ہر ایک حد کے لیے ایک مطلع ہی اور وہی کہتا ہی مین نے کہا ای ابا سعید مطلع کیا چیز ہی کہا طلوع کرتی ہی وہ قوم جو اُسکے اوپر عمل کرتی ہی ابو عبید نے کہا میرا گمان ہی کہ حسن کا یہ قول اسکے سوا نہین کہ عبد اللہ بن مسعود کے قول کی طرف گیا ہی ابو عبید نے کہا میرا گمان ہی کی حجاج نے شعبہ سے اُسنے عمرو بن مرۃ سے اُسنے عبد اللہ بن مسعود سے فرمایا کوئی حرف یا آیت نہین ہی مگر یہ کہ ہر آئینہ اُسپر ایک قوم نے عمل کیا اُسکے لیے ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر عمل کرینگی پس مطلع ایک عقبہ اور گھاٹی ہی کہ اُسپر اپنے علم کی معرفت سے چڑھتا ہی پس مطلع فہم ہی کہ اللہ تعالے کھولتا ہی ہر قلب پر جسے رزق نور سے دیتا ہی اور ظہر و بطن اُسکی معنی و تاویل ہی اور بعض نے کہا ایک قوم نے کہا کہ ظہر لفظ قرآن اور بطن اُسکی معنی و تاویل ہی اور بعض نے کہا کہ ظہر قصہ کی صورت ہی اُس چیز سے کہ اللہ تعالے نے خبر دی ہی اپنے عتاب سے کسی قوم پر اور عقاب سے جو اُنپر ہو گا تو اسکا ظاہر خبر کا اُس سے دینا ہی اور اُسکا باطن نصیحت اور تنبیہ ہی اُس شخص کے لیے جو قرارت کرتا اور امت سے سماعت

کرتا ہی اور بعض نے کہا ظاہر اُسکا اُتارنا اُسکا ہی جسپر ایمان لانا واجب ہی اور باطن اُسکا
عمل اُسپر واجب ہوتا ہی اور بعض نے کہا ظہر اُسکی تلاوت ہی جیسا وہ نازل ہوا فرمایا
حق سبحانہ تعالے نے ورتل القران ترتیلا یکسان اور بآرام کھلی تلاوت کر قرآن
کی ترتیب سے اور بطن اُسکا سوچ بچار اور اُسمین فکر کرنا ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی
کہ ایک کتاب ہی جسے تیری طرف ہمنے اُتارا ہی برکت والی ہی تاکہ اُسکی آیتون مین
تاَمل اندیشی کرین اور نصیحت لین وہ لوگ جو دانشمند ہین اور بعض نے کہا کہ لکل
حرف حد یعنی ہر حرف کے لیے حد ہی تلاوت مین کہ مصحف سے جو امام ہی تجاوز نکرے
اور تفسیر مین سنے ہوے منقول سے نہ بڑھے اور تفسیر اور تاویل مین فرق کیا گیا ہی
پس تفسیر علم ہی آیت کے نزول اور شان اور قصہ کا اور اُن اسباب کا جسکے لیے
آیت اُتری اور یہ جو تفسیر ہی اُسمین کچھ کا نہ خلق کو کہنا حرام ہی اور ممنوع مگر سماع اور
آثار سلف سے جائز ہی اور تاویل آیت کا پھیرنا ہی ایک معنی کی طرف جسکا احتمال
اُسمین ہو جبکہ معنی محتمل جسکو وہ دیکھتا ہی کتاب اور سنت کے موافق ہو پھر تاویل طرح
طرح کی معدول کی طرح طرح کے حال کے ساتھ ہی اُس بیان کے برابر جو ہمنے صفا
فہم اور رتبۂ معرفت اور منصب قرب الٰہی سے ذکر کیا ہی ابو الدردا نے کہا کوئی
شخص پورا فقیہ نہین ہوتا جتبک کہ قرآن کے وجوہ کثیرہ نہ دیکھتا ہو تو کیا ہی اچھے کا قول ہی
عبد اللہ بن مسعود کا کوئی آیت نہین مگر یہ کہ اُسکے لیے ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر
وہ لوگ عمل کرینگے اور یہ کلام ترغیب دیتا اور برانگیختہ کرتا ہی ہر طالب صاحب ہمت
کو اُسپر کہ اپنے دل سے موارد کلام کو صاف اور ستھرا کرے اور اُسکے معنی دقیق اور
اُسکے اسرار پوشیدہ کو سمجھے در مین صورت صوفی کے لیے جو دنیا سے بے غم اور

ماسوا اللہ سے فارغ دل کمال ہی ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہی اور ہر مرتبہ تلاوت
مین نیا مطلع اور فہم آتا مرتبہ وہ ہی اور اُسکے لیے ہر فہم کے ساتھ عمل نیا الاہو تو اُنکا عمل فہم عمل
کیطرف بلاتا ہی اور اُنکا عمل صفائی فہم اور نظر دقیق کو معانی خطاب مین کھینچتا ہی تو فہم سے علم ہی
اور علم سے عمل اور علم و عمل کا تو اُسمین بارہی بار ہی سے آتے ہین اور یہ عمل ایسا ہی قلوب کا عمل ہی
اور عمل قلوب عمل قالب کے علاوہ ہی اور اعمال قلوب اپنی لطافت اور صداقت سے
علوم کے ہم شکل اور ہم صورت ہین اسواسطے کہ وہ نیات اور ضمایر اور تعلقات روحیہ
اور ارادات دلی اور افسانہ گوئی مخفی ہین اور جب کبھی ان اعمال سے کوئی عمل
کرتے ہین علم سے ایک علم اُنکا بلند ہوتا ہی اور ایک مطلع جدید پر فہم آیت سے طلوع
کرتے ہین اور میرے سر باطن مین یہ بات کھٹکتی ہی کہ مطلع سے نہ یہ مراد ہی کہ وہ
صفاء فہم کے سبب آیت کے دقیق معنی اور راز سربستہ پر آگاہ ہونے سے ہی لیکن
مطلع یہ ہی کہ ہر ہر آیت پر اُسکے سبب شہود متکلم پر طلوع کرے اسواسطے اُسمین
اوصاف اُسکے سے ایک وصف اور اُسکی صفات سے ایک صفت امانت
رکھی ہوئی ہی تو اُسکے لیے تجلیات آیتون کی تلاوت اور سماع سے متجدد ہوتے
ہین اور آئینہ اُسکے لیے بنجاتے ہین جو عظمت جلال سے خبر دیتے ہین اور یہ امر
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا ہی ہر آئینہ اللہ تعالی
اپنے بندون کے لیے اپنے کلام مین متجلی ہوا ہی مگر وہ نہین دیکھتے پس ہر ایک
آیت کے لیے اس وجہ سے مطلع ہی تو حد حد کلام ہی اور مطلع حد کلام سے شہود
متکلم کی طرف ترقی کرتا ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہی
کہ آپ غش کھا کر ایک دفعہ گر پڑے جب کہ وہ نماز مین تھے تو اس حالت سے

سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مین آیت کو دوہراتا رہا یہان تک کہ اُسکو مین نے
اُسکے متکلم سے سنا پس صوفی جب کہ اُسکے لیے ناصیۂ توحید کا نور چمکا اور اُسنے
وعدہ وعید کی سماعت پر کان رکھے اور اُسکا قلب ماسوا اللہ سے چھوٹکر اللہ تعالے
کے سامنے حاضر ہوا تو اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت مین مثل درخت موسی
علیہ السلام کے دیکھتا ہی جان کہ اُسکو اللہ تعالے نے سنایا اُس درخت سے خطاب
اپنا حضرت علیہ السلام کو انی انا اللہ بر آئینہ مین ہون اللہ تو جب اُسکا سماع
اللہ تعالے سے تھا اور استماع اُسکا اللہ کی طرف سمع اُسکا بصر اُسکے اور اجر اُسکے
سمع اُسکا اور علم اُسکا عمل اُسکا اور عمل اُسکا علم اُسکا ہو گیا اور پھرا آخر اُسکا اول کو
اور اول اُسکا اُسکے آخر کو اور اُسکے معنی کہ ہر آئینہ اللہ تعالے خطاب ذریات کو
اپنے قول سے کیا کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو اُنھون نے یہ ندا نہایت
صاف سنی اُسکے بعد برابر ذریات اصلاب اور ارحام مین منتقل ہو لیکن فرمایا
اللہ تعالے نے کہ وہ تجھے دیکھتا ہی جب تو قیام کرتا ہی اور تعقب تیرا ساجدین مین
یعنی تعقب تیرے ذرہ اہل سجود کے اصلاب مین جو تیرے آبا انبیا سے ہین پس
ہمیشہ ذرات منتقل ہوتے رہے حتے کہ اپنے اجساد کی طرف بروز کیا پس وہ حکمت
کے ساتھ قدرت سے اور علم شہادت کے ساتھ عالم غیب سے محجوب ہو گئے اور
اطوار کثیرہ مین ادلتے بدلتے تاریکی اُسکی بہت جمع ہو گئی پس جبکہ اللہ تعالے
کسی بندہ کے حسن استماع کا ارادہ کرتا ہی اسطرح کہ اُسکو صوفی صافی بنائے تو
ہمیشہ اُسکے تزکیہ اور تجلیہ کے مراتب مین ترقی دیتا ہی حتے کہ وہ عالم حکمت کی
ضیق مقام سے خلاص پاکر فضا رقدرت مین نکل آتا ہی اور اُسکی چشم باطن سے

جو وار پار ہو جانے والی ہی پردہاے حکمت دور ہو جاتے ہین تو اُسے الست بربکم
کا سماع کشف اور عیان ہوتا ہی اور توحید و عرفان اُسکا تبیان اور برہان اور
اُسکے خاطر تاریکی فاصلون کی لوامع انوار مین مندرج ہو جاتی ہی بعض نے اسی مین سے
کہا ہی ہم یاد کرتے ہین کہ خطاب الست بربکم کا اُس سے اشارہ اس حال کی طرف ہی
پھر جسوقت صوفی اس وصف کے ساتھ متحقق اور موصوف ہو گیا تو اُسکا وقت
سرمد اور شہود اُسکا موبد ہو گیا اور سماع اُسکا متوالی اور متجدد وہ سنتا ہی اللہ تعالے
اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جیسا کہ حق سننے کا ہی سفیان
ابن عینہ نے کہا ہی اول علم استماع ہی پھر فہم پھر حفظ پھر عمل پھر اُسکا پھیلاوا اور
بعض صوفیہ نے کہا ہی حسن استماع کا تعلیم پانا ایسا ہی کہ جسطرح حسن کلام کی تعلیم
پاتے ہوا اور بعض نے کہا ہی کہ حسن استماع اسے یہ ہی کہ متکلم کو مہلت دی جائے تاکہ
وہ اپنی بات پوری کرے اور ادھر اُدھر کم دھیان دے اور بات کرنے
والے اور پڑھنے والے کی طرف مُنھ اور نظر رکھے اللہ تعالے اپنے نبی علیہ السلام
کے لیے فرماتا ہی اور مت جلدی کر قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ وہ تیری طرف
ادا اور پورا کیا جائے اور فرمایا مت جنبش دے اُسکے ساتھ اپنی زبان کو تاکہ اُسے
جلد لیے پڑھے یہ تعلیم ہی حسن استماع کی اللہ تعالی کی طرف سے اپنے رسول علیہ السلام
کے لیے بعض نے کہا معنی اُسکے یہ ہین کہ مت لکھا اُسے صحابہ کو جبتک کہ
تو اُسکے معانی کو سوچ سمجھ لے تاکہ اول تو وہ نہو جو اُسکے عجایب اور غرایب مین
خطا کرتے ہین اور کہا گیا ہی کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنپر جبرئیل
علیہ السلام نازل ہوتے اور وحی اُنکو پہونچاتے تو قرآن کے پڑھنے مین بھول کے

خوف سے توقف نہ فرماتے تو اللہ تعالے نے اس سے منع فرمایا یعنی شتابی کرا اُسکے پڑھنے مین قبل اسکے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ تلک القا کرنے سے فارغ ہو جائے اور کبھو مطالعہ علوم اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع کے معنی مین آتا ہی اور مطالعہ کرنے والا علوم و اخبار اور تواریخ اہل صلاح اور اُنکے حکایات اور انواع اقسام کے حکم اور امثال کا محتاج ہوتا ہی جنمین عذاب آخرت سے نجات ہی کہ ان سب مین وہ ادب فن حسن استماع کا ہو جائے اسواسطے کہ یہ ایک نوع اُسی کی ہی اور جسطرح کہ قلب حسن استماع کے لیے مستعد زہد و تقوی سے ہوتا ہی یہان تک کہ جو کچھ سنا اُسمین سے جو بہت اچھا ہی اُسے لے لیا پھر وہ ہر اک شی سے مطالعہ کے ساتھ اچھی چیز کا انتخاب کرنے والا ہو جاتا ہی اور مطالعہ کے آداب سے یہ ہی کہ بندہ جب کسی ایک چیز کے مطالعہ کا حدیث و علم سے ارادہ کرے تو سمجھ لے کہ ہر آئینہ کبھو اُسکا مطالعہ ہواے نفسانی اور ذکر و تلاوت اور عمل پر کم صبری سے ہوتا ہی تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہی جیسے لوگون کی صحبت اور اُنکی بات چیت سے آرام پاتا ہی تو چاہیئے کہ زیرک آدمی اپنے نفس کو اس معاملہ مین ٹٹولے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی اُس حد تک کہ اُسکو حاصل کرتا ہی مزے نہ اُڑائے اور حد سے زیادہ کی اُسمین رعایت نکرے پس جب کسی کتاب یا اور کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اُسکی طرف مبادرت نکرے مگر بعد ثبات و قرار اور انابۃ اور رجوع کے اللہ تعالے کی طرف اور بعد اسکے کہ اللہ تعالی کی رحمت سے تائید چاہے اسواسطے کہ ہر آئینہ کبھو مطالعہ سے بھی اللہ تعالے وہ مراتب روزی اور نصیب کرتا ہی جو اُسکے حال

کی ترقی ہی اور اسکے لیے استخارا پہلے دیکھ لے تو اور بھی اچھا ہی کہ تحقیق اللہ تعالے اُسپر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہی بخشش کی راہ سے منجانب اللہ مستزاد اُسپر جو صورت علم سے ظاہر ہو پس علم کے لیے ایک صورت ظاہری ہی اور ایک سر باطنی اور وہ فہم ہی اور اللہ تعالے نے شرف فہم پر اپنے قول سے آگاہ کردیا ہی ففہمنا ہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما یعنی سمجھا دیا ہمنے اُسے سلیمان کو اور ہر ایک کو ہمنے حکم اور علم دیا اسمین اشارہ فہم کی طرف زیادہ خصوصیت کے ساتھ کیا اور علیحدہ علیحدہ کردیا حکم اور علم کو اللہ تعالے نے فرمایا ہی ہرآئینہ اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی سناتا ہی پس ہرگاہ سنانے والا خود اللہ تعالے ہی تو کبھو زبان کے کے واسطے سے سناتا ہی اور کبھو اُس شی سے جو اُسکو مطالعہ کتب کے ساتھ بیان سے روزی کیا ہی اسی واسطے جو کچھ کہ اللہ تعالے کشود کرتا ہی مطالعہ کتب سے اُس معنی مین ڈھل گیا جو مسموع سے حسن استماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہی تاکہ بندہ اسمین تجسس اپنے حال کی کرے اور اپنے علم اور ادب کو سیکھے اسواسطے کہ وہ ایک بڑا باب رحمت کے ابواب سے ہی اور سلوک آخرۃ کے سب سے زیادہ نفع دیتا ہی

تیسرا باب علوم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور اُنمین سے ایک نمونے کی طرف اشارہ ہی

حکیم رحمۃ اللہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت نبی علیہ السلام سے سوال کیا کہ شر کیا چیز ہی تو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھسے شر کی بابت سوال نکرو اور خیر کی نسبت دریافت کرو تین دفعہ اُسکو فرمایا پھر کہا کہ شریر دن کے شریر علما ہیں شریر ہین اور نیکون کے نیک علما نیک ہین کہ علما امت کے رہنما اور دین کے ستون اور جہالت جبلی کی ظلمت کے چراغ اور دیوان اسلام کے پیشرو

اور کتاب وسنت کی حکمتون کے معاون اور اللہ تعالےٰ کے امنا اُسکے خلق مین اور
بندگان خدا کے طبیب چارہ ساز اور ملت مستقیم کے نقاد اور بڑے امامت کے
بار اُٹھانے والے ہین تو وہ زیادہ حقدار خلق مین حقایق تقوی اور پرہیز کے
ہین اور تمام بندگان خدا سے بڑھکر حاجتمند زہد فی الدنیا کے اسواسطے کہ یہ علما
اُن باتون کے محتاج اپنے نفس اور دوسرون کے لیے ہین تو اُنکا فساد وصلاح
متعدی ہی سفیان بن عینہ نے کہا سب آدمیون مین بڑا جاہل وہ ہی جسنے جانی
ہوئی بات کا عمل ترک کردیا اور سب سے بڑھا ہوا عالم وہ شخص ہی جسنے عمل اُسپر کیا
جسکا اُسے علم ہوا اور افضل الناس وہ ہی جو سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کے لیے
فروتنی اور تواضع کرنے والا ہو اور یہ قول صحیح ہی محکم اس وجہ سے کہ عالم جب
اپنی معلومات پر عمل نہ کرے تو وہ عالم ہی نہین چاہے کہ اُسکی فصاحت اور تکبر
اور حذاقت اور مناظرہ ومجادلہ کی قوت تجھے مغالطہ نہ دے اسواسطے کہ جاہل ہی
اور عالم نہین ہی الا اگر اللہ تعالےٰ برکت علم سے اُسپر بخشش کرے کہ ہر آئینہ اسلام
مین علم اپنے اہل کو ضائع نہین کرتا اور عالم کا برکت علم سے پلٹ آنا امید کیا
جاتا ہی اور علم فرض ہی اور فضیلت ہی بس فرض وہ ہی کہ انسان کو اُسکے جاننے
سے چارہ نہین ہی تاکہ وہ حق واجب دینے پر قائم ہو اور فضیلت وہ ہی جو مقدار
حاجت پر زیادہ ہو اُن چیزون مین سے جو نفس مین فضیلت حاصل کرتا ہی
اور کتاب اور سنت کے موافق ہو اور جو علوم کتاب وسنت کے اور
جو کچھ ان دونو سے مستفاد ہوا ہی یا اُن دونون کے سمجھنے پر معین یا انکے مظرف
مستند ہین خواہ کوئی ہو موافق نہو وے تو وہ رذیلت ہی اور فضیلت نہین ہی

اُس سے انسان کی زیادہ خواری ہوتی ہی اور دنیا و آخرت کی فرداگی ہی پس جس علم کہ فرض ہی اُسکی نادانستگی کی وسعت انسان کو نہین یعنی اُسکے جانے بغیرہ نہین سکتا بنا بر اُسکے کہ حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کرو اگرچہ ملک چین مین ہو اسواسطے کہ ہر آئینہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہی اور علما نے اُس علم مین اختلاف کیا ہی جو فرض ہی بعضون نے کہا کہ وہ علم اخلاص اور معرفت آفات نفس اور مفسدات اعمال کا ہی اسلیے کہ اخلاص کے لیے امر ہی اور اخلاص ماموربہ کے گھرون کو نفس کا مکر اور غرور و مکائد و شہوات خفیہ خراب اور تباہ کرتے ہین تو اسکا جاننا فرض ہو گیا اور بعض نے کہا خطرات اور اُسکی تفصیل کا جاننا فرض ہی اسواسطے کہ خطرہ ہی اصل اور جڑ بنیاد فعل کی اور اُسکے مبدا اور منشا مین اور اسی سے پہچان پڑتا ہی فرق وارد ملکی اور وارد شیطانی کا تو فعل نہین صحیح ہوتا جبتک کہ اُسکی صحت نہو اور بعضون نے کہا ہی وہ علم وقت کی طلب ہی اور سہیل بن عبداللہ نے کہا کہ وہ علم حال کی طلب ہی یعنی حکم اُس حال کا جو اُسکے دنیا و آخرت مین اللہ تعالے اور اُسکے درمیان ہو اور بعضون نے کہا کہ وہ علم حلال کی طلب ہی اسلیے کہ اکل حلال فرض ہی اور ہر آئینہ بعد فریضہ کے فرضیت طلب حلال کی وارد ہوئی ہی تو اُسکا علم بھی فرض ہو گیا اس شکل سے کہ جو ذکر ہو اور بعضون نے کہا وہ علم باطن کی طلب ہی اور وہ اُسے کہتے ہین کہ بندہ کا یقین اُس سے زیادہ ہوتا ہی اور یہ وہ علم ہی کہ جو حاصل ہوتا ہی صحبت سے اور صالحین کی مجالست سے جو علما صاحب یقین اور زاہد مقربین ہین اُنکو اللہ تعالے نے اپنے لشکر مین داخل کیا ہی کہ اُنکی طرف طالبین کو روانہ کرتا ہی اور اُنکے طریقہ سے

انکو قوی کرتا ہی اور انھین کے سبب انکو ہدایت کرتا ہی پس علم نبی صلی اللہ علیہ سلم
کے وارث ہین اور اُنسے علم یقین کی تعلیم حاصل ہوتی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ
وہ علم خرید فروخت اور بیاہ اور طلاق کا ہی کہ جب ارادہ اُسمین داخل ہونے کا
کسی چیز مین اُنسے کرے تو اُسپر واجب ہی کہ علم اُسکا حاصل کرے اور بعض نے کہا کہ
وہ یہ ہی کہ بندہ ایک عمل کا ارادہ کرتا ہی اور نہین جانتا کہ اُسمین اللہ کے واسطے اُسپر
حق ہی تو اُسکے لیے جائز نہین کہ اپنی راے سے عمل کرے اسواسطے کہ وہ جاہل
ناواقف اُس چیزون سے ہی جو اُسمین اُسکے نفع اور نقصان کی ہی تب وہ کسی عالم
کی طرف رجوع کرتا ہی مگر اُس سے پوچھے عمل سے تاکہ وہ اسکو جواب بصیرت کے ساتھ
دے اور اپنی راے سے عمل نہ کرے اور یہ علم ہی جسکا حاصل کرنا وہان واجب ہی
جہان کوئی جاہل ہی اور بعض نے کہا علم توحید کی طلب فرض ہی کوئی کہتا ہی کہ طریقہ
نظر واستدلال ہی اور کوئی کہتا ہی کہ وہ طریقہ نقل ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی جبکہ بندہ کی
علامت باطن اور حسن قبول وانقیاد کے ساتھ اسلام مین ہی اور اُسکے سینہ مین کوئی
شی راسخ نہین ہوئی تو وہ سالم ہی اور اگر اُسکے سینہ مین کوئی جُگھی یا کہ کوئی شی عقیدہ
رد وقدح مین وسوسہ ڈالتی ہی یا کسی شبہ مین گرفتار ہی جسکے غائلہ سے وہ امن نہین پاتا ہی
کہ اُسے کسی بدعت یا کسی ضلالۃ کی طرف کھینچ لیجاے تو اُسپر واجب ہی کہ اشتباہ اور
استکشاف کرے اور اہل علم اور اُنکے لوگون کی طرف رجوع کرے جو اُسکو طریق صواب
سمجھاے اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے کہا وہ علم فرائض پنجگانہ ہی جسپر اسلام کی
بنا رکھی گئی اسواسطے کہ وہ سب مسلمانون پر فرض ہین اور جب اُنکا عمل فرض ہی
تو اُسکے عمل کا علم بھی فرض ہوگیا ہی اور ذکر کیا گیا ہی کہ علم توحید اُسمین داخل ہی

اسلیے کہ اُسمین اول دو شہادت ہین اور اخلاص اسمین داخل ہی کیونکہ وہ اسلام کی ضرورت سے ہی اور علم اخلاص صحت اسلام مین داخل ہی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ ہرایک مسلمان پر فرض ہی تو وہ اسکی مقتضی ہی کہ مسلمان اسکے بغیر علم کے نرہے اور جسقدر اقوال کہ پہلے بیان ہوچکے اکثر اُنین ایسے ہین کہ مسلمان کو اُسکے خیال مین وسعت ہی اسواسطے کہ وہ کبھی من کل الوجوہ علم خواطر اور علم حال اور علم حلال کا نہین رکھتا اور علم یقین جو علماء آخرت سے حاصل ہوتا ہی جیسے کہ تو دیکھتا ہی اور اکثر مسلمان ان چیزون سے لاعلم ہین اور اگر یہ سب چیزین اُنپر مفروض ہوتین تو البتہ اکثر خلق اُس سے عاجز رہتین مگر جسکو اللہ چاہے اور میرا میلان ان اقوال مین شیخ ابوطالب کے قول کی طرف زیادہ ہی اور اُسکے قول کی طرف جسنے کہا ہی کہ اُسپر علم بیع و شرا اور نکاح و طلاق کا واجب ہی جبکہ اُسمین درآنا چاہے اور یہ قسم ہی مجھے اپنے عمر کی علم اُسکا مسلم پر فرض ہی اور اسیطرح وہ چیز جو شیخ ابوطالب نے بیان کی اور میرے نزدیک اس مسئلہ مین تعریف جامع علم مفروض کی طلب کے لیے ہی اور اللہ بہتر جاننے والا ہی پس کہتا ہون علم جسکی طلب ہرایک مسلمان پر فرض ہی وہ علم امر و نہی ہی اور مامور وہ ہی جسکے کرنے پر ثواب اور اُسکے ترک پر عذاب ہی اور منہی و ممنوع جسکے کرنے پر عذاب اور اُسکے ترک پر ثواب ہی اور ماموراتُ و منہیات سے بعضے دوامی ہین جو بندہ کو حکم اسلام سے لازم ہین اور بعضے ایسے ہین جنمین امر و نہی کو دخل اُسوقت ہوتا ہی جب کوئی امر حادث ہو پھر جو لازم مستمر ہی کہ اُسکا لزوم اسلام کے حکم سے پیش آوے اُسکا علم ضرورت اسلام سے واجب ہی اور جو حوادث سے متجدد ہو اور امر و نہی اُسمین دخیل ہو تو اُسکا علم اُسکے تجدد کے

وقت فرض ہی کہ مسلمان مطلق اُسکے جانے بغیر نہین رہ سکتا اور یہ تعریف اُن سب وجوہ سے زیادہ عام تر ہی جو اوپر گذرین اور اللہ بڑا جاننے والا ہی بعد اُسکے مشایخ صوفیہ اور علماء آخرت نے جو دنیا سے رغبت نہین رکھتے علم سفروض کی طلب مین کوشش مین پانچے چڑھائے حتے کہ اُسکو شناخت کیا اور امر ونہی کو قائم کیا اور اس کام سے بتوفیق الٰہی عہدہ برآ ہوے پھر جب وہ اسمین مستقیم اور مستقر ہوے پیروی کرتے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہان اُسکو اللہ تعالے نے استقامت کا حکم دیا ہی تو اللہ تعالے نے فرمایا پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہوا اور وہ شخص جسنے تیرے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالے نے اُنپر دروازے اُن علوم کے کھول دیے جنکا پہلے ذکر ہوا بعضون نے کہا کون ہی جو اس خطاب استقامت کی طاقت رکھے مگر وہ شخص جو مشاہدات قوی اور انوار ظاہر اور آثار صادق سے مدد دیے گئے ہین جنکو ہر عظیم کے ثابت قدمی ہی جیسا اللہ تعالے نے فرمایا ہی اور اگر ہم تجھے ثابت نہ رکھتے پھر خطاب کیا گیا مشاہدہ اور مشاہبہ خطاب کے وقت مین اور وہ بنایا سنوارا ہوا قرب کے مقام مین اور مخاطب ہی بساط انس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے بعد مخاطب قول اللہ تعالے کے ساتھ ہوا فاستقم کما امرت یعنی پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہی اور اگر نہوتے یہ مقدمات تو نہ پاتے طاقت استقامت کی جسکے ساتھ مامور ہوے اور ابوحفص سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہی کہا کہ استقامت اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی قائم اور مستقیم ہو حال آنکہ اسکے محافظ نہو سکوگے اور امام جعفر صادق نے اس حکم کی تفسیر مین فاستقم کما امرت کہا ہی کہ یعنی اللہ تعالی کی طرف صحت عزم سے بنا زدا افتقار کے اور بعض صالحین نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے روایت کیا گیا ہی کہ آپنے
آپنے فرمایا ہی شیبتنی سورۃ ہود و اخواتہا یعنی سورۂ ہود اور اُسکے اخوات
نے مجھے بوڑھا اور ضعیف کر دیا تو فرمایا ہان کیا پھر مین نے کہا کس چیز نے اُنمین سے
آپکو بوڑھا کر دیا آیا انبیا کے قصص اور امتون کی ہلاکت نے آپ نے فرمایا کہ نہین ولیکن
اُسکے قول نے فاستقم کما امرت پس جسطرح کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از مقامات
مشاہدات اس خطاب سے مخاطب ہوے اور حقایق استقامت کے ساتھ مطالیب
کیے گئے اسیطرح علماء آخرت جو دنیا سے بے رغبت ہین اور مشایخ صوفیہ جو مقرب ہین
اللہ تعالے نے اُنکو حصہ اور نصیب آہین سے عطا کیا ہی پھر اُنپر الہام مطالبہ اسکا کیا کہ ذاتی
حق استقامت کے لیے آمادہ اور مستعد ہون اور استقامت کو بڑا مقصود اور اعلی مطلوب جانین
ابو علی جورجانی کہا ہی کہ طالب استقامت ہو نہ طالب کرامت اسواسطے کہ ہر آئینہ تیرا
نفس طلب کرامت مین متحرک ہی اور تجھسے تیرا پروردگار استقامت چاہتا ہی اور یہ جو
اُسنے بیان کیا بڑی اصل اور بڑا گر اس باب مین ہی اور ایک راز ہی جسکی حقیقت سے
اکثر اہل سلوک و طلب نے غفلت کی ہی اور بات یہ ہی کہ مجتہد اور عابد لوگون نے
سن لیا ہی صالحین سلف کے سینہ کا حال اور جو اُنکو کرامات اور خوارق عادات سے عطا ہوا
تو ہمیشہ اُنکے نفوس کسی ایک نہ ایک چیز کی طرف اُنمین کے جھانکتے اور تاکتے ہین اور
چاہتے ہین کہ تھوڑا بہت اُسمین سے ہمین بھی نصیب ہو اور کیا عجب ہی کہ کوئی اُنمین سے
شکستہ خاطر رہ جاتا ہی تہمت اپنے نفس پر لگاتا ہو اکہ صحت عمل مین نہین اسلیے کوئی بات
اُنمین سے کشف نہین ہوئی اور جو اسکا سر اُنکو معلوم ہوتا تو اُنکے معاملہ مین آسانی
ہو جاتی تب وہ جان لیتا کہ حق سبحانہ و تعالے کبھی اسکا دروازہ بعضے سچے مجتہدون پر

مفتوح کرتا ہی اور اسمین حکمت یہ ہی کہ خوارق عادات اور آثار قدرت سے جو وہ دیکھتا ہی
یقین کو ترقی ہوتی ہی تب اُسکا عزم دنیا مین زہد کرنے کا اور حدثات دنیوی سے
نکل جانے کا قوی ہو جاتا ہی اور کبھو اُسکے بعضے بندے ایسے ہوتے ہین کہ اُنکو مکاشفہ
صرف یقین سے ہوتا ہی اور پردے اُسکے دل کے اُٹھائے جاتے ہین اور جسکو فقط
یقین سے کشف ہو تو اُسکی بدولت وہ خوارق عادات کے مطالعہ سے بے نیاز ہوتا ہی
اسلیے کہ مراد اُس سے یقین کا حصول ہوتا ہی اور ہر آئینہ یقین حاصل ہو گیا اور جسکو
صرف یقین نصیب ہو اسمین سے کسی شی کا کشف ہو تو ارادہ وہ یقین نہین ہوتا پس
حکمت مقتضی اسکی نہین ہی کہ اُسکے لیے خوارق عادات سے کشف قدرت ہو اسلیے
کہ یہ موقع اُسکے استغنا کا ہی اور حکمت دوسرے کے لیے مقتضی اُسکے کشف کی ہی اسواسطے
کہ موقع اُسکی حاجت کا ہی تو یہ دوسرا شخص استعداد اور لیاقت مین اکمل اور اتم اول شخص
سے ہی اس حیثیت سے کہ حاصل اُسکا یعنی یقین خالص اُسکو نصیب ہوا بدون اسکے کہ
قدرت کو معائنہ کرے اسواسطے کہ اسمین ایک آفت ہی وہ کیا کہ عجب ہی پس وہ اسکے
سبب کسی چیز کے دیکھنے سے مستغنی ہو گیا اسواسطے طالب صادق کی راہ یہ ہی کہ مطالبہ
نفس استقامت سے کرے کہ وہ کل کرامت ہی پھر اگر اُسکی راہ مین کوئی شے اسمین کی
آجاوے تو جائز ہی اور اچھی ہی اور جو نہ پیش آوے تو اُسکی کچھ پروا اُسے نہین ہی اور
اس سے کچھ اُسکا نقصان نہین ہی اور نقص ہی تو یہی کہ حق استقامت و اجبی مین خلل
اور فرق پڑے پس چاہیے کہ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے اسواسطے کہ وہ طالبین کیلیے
بڑی اصل اور اعلیٰ قاعدہ ہی تو علما زاہد اور مشائخ صوفیہ اور مقربین اس صورت
سے کہ واجب حق استقامت کے قیام سے مشرف اور مکرم ہوے تو وہ تمام علم نصیب

اُنکے ہوے جنکا اشارہ متقدمین نے کیا ہی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین اور اُنھون نے زعم
کیا ہی کہ وہ فرض ہی تو اُسمین کا علم حال اور علم قیام اور علم خواطر ہی اور ہم عنقریب علم الخواطر
اور اُسکی تفصیلون کو ایک باب خاص مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالے اور علم یقین اور
علم اخلاص اور علم نفس اور معرفت اُسکی اور اُسکے اخلاق کی اور نفس کا علم و معرفت
علوم قومی مین سب سے بڑھکر عزیز اور بزرگ ہی اور مقربین و صوفیہ کے طریق سے راست
اور درست تر سب آدمیون مین وہی ہی جو اُن سب سے زیادہ راست اور درست تر
معرفت نفس مین ہو اور علم معرفت اقسام دنیا اور وجوہ دقایق ہوے اور مخفی شہوات نفس
اور حرص اُسکی اور علم ضرورت اور مطالبہ نفس و قوف بر ضرورت قول اور فعل اور کپڑے
پہننے اور اُتارنے مین کھانے مین اور سونے مین اور حقایق توبہ کی معرفت اور چھپے
ہوے گناہون کا علم اور اُن سیئات کا علم جو ابرار کے حسنات ہین اور نفس کا مطالبہ
غیر مطلوب کی ترک سے اور باطن کا مطالبہ خطرات معصیت کے روکنے سے پھر فضول
خطرون کے روکنے سے پھر علم مراقبہ اور علم اُن اشیاء کا جو مراقبہ مین خلل ڈالے اور علم
محاسبہ و رعایت اور علم حقایق التوکل اور متوکل کے گناہ اُسکے توکل مین اور مراقبہ مین
جو چیزین ہارج اور مخل ہین اور جو چیزین کہ ہارج اور مخل نہین ہین اور فرق اُس توکل
مین کہ بحکم ایمان واجب ہین اور اُس توکل خاص مین جو اہل عرفان کے ساتھ مختص ہی
اور علم رضا اور مقام رضا کے گناہ اور علم زہد اور اُسکی حد بندی لوازم ضرورت سے
اور اُن باتون سے جو اُسکی حقیقت کی قادح نہین ہی اور معرفت زہد فی الزہد
اور زہد فی الزہد کے بعد معرفت زہد ثالث کی اور علم انابت و التجا اور معرفت اوقات
دعا اور سکوت عن الدعا اور علم محبت اور تفاوت محبت عامہ مین جسکی تفسیر امتثال امر سے

کی گئی اور محبت خاصہ اور ہر آئینہ ایک گروہ نے علما الدنیا سے انکار کیا دعوی علما آخرت
کا محبت خاصہ سے جسطرح کہ رضا سے اُنھون نے انکار کیا ہی اور کہا وہ بجز صبر کے نہین ہی
اور محبت خاص کا تقسیم ہونا محبت ذات اور محبت صفات مین اور تفاوت محبت قلب
اور محبت روح اور محبت عقل اور محبت نفس مین اور فرق محب اور محبوب اور مرید و مراد
کے مقام مین پھر علوم مشاہدات جسطرح ہیبت اور انس اور قبض اور بسط اور قبض اور
اہم اور بسط و نشاط مین فرق اور علم فنا و بقا اور تفاوت احوال فنا و استتار اور تجلی
و جمع و فرق و لوامع و طوالع اور بوادی اور صحو و سکو و غیر ذالک اگر وقت مین گنجایش
ہوئی تو اُنکو ہم بیان کرینگے اور اُنکو متعدد جلدون مین شرح و بسط سے لکھینگے و لیکن
عمر کوتاہ ہی اور وقت عزیز ہی اور اگر غفلت اسمین شریک نہوتی تو اس سے زیادہ وقت
تنگ ہوتا اور یہ مختصر تالیف علوم قوم صوفیہ کی متاع نیک کو محتوی ہی خدائے کریم سے
ہمین امید ہی کہ اُس سے نفع حاصل ہو اور ہمارے فائدہ کے لیے حجت ہو نہ ہمارے
نقصان کے لیے اور یہ سب علوم مین کہ اُنکے نادر اور علوم ہین کہ اُنکے مقتضا پر عمل
کیا اور انھین کے ساتھ علماء آخرت زہاد فتحیاب ہوے اور علما دنیا طلب پر حرام
ہو گئے ہین اور وہ علوم ذوقیہ ہین کہ اُنکی طرف نہین قریب ہی کہ نظر پہنچے مگر ذوق سے
اور وجدان سے جسطرح کہ حلاوت شکر کی کیفیت کا علم کہ وصف سے حاصل نہین ہوتا
تو جسنے اُسے چکھا اُسی نے اُسے جانا اور شرف علم صوفیہ اور زہاد علما کا تجھے آگاہ کرتا ہی
کہ اور سب علوم کی تحصیل محبت دنیا اور حقایق دنیا کے خلل اندازی کی ساتھ متعذر اور
دشوار نہین ہی اور بسا اوقات محبت دنیا اُسکے حصول کی مدد و معاون ہوتی ہی اسواسطے
کہ نفوس پر اشتغال اُن علوم مین شاق ہی تو جاہ و رفعت کی محبت اُنکی سرشت مین

داخل کی گئی جبکہ ان مدارج کا حصول علم کے حصول سے سمجھ لیے تو زحمت کا تحمل اور
شب بیداری اور مسافری اور غربت اور اشکال لذت اور شہوات کو اپنے اوپر گوارا
اور قبول کیا اور اس قوم کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ نہین حاصل ہوئے اور بلا علمی
ہوا کے انکشاف اُنکا نہین ہوتا اور اُسکا درس بھی بجز مدرسہ تقوی کے نہین ہوتا
قال اللہ تعالے اتقوا اللہ ویعلمکم اللہ یعنی اللہ تعالے نے فرمایا اور ڈرو تم اللہ تعالے سے
اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہی علم کو میراث تقوی بنایا اور اس قوم کے علوم کے سوا آسمان
ہین بلاشک اسکے غیر سے پس علما الآخرۃ کے علم کا فضل معلوم ہوا اس حیثیت سے
کہ اولوا الالباب کے سوا دوسرے کے لیے نقاب نہین کھلتا اور اولوا الالباب دانشمند
درحقیقت وہی لوگ ہین جنھون نے دنیا کی طرف رغبت نہین کی بعض فقہا نے
کہا ہی جبکہ کوئی شخص اپنے مال کی وصیت اعقل الناس کے لیے کرے تو وہ
مال زاہد کے لیے خرچ کیا جائے اسواسطے وہ تمام خلق سے زیادہ عقل والے مین کہا ہی
سہل بن عبداللہ تستری نے کہ عقل کے ہزار نام ہین اور ہر ایک نام کے ہزار نام
ہین اور ہر اسم کا اول ترک دنیا ہی ابو عبداللہ خواص سے روایت ہی اور یہ اصحاب
حاتم سے ہین کہا ایک دفعہ مین ابو عبدالرحمن حاتم اصم لے ساتھ سہرے مین پونہچا
اور تین سو بیس آدمی اُسکے ساتھ تھے جنکا ارادہ حج کا تھا اور سب کمل اور جبے
پہنے ہوے تھے نہ اُسکے پاس کھانا تھا اور نہ توشہ دان تھا تو ہم شہرے مین ایک شخص
سوداگر کے یہان اُترے جو متعبد درویش دوست تھا اور ہم سبکی رات اُسنے دعوت
کی جب صبح ہوئی تو حاتم سے کہا یا ابا عبدالرحمن آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہی کہ مین
عیادت کو اپنے ایک فقیہ کی جایا چاہتا ہون کہ بیمار ہی اُسپہ حاتم نے کہا اگر تمہارا فقیہ

بیمار ہی تو فقیہ کی بیمار پرسی ہمارے لیے فضل ہی اور فقیہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہی پس
مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون اور محمد بن مقاتل قاضی شہر رَی علیل تھے پھر کہا
کہ ہم ابو عبدالرحمن کے ساتھ گئے اور دروازہ پر پہنچے تو ایکا ایکی ایک دنچا دروازہ
خوشنما ملا تو حاتم متفکر ہوکر بھٹک رہا کہتا تھا کہ عالم کا دروازہ اسطرح کا بعد ازان اُن سب کے لیے
اجازت ہوئی تب سب گھر مین گئے تو دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ فرش بچھا ہوا
اور نوکر چاکر اور پردے پڑے ہوے اور خلقت جمع ہی پھر حاتم فکر مین گئے بعد ازان
اُس مجلس کی طرف چلے جہان وہ قاضی علیل تھا دیکھین تو نفیس فرش اُسمین
بچھے تھے اور اُسپر قاضی سو رہا تھا اور اُسکے سرھانے ایک لڑکا سنترہ تمام رہا تھ مین
اُسکے چونری تھی پھر رازی تو بیٹھکر حال پوچھنے لگا اور حاتم کھڑا رہا کہ اسمین ابن مقاتل
نے اُسکی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ بولا کہ مین نہین بیٹھتا تو ابن مقاتل نے اُس سے
کہا کہ آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہی کہا ہان کہا وہ کیا ہی کہا ایک مسئلہ ہی جو تجسے پوچھنا
چاہتا ہون کہا اچھا پوچھیے کہا تو اُٹھ بیٹھ تا کہ مین تجسے وہ مسئلہ پوچھون تب آپنے
نوکرون سے کہا تو اُنھون نے تکیہ لگا دیا اُسوقت حاتم نے اُس سے کہا یہ تیرا علم
کہان سے تونے حاصل کیا کہا ثقات نے اُسکی حدیث مجھسے کی ہی کہا کس سے کہا
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کس سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور رسول اللہ اُسے کہان
سے لائے کہا جبرئیل سے حاتم نے کہا پس وہ چیز جسکو اللہ سے جبرئیل لائے اور رسول
اللہ تک پہنچایا اور رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے ثقات کو اور ثقات نے
تم تک پہونچائی آیا تو نے سنا کسیکو جو اپنے گھر مین امیر ہوا اور اُسکے نوکر چاکر بہت ہون

تو اُسکا درجہ بھی اللہ تعالے کے نزدیک بہت ہو کہا نہین کہا پھر کسطرح تونے سنا تو کہا
جس شخص نے دنیا کی طرف زہد کیا ہو اور آخرت مین رغبت کی ہو اور مساکین کو دوست
رکھا ہو اور آخرت کے لیے پہلے سے بھیجا ہو اُسکا مرتبہ اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ ہی
حاتم نے کہا پھر تونے کسکی اقتدا اور پیروی کی آیا نبی علیہ السلام اور اُسکے صحابہ اور صالحین
کی یا کہ فرعون و نمرود کی جنھون نے پہلے پہل چونہ اور پختہ اینٹ کی عمارت بنوائی اے
علماء بد تم ایسون کو جاہل جو دنیا کا طالب اور اُسکا راغب ہو دیکھے تو کہے عالم اور یہ
حالت مین اُس سے بدتر نہین ہون اور اُسکے پاس سے چلا گیا تو ابن مقاتل زیادہ
ہو گیا پھر اہل رَے کو اس ماجرے کی جو اُسکے اور ابن مقاتل کا تھا خبر پہونچی اسپر سب
لوگون نے اُس سے کہا یا ابا عبد الرحمن قزوین مین اس سے بڑی شان کا عالم ہی
اور طنافسی کی طرف اس سے ایسا کیا کہا تو اُسکی طرف قصداً روانہ ہوا اور اُسکے پاس پہونچی
تب کہا اللہ تیرے اوپر رحم کرے مین ایک عجمی شخص ہون چاہتا ہون کہ تو مجھے سکھلا دے
جو دین کی سب سے پہلی چیز ہی اور میری نماز کی کنجی ہی مین کسطرح نماز کے لیے وضو کرون
کہا ہان بہت اچھا صاحبزادے لے آؤ برتن جسمین پانی تھا پھر وہ برتن لے آیا جسمین
پانی تھا پھر طنافسی بیٹھ گیا اور دھویا تین تین بار بعد اُسکے کہا اسطرح وضو کرو تو حاتم
بیٹھا اور تین تین بار دھویا یہان تک کہ وہ ہاتھون کے دھونے تک پہونچا تو چار دفعہ
اُنکو دھویا اسپر طنافسی نے اس سے کہا او رے اسراف تونے کیا اسپر حاتم نے اُس سے
کہ کس چیز مین کہا تونے اپنے دونون ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے کہا ای سبحان اللہ
مین نے ایک چلو پانی مین اسراف کیا اور آپ نے اس کل جمع مین اسراف نہین کیا
تو طنافسی سمجھ گیا کہ اُسنے قصد اعتراض کا اس سے کیا اور اُس سے سیکھنے کا ارادہ نہ کیا

اور گھر مین گھس گیا اور چالیس دن تک لوگون سے ملاقات نہ کی پھر جب
بغداد مین پہونچا تو اہل بغداد اُسکے پاس آکر جمع ہوے اور اس سے کہا
یا ابا عبد الرحمن تو ایک عجمی شخص کند زبان ہی کوئی تجسے کلام نہین کرتا مگر یہ کہ
اُسکو قطع کر دیتا ہی کہا مجھ مین تین خصلتین ہین جنکی قوت سے مین اپنے خصم پر غالب
آتا ہون لوگون نے کہا وہ کیا ہین کہا جب میرا خصم فائز المرام ہو تو مین خوش ہوتا ہون
اور جب خطا کرے تو مین غمگین ہوتا ہون اور مین اپنی نفس کی حفاظت
اس سے کرتا ہون کہ اُسپر جہل اور سختی کرے ن یہ بات احمد بن حنبل تک پہونچی اور
اُسکے پاس آیا اور کہا سبحان کیسا ہی عاقل ہی پھر اُسکے پاس آئے کہا یا ابا عبد الرحمن
دنیا سے سلامت گیا ہی حاتم نے کہا یا ابا عبد اللہ دنیا سے تو سلامت نرہے گا جب تک
کہ تجھ مین چار خصلت نہون کہا وہ کیا ہین یا ابا عبد الرحمن کہا جہالت جو قوم کرے
اُس سے تو در گذر کر اور اپنی جہالت کو اُنسے باز رکھ اور اُنکے لیے اپنی چیز خرچ کر اور
اُنکی چیزون سے تو مایوس ہو جسوقت یہ برتا ؤ تیرا ہو گا تو سلامت رہے گا پھر مدیتہ کو گیا
اللہ تعالے نے فرمایا ہی انما یخشے اللہ من عبادہ العلماء یعنی بجز اسکے نہین کہ اللہ سے
ڈرتے وہی بندہ ہین جو عالم ہین انما کے کلمہ کے ساتھ ذکر کیا تو علم کا انتفا اُن لوگون
سے ہوتا ہی جو اللہ سے نہین ڈرتے ہین مثل اسکے کہ جسوقت کہا انما یدخل الدار بغدادی
یعنی سوا اسکے نہین کہ گھر مین بغدادی داخل ہو تو بغدادی کے سوا دوسرے کسی کا
گھر مین آنا منتفی ہوتا ہی پس علماء آخرت کے لیے یہ بات واضح ہو گئی کہ مقامات
قرب اور مواقع عرفان کی راہ مسدود ہی مگر جبکہ زہد اور تقوے ہو ابو یزید نے کہا رحمہ اللہ
ایکدن اپنے یارون سے کہ کل شب کو مین صبح تک کوشش کرتا رہا کہ کہون لا الہ الا اللہ

مگر مین نے اُسپر قدرت نہ پائی پوچھا گیا کہ یہ کیونکر کہا مین نے اپنے لڑکپین مین ایک کلمہ کہا تھا تو مجھے اُس کلمہ کی وحشت مجپر آپونچی اور مجھے اُس سے روک دیا اور مجھے اُس شخص سے تعجب ہی جو اللہ تعالے کا ذکر کرتا ہی اور وہ کسی شی کے ساتھ اُسکی صفات سے متصف ہی پس صفات تقوی اور کمال بے رغبتی دنیا سے بندہ علم مین راسخ ہوتا ہی واسطی نے کہا علم مین راسخ وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح سے غیب الغیب مین سرالسر کے اندر راسخ ہوگئے ہین پس پہچانا اُنھین جسنے اُنھین پہچانا اور دریاے علم مین فہم کے ساتھ ڈوب گئے تاکہ ترقی حاصل کرین پھر اُنکے لیے خزاین جمع شدہ کھل گئے جو فہم سے ہرایک حرف کے نیچے کلام اور عجایب خطاب سے تھے پھر حکم کے ساتھ گفتگو کی اور بعض صوفیہ نے کہا ہی راسخ وہ شخص ہی جو خطاب کے محل مراد سے واقف ہوا اور کہا فرازؔ نے کہ یہ وہ لوگ ہین جو تمام علوم مین کامل ہین اور اُنکی معرفت حاصل کی اور تمام خلایق کی ہمتون پر مطلع ہوے ہین اور یہ ابو سعید کا قول ہی جسکی یہ مراد نہین ہی کہ راسخ فی العلم کے سزاوار یہ بات ہی کہ علوم کی جزئیات سے واقف ہوا اور اُسمین کمال رکھتا ہو اسواسطے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اور اس قول اللہ تعالے کے معنی مین توقف کیا وفاکہۃً وَّاَبًّا اور کہا اَبّ کیا چیز ہی پھر کہا یہ بجز تکلیف نہین ہی اور منقول ہی کہ یہ توقف اب کے معنی مین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ سے تھا اور اس سے صرف ابو سعید کی مراد وہی ہی جسکی تفسیر اُسکے قبل کلام نے آخر کلام کے ساتھ کی اور وہ یہ قول ہی اطلعوا علی ہمم الخلایق کلہم یعنی وہ آگاہ ہی ساری خلق کی ہمتون پر اسواسطے کہ ہر آئینہ متقی نے اثبات تقوی کا وزاہد حق نے زہد کا دنیا مین کردیا اُسکا باطن صاف اور اُسکے قلب کا آئینہ روشن ہوگیا اور لوح محفوظ سے

اُسکو کسی قدر سامنا اور محاذات ہو گئی تو اُسنے صفائی باطن سے اصول و امہات علوم کا ادراک کر لیا پس وہ منتہا اقدام علما کا اُنکے علوم مین جانتا ہی اور ہر ایک علم کے فائدہ کو سمجھتا ہی اور علوم جزیئہ تعلیم اور مشق سے نفوس مین متجزی اور منقسم ہین اسواسطے علم کلی اُنکا اُس سے مستغنی نہین کرتا کہ جزئی مین رجوع کرے اُسکے اہل وہی ہین جو اُسکے ظروف ہین پس ان لوگون کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اُسی مین مشغول ہونے اور جزئی کے سبب وہ کلی سے منقطع اور علیحدہ ہو گئے اور علما زاہدین کے نفوس نے بعد اسکے کہ ضروری چیزین اُسمین کی جو اصل دین مین ہین اور بنیاد اُسکی شرع سے ہی اللہ تعالے کی طرف رخ کیا اور اشیاء سے اُسکی طرف جھک گئے اور ارواح اُنکی قرب الٰہی کے مقام سے واصل ہو گئی تب اُنکی ارواح نے اُنکے قلوب مین انوار پہونچائے جسکے سبب سے وہ مستعد اور مہیا ادراک علوم کے لیے تھے پس اُنکی ارواح نے عالم ازلی کی توجہ کے سبب ادراک علوم کی حد سے ترقی کی اور ایسے وجود سے مجرد اور منفرد ہو گئین جو ظرفیت علم کے لیے صلاحیت رکھتا تھا اور اُنکے قلوب اُس وجہ کی نسبت سے جو نفوس کے ساتھ رکھتے ہین ظروف وجودی ہو گئے جو وجود علم کے مناسب نسبت وجودیہ سے تھے تو وہ علوم سے اور علوم اُنسے باہم مل جل گئے اس مناسبت سے کہ انفصال علوم کا اُنسے بوجہ اتصال لوح محفوظ کے ہو گیا اور انفصال سے مراد صرف یہ ہی کہ انتعاش اُنکا لوح محفوظ مین ہی دوسرے مین نہین اور انفصال قلوب کا ارواح کے مقام سے اسواسطے ہی کہ قلوب منجذب نفوس کی طرف ہوتی ہی اور ان دونون منفصل یعنی علوم اور قلوب مین ایک نسبت اشتراک ہی جو باعث تالیف اور امتزاج کے ہی تو علوم اسواسطے حاصل ہو گئے اور عالم ربانی راسخ فی العلم ہو گیا

اللہ تعالے نے بعض کتابون مین جو نازل کی گئین وحی کی کہ ای بنی اسرائیل مت کہو
کہ علم آسمان مین ہی کون اُسے اُتارے اور نہ یہ کہو کہ زمین کے اطراف اور کنارون پر ہی
کون اُسے چڑھائے اور نہ دریاؤن کے اُس پار ہین کون دریا اُتر کر جائے کہ اُسکو
لے آئے علم تمھارے قلوب مین رکھا گیا ہی فرشتون کے آداب سے میرے سامنے
ادب کرو اور صدیقین کے اخلاق سے میرے ساتھ پیش آؤ علم کو تمھارے قلوب سے
اوبچاؤ نگا حتے کہ تمکو چھپا لیگا اور دیا لے گا پس فرشتون کے آداب سے مودب ہونا
نفس کو اُسکی طبعی امور کی خواہشون سے باز رکھنا ہی اور صریح علم سے اُنکا جڑ سے
اُکھیڑ ڈالنا خواہ کسی قول سے ہو یا کسی فعل مین ہو اور یہ اُسی کے لیئے صحیح اور درست ہی
جسنے جانا اور قرب حاصل کیا اور حضوری کا راستہ حق سبحانہ تعالے کے سامنے پایا
تب وہ حق کے واسطے حق کے ساتھ محفوظ ہوتا ہی حسان بن عطیہ سے روایت ہی
کہا مجھے خبر پہونچی کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک منزل مین اُترے اور کہا
دستر خوان ہمارے سامنے لاؤ تاکہ اُسکے ساتھ بازی کرین یہ بات اُن سے مکروہ
سمجھی گئی تو کہا جب سے مسلمان ہوا ہون کسی کلمہ میری زبان سے کلام مین نہین نکلا
مگر یہ کہ مہار اسکے مین نے لگا ئی پھر دوسری لگام دیتا ہون تم اُسکے سبب میرے
اوپر آغشتہ نہو پس ایسکی مثال فرشتون کے آداب سے ادب حاصل کرنا ہی انجیل میز
لکھا ہوا ہی جو چیز تم نہ جانتے ہو اُسکا علم طلب کرو جب تک کہ تم اُسپر عمل نکرلو جو تم اُسے
جان چکے ہو اور ہر آئینہ ایک حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے وارد ہوا ہی کہ شیطان اکثر علم کے ساتھ ہر آئینہ تمپر سبقت لے گیا ہی ہمنے کہا
یارسول اللہ کسطرح علم سے ہمارے اوپر وہ سبقت لیگیا فرمایا کہ وہ کہتا ہی علم طلب

کرا اور عمل نکر جب تک کہ علم تو نہ پڑھ لے اسواسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہی اور عمل
کو ٹالتا ہی یہان تک کہ مرجائے اور عمل نہ کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی
علم کثرت روایت سے نہین ہوتا علم خوف ہی ہی اور حسن نے کہا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالے
ذی علم و روایۃ کی پروا نہین کرتا اگر پروا کرتا ہی تو صاحب علم و درایت کی کرتا ہی
تو علوم وراثۃ علم دارستہ سے نکلے ہوے ہین اور علوم وارستہ خالص دودھ کی مثال
مین جو پینے والون کے حلق سے بآسانی اترتا ہی اور علوم وراثۃ کی مثال مسکہ جو اُس سے
نکلتا ہی اگر دودھ نہ ہو تو مسکہ بھی نہ ہو مگر مسکہ دہنیت اور چکنائی ہی جو دودھ سے مقصود ہی
اور مائیۃ اور پانی پن دودھ مین ایک جسم ہی جسکے ساتھ روح دہنیت قائم ہی اور مائیۃ
کے ساتھ قوام ہی اللہ تعالے نے فرمایا اور پانی سے ہمنے ہر ایک شی زندہ کی اور فرمایا
بھلا وہ شخص مردہ تھا پھر اُسکو ہمنے زندہ کیا یعنی کفر کی سبب مردہ تھا پس اسلام سے
اُسکو زندہ کیا تو اسلام سے زندہ کرنا وہی قوام اول اور اصل اول ہی اور اسلام کے
لیے بہت علم ہین اور مبانی اسلام کے علوم ہین اور اسلام بعد ایمان کے صرف تصدیق
کی نظر سے ہی ولیکن ایمان کے لیے بعد ازان کہ اسلام کے ساتھ متحقق ہو بہت فروع
ہین اور وہ مراتب ہین جیسے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کہ وہ ہر آئینہ
کبھو توحید اور معرفت اور مشاہدہ کے لیے مستعمل ہوتے ہین اور ایمان کے لیے ہر ایک
فرع ہین اُسکے فروع سے بہت علم ہین تو علوم اسلام علوم اللسان ہین اور علوم الایمان
علوم القلوب ہین پھر علم قلوب کے لیے وصف خاص اور وصف عام ہی پھر وصف
عام علم الیقین ہی اور اُسکی طرف کبھو تو بحث اور استدلال سے وصول اور ملاپ
ہوتا ہی اور اسمین علماء دنیا علماء آخرۃ کے ساتھ شریک ہوتے ہین اور ایک وصف

خاص اُسمین ہی جس مین علماء آخرت مختص ہین اور وہ سکینہ اور ایک آرام کی چیز ہی جو
مومنین کے قلوب مین نازل کی گئی ہی تاکہ وہ اپنے ایمانون پر اور بھی ایمان زیادہ
کرین بنابرین تمام مراتب کو اسم ایمان مشتمل اپنے وصف خاص سے ہی اور اپنے وصف
عام سے مشتمل نہین ہی تو بنظر وصف عام یقین اور اُسکے مراتب ایمان سے ہین اور
بنظر وصف عام کے یقین زیادہ علی الایمان ہی اور مشاہدہ وصف خاص یقین مین ہی
اور وہ عین الیقین ہی اور عین الیقین مین وصف خاص ہی اور وہ حق الیقین ہی
پس حق الیقین اسوقت مشاہدہ سے بڑھکر ہی اور حق الیقین کا موطن اور مستقر آخرۃ
مین ہی اور دنیا مین اُس سے ایک لمحہ کا لمحہ اپنے اہل کے لیے ہی اور وہ اُن تمام
چیزون سے اعلی اور افضل ہی جو اقسام علم مالیہ سے ہین اسواسطے کہ وہ وجدان
تو علم صوفیہ اور زہاد ذوی علم کی نسبت اُن علماء دنیا کے علم کی طرف جو نظر اور استدلال
کے طریقہ سے درجہ یقین کو پہونچے ہین اُس چیز کی نسبت کی مثال ہی جسکا ذکر ہمنے
علم وراثت اور دراستہ سے کیا ہی انکا علم دودھ کی مثال ہی اسواسطے کہ وہ یقین اور
ایمان ہی جو کہ جڑ بنیاد ہی اور علم صوفیہ باللہ تعالے کا مقامات مشاہدہ سے ہی اور در
عین الیقین اور حق الیقین مسکہ کے مانند ہی جو دودھ سے نکلا ہوا ہو پس انسان
کی فضیلت علم کی فضیلت سے ہی اور اعمال کی زرانت اور وقار اُسی قدر ہی کہ
جتنا حصہ علم کا حاصل ہوا ہو اور بیشک حدیث مین وارد ہوا ہی عالم کو ترجیح عابد پر
ایسے ہی کہ جیسے مجھے میری امت پر ہی اور اس علم مین اشارت علم بیع و شرا و طلاق
و عتاق کی طرف نہین ہی اور جو اشارہ ہی وہ علم باللہ تعالے اور قوت یقین کی طرف ہی
اور کبھو بندہ عالم باللہ ہوتا ہی صاحب یقین کامل اور حال آنکہ اُسکے پاس

فرض کفایات کا علم نہین ہی اور بہرآئینہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علما زمانہ تعلق
سے بہت بڑھکر عالم حقایق تعیین اور دقایق معرفۃ کے تھے اور تحقیق علما تابعین مین انمین
ایسے تھے جو علم فتوی اور احکام کے اندر اُنمین سے بعض کی نسبت بڑی استوار اور
مستقیم تھی روایت ہی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی چیز کا مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے
کہ سعید بن المسیب سے پوچھو اور حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے کہ جابر بن عبداللہ
سے پوچھو اگر اہل بصرے اُسکے فتوی پر اُترین تو اُسکے لیے وسعت اور گنجایش ہی اور
حضرت انس بن مالک فرماتے کہ مولانا حسن سے دریافت کرو اسواسطے کہ بہرآئینہ اُسے
یاد ہی اور ہم بھول گئے تو اُن صحابہ کا حال یہ تھا کہ علم فتوی اور احکام مین تابعین کی
کی طرف لوگون کو پھیر دیتے تھے اور ان تابعین کو حقایق یقین اور دقایق سکھلاتے
تھے اور یہ بات اسواسطے تھی کہ صحابہ اس معاملہ مین زیادہ استوار تابعین سے
تھے کہ وحی منزل کی طرق انکو پہونچی تھی اور کثرت و وفور علم مجمل و مفصل نے اُنکو
مستغرق کردیا تھا تو اُنسے ایک گروہ نے مجمل اور مفصل کو حاصل کیا اور ایک گروہ نے
مفصل بدون مجمل کے سیکھا اور حال یہ ہی کہ مجمل اصل علم ہی اور اُسکا مفصل طہارۃ
قلوب اور قوت اصلی سے الگ کمال استعداد اکتساب کیا گیا اور خواص کے ساتھ مختص ہی
اللہ تعالے نے فرمایا ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہے احسن یعنی بلا اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور
اچھی نصیحت کے ساتھ اور انکو الزام دے ایسی چیز سے جو نیک ہو اور فرمایا قل ہذا
سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ یعنی تو کہہ کہ یہ راستہ میرا ہی مین اللہ تعالے کی طرف بصیرۃ سے
بلاتا ہون تو ان سبیلون کے سالک اور ان دعوتون کے قلوب قابل مین تو بعضے

انمین سے نفوس سرکش اور لاحسب ہین کہ اپنی طبیعت اور جبلت کی گرفتگی پر قائم
ہین تو اُنکو تخویف کی آتش اور وعظ اور تربیت سے ملائم کیا اور بعضے نفوس پاک
صاف ہین جو پاک مٹی سے بنے ہوے ہین اور قلوب سے زیادہ پاک ہونے مین
ہین تو جو شخص کہ اُسکا نفس مددگار رشتی جان اُسکی قلب کا ہی اُسکو وعظ سے بلاتا ہی
اور جو شخص کہ اُسکا قلب مددگار اُسکے نفس کا ہو اُسی حکمت کے ساتھ طلب کرتا ہی تو
جو دعوت وعظ و پند سے تھی ابرار نے اُسے جنون قبول کیا اور وہ وعدہ بہشت اور دوزخ سے
ہی اور دعوۃ جو حکمت سے ہی اُسکی اجابت مقربین نے کی اور وہ دعوت ہی عطار قرب
اور صفائی معرفت اور اشارہ توحید کی تصریح اور اظہار سے ہی پھر جبکہ اُنھون نے
تلویحات حقانی اور تعریفات ربانی کو پایا تو اپنی ارواح اور قلوب اور نفوس کے
ساتھ اجابت کی تو متابعت اقوال کی ہوگئی اُنکی اجابت نفس کی اور متابعت
اعمال اُنکی اجابت قلب سے اور صاحب احوال ہونا اُنکی اجابت روح سے ہوگئی
تو اجابت صوفیہ کی بالکل ہی اور اجابت غیر صوفیہ کے بالبعض ہی کہا عمر رضی اللہ عنہ
نے کہ اللہ حبیب پر رحم فرمائے اگر اللہ سے خوف نہ کرتا اُسکی معصیت نکرتا یعنی اگر اُسکے
پاس کتاب امان کی آتش دوزخ سے ہوتی تو صرف معرفت امر الٰہی کی عظمت ہی
اُسکو برانگیختہ کرتی کہ واجبی حق عبودیت کی ادا پر قیام کرے اس وجہ سے کہ حق عظمت
اُسنے پہچانا تو اجابۃ صوفیہ دعوت کے لیے اجابت محبانہ محبوب کے لیے لذت اور
بے تکلفی کی راہ سے ہی اور غیر صوفیہ سے زحمت اور مجاہدہ سے اور یہ اجابت ایسی ہی
کہ اُسکا ترشح ساکہ استقامۃ اور عبودیت کے حقایق سے قیام ہو گھڑیون اور ساعتون
مین ظاہر ہوتا ہی قال اللہ تعالے فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ

للیسری یعنی اللہ تعالے نے فرمایا سو جسنے دیا اور خوف کیا اور نیک بات کو سچ جانا تو
قریب ہی کہ ہم اُسکو آسانی مین پہونچا ئینگے بعضے صوفیہ کہتے ہین کہ دارین کو دے دیا
اور کسی چیز کو نہ دیکھا اور بے فائدہ اور گناہون سے پرہیز کیا اور صدق بالحسنیٰ کے
معنی ہین طلب قرب پر اڑا اور کھڑا ہوا اور یہ آیت کہتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی اور اس آیۃ مین دوسری وجہ ظاہر ہوتی ہی
اعطی اعمال پر مواظبت کے ساتھ اعطا کیا اور وسواس شیطانی اور ہواجس نفسانی
سے پرہیز کیا اور بچا و صدق بالحسنیٰ یعنی باطن کی ملازمت موارد شہوات کے تصفیہ کے
ساتھ مزاحمت لوث وجود سے کی فسنیسرہ للیسرے ہم اُسپر سہولت کے دروازے عمل اور
عیش اور انس مین کھولتے ہین اور جسنے اعمال سے بخل کیا و استغنی پھر گیا احوال
سے و کذب بالحسنیٰ اور نیک بات کو جھٹلایا یعنی ملکوت مین اپنی بصیرت کے نفوذ
سے گرد پھرنے والا نہ تھا فسنیسرہ للعسرے اُسپر ہم آسانی کا دروازہ اعمال مین بند کر دیتے ہین
اور سستی کا باب اُسپر کھولتے ہین پھر جب صوفیہ کے نفوس اور قلوب اور ارواح نے
ظاہرا اور باطنا دعوت قبول کی تو اُنکا حصہ علم مین سب سے زیادہ اور معرفت مین
اکمل ہوا تو اُنکے اعمال پاکیزہ اور افضل ہوے معاذ کے پاس ایک شخص آیا کہا مجھے
دو شخصون سے خبر دی کہ ایک اُنمین سے عبادۃ کے اندر مجتہد کثیر العمل کم گناہ ہی مگر یہ
وہ ضعیف الیقین ہی متواتر اُسکو شک لاحق ہوتے ہین معاذ نے کہا ہر آئینہ اُسکے
عمل کو باطل اُسکا شک کرتا ہی کہا تو ایک شخص کم عمل کی خبر دی الا وہ قوی الیقین ہی
اور وہ اس حالت مین بس گنہگار ہی تو معاذ ساکت ہوا تو اُس شخص نے کہا واللہ اگر
پہلے آدمی کا شک اُسکے نیک اعمال کو باطل کرتا ہی تو ضرور اسکا یقین اُسکے کل گناہون

کو ضائع کریگا تو معاذ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مین نے ایسا کوئی شخص نہین دیکھا جو
اس سے بڑھکر فقیہہ ہو اور لقمان کی وصیت مین ہی جو اُسنے اپنے بیٹے کو کی یقین ای
فرزند عمل کی استطاعت یقین ہی کے ساتھ ہوتی ہی اور آدمی نہین عمل کرتا ہی مگر اُسی قدر
کہ اُسکا یقین ہی اور عامل اُسکا قصر نہین کرتا جبتلک کہ قصر اُسکے یقین مین نہو پس یقین
علم سے افضل ہی اسواسطے کہ اُسنے ارادہ عمل کا کیا اور وہ نہ تھا کہ عمل کا ارادہ کرتا تھا اُسنے
ارادہ عبودیت کا کیا اور ارادہ عبودیت کا نہین کرتا تھا اور تھا کہ ارادہ کیا تھا قیام کا
حق ربوبیت کے ساتھ اور کمال احتیاط کا یقین اور علم سے اللہ تعالے کے ساتھ یہ سب
صوفیہ اور علما زاہد کے لیے ہی تو اس سے فضل اُنکا اور اُنکے علم کا ظاہر ہو گیا اب
اُسکے بعد مین ایک مسئلہ کی صورت بیان کرتا ہون جس سے وہ فضل عالم زاہد عارف
کے جو معتبر ہی اپنی صفات نفس سے غیر پر ظاہر ہو جائے ایک عالم کسی مجلس مین آیا
اور بیٹھا اور اپنے لیے ایک نشست کی جگہ جسمین وہ بیٹھا اپنے لیے بقدر اپنے محل و
علم کے جو اپنے اعتقاد مین سمجھا تھا تجویز کی پھر ایک دوسرا شخص اُسکے ہمچشمون سے
آیا اور اُس سے اونچی جگہ بیٹھا تب وہ عالم بھونچا اور تنگ ہوا دیکھا کہ دنیا اُنکی آنکھون
مین تیرہ و تار ہو گئی اور اگر اُس سے ممکن ہوتا تو اس شخص پر حملہ کرتا پس یہ عارضہ ہی
جو اُسے لاحق ہوا اور ایک مرض ہی جو اُسے عارض ہوا اور وہ یہ نہین جانتا کہ یہ
ایک مرض پوشیدہ ہی اور دوا کی محتاج ہی اور اس مرض کی نشا اور اصل مین فکر
نہین کرتا اور اگر وہ جانتا کہ یہ نفس ہی جو ابھرا اور اپنی جہالت کے ساتھ ظاہر ہوا اور
جہل اُسکا اُسکے کبر کے وجہ سے اور کبر اُسکا اپنے نفس کو اپنے غیر سے بہتر سمجھنے کے
باعث ہی تو انسان نے جان لیا کہ وہ بہت بڑا اُسکے غیر سے ہی اور اُسکا قوہ سے

فعل مین لانا تکبر ہی تو جب وہ تنگ ہوا تو اُسکے فعل سے تکبر ہو گیا پس صوفی عالم زاہد
اپنے نفس کو کسی چیز کے ساتھ مسلمانون سے تمیز نہین کرتا اور نہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا ہی
مقام تمیز مین کہ کوئی ممیز اُسکو مجلس مخصوص سے ساتھ تمیز کرے اور اگر فرض اُسکے لیے
کیا جائے کہ اس قسم کے واقعہ سے آزمایش کی جائے اور دوسرے شخص کے تقدم
و ترفع سے افسردہ ہوتا ہی نفس اور اسکے ظہور کو دیکھے اور اس بات کو کہ یہ مرض ہی
اور ہی آئینہ اگر اس معاملہ مین ڈھیل دین نفس کی طرف شناعت کی اور اُسکی افزوگی
تو یہ اُسکے حال کا گناہ ہو جاتا تو فورا اپنے مرض کو اللہ تعالے کی طرف پیش کرتا اور اپنے
نفس کے ظہور کی شکایت اسکی طرف کرتا اور خوب توبہ عمل مین لاتا اور ظہور نفس کی قطع
نسل کر دیتا اور قلب کو اللہ تعالے کی طرف پیش کرنا اس حال سے کہ وہ استغاثہ نفس
سے کرے تب اُسکا اشتغال مرض نفس کے دیکھنے اور علاج کے طلب کرنے کا اُسے
چھوڑا دیتا اُس فکر سے کہ وہ شخص اوپر اُس سے اونچا بیٹھ گیا اور بسا اوقات اُس
شخص کے ساتھ جو اُس سے اوپر بیٹھ گیا تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آیا تا وہ کفارہ
گناہ موجودہ کا اور دوا اپنے مرض لاحق کی رہے اب اس سے فرق ظاہر دو
شخصون مین ہو گیا اور جب کہ اعتبار کرنے والا اعتبار کرے اور اپنے نفس کے
حال کو تلاش کرے اس مقام پر تو اپنے نفس کو اور عوام خلق اور طالب مقاصد
دنیا کے مثال دیکھے گا پھر کون فرق اُسمین اور اُسکے غیر مین ہی اُن لوگون سے
جسکو علم نہین ہی واگر ہم زیادہ مسائل کی صورتین بیان کرتے کہ جس سے زاہدین کی
فضیلت اور راغبین کا نقص کھل جاتا بیشک وہ موورث ملال ہوتا اور یہ ابتدا اُنکے
علوم صوفیہ سے ہی پس اُنکے علوم نفیسہ اور احوال شریفہ کی طرف کیا گمان ہی اللہ توفیق دے

چوتھا باب حال صوفیہ اور اُنکے اختلاف کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای میرے فرزند اگر تو صبح اور شام ایسی کر سکے کہ تیرے قلب مین کسی کی طرف سے کینہ اور بدخواہی نہو تو کر بعد اسکے فرمایا ای میرے فرزند اور یہ میری سنت ہی اور جسنے میری سنت کو جلایا اُسنے مجھے جلایا اور جسنے جلایا وہ میرے ساتھ بہشت مین ہوگا اور یہ بڑا شرف اور کمال فضل ہی جسکی خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق مین دی ہی جسنے اُسکی سنت کو جلایا تو یہ صوفیہ وہی لوگ ہین جنھون نے اس سنت کو جلایا اور سینون کے کینہ اور بدخواہی سے صفائی اُنکے کام کی بنائی بلند ہی اور اس سے جوہر اُنکا ظاہر ہوگیا اور فضیلت اُنکی کھل گئی اور وجہ اسکی کہ وہ اس سنت کی احیا پر قادر ہوے اور اُسکے حق واجب کے ساتھ مستعد ہوگئے صرف یہی ہی کہ انھون نے دنیا مین زہد کیا اور دنیا کو دنیا دارون اور اسکے طالبون پر چھوڑ دیا اسواسطے کہ کینہ اور نفاق کا اُٹھان دنیا کے اور اہل دنیا کے نزدیک رفعت اور منزلت کی محبت سے ہی اور صوفیہ نے اس بارہ مین بالکل بے پروائی اور بے رغبتی کی ہی جیسا کہ بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ہمارا یہ طریق اُنھین قومون کے لایق ہی جنھون نے اپنی ارداحون سے گھورون کو صاف اور پاک کیا پھر جبکہ اُنکے دلون سے دنیا کی محبت اور رفعت کی چاہت جاتی رہی تو انھون نے صبح کی اور شام کی ایسی کہ اُنکے دلون مین کسی کی طرف سے میل اور کینہ نہ تھا پس جو قول کہنے والے کا ہی کہ اپنی ارداحون کو گھورون سے پاک صاف کیا اُس سے اشارہ نہایت تواضع کی طرف ہی

اور اُسکی طرف کہ وہ اپنے نفس کو نہین ایسا دیکھتا کہ کسی مسلمان پر اُسکو اپنے
نزدیک آپ کو حقیر جاننے کے سبب ترجیح دے اور ممتاز کرے اور اس حالت مین
بغض اور کینہ کا سدباب ہوجاتا ہی اور یہ حکایت شہرت پا گئی تو بعض فقرا نے
ہمارے اصحاب سے کہا کہ مجھے سمجھ پڑا کہ اسکے معنی اپنی ارواحون سے اُنھون نے
گھورون کو پاک صاف کیا یہ ہین کہ گھورون کے ساتھ اشارہ نفوس کی طرف ہی
اسواسطے کہ وہ گھورے کے مثال ہر ایک عفونت اور نجاست کی جگہ ہی اور نور
روح سے جو اُسکے ساتھ ملنے والا ہی پاک اور صاف کردیا اسواسطے کہ ارواح صوفیہ
مقامات قرب مین ہین اور نفوس مین اُسکا نور سرایت کرتا ہی اور نور روح کے
ملنے سے نفس پاک اور طاہر ہوتا ہی اور جتنی خراب چیزین بغض اور کینہ اور
اور خبث اور حسد انھین ہین سب اُس سے زائل ہوجاتے ہین تو گویا وہ نور
روح سے پاک صاف ہوتا ہی اور یہ معنی صحیح ہین اگرچہ قائل نے اپنے قول سے
اسکا ارادہ نہ کیا ہو اللہ تعالے نے بہشتیون کی صفت مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی
صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنی نکال ہمنے لیا جو اُنکے سینون مین
کینہ تھا بھائی بناکر جو تختون پر آمنے سامنے بیٹھے ہوے ہین ابو حفص نے کہا جو قلوب
اللہ تعالے کے مالوف اور اُسی محبت پر متفق اور اُسکی مودت پر مجتمع اور اُسکے ذکر
سے مانوس ہوگئے اُنمین کینہ اور حسد کسطرح باقی رہ سکتا ہی ہرآئینہ یہ قلوب ہواجس
نفسانی اور ظلمات طبعی سے پاک صاف ہین بلکہ توفیق کے نور سے سرمہ آلود
ہوگئے تو وہ سب بھائی بن گئے پس خلق اُنکے حجاب صفات نفوس سے دور
اور فعل اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاتے رہنے سے

ہین پھر جب اُنکی نفوس کی صفات بدل گئین اور حجاب اُٹھ گیا اور پردے صحیح
ہوگئے اور ہر ایک چیز مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت ہوئی
اور اس صورت مین محبت اللہ تعالے کی واجب ہوگئی اللہ تعالے نے فرمایا ہو کہو
اگر تم اللہ تعالے کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تعالے تمھین دوست
رکھے گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو نشانی بندہ کی محبت کی اپنے
رب کے واسطے بتائیے اور بندہ کی جزا کہ وہ خوب پیروی رسول علیہ السلام کی کرے
یہ رکھی کہ اللہ تعالے اُسے دوست رکھیگا تو متابعت رسول علیہ السلام کا جو شخص
زیادہ حصہ دار ہوگا وہی اللہ تعالے کی محبت کا زیادہ حصہ پانے والا ہو اور اسلام
کے گروہون مین سے صوفیہ حسن متابعت مین کامیاب ہوے اسواسطے کہ ان
حضرات نے اقوال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع کی اور جس
جس کام کا حکم آپ نے اُنکو دیا اُسپر قایم اور ثابت قدم ہوے اور جس جس چیز سے
آپ نے اُنکو روکا اُس سے ٹھٹک رہے اللہ تعالے نے فرمایا ہی اور جو کچھ رسول
مقبول تمھارے پاس لایا اُسکو لو اور قبول کرو اور جن چیزون سے تمھین روکا اُس سے
باز رہو بعد اسکے اپنے اعمال مین اُنھون نے آپکی پیروی اور متابعت کی جد وجہد سے
عبادت اور تہجد اور نوافل مین روزہ اور نماز سے اور جو اسکے سوا ہی اور اُنکو برکت
اتباع کی روزی اور نصیب ہوئی اقوال اور افعال مین اور اُسکے اخلاق کے ساتھ
متخلق ہوتے ہین حیا سے اور حلم سے اور صفح اور عفو سے اور رافت اور شفقت اور
مداراۃ و نصیحت اور تواضع سے اور اُسکے احوال سے ایک حصہ خوف اور سکینہ
اور ہیبت اور تعظیم و رضا و صبر و زہد اور توکل سے اُنھین ملا تو متابعت کے تمام

اقسام کو پورا حاصل کیا اور اُسکی نسبت سنت سنیہ کو انتہا درجہ کے ساتھ زندہ کیا عبد الواحد
بن زید سے سوال کیا گیا کہ آپ کے نزدیک صوفیہ کون ہین فرمایا جو لوگ اپنے عقول سے
فہم سنت پر قایم ہین اور اپنے دلون سے اُسکی طرف متوجہ ہین اور اپنے سردار پیشوا
کے ساتھ معتصم اپنے شر نفوس سے ہین وہ لوگ صوفیہ ہین اور یہ پورا پورا وصف ہی
جسکے ساتھ اُنکی تعریف کی ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولا مالک کی
طرف دائم الافتقار تھے یہان تک کہ آپ فرماتے میرے نفس کی طرف مجھے ایک
پلک مارنے کے برابر مت حوالہ کر اور میری حراست کر جیسے کہ بچے کی کرتے ہین
اور جن چیزون مین صوفیہ کامیاب متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوے
اشرف اور اعلی اُمنین کا یہ وصف ہی اور وہ ہمیشہ کا افتقار ہی اور التجا ہی اور اس
وصف سے صدق افتقار کے ہر ایک متحقق اور متصف نہین ہوتا مگر وہ بندہ خدا جسکا
باطن صفاء معرفت سے صاحب کشف اور سینہ اُسکا نور یقین سے روشن ہو گیا اور دل
اُسکا بساط قرب تک جا پہونچا اور سر اسکا ہم کلامی کی لذت سے خلوت نشین ہو گیا
پھر ان تمام چیزون مین اُسکا نفس حکمی اسیر سلطانی ہو گیا اور باینہمہ اسکو ہر ایک شر و
آفت کا گھر دیکھتا ہی اور وہ مثل آتش ہی کہ اگر ایک تنکا اُسکا باقی رہ جائے ایک عالم
کو جلا دے اور وہ بہت ہی جلد پلٹنے والا اور بدلنے لوٹ پیچ و تاب کھانے مین شعلۂ آتش
زدہ کمال ہی تو حق سبحانہ تعالی نے اپنے کمال لطف سے صوفی کو پہچنوا دیا اور کسیقدر
انکشاف اُسکا کرا دیا اُس قسم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فرمایا
اسواسطے صوفی ہمیشہ اپنے مولی کیطرف اُسکے شر سے استغاثہ کیا کرتا ہی اور گویا کہ
وہ بندہ کے حق مین ایک تازیانہ بنایا گیا ہی کہ اپنے شر سے اُسکی معرفت کے لیے

چلاتا ہی اُس حالت کے ساتھ کہ نظر اُسکی التجا کے آستانہ اور صدق نیاز و دعا کی طرف ہی تو بس صوفی اُسکے مطالعہ سے ایک لحظہ بھی خالی نہین رہتا جسطرح کہ وہ اپنے رب سے دم بھر کو غافل نہین ہوتا اور اُسکی معرفت کو اللہ تعالی کی معرفت کے ساتھ مربوط اور مضبوط کر دیا اس حدیث مین جو وارد ہوئی ہی کہ جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا تو ہر آئینہ اپنے پروردگار کو اُسنے پہچانا جیسے رات کی پہچان کو دن کی پہچان سے وابستہ کر دیا اور ایسا وہ کون شخص ہی جو نسبت ہاے رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام سے اس سنت کا احیا کرے بجز صوفی کے جو عالم باللہ اور زاہد فی الدنیا ہی تقوی کو مستحکم دست سے پکڑے ہوے ہی اور کون ہی جو اس حال کے فائدہ کا رستہ صوفی کے سوا پائے تو ہمیشگی نیازمندی اُسکی اپنے پروردگار کی طرف جناب الٰہی جل شانہ کے ساتھ متمسک اور دست آویز ہی اور اُسکے ساتھ پناہ جوئی ہی اور اس پناہ جوئی مین روح کا استغراق اور دل کا پیروکار ہونا محل دعا کی طرف ہی اور دل کے محل دعا بزمان حال اور ایمین سکون کی جانب کشش ہوتی ہین شمس کا بعد اپنے مستقر سے جو اقسام فانی مین اور نزول اُسکا قلب کی طرف مدارج علم مین ہی جو رعایت حفظ الٰہی سے محفوف اور مستور ہی اور کم بخت نفس اس تدبیر کے ساتھ جو منجانب اللہ تعالی ہی کینہ اور نفاق اور حقد و حسد اور تمام خراب عادات کی گزند سے محفوظ اور مامون ہی تو یہ صوفی کا حال ہی۔ اور تمام احوال صوفیہ کو دو چیز حاوی ہین کہ وہ دونون صوفیہ کا وصف ہی اور حق تعالی کے قول سے اُن دونون کی طرف اشارہ ہی کہ اللہ تعالی برگزیدہ اپنی طرف جسکو چاہتا ہی کرتا ہی اور جو اُسکی طرف رجوع لائے اُسکو راہ راست دکھلاتا ہی تو صوفیہ کی ایک قوم

صرف اجتبا کے ساتھ مخصوص ہوئی اور ایک قوم اُنھین کی ہدایت کے ساتھ
مختص ہوئی مگر اسمین پہلے انابت اور رجوع لانے کی شرط ہی پس اجتبا صرف مِن
کسی بندہ کی علت نہین ہی اور یہ محبوبون کا حال ہی جسکی ہدایت منجانب حق اُسکے
عطا اور بخشش سے ہی بدون اسکے کہ کوئی سابقہ ایسا ہو جسے اُسنے کہین کیا ہو جنکا حال
انکا اُسکے کشف پر مقدم ہوا اور اس صورت مین صوفیہ کے ایک گروہ کا یہ حال
ہوا کہ پردے اُنکے دلون سے اُٹھ چلے اور نور یقین کے سطوع نے سرعت کی تو حال
ار نے اُنھین اجتہاد اور اعمال کی خواہش کو برانگیختہ کیا تب اعمال پر ایک بندہ
ور عیش کے ساتھ جسمین اُنکی آنکھون کی خنکی تھی چمک گئی تو اجتہاد کو انپر کشف
نے ہلکا اور آسان کر دیا جسطرح کہ فرعون کے ساحران پر اُس لذت نے جو صفاء
رفان سے اُنپر نازل ہوئی اس بات کو سہل کر دیا کہ وہ فرعون وعدۂ عذاب
کی برداشت کرتے تھے اور سب نے کہا کہ ہم تجھے اُس شی پر اختیار اور امتیاز نکر سکے
ہمکو دلایل مبینہ سے پہونچے ہین حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی
اُنکو عنایت ازلی کی ہوا مین لگین تو سجدہ شکر مین گر پڑے اور یکزبان ہو کر
سب نے کہا کہ ہم اہل عالم کے پروردگار پر ایمان لائے ابو موسی رقاق سے
روایت ہی کہا مین نے سنا ابو سعید خراز سے کہ وہ کہتے تھے اہل خالصہ وہ مراد
شخص ہین جنکو اُنکے مولا نے برگزیدہ کیا ہی اور نعمت اُنکے لیے پوری کی اور
رحمت اُنکے واسطے مہیا فرمائی تو اُنسے حرکات طلب کو ساقط کر دیا اور عمل
ر خدمت مین اُنکے حرکات الفت و ذکر اور اُسکی مناجات مین چین کرنے
ر اُسکے قرب مین منفرد ہونے پر مبنی ہوگئین اور فاطمہ مشہور حرم نیز شاگرد ابی سعید

کہتے ہین کہ مین نے خراز سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مراد اپنے حال مین بھرا ہوا ہی
حرکات پر مدد دیا ہوا ہی اور خدمت مین اُسکی سعی پوری اور کفایت کی گئی شایبہ
اور ناظر سے محفوظ ہی اور یہ وہ ہی جسکو شیخ ابو سعید نے کہا وہ ایسا ہی جسکے حقیقت
طائفہ صوفیہ پر مشتبہ ہی اور کثرت نوافل کے قائل نہین ہوے اور مشایخ کی ایک
جماعت کو دیکھا کہ نوافل مین قلت کرتے تھے تو اُنکو مظنہ ہوا کہ یہ حال دائمی مطلقاً ہی
اور یہ نہ سمجھے کہ جن لوگون نے ترک نوافل اور اقتصار فرایض پر کیا اُنکے ابتدائی
بات مریدین کی تھی سو جب وہ روح و راحت حال کو پہونچے اور ریاضت کے بعد کشف
اُنکو حاصل ہوا تو حال سے مملو اور مالامال ہو گئے پس اعمال کے نوافل اور زائد
کو چھوڑ دیا مراد لوگون کے اعمال اور نوافل بدستور باقی رہے اور ان چیزون مین
اُنکی آنکھون کی خنکی ہی اور یہ مرتبہ اول سے اتم و اکمل ہی یہ جو ہمنے اُسکی توضیح
کی صوفیہ کے دو طریق مین سے ایک طریقہ ہی اور دوسرا طریق طریق مریدین کا ہی
اور یہ وہ لوگ ہین جنکے لیے انابت کی شرط لگائی گئی ہی چنانچہ حق تعالے نے فرمایا
ویہدی الیہ من ینیب اور راہ اپنی طرف اُس شخص کو دکھلاتا ہی جو انابت اور
رجوع کرے تو اول اجتہاد کا مطالبہ اُنسے قبل از کشف ہوا اللہ تعالے نے فرمایا ہی
اور جن لوگون نے ہماری راہ مین کوشش اور مجاہدہ کیا ہی ہر آئنہ ہم اُنکو اپنا راستہ
دکھلاوینگے انھین اللہ تعالے مدارج کشف مین مندرج کرتا ہی جسمین ہر طرح کی ریاضت
اور محنت ہو اور شبہاے تاریک کی بیداری اور گرم دوپہرون کی تشنگی طلب اور شوق
کے شعلے اُنہین بھڑکتے ہین اور کامیابی کے انوار اُنکے برابر حجاب مین ہوتے ہین اور
دماد دت کی گرم ریگ مین کروٹین بدلتے ہین اور ہر ایک عادۃ اور مانوس سے

علیحدہ ہو جاتے ہین اور یہ انابت ہی جو اللہ تعالے نے اُنکے لیے شرط لگا دی ہی اور
ہدایت کو اُسکے ساتھ مقرون کیا اور اب پھر ہدایت خاص ہی اسواسطے کہ یہ اُسکی
طرف ہدایۃ اُس ہدایۃ عام کے سوا ہی جو اُسکے امر و نہی کی طرف معرفت اول کی
اقتضا سے راہ راست پاتا ہی اور یہ سالک محب مرید کا حال ہی تو انابہ ہدایت عام
کی غیر ہی پس وہ ہدایات خاص کی ثمر ہوئی اور سیدھی راہ اُسکی طرف بعد ازان اُن کی
کہ اُسکے لیے مختون سے سیدھی راہ پائی اُسوقت عسر کی ضیق سے یسر کی فضا کو
پہونچے اور اجتہاد کی سوزش سے احوال کی راحت مین امن و امان پایا تو اُنکے
ریاضتین پہلے اُنکے کشف و کرامات سے تھین اور مراد لوگون کے کشف و کرامات
اُنکے جد و اجتہاد سے پیشتر تھین ابو محمد جریری سے روایت ہی کہ مین نے سنا ہی جنید
علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوے کہ ہمنے قیل و قال سے تصوف نہین حاصل کیا و لیکن
بھوکھا اور دنیا کی ترک اور مالوفات و مستحسنات کی قطع سے پایا تو محمد بن حنیف نے
کہا کہ ارادت مراد کی طلب مین عروج کرنا ہی اور ارادت کی حقیقت جد و جہد کی
مداومت اور ترک راحت ہی اور ابو عثمان کا یہ قول ہی کہ مرید وہ ہی کہ دل اُسکا
اللہ تعالے کی سوا ہر چیز کی طرف سے مر گیا ہو تو وہ اللہ کو فقط چاہتا ہی اور اُسی کا
قرب اور اُسی کا مشتاق رہتا ہی یہان تک کہ دنیا کی شہوات شوق الٰہی کی شدۃ
کے سبب اُسکے قلب سے جاتی رہتی ہین اور اُسی نے کہا ہی کہ مریدون کے دل کا
عذاب یہ ہی کہ وہ حیثیت معاملات و مقامات سے محجوب اُنکے اضداد کی جانب
ہو جائین سو یہ دونون طریقے احوال صوفیہ کے ساتھ جمع ہو جاتے ہین اور اِن
دو کے سوا دو اور طریقے ہین کہ ثبوت و تحقق تصوف کے طریقون سے نہین ہین

اُن دونون مین سے ایک وہ مجذوب ہی جو اپنے جذب پر قائم رہا اور کشف کے
بعد اجتہاد کی طرف نہین رجوع ہوا اور دوم مجتہد مرتاض عابد جو اجتہاد کے
پیچھے کشف کو نہین پہونچا اور صوفیہ کے لیے اُنکے دونون طریق مین حسن متابعت
سے صحت اُنکے طریق کی اور وجہ اُنکے فضل کی ہی اور جس کسی نے اس بات
کا گمان کیا کہ بدون متابعت کے فائز المرام اور کامیاب ہو تو وہ پس انداد اور
دھوکے مین آگیا ابو سعید خراز کا قول ہی کہ جو باطن ظاہر اُسکے خلاف ہو وہ ناچیز
اور ناحق ہی اور جنید علیہ الرحمہ کا قول تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث سے ملا ہوا اور گٹھا ہوا ہی اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ جس شخص نے
اپنے نفس پر سنت کو امیر فرمانروا کر دیا قول مین اور فعل مین تو حکمت کے ساتھ
اُسنے کلام کیا اور جس کسی نے ہوا کو اپنے نفس پر حاکم قول و فعل مین کیا تو اُسنے
بدعت کی گفتگو کی نقل ہی کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے یار سے
کہا ہمارے ساتھ چلو کہ اس شخص کو ہم دیکھیں جسنے اپنے تئین ولی مشہور کر رکھا ہی
اور یہ شخص اپنے گرد نواح مین زہد اور عبادت کے ساتھ مشہور اور معروف
تھا تو ہم اُسکی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا قبلہ کی طرف
تھوکا بایزید نے کہا اُلٹے پھر چلو تب واپس آئے اور اُس سے سلام علیک
نہ کی اور کہا یہ شخص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین معتمد
نہین ہی پھر وہ مقامات اولیا اور صدیقین کے دعوون کا کسطرح امین ہو سکتا ہی
اور شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا کہ تمنے اسکے مرنے کے وقت کیا حال
اُسکا دیکھا تو کہا جب اُسکی زبان بند ہوئی اور پیشانی پر پسینا آیا مجھے اشارہ

کہا کہ نماز کے لیے مجھے وضو کرا دو تو مین نے اُسے وضو کرایا اُسوقت خلال اُسکی
داڑھی کا مین بھول گیا تو میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی داڑھی مین میری انگلیان ڈال کر
خلال کرتا تھا اور سہل بن عبداللہ نے کہا جو وجد کہ اُسکی کتاب اور سنت سے
شہادت نہ ملے تو وہ ناحق ہی یہ ہی صوفیہ کا حال اور اُنکا طریقہ اور اس صورت
کے علاوہ جو شخص دعوی کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی ہی اور گمراہ ہی

پانچوان باب تصوف کی ماہیت مین ہی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی ہر ایک شی کی کنجی ہی اور بہشت کی کنجی مساکین اور فقراء صابر کی محبت ہی
کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالے کے ہمنشین ہین پس تصوف کی ماہیت مین فقر
موجود ہی اور بنیاد اُسکی اور اُسکا قوام ہی حضرت رویم علیہ الرحمہ کا قول ہی
کہ تصوف مین خصلت پر مبنی ہی تمسک بالفقر اور محتاجی دوم صاحب بذل و ایثار
ہونا سوم تعرض اور اختیار کا چھوڑنا اور جنید نے جبکہ تصوف سے پوچھا گیا کہا
کہ تصوف یہ ہی کہ اللہ تعالے کے ساتھ تو رہے بدون اسکے کہ کوئی علاقہ ہو اور
معروف کرخی علیہ الرحمہ نے کہا تصوف حقایق کا حصول اور خلایق کے مال
و متاع سے یاس ہی جو شخص صاحب فقر نہین صاحب تصوف نہین ہی اور
شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حقیقت فقیر کیا ہی تو کہا کہ حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پروا
نکرے اور ابوالحسین ثوری نے کہا فقیر کی صفت ہی کہ سکون نہ ہونے کے وقت اور
بذل و ایثار ہو اور بعض نے کہا ہی فقیر وہ ہی کہ غنا سے احتراز کرے اس خوف سے
کہ غنا اُسکے پاس آئے اور اُسکے فقر کو بگاڑ دے جسطرح غنی دولتمند فقر سے پرہیز

کرتا ہی کہ ایسا نہو فقر آجائے اور اُسکے غنا کو فاسد کردے اور ان اسناد سے جو ابو عبد الرحمن سے پہلے گذر چکین کہا مین نے سنا ابو عبد اللہ رازی سے کہ کہا مین نے مظفر قرمیسنی سے سنا ہی کہ وہ کہتا تھا فقر وہ ہی کہ جسے اللہ تعالی کی طرف حاجت نہو اور مین نے اُس سے سنا کہ وہ کہتا تھا مین نے ابو بکر مصری سے پوچھا فقر کیا ہی تو کہا فقر وہ ہی کہ نہ وہ کسی کا مالک ہو اور نہ اُسکا کوئی مالک ہو اقول جسے اللہ تعالے کی طرف حاجت نہ ہو اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ اللہ تعالی کی عبودیت کے وظیفون مین مشغول اپنے رب کے اوپر اُسے پورا اعتماد ہی اُسکے حسن حراست کا اپنے لیے عالم ہی اُسے ضرورت اپنی عرض حاجت کی اسواسطے نہین ہی کہ وہ جانتا ہی اللہ میرے حال کا علیم ہی تو سوال کو درمیان مین فضول سمجھتا ہی اور مشایخ کے اقوال جو ہین انکے طرح طرح کے معنی اور مراد ہین اسواسطے کہ انھون نے اشارہ اُنہین احوال کی طرف کیا ہی ایک اوقات مین جو دوسرے اوقات کے علاوہ ہین اور ہمین قواعد کی حاجت ہی کہ اُسکے بعض کو بعض سے جدا کرین اسلیے کہ ہر آئنہ بہت اشیار کا ذکر انھون نے تصوف کے معنی مین کیا ہی جسکی مثل فقر کے معنی مین بیان کیا اور بہت چیزین فقر کے معنی مین ذکر کین کہ اُنکی مثل تصوف کے معنی مین بیان کی ہین اور جہان شبہ واقع ہو تو فاصل کا بیان لابد ہی اسواسطے کہ کبھی اشارات فقر کے زہد کے معنی سے مشتبہ ہوگئے اور کبھی تصوف کے معنی سے ہوگئے اور طالب رشد کو ایک دوسرے سے متمیز نہین ہوتا تو ہم کہتے ہین کہ تصوف غیر فقر ہی اور زہد غیر فقر ہی اور تصوف غیر زہد ہی پس تصوف ایک اسم ایسا ہی جسمین فقر اور زہد کے معانی حاصل ہین اور اوصاف اور اضافات کے ساتھ جنکے بغیر آدمی صوفی نہین ہوتا خواہ وہ

زاہد اور فقیر ہی کیوں نہو آبو حفص نے کہا کہ تصوف بالکل آداب ہین ہر ایک وقت کا
ایک ادب ہی اور ہر ایک حال کا ایک ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی
اور جسنے اوقات کے آداب کو اپنے ذمہ لازم کیا تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچا
اور جسنے آداب کو ضایع کیا وہ بعید ہی اس راہ سے کہ ظن قریب رکھے اور مردود ہی
اس راہ سے کہ امید قبول اُسے ہو اور یہ بھی کہا ہی ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن
ادب کا عنوان ہی اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اسکا
دل خاشع اور متواضع ہی تو اُسکے اعضا و جوارح خاشع ہین ابو محمد جریری سے تصوف
کا سوال کیا گیا تو فرمایا ہر ایک اعلی خلق ہین در آنا اور ہر ایک ادنی خلق سے
نکلنا ہی پس جسوقت تصوف ہین یہ معنی حصول اور تبدیل اخلاق سے مفہوم ہوے
اور اُسکی حقیقت معتبر ہوگئی تو معلوم ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونون سے بڑھکر ہی
اور بعض کا قول ہی فقر کی انتہا ساتھ اُسکے شرف کے ابتدا و تصوف ہی اور اہل شام

تصوف اور فقر ہین فرق اور تمیز نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ ہدایت قرآنی للفقراء
الذین احصروا فی سبیل اللہ یعنی اُن فقرا کے لیے جو اللہ کی راہ ہین محصور رہے
وصف صوفیہ ہی اور حق تعالے نے اُنکو فقرا کے نام سے ذکر کیا ہی اور ہم قریب اُس
بات کو واضح کرینگے جس سے تصوف اور فقر کے درمیان فرق ظاہر ہو ہم کہتے ہین
یہ فقیر اپنے فقر ہین اُسکی گرفت کے لیے اور اُسکی فضیلت کے ساتھ ثابت ہی غنی اور
تونگری پر اُسے ترجیح دیتا ہی اُسکا جو عوض کہ اللہ تعالے کے نزدیک متحقق ہی جیسے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے فقیر جنت ہین دولتمندونسے
آدھے دن پیشتر داخل ہونگے جو پانسو برس کا ہی تو جیسے ہی عوض باقی کو دیکھا دنیا

حاصلات فانی سے ٹھٹک رہے اور فقر فاقہ سے گلے مین ہاتھ ڈالکر ملے اور فضیلت اور معاوضہ کے جاتے رہنے کے سبب زوال فقر سے ڈرے اور یہ طریق صوفیہ مین عین اعتلال اور سبب کا لانا ہی اسواسطے کہ اُسنے معاوضون کی طرف ہمیشہ آنکھ لگائی ہی اور اُسکے لیے دنیا کو چھوڑ دیا ہی اور صوفی نہ موعودہ اجرون کے بلکہ موجودہ احوال کے سبب تمام چیزون کو ترک کیے ہوے ہی اسواسطے کہ وہ ابن وقت ہی اور نیز فقر کا ترک کرنا نصیب موجود کو اور لوٹنا اُسکا نعمت فقر کو ایک ارادہ اور اختیار اُسکا ہی اور ارادہ اور اختیار صوفی کے حال مین ایک علة ہی اسلیے کہ صوفی جو حاکم فی الاشیار ہوگیا ہی تو ارادۂ آلہی سے ہوا ہی نہ اپنے ارادہ سے پس وہ نہ صورت فقر مین فضیلت اُس شی مین دیکھتا ہی اور نہ تونگری کی صورت مین بلکہ فضیلت اُس شی مین دیکھتا ہی جسمین اُسے حق تعالے نے توفیق بخشی ہی اور اُسی سے اپنے تئین داخل کرتا ہی اور ایک شی مین داخل ہونے کے لیے اللہ تعالے کی طرف سے اذن پاتا ہی اور وہ کبھی آسودگی کی صورت مین بحکم آلہی در آتا ہی جو فقر کے برخلاف ہی اور اسوقت آسودگی مین فضیلت دیکھتا ہی اسواسطے کہ حکم آلہی اُسی مین رہنے کا ہی اور اُس وسعت مین فسحت نہین کرتا اور داخل اُسمین ہونا صادقین کا نصیب ہی الاجبکہ حکم آلہی کا علم قوی اور محکم کرلین اور اس معاملہ مین پانؤن کی پھسلن ہی اور مدعیون کے دعوے کا باب ہی اور کوئی حال ایسا نہین ہی جسکے ساتھ صاحب حال متحقق ہی مگر یہ کہ اُسکی حکایت کو مرتکب با مرد شوار کرتا ہی لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ البتہ جو ہلاک ہوتا ہی وہ بینہ سے زندہ ہوتا ہی پھر جب یہ ظاہر ہو چکا تو فقر اور تصوف کے درمیان واضح ہوا اور سمجھا گیا کہ فقر تصوف کی اساس

اور بنیاد وہی اور قوام اُسکا اُسکے ساتھ ہی اس معنی سے کہ تصوف کے مراتب تک پہونچنا
جو ہی فقر اُسکا طریق ہی نہ اس معنی سے کہ وجود تصوف سے وجود فقر لازم آتا ہی جنید
علیہ الرحمہ نے کہا ہی کہ تصوف اسکا نام ہی کہ حق تجھے تجھسے مارے اور اُس سے آپ
تجھے جلائے اور یہ وہی بات ہی جسکا ہمنے ذکر کیا ہی کہ صوفی قایم فی الاشیا اللہ کے
ساتھ ہی نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اور فقیر اور زاہد دونون اپنے نفس سے اشیا مین
موجود ہین اپنے ارادات سے واقف ہین اپنے قدر علم کے موافق مجتہد ہین اور
صوفی اپنے نفس کے لیے مستقل اپنی معلومات کی طرف غیر مائل اپنے رب کی مراد
سے قایم ہین نہ کہ اپنے نفس کی مراد سے ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا قول ہی
کہ صوفی وہ شخص ہی کہ نہ طلب اُسکو تھکائے اور نہ سلب اُسکو جگہ سے ہلائے اور
یہ بھی اُسکا قول ہی کہ صوفیہ نے سب چیزون پر اُنکو برگزیدہ فرمایا تو اُنکے ایثار سے
یہ ہی کہ اپنے نفوس کے علم پر اُنھون نے علم الٰہی کو اور یہی ارادۂ نفوس پر ارادۂ
اللہ کو پسند کیا ہی بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ طوائف مین سے کس گروہ کے ساتھ
مین صحبت رکھون کہا صوفیہ سے اس واسطے کہ برے کے لیے اُنکے نزدیک
ایک وجہ عذر کی ہی اور جو سب سے برا اعمال کرتا ہی اُسکی وقعت ان لوگون کے نزدیک
کہ تجھے اُس سے بڑھا دا دین کہ میرا نفس تجھے عجب اور غرور مین ڈالے اور
یہ علم ہی کہ نہ فقیر کے پاس پایا جاتا ہی اور نہ زاہد کے پاس اسواسطے کہ زاہد ترک کو
بہت برا جانتا ہی اور لینے کو برا سمجھتا ہی اور یہی فقیر کا حال ہی اور یہ حالت سواسطے
ہی کہ اُسکا ظرف چھوٹا ہی اور وہ اپنے حد علم پر آئے ہوے ہین اور بعض صوفیہ نے
کہا ہی کہ صوفی وہ ہی کہ اُسکے سامنے جب اچھے دو حال پیش آدین یا دو اچھے

دو خلق ہون تو وہ احسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہوا اور فقیر اور زاہد دونون پوری
تمیز دو اچھے خلق مین نہین کرتے بلکہ وہ اخلاق سے بھی اُسیکو اختیار کرتے ہین جو
مایل ترک کی طرف ہو اور مشاغل دنیا سے باہر ہونے کی طرف داعی ہو اپنے علم سے
وہ دونون اس معاملہ مین حکم کرنے والے ہون اور صوفی اپنے صدق التجا اور
حسن انابت اور حظ قرب اور لطف دخول و خروج الی اللہ سے باین وجہ کہ اُسکا
علم اپنے رب کے ساتھ ہی اور اُسکو حظ اپنے رب کی گفتگو اور مکالمہ سے ہی اور احسن
اشرف کا منجانب اللہ خواستگار ظہور اور انکشاف کا ہی حضرت رویم نے فرمایا ہی کہ تصوف
نفس کا اللہ کے ساتھ اُسکی مرضی پر چھوڑ دینا ہی اور عمرو بن عثمان مکی نے کہا ہی کہ
تصوف اسکا نام ہی کہ بندہ ہر وقت اُس شی مین مشغول ہو جو اُسوقت اول اور
افضل ہو اور بعض صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف کا اول علم ہو اور اوسط اُس کا
عمل ہی اور آخر اُسکا عطا من اللہ تعالے ہی اور بعض نے کہا تصوف ہی ذکر با جماعت
اور وجد با سماعت اور عمل با تبعیت اور بعضے کہتے ہین کہ تصوف ترک تکلف ہی
اور بذل روح اور سہل بن عبداللہ صوفی نے کہا جو کدورت سے صاف اور مستی
و شوق سے پُر اور آدمیون سے اللہ تعالی کی طرف منقطع ہو سونا اور مٹی اُسکی
نزدیک برابر ہو اور بعضے تصوف سے سوال کیے گئے تو کہا کہ خلقت کی موافقت
سے اور اخلاق طبعی کی مفارقت سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے
افسردگی اور نفسانی خواہشون سے یکسوی اور صفات روحانی کا نزول اور
علوم حقیقی سے تعلق اور شریعت مین اتباع رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام ہی
ذوالنون مصری نے کہا مین نے سواحل شام سے ایک جگہ پر ایک عورت دیکھی

تو اسے کہا کہ تو کہان سے آئی وہ بولی اُن قومون کے پاس سے جو خوابگاہون سے اپنے پہلوؤن کو علیحدہ رکھتے ہین یہ مین نے کہا اور کہان کا تیرا ارادہ ہی بولی اُن مردون کی طرف جنکو اللہ تعالے کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہی اور نہ خرید و فروخت کھیل مین ڈالتی ہی تو مین نے کہا کہ اُنکی تعریف کر تو یہ ابیات اُسنے پڑھین ابیات

قوم ہمومہم باللہ قد علقت	فما لہم ہمم تسمو الی احد
فمطلب القوم مولاہم وسیدہم	باحسن مطلبہم للواحد الصمد
ماان تنازعہم دنیا ولا شرف	من المطاعم واللذات والولد
ولا للبس ثیاب فائق انق	ولا لروح سرور حل فی بلد
الا مسارعۃ فی اثر منزلۃ	قد قارب الخطو فیہا باعد الابد
فہم رہائن غدران واودیۃ	وفی الشوامخ تلقاہم مع العدد

یعنی وہ ایسی قوم ہی جنکے ارادہ اللہ تعالے کے ساتھ معلق اور آویزان ہین اور اُنکی ہمتین ایسی نہین ہین جو کسی اور کی طرف بڑھین اور بلند ہون پھر ساری قوم کا مطلب اور مقصود اُنکا مولی اور اُنکا سردار ہی تو اللہ پاک یکتا کے لیے کیا ہی اچھا اُنکا مطلب ہی۔ نہ دنیا اُنکو نزاع اور تکرار مین ڈالتی ہی اور نہ کوئی شرف جو کھانے کی قسم سے ہو اور لذت اور اولاد سے ہو۔ نہ پوشاک عمدہ اور نفیس کے پہننے کے لیے اور نہ کسی خوشی اور آرام کے لیے جو شہر مین آیا ہو۔ مگر یہ کہ مرتبہ کے پیچھے جلدی اور شتابی ہی جسمین قدم اُنکے قربت ابد کے بعد سے گر گئے وہ چشمون و رسیل گاہون کے اندر بسے ہوے ہین اور پہاڑون کی چوٹیون پر اُنسے تو ایک گروہ کے گروہ سے ملاقات کریگا۔ جنید علیہ الرحمہ نے کہا صوفی زمین کی شال ہی

بری چیز اُسپر ڈالتے ہین اور اُسمین سے جو چیز نکلتی ہی وہ اچھی ہوتی ہی اور یہ بھی اُسکا
قول ہی کہ صوفی زمین کے مانند ہی کہ نیک بد سب روندتے ہین اور ابر کے مانند ہی
کہ ہر ایک چیز پر سایہ کرتا ہی اور مینھ ایسا ہی کہ ہر ایک شی کو سیراب کرتا ہی - اور تصوف
کی ماہیت مین اقوال مشایخ ہزار قول سے زیادہ ہین اور اُنکی نقل کرنے مین طول ہی
اور ہم ایک ضابطہ کہہ دیتے ہین جسمین اُسکے معانی آجائین - صوفی ہمیشہ اپنی
اوقات کدورت سے پاک کرتا ہی اس راہ سے کہ وہ قلب کو نفس کے لوث سے صاف
کرتا ہی اور اُسکے اس تصفیہ کو مدد اس سے پہونچتی ہی کہ وہ مدام اپنے مولے کا
محتاج رہتا ہی تو ہمیشہ کے افتقار سے وہ کدورتون سے صاف رہتا ہی اور جب کبھی
اُسکا نفس جنبش کرے اور کسی صفت پر اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت
نافذہ سے ادراک کرتا ہی اور اپنے پروردگار کی طرف گریز کرتا ہی تو اُسکے دوام تصفیہ
سے جمعیت اُسکی ہی اور اُسکے نفس کی جنبش سے تفرقہ اُسکا ہی اور کدورت اُسکی ہی
تو اپنے رب کے ساتھ وہ اپنے قلب پر اور اپنے قلب کے ساتھ نفس اپنے پر قایم ہی
قال اللہ تعالے کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط اللہ تعالے نے فرمایا کہ ہو تم اللہ
کے لیے قایم اور سیدھے گواہ عدل کے ساتھ ہو اور یہی قوامیۃ اللہ کے لیے نفس پر
تصوف کے ساتھ متحقق اور ثابت ہوتا ہی بعضون نے کہا تصوف بالکل اضطراب ہی
پھر جب سکون تصوف بھی نہین اور بھید اسمین یہ ہی کہ روح درگاہ الٰہی کی طرف
کھینچی گئی ہی مراد یہ کہ صوفی کی روح منجذب تاک لگائے ہوے قرب کے مقامات
کی طرف ہی اور نفس کے لیے اپنی وضع کے سبب تہ نشینی اپنے عالم کی طرف ہی
اور اپنے پیچھے اُلٹنا پلٹنا ہی اور صوفی کے لیے دوام حرکت ضرور ہی اسطرح پر کہ

ہمیشہ کی محتاجی اور ہمیشہ کی گرنیز اور نفس کی صواب اندیشی کے موقعون کی چھان
مین ہو اور جو کوئی اِس بات سے واقف ہو گا صوفی کے معنی مین وہ تمام تصرفات
پائے گا جو اشارات مین ہین۔

چھٹا باب صوفی کی وجہ تسمیہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلام کی دعوت قبول فرماتے اور حمار پر سوار ہوتے اور
صوف کا لباس پہنتے تھے تو اس وجہ سے قوم اس طرف گئی کہ ظاہر لباس کی
نسبت سے اُنکا نام صوفیہ رکھا ہی اسواسطے کہ صوف کا لباس اُنھون نے اختیار
کیا کہ وہ لطیف و ملایم ہوتا ہی اور انبیا علیہم السلام کا پہناوا تھا جناب رسول مقبول
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ آپ نے فرمایا شہر روحا کے ایک پتھر پر ستر انبیا برہنہ
پا صاحب عبا بیت الحرام کے قصد سے گذرے اور کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
صوف اور پشمینہ پہنا کرتے اور درخت سے پھل کھایا کرتے تھے اور سو رہتے جہان
کہین اُنکو شام ہو جاتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر آئینہ ستر
اہل بدر کو مین نے دیکھا ہی کہ اُنکی پوشاک صوف تھی اور اُنکی ابو ہریرہ اور فضالہ ابن
عبید نے یہ تعریف کی ہی کہ وہ بھوکھ کے مارے گر پڑتے تھے یہان تک کہ عرب
اُنکو دیوانے خیال کرتے تھے اور پہناوا اُنکا صوف کا تھا حتیٰ کہ بعضے اُنمین کے
عرق آلودہ اپنے کپڑون مین ہو جاتے تو اُس سے بھیڑی کی بو آنے لگتی جبکہ وہ
مینھ مین بھیگ جاتا اور اُن سے بعضون نے کہا کہ ہر آئینہ مجھے اُنکی بو ایذا دیتی ہی کہا اُنکو
بھی اُنکی بو گزند پہونچاتی ہو اس کلام سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف خطاب کرتے تو صوف کا لباس اُنھون نے اسواسطے اختیار کیا کہ وہ زینت
دنیا کے تارک اور سدرمق اور ستر عورت پر قانع اور امر آخرت مین مستغرق اسواسطے
کہ اپنے مولی کی خدمت مین مشغول اور امر آخرت کی طرف صرف ہمت سے اُنھین
لذت اور راحت نفس کی فرصت اور مہلت نہ تھی اور یہ اختیار اشتقاق کی حیثیت
سے بھی مناسب اور موزون ہی اسواسطے کہ جب کوئی صوف پہنتا ہی تو عرب اُسکو
کہتے ہین تصوف یعنی صوف پہنا جسطرح کہ کوئی قمیص پہنے تو اُسکو کہتے تقمص
یعنی قمیص پہنا اور چونکہ سیر وطیر مین اُنکا حال تھا اسلیے کہ احوال مین بدلتے پلٹتے
رہتے تھے اور اُنکو ایک بلندی سے زیادہ تر بلندی پر عروج تھا کوئی وصف اُنکو
مقید اور کوئی نعت اُنکو محبوس نہین کر سکتی تھی اور ترقی علم اور حال کے باب
انپر کشادہ تھے باطن اُنکے حقایق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے پس ہرگاہ
کسی حال کے ساتھ مقید اُنکا ہونا تقیید کی راہ سے متعذر اور دشوار ہوا کہ وجدان
اُنکی نوع بنوع کی اور ترقی اُنکی ہر جنس کی تھی تو لباس ظاہر کی طرف اُنکو منسوب
کر دیا اور یہ امر اشارہ کرنے مین اُنکی طرف روشن تر اور اُنکے وصف کے حصر مین
داعی بیشتر تھا اسواسطے کہ صوف کا پہننا اُنکے سلف کے متقدمین پر غالب اور
مستولی تھا اور اسلیے بھی کہ اُنکا حال مقربین کا سا ہی چنانچہ پہلے ذکر اُسکا ہو چکا
اور ہرگاہ نسبت قرب اور عظمت اشارہ قرب الٰہی کی طرف ایک امر صعب ہی کہ
کشف اُسکا اور اشارہ اُسکی طرف عظیم اور بھاری بھر کم ہی تو اشارہ اُنکے پہناوے
کی طرف ہوا جسمین اُنکا حال چھپا رہے اور اسمین غیرت اُنکے بڑے مقام کی
تھی کہ اشارہ بہت اُسکی طرف ہونگے اور بار بار اُسکا تذکرہ زبانون پر آئیگا پس یہ

طریق زیادہ مقرون با دب تھا اور ادب ظاہر اور باطن قول اور فعل مین معاملات صوفیہ
کا مدار علیہ ہی اور اُسمین ایک بات اور ہی کہ انکے پہناوے کی طرف نسبت مشعر ہی
کہ دنیا کی اُنھین قلت ہی اور شہوات نفسانی کی جانب اُنکو کم رغبت ہی جسکا
مقتضا اچھے اچھے نفیس لباس ہین حتی کہ نیا نو سکھیا مرید جو اُنکے طریق کو پسند
کرتا ہی اور چاہتا ہی کہ اُنکے کاروبار مین داخل ہون تو وہ اپنے نفس کو تھوڑے
گذران پر رکھتا ہی اور جانتا ہی کہ کھانا پینا بھی اوڑھنے پہننے کے قبیل سے ہی پھر
اُنکے طریق مین دیکھ بھال کر داخل ہوتا ہی اور یہ امر مبتدی کا سمجھا بوجھا ہی اور اُنکے
حال کا بتلانا اور اُسکے ساتھ اُنکو موسوم کرنا اہل ہدایت کی فہم سے نہایت بعید ہی
پس صوفی انکا نام رکھنا نافع تر اور اولی تر ہی اور یہ بھی ہی کہ اس معنی کے سوا جو
کہا جائے کہ اُنھون نے صوفیہ نام اسواسطے رکھا ہی ایک قسم کا دعوا ہی اور جب یہ
کہا جائے کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب نام رکھ لیا ہی تو دعوے سے دور
ہو گا اور جو چیز دعوے سے زیادہ دور ہو وہی اُنکے لائق حال ہی اور یہ وجہ بھی ہی
کہ صوف کا پہننا اُنکے کام سے ظاہر پر حکم ظاہر ہی اور اُنکے کسی حال یا مقام
کی طرف منسوب اُنکو کرنا حکم باطن ہی اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا زیادہ موافق
اور بہتر ہی پس یہ کہنا کہ اُنھون نے صوفیہ نام صوف پہننے کے سبب رکھا
تواضع اور فروتنی سے زیادہ قریب اور لائق ہی - اور یہ بھی لگتی ہوئی بات ہی
کہ کہا جائے کہ ہرگاہ ان لوگون نے افسردگی اور گمنامی اور تواضع اور انکسار
اور اوجھل اور آڑ کو اختیار کیا ہی تو وہ ایسے ہی ہو گئے جیسے پھٹے پرانے
لتّے جنکو پھینکتے رہتے ہین اور کوئی اُنکو نہین پوچھتا اور نہ اُنکی طرف کوئی آنکھ

اٹھا کر دیکھتا ہی تو صوفہ کی نسبت سے صوفی کہین جیسے کوفہ کی نسبت سے
کوفی کہا کرتے ہین اور یہ ہی جو بعضے اہل علم نے بیان کیا ہی اور اشتقاق کے
قریب اور مناسب معنی مقصود ہین اور ہمیشہ سے صالحین اور زہاد اور متقین
اور عباد کو صوف ہی کا لباس مرغوب اور مطبوع رہا ہی۔ اور حضرت عبداللہ
ابن مسعود سے روایت ہی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جسدن
اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام سے باتین کین تو آپ صوف کا جبہ پہنے ہوے
تھے اور صوف کی ازار بھی اور چادر بھی صوف کی تھی اور آستین بھی اُسکی
صوف کی تھی اور آپ کی جوتیان غیر مذبوحہ گدھے کی کھال کی تھین۔ اور بعضون
نے کہا صوفیہ اسلیے نام رکھا ہی کہ وہ اللہ تعالی کے سامنے صف اول مین اپنی
علو ہمت اور اللہ تعالی کی حضور مین بدل وجان حاضر آنے سے اور اُسکے سامنے
اپنے اسرار باطن کے ساتھ کھڑے ہوے ہین۔ اور بعضون نے کہا یہ اسم دراصل
صفوی تھا پھر وہ نقل مکان کیا گیا اور صوفی اُسکو بنا لیا۔ اور کہتے ہین صوفیہ
نام صفہ کی نسبت سے رکھا ہی جو عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین فقراء
ومہاجرین کے لیے مخصوص تھا اور اُنکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہی للفقراء
الذین احصروا فی سبیل اللہ لایستطیعون ضربا فی الارض الآیۃ۔ یعنی ان فقراء
کے لیے جو اللہ تعالی کی راہ رُوکے گئے زمین مین چلنے کی طاقت نہین رکھتے
اور یہ توجیہ ہرچند اشتقاق اللغوی کی صورت سے ٹھیک نہین ہی مگر معنی کے
لحاظ سے صحیح ہی اسواسطے کہ صوفیہ کا حال اُنکے حال کے مشابہ ہی باین وجہ کہ
وہ باہم جمع اور ملے جلے ایک دوسرے سے صحبت رکھنے والے ہین اللہ تعالی کے

واسطے اور اللہ کی محبت اور اطاعت مین جیسے اصحاب صفہ کہ چار سو آدمی کے
قریب تھے نہ اُنکے مدینہ مین گھر اور نہ کنبے قبیلے مسجد مین ہو بیٹھے تھے جیسے اگلے
پچھلے صوفیہ گوشون اور خانقاہون مین رہا کیے اور وہ نہ کھیتی کیاری کرتے نہ دودھ
کے دینے والے جانور پالتے اور نہ بیوپاری تھے دن کو لکڑیان جمع کرتے اور گٹھلیان
پھوڑتے اور رات کو عبادت اور کلام اللہ کے سیکھنے اور تلاوت مین مشغول ہوتے
اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُنکی غمخواری کرتے اور لوگون کو اُنکی غمخواری
پر برانگیختہ فرماتے تھے اور اُنکے پاس بیٹھتے اور اُنکے ساتھ کھاتے تھے اور اُنکی
شان مین یہ آیت نازل ہوئی ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون
وجہہ یعنی اور مت نکال ان لوگون کو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے اور اُسکی
ذات چاہتے ہین اور یہ آیت واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ
والعشی یعنی وہ اپنے نفس کو اُن لوگون کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح شام
پکارتے ہین اور یہ آیت ابن ام مکتوم کے حق مین نازل ہوئی عَبَسَ وَ تَوَلّٰی
ان جاءہ الاعمی یعنی تیوری چڑہائی اور مُنھ پھیر لیا کہ اُسکے پاس اندھا آیا اور
وہ اہل صفہ سے تھا تو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے باعث معتوب
ہوے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اُنسے مصافحہ فرماتے تو
اُنکے ہاتھون سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا کرتے اور ذیمقدون پر اُنکو بانٹ دیتے ایک
کے ساتھ تین اور دوسرے کے ساتھ چار بھیج دیا کرتے اور سعد بن معاذ اپنے
گھر مین اُنمین سے اَسّی آدمیون کو لیجاتے اور کھانا کھلاتے تھے اور ابو ہریرہؓ
رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے ہر آئینہ ستر آدمی اہل صفہ سے دیکھے ہین کہ وہ

ایک کپڑے سے نماز پڑھتے تھے بعضے اُنمین کے ایسے تھے کہ کپڑا اُنکے زانو تک نہین ہوتا تھا تو جب ایک اُنمین سے رکوع مین جاتا ہاتھ سے اُسے پکڑ لیتا کہ مبادا اُسکا اندام شرم کھل جائے - بعضے اہل صفہ نے کہا ہم ایک جماعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہؐ چھوارون نے ہمارے پیٹ جلا دیے یہ بات جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنی اور منبر پر چڑھے بعد اُن فرمایا اُن لوگون کا کیا حال ہی جو کہتے ہین کہ چھوارون نے ہمارے پیٹ جلا دیے کیا تم نہین جانتے کہ یہ چھوارے مدینہ والون کا کھانا ہی اور ہر آئینہ اُسکے ساتھ ہم سے اہل مدینہ نے غمخواری کی اور ہمنے تمھاری غمخواری اُس سے کی کہ جس سے اُنھون نے ہماری غمخواری کی اور مجھے اُسکی قسم ہی جسکے قبضہ مین محمدؐ کی جان ہی ہر آئینہ دو مہینے ہوے کہ رسول اللہؐ کے گھر مین سے دھوان نہین اُٹھا اور اُنکے پاس پانی اور کھجور کے سوا اور کچھ نہین ہی - حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہا ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اہل صفہ پر کھڑے ہوے اور اُنکی محتاجی اور کوشش اور خوشدلی دیکھی پھر فرمایا ای اصحاب صفہ تمھین بشارت ہو جو تم سے قائم اُس صفت پر رہا جسپر تم آج کے دن ہو راضی اُس چیز کے ساتھ جو اُسکین ہی وہ ہر آئینہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہی - اور کہتے ہین کہ اُنمین سے ایک گروہ خراسان مین تھا جو غارون مین رہا کرتے دیہات اور شہرون مین اُنکی سکونت نہ تھی خراسان مین اُنکو شگفتیہ کے نام سے پکارتے اسواسطے کہ شگفت غار کا نام ہی بود و باش کی جگہ کے ساتھ اُسکو منسوب کرتے تھے اور اہل شام اُنکو جوعیہ کہا کرتے اور حق تعالی نے اہل خیر و صلاح کا ذکر قرآن شریف مین

فرمایا ہی تو ایک قوم کو ابرار دوسرون کو مقربین اور اُنمین سے بعض کو صابرین اور
صادقین اور ذاکرین اور محبین نام رکھا اور یہ جسقدر متفرق نام مذکور ہین اُن سب
کو صوفی کا نام مشتمل ہی اور یہ نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہ تھا
اور بعضون کا قول ہی کہ تابعین کے زمانہ مین تھا اور حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ
سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا طواف مین ایک صوفی مین نے دیکھا سو جو کچھ اُسے
مین نے دیا تو اُسنے نہین لیا اور کہا میرے پاس [illegible] دانگ ہین مجھے کافی ہی جو
میرے پاس ہی اور اُسکو مضبوط وہ روایت کرتی ہی جو سیان سے ہی کہ اُسنے کہا ہی
اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتا تو ریا کے دقیقے مین نہ جانتا اور یہ دلیل اسپر ہی کہ یہ نام معروف
قدیم ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ نام دو صدی ہجری عربی تک مشہور نہ تھا اسواسطے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے اصحاب کو صحابی کے نام
سے کہا کرتے کہ اُسکو شرف صحبت رسول اللہ صلعم کا حاصل تھا اور اُسکی طرف اشارہ اور
سب اشارون سے اولی اور افضل تھا اور جب عہد رسول اللہ صلعم کا آخر ہوا تو جسنے
صحابی سے علم حاصل کیا اُنکا نام تابعی رکھا گیا اسکے بعد جب زمانۂ رسالت گذر گیا
اور عہد نبوت کو عرصہ گذرا اور وحی آسمانی بند ہو گئی اور نور مصطفوی چھپ گیا
اور رائین مختلف ہو گئین اور طریقے انواع اقسام کے ہو گئے اور ہر ایک ذی رای
اپنی رائے مین فرد ہوا اور علوم کے شربت ہواہاے نفسانی کے میل سے گدلے ہو گئے
اور متقین کی بنیادین ہل گئین اور زاہدین کے عزم اُلٹ پلٹ ہو گئے اور جہالتین
غالب آئین اور حجاب اُنکے کثیف ہوے اور عادات بڑھ گئین اور اہل عادت مالک متاع
ہو گئے اور دنیا نے بناو سنگار کیا اور خطاب اُسکے بڑھ گئے تو ایک گروہ اُن سب سے ایک ہو گئے

جنکے اعمال صالح اور احوال روشن اور صدق انکی عزیمت مین اور قوت انکی دین مین تھی اور دنیا اور اسکی محبت مین انھون نے کم رغبتی کی اور گوشہ نشینی اور تنہائی کو غنیمت جانا اور اپنے نفوس کے لیے گوشے حاصل کیے تھے وہ کبھی مل بیٹھتے تھے اور کبھی جا[illegible] جاتے اہل صفہ کے پیرو اسباب کے تارک رب الارباب کے مبتلا پس انکے لیے ثمرہ نیک اعمال اور پر نور احوال ملے اور علوم کے قبول کے لیے انکے فہم مین صفا آگئی [illegible]ان کے بعد انکے لیے ایک اور زبان اور عرفان کے پیچھے ایک اور عرفان اور ایمان کے بعد ایک اور ایمان ملا جیسا کہ حارثہ نے کہا صبح اٹھا مین سچا مومن جب کہ ایمان مین ایک مرتبہ مکشوف اسکے علاوہ ہوا جسکا انھون نے قول قرار کیا تھا تو اسکی اقتضا سے انھین بہت سے علم حاصل ہوے جنکو وہ پہچانتے ہین اور بہت سے اشارات جنکا انھون نے تعاہد کیا ہی پس اپنی خاص ذاتون کے لیے اصطلاحین تحریر کرلی ہین جو ان معانی کی طرف اشارہ کرتی ہین کہ انکو یہ حضرات جانتے پہچانتے ہین اور بفصاحت ان احوال کو بیان کرتے ہین جنکو وہ پاتے اور حاصل کرتے ہین تو ان متاخرین نے اسے قدماے سلف سے اخذ کیا یہان تک کہ وہ ہر ایک عہد اور زمانہ مین ایک اسم مستمر اور چیز مستقر ہو گئی تو یہ نام ان لوگون مین پھیل گیا اور اسکے ساتھ خود بھی موسوم ہوے اور دوسرون کا بھی نام رکھا پس اسم انکی نشانی ہی اور علم الٰہی انکی صفت ہی اور عبادت انکا حلیہ ہی اور تقوی انکا کرتہ ہی اور حقیقت کے حقائق انکے اسرار ہین کنبے اور قبیلون سے نکلے ہوے فضیلتون کے مالک غیرت کے قبون مین رہنے والے اور حیرت کے ملکون مین بسنے والے ہین گھڑی گھڑی انکے لیے فضل الٰہی سے ترقی ہی اور راگ انکے

شوق کی شعلہ زن ہی اور وہ ہل من مزید کہہ رہے ہین اللہ میرے اُنکے گروہ مین
ہمکو اُٹھا اور اُنکے حالات ہمارے نصیب کر واللہ اعلم

ساتوان باب متصوف اور متشبہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ قیامت کب آئیگی تو آپ نماز کے لیے اُٹھ کھڑے ہوے جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا وہ شخص کہان ہی جسنے قیامت کی نسبت سوال کیا وہ شخص بولا مین ہون یارسول اللہ آپ نے فرمایا قیامت کے لیے تونے کیا سامان کیا ہی کہا اُسکے لیے مین نے نماز روزہ زیادہ نہین جمع کیے یا یہ کہا مین نے اُسکے لیے کوئی بڑے عمل نہین اکھٹے کیے مگر یہ کہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہون اُسپر آپ نے فرمایا آدمی اُسکے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہی یا کہ تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو چاہتا ہی حضرت انس نے کہا کہ تب مین نے مسلمون کو اسلام کے بعد کسی شئے سے ایسا خوش نہین دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوے ۔ پس جو شخص صوفیہ کے متشبہ ہی کہ اُسنے صوفیہ کا تشبہ اُنکے سوا دوسرے گروہ سے نہین اختیار کیا لا اُنکی محبت سے حال آنکہ وہ قاصر ہی ان باتون پر قائم ہونے سے جو اُنمین ہین صوفیہ کے ساتھ ہوگا اسلیے کہ متشبہ کو صوفیہ کے ساتھ ارادت اور محبت ہی اور ہرآئنہ اس حدیث سے جو ہمنے اس مسئلہ مین روایت کی ہی واضح تر دوسری حدیث وارد ہوئی ہی ۔ عبادہ بن صامت نے ابی ذر غفاری سے روایت کی ہی کہا کہ مین نے عرض کی یارسول اللہ ہرآئنہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست

رکھتا ہون تو فرمایا کہ ہر آئنہ تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو دوست رکھتا ہی کہا کہ ابو ذر رضنے
اُسکو دوبارہ کہا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دوبارہ فرمایا پس
متشبہ کی اُنسے محبت نہین ہوتی مگر اسوجہ سے کہ اُسکی روح اُس شے سے آگاہ اور
ہوشیار ہو گئی ہی جس سے ارواح صوفیہ آگاہ اور خبردار ہین اسواسطے کہ محبت
امر اللہ کی اور اُس شے کی جو اُسکی طرف قربت دے الا اُس شخص کی جو اُسکا مقرب ہے
روح کو بدون اسکے کہ متشبہ نفس کی ظلمت سے باز رہتا ہی اور صوفی اُس سے رہا
ہو چکا ہی اور متصوف حال [illegible] کی طرف تاک لگا رہا ہی اور وہ متشبہ کے صفات
نفسانی کے بقیہ مین شریک ہی - اور طریق صوفیہ سے اول ایمان ہی پھر علم پھر ذوق ہی
اور متشبہ صاحب ایمان ہی اور طریق صوفیہ سے ایمان اصل بزرگ ہی - جنید علیہ الرحمہ
نے کہا ہی کہ ایمان اس طریقہ کا ولایت ہی اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ صوفیہ نے اکثر خلائق
کے نزدیک احوال نادرہ کمیاب اور آثار عجیب و غریب کے سبب ممتاز ہو گئے ہین
اسواسطے کہ یہ حضرات قضا و قدر اور علوم غریبہ کے صاحب مکاشفہ ہین اور اُنکے
اشارے اللہ کے بڑے امر اور اُسی کے قرب کی طرف ہین اور ایمان اسپر ایمان
بالقدرۃ ہی اور اہل ملت سے ایک قوم نے کرامات اولیا سے انکار کیا ہی اور حال آنکہ
ایمان اسپر ایمان بالقدرۃ ہی اور اس قسم کے بہت علوم اُنکے پاس ہین تو انکے طریق
پر ایمان وہی شخص لاتا ہی جسکو حق تعالی نے اپنی مزید عنایت سے مختص فرمایا ہی پس
متشبہ صاحب ایمان ہی اور متصوف صاحب علم اسواسطے کہ اُسنے ایمان کے بعد زیادہ
علم اُنکے طریقہ سے حاصل کیا ہی اور اس سے بہت معلومات اُسکو ہوئین جس سے
استدلال اُسکے تمام و کمال پر ہوتا ہی اور صوفی صاحب ذوق ہی تو صوفی کے حال سے

سچے متصوف کا حصہ ہی اور متصوف کے حال مین متشبہ کا حصہ ہی اور سنت الٰہی اسی
طرح پر جاری ہی کہ ہر صاحب حال جسکو ایک ذوق اُسمین ہی مقرر اُسے ایک حال معلوم
اور مکشوف ہوجاتا ہی جو اُسکے حال سے بلند تر ہی تو وہ حال اول صاحب ذوق ہی
اور جو حال اُسپر کشف ہوا ہی اسمین وہ صاحب علم ہی اور [illegible] اس سے بڑھکر حال ہی
اسمین صاحب ایمان ہی تا آنکہ طریق طلب ہمیشہ برابر جاری رہتا ہی تو ذوق کے
حال مین وہ صاحب قدم ہی اور علم کے حال مین وہ صاحب نظر ہی اور جو اس سے
بڑھا چڑھا حال ہی اسمین وہ صاحب ایمان ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ان الابرار
لفی نعیم علی الارائک ینظرون یعنی بیشک جو نیک لوگ ہین آرام مین تختون پر بیٹھے
دیکھتے ہین ابرار کی اور اُنکی شراب کی تعریف کی ہی بعد اسکے اللہ تعالی نے فرمایا
ومزاجہ من تسنیم عینا یشرب بہا المقربون پس ابرار کی شراب مین مقربین کی شراب
سے میل ہی اور وہ مقربین کے لیے خالص ہی تو صوفی کے لیے خالص شراب ہی اور
متصوف کی شراب مین اسکا میل ہی اور متصوف کی شراب سے متشبہ کے لیے میل
ہی پس صوفی بساط قرب سے قرارگاہ روح مین بڑھ گیا ہی اور صوفی کی نسبت
متصوف ایسا ہی جیسے کہ زاہد کی نسبت متزہد ہی اسواسطے کہ یہ فعل اور عمل تکلف
کے ساتھ اُسنے کیا ہی اور سبب پیدا کیا ہی جس سے اشارہ اس بات کی طرف
ہو جو صوفی کے وصف سے اُسمین موجود ہی تو وہ متصوف صوفی کے طریق مین
اپنے رب کی طرف سیر و سلوک کرنے مین جد و جہد کرنے والا ہی - جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی سیروا اسبق المفردون یعنی چلو اور بڑھو مفردین سبقت
کر گئے ہین صحابہ نے کہا مفردین کون ہین یارسول اللہ تو فرمایا کہ وہ شیفتگان

ذکر الٰہی ہین جنکے بار اُنسے ذکر نے اتار دیے ہین اور قیامت کے دن وہ ہلکے سبکبار آئینگے پس صوفی مفردین کے مقام مین ہین اور متصوف سائرین کے مقام مین اپنے سیر مین قرارگاہ قلب مین ذکر الٰہی سے پہونچنے والے ہین اور قلب سے اُنکو مراقبہ ہی اور اپنی نظر ... التذاذ اُسکا ہی اللہ کی نظر کی جانب جو اُسکی طرف ہی پس صوفی صاحب مشاہدہ روح کے مقام و مستقر مین ہی اور متصوف صاحب مراقبہ قلب کے مقام مین اور متشبہ صاحب مجاہدہ و محاسبہ نفس کے مقابلہ اور ہمسری مین ہی تو صوفی کی تلوین اُسلیے قلب کے وجود مین ہی اور متصوف کی اُسکے نفس کے وجود مین اور متشبہ کو تلوین نہین ہی اسواسطے کہ تلوین ارباب احوال کے لیے ہی اور متشبہ ایک سالک مجتہد ہی جو ابھی احوال تک نہین پہونچا اور ان سب کو جامع دائرہ اصطفا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی پھر ہمنے کتاب کا وارث ان لوگون کو کر دیا جنکو ہمنے اپنے بندون سے برگزیدہ کیا ہی تو بعضے اُنمین سے اپنے نفس کے ظالم ہین اور بعضے اُنمین سے متوسط اور میانہ رو ہین اور بعضے اُنمین کے ہین جو آگے بڑھ گئے ہین بعضے کہتے ہین کہ ظالم زاہد ہی اور مقتصد عارف اور سابق محب ہی اور بعض کا قول ہی کہ ظالم وہ ہی کہ بلا سے زاری اور بے صبری کرتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو بلا پر صبر کرتا ہی اور سابق اُسے کہتے ہین کہ بلا سے لذت پاتا ہی اور بعضون نے کہا ظالم وہ ہی جو غفلت اور عادت سے عبادت کرے اور مقتصد رغبت سے اور خوف سے اور سابق جو اپنے پروردگار کو نہ بھولے اور احمد بن عاصم انطاکیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی ظالم صاحب اقوال ہی اور مقتصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال اور یہ سب قول صوفی اور متصوف اور متشبہ کے حال سے مقرون بہ تناسب ہین

اور یہ سب اہل صلاح و فلاح سے ہین کہ اُنکو دائرۂ اصطفا جمع اور یکجا کرتا ہی اور خصوصیت کی نسبت اپنی عطا و بخشش سے اُنھین ملا دیتا ہی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے

فرمایا اس قول مین اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہی فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات کلھم بالجنۃ یعنی اُنمین سے ظالم اپنے نفس کے اور بعضے مقتصد اور بعضے خیرات مین بڑھے ہوے یہ سب جنت مین ہین۔ ابن عطا کا قول ہی کہ ظالم وہ ہی جو اللہ کو دنیا کے واسطے دوست رکھتا ہی اور مقتصد وہ جو اللہ کو عقبیٰ کے لیے دوست رکھتا ہی اور سابق وہ ہی کہ اپنی مراد کو اللہ کی مراد کے ساتھ اُسمین ساقط کرے اور یہی صوفی کا حال ہی تو متشبہ اس قوم کے امر سے کسی شی کے پیش آیا اور یہ اُنکے قرب کا موجب اُسکے لیے ہوتا ہی اور قرب اُنکا ہر ایک چیز کا مقدمہ اور دیباچہ ہی۔ اپنے شیخ سے مین نے سنا ہی کہ کہتے تھے کہ اہل دنیا سے ایک شخص شیخ احمد غزالی کے پاس آیا اور ہم اصفہان مین تھے یہ شخص اُنسے خرقہ چاہتا تھا تو اُس سے شیخ نے کہا فلان کے پاس جاؤ اور یہ میری طرف اشارہ تھا تاکہ وہ خرقہ کے معنی مین تجھسے کلام کرے پھر آؤ کہ مین تجھے خرقہ پہناؤن کہا پھر وہ میرے پاس آیا تو مین نے اُس سے خرقہ کے حقوق بیان کیے اور وہ باتین جو حق خرقہ کی رعایت سے واجب ہین اور جو خرقہ پہنے اُسکے آداب اور وہ شخص جو اُسکے پہننے کی قابلیت رکھے تو اُس شخص نے حقوق خرقہ کو بہت بڑا بھاری جانا اور خرقہ کے پہننے سے بیچ کچایا تب شیخ کو اُس معاملہ کی خبر پہونچی جو طالب کے نزدیک میرے قول سے اُسکو نیا معلوم ہوا تو مجھے بُلایا اور مین نے جو اُس سے کہا تھا اُسپر خفا ہوا اور کہا مین نے

تیرے پاس اُسے اسلیے بھیجا تھا کہ تو اُس سے باتین ایسی کرے کہ جنسے اُسکی
رغبت خرقہ کی طرف زیادہ ہو اُ پس تو نے وہ باتین کین جنسے ارادہ سُست ہو گیا
پھر جس بات کا تو نے ذکر کیا وہ صحیح ہین اور وہ ایسے ہین کہ حقوق خرقہ سے واجب
ہین مگر جب ہمنے مبتدی پر لازم گردانین تو وہ بھاگا اور اُسپر قیام کرنے سے عاجز
آیا پس ہم اُسے خرقہ پہناتے ہین تاکہ قوم کے متشبہ ہو جاے اور اُنکے لباس سے متلبس
ہو تو یہ بات اُسکو مجالس اور محافل سے قربت دیگی اور اُنکے ساتھ اختلاط سے اور
اُنکے احوال اور سیرت کے دیکھنے سے اُسکی وہ خواہش کریگا کہ راہ اُنکی چلے اور اِس
ذریعہ سے کچھ اُنکے احوال تک پہونچیگا۔ اور شیخ احمد غزالی نے کہا اس قول سے وہ
قول موافق ہی جو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ابوالقاسم جنید بغدادی سے بواسطات
روایت کے کہ وہ جعفر سے کہتے تھے جب کسی فقیر سے تو ملے تو علم سے ابتدا مت کر
اور نرمی سے آغاز کر اسلیے کہ علم اُسے متوحش کرتا ہی اور نرمی اُسے مانوس کرتی ہی
اور صوفیہ متشبہین سے بنرمی پیش آتے ہین کہ مبتدی طالب اُس سے نفع حاصل
کرے اور جو کوئی اِنمین سے حال مین اکمل اور علم مین علامہ وہ زیادہ تر مبتدی طالب
سکے ساتھ نرمی اور رفق کرتا ہی۔ بعض صوفیہ سے حکایت ہی کہ اُسکی صحبت مین
ایک طالب آیا تو اُسنے اپنے نفس کو کثرت معاملات اور مجاہدات مین پکڑا اور
اُس سے ارادہ اُسکا بجز اُسکے نہ تھا کہ مبتدی اُسے دیکھے اور اُسکے ادب سے
ادب سیکھے اور اُسکے عمل کی اقتدا کرے اور یہ وہ نرمی ہی کہ کسی چیز مین در نہ آئی
مگر یہ کہ اُسکو زینت اور رونق دیدی پس متشبہ حقیقی کے لیے قوم کے طریق
سے ایمان ہی اور اُسکے موافق عمل ہی اور سلوک واجتہاد ہی اسکے موافق جو

ہمنے ذکر کیا کہ وہ صاحب مجاہدہ اور محاسبہ ہی پھر وہ متصوف صاحب مراقبہ
ہو جاتا ہی بعد ازان وہ صوفی صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہی ولیکن جو شخص متصوف
اور صوفی کے حال کی طرف تشبہ کے ساتھ نظر نہین کرتا اور نہ وہ اُسکے اوائل
مقاصد کا قصد کرتا ہی بلکہ فقط ظاہری کا تشبہ لباس کے تشبہ اور مشارکت
حلیہ اور صورت پر بدون سیرت اور صفت کے رہتا ہی تو وہ متشبہ بصوفی
نہین ہی اسواسطے کہ اُنکے ابتدائی حالات کے ساتھ اُنکی نقل وحکایت نہین کرتا
تو وہ اسوقت متشبہ کا متشبہ ہی جو ایک قوم کی [illegible] صرف اپنے لباس سے
منسوب ہوتا ہی اور اُسکے ساتھ وہ ایسی قوم ہی کہ جو اُنکا جلیس ہو وہ بےنصیب
رہتا اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ جسنے ایک قوم کی مشابہت کی تو وہ شخص
اُسی قوم سے ہی - اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئنہ اللہ تعالی کے لیے بہت سے
ملائک ہین فاضل اُن ملائک جو لوگون کے اعمال نامہ لکھتے ہین اور اُتھون مین
پھرا کرتے ہین اور مجالس ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہین تو جب کسی قوم کو دیکھتے ہین کہ
اللہ تعالے کے ذکر مین مشغول ہین تو وہ باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہین چلے
آؤ اپنے مقصود کی طرف پس قوم کو اپنے بازوون سے ظاہر آسمان تک ڈھک
لیتے ہین تب اللہ تعالے فرماتا ہی حال آنکہ وہ خود داناتر ہی کیا میرے بندے
کہتے ہین فرشتے کہتے ہین کہ تیری حمد کہتے ہین اور تیری تسبیح اور تیری تمجید
کرتے ہین پھر فرماتا ہی کیا سب مجھے اُن لوگون نے دیکھا ہی تو فرشتے کہتے ہین کہ نہین
پس فرماتا ہی جو مجھے دیکھ پاتے تو کیا ہوتا وہ کہتے ہین اگر تجھے دیکھتے تو اور زیادہ

تسبیح اور تحمید اور تمجید کرتے پھر فرماتا ہی کیا مجھ سے مانگتے ہین یہ کہتے ہین کہ تجھ سے بہشت مانگتے ہین پھر فرماتا ہی کہ کیا بہشت دیکھی ہی وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہی کہ کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے تو وہ کہتے ہین اگر اُسے دیکھتے تو اور زیادہ طلب اُنکی اور حرص زیادہ ہوتی فرشتون نے کہا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہین تو فرماتا ہی آیا اُسے دیکھا ہی وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہی کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے فرشتون نے کہا اور زیادہ پناہ مانگتے اور اُس سے بھاگتے پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہی مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ ہر آئینہ مین نے اُنکو بخشا پھر ایک فرشتہ اُنمین سے کہتا ہی کہ فلانا شخص اُن لوگون مین سے نہین ہی وہ فقط ایک ضرورت سے آیا تھا تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہی وہ باہم ہمنشین اور ہم صحبت ہین اُنکا ہمنشین بےنصیب اور بے بہرہ نہین رہتا پس صوفیہ کا جلیس اور اُنکا متشبہ اور محب محروم نہین رہتا۔

آٹھوان باب ملامتی اور اُسکے حال کی شرح مین ہی

بعض صوفیہ نے کہا ملامتی وہ شخص ہی جو خیر کو ظاہر نکرے اور شر کو مخفی نکرے اور شرح اُسکی یہ ہی کہ ملامتی کے عروق اخلاص کا ذائقہ لیتے ہین اور صدق سے متحقق ہوا تو وہ نہین چاہتا کہ اُسکے حال اور اعمال پر کوئی مطلع ہو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا مین نے جبرائیل سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہی اُسنے کہا مین نے حضرت رب العزۃ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا وہ ایک سر میرے سرون سے ہی جسکو مین اُس شخص کے دل مین اپنے

بندون مین سے امانت رکھتا ہون جسکو مین دوست رکھتا ہون پس بلا شبہہ
کے لیے زیادہ اختصاص اس بات کے ساتھ ہی کہ وہ اخلاص کے ساتھ تمسک
اور تعصم مین احوال اور اعمال کے اخفا کو اچھا جانتے ہین اور اُسکے چھپانے
مین لذت پاتے ہین حتے کہ اگر اُنکے اعمال و افعال کسی پر ظاہر ہوجائین تو اُس سے
متوحش ہوتے ہین جسطرح کسی گناہ کے کھل جانے سے گنہگار کو وحشت ہوتی ہی
پس ملامتی نے وقوع اخلاص اور اُسکے مقام کی قدر و منزلت کی اور اُسکا اعتبار
اور شمار کرکے اُسمین ہاتھ مارا اور صوفی اُسکے اخلاص مین اپنے اخلاص سے
غائب اور گم ہوگیا - ابو یعقوب سوسی نے کہا جب اپنے اخلاص مین اُنھون
نے اخلاص کو شاہد کیا تو اُنکا اخلاص ایک دوسرے اخلاص کا محتاج ہوا
اور ذو النون نے کہا اخلاص کی علامات سے تین چیزین ہین عوام سے
مدح و ذم کے مساوات - اور اعمال مین دید اعمال کا بھول جانا اور ثواب
اعمال کی خواہش کو آخرت مین چھوڑ دینا - ابو عثمان مغربی سے مروی ہی کہ کہا
اخلاص وہ چیز ہی جسمین نفس کو حظ کسی حال کے ساتھ نہو اور یہ عوام کا اخلاص ہی
اور خواص کا اخلاص وہ ہی کہ اُنپر نہ اُنکے ساتھ گذرے اور نہ اُنھین کے منجملہ
طاعات مین جیسے وہ یکسو ہین اور نہ اُنپر اُنکی نظر ہی اور نہ اُنکی کچھ شمار قطار ہی
تو یہ اخلاص خواص ہی اور یہ وہ ہی جسکو شیخ ابو عثمان مغربی نے تفصیل وار
لکھا ہی اسطرح سے کہ صوفی اور ملامتی کے مابین فرق ظاہر کیا اسواسطے
کہ ملامتی نے اپنے عمل اور حال سے خلق کو دور کیا ہی مگر اپنے نفس کو قائم رکھا
تو وہ مخلص ہی اور صوفی نے اپنے نفس کو اپنے عمل اور حال سے دور کردیا

جسطرح کہ اُسکے غیر کو دور کر دیا تو وہ مخلص ہی اور مخلِص خالص اور مخلص مین بہت بڑا فرق ہی۔ ابوبکر زقاق نے لکھا ہی مخلص کا نقص اُسکے اخلاص مین دیکھنا اپنے اخلاص کا ہی تو جب اللہ چاہتا ہی کہ اُسکے اخلاص کو خالص کرے تو اُسکے اخلاص سے دیدہ اُسکی جو اُسے اخلاص پر ہی ساقط کر دیتا ہی تو وہ مخلص ہوگا نہ مخلِص۔ ابوسعید خراز نے کہا ہی کہ عارفون کی ریا مریدون کے اخلاص سے افضل ہی اور معنی اُسکے قول کے یہ ہین کہ مریدون کا اخلاص مین رویت اخلاص کی علت ہی اور عارف اُس ریا سے منزہ ہی جو عمل کو باطل کر دے مگر شاید کہ وہ کچھ اپنے حال اور اعمال سے اپنے علم کامل کے ساتھ جو اُسمین اُسکے نزدیک ہی مرید کی کشش یا اخلاق نفس سے ایک خلق کی رنج کشی کے لیے ظاہر کرتا ہی اور خاص عارفون کے لیے اس معاملہ مین ایک علم دقیق اور باریک ہی کہ دوسرا اُسکو نہین جانتا تو کم علم ریا کی صورت اُسکو دیکھتا ہی حالانکہ وہ ریا نہین ہی اُسکے سوا نہین ہی کہ وہ صریح علم اللہ کے واسطے اللہ کے ساتھ ہی بدون اسکے کہ نفس اُسمین حاضر ہو یا کوئی آفت اُسمین موجود ہو۔ رویم نے کہا ہی کہ اخلاص یہ ہی کہ صاحب اخلاص اُسپر دارین مین کسی عوض اور دونون ملک مین سے کسی حصہ پر راضی نہو اور بعض صوفیہ نے کہا صدق اخلاص مدام نظر اپنا اللہ سے خلق کے دیکھنے کو پہونچاتا ہی اور ملامتی خلق کو دیکھتا ہی پھر اپنے عمل اور حال کو چھپاتا ہی اور جو کچھ ہمنے پہلے سے بیان کیا اخلاص صوفی کا وصف ہی اور اسی واسطے زقاق نے کہا ہی کہ ہر ایک مخلص کے لیے اپنے اخلاص کے دیکھنے سے چارہ نہین ہی اور یہ کمال اخلاص کا نقص ہی اور اخلاص وہی ہی کہ اللہ اُسکے

صاحب کا محافظ ہوتا آنکہ تکمیل اُسکی کرے۔ جعفر خلدی نے کہا کہ ابوالقاسم
جنید بغدادی سے مین نے سوال کیا کیا اخلاص اور صدق مین کچھ فرق ہی
کہا ہان صدق اصل ہی اور وہ اول ہی اور اخلاص فرع ہی اور وہ تابع ہی اور
کہا اُن دونون مین فرق ہی اسواسطے کہ اخلاص جب تک عمل مین نہ آئے
نہین ہوتا پھر کہا کہ وہ یہی اخلاص ہی اور مخالص الاخلاص ہی اور خالصہ ہی
جو مخالصہ مین ہی تو اس بنا پر اخلاص ملامتی کا حال ہی اور مخالص الاخلاص
صوفی کا حال ہی اور خالصہ جو مخالصہ مین ہی ایک مخالص الاخلاص کا ثمرہ ہی اور
وہ بندہ اپنے رسوم سے اپنا قیام اپنے قیوم کے دیکھنے سے فنا اور جاتا رہتا ہی
بلکہ اپنے قیام کی رویت سے اُسکا غائب ہوتا ہی اور وہ استغراق فی الذات آثار
اور لوث اخفا کی آزادی سے ہی اور وہ صوفی کے حال کا گم ہونا ہی اور ملامتی
اپنے مقام اخلاص مین مقیم اور اپنے خلاص کے حقیقت کی طرف نابینا ہی اور
یہ ملامتی اور صوفی مین فرق واضح ہی در خراسان مین ہمیشہ ملامتیون کا ایک
گروہ رہتا ہی اور اُنکے لیے مشائخ مین جو اُنکی بنیاد کو درست کرتے اور شرطین
اُنکے حال کی اُنھین بتلاتے تھے وہ ہمنے ہر آئینہ عراق مین دیکھا اُن لوگون کو جو
اس راہ کے سالک ہین مگر وہ اس نام سے مشہور نہین ہین اور اہل عراق
اس نام کو بول چال مین کمتر استعمال کرتے ہین۔ نقل ہی کہ ایک ملامتی کو سماع مین
مدعو کیا تو وہ نہ آیا تب اُس سے بابت اسکے کہا گیا تو کہا اسواسطے اگر مین آتا تو مجھے
وجد ہوتا اور مین نہین پسند کرتا کہ کوئی میرا حال معلوم ہو۔ اور منقول ہی کہ احمد
بن ابی الحواری نے ابوسلیمان دارانی سے کہا کہ مین جب خلق مین ہوتا ہون

اپنے معاملہ کی لذت ایسی پاتا ہون جو صحبت خلق مین نہین پاتا تو اُس سے کہ
کہ تو اب کم طاقت ہی پس ملامتی ہر چند اخلاص کے دستہ کا قابض اور ب
صدق کا فراش ہی مگر اُسمین بقیہ رویت خلق کا اور اُس شی کا جو اُسمین کی بہت
عمدہ ہی یعنی بقیہ اخلاص اور صدق کی تحقیق کا موجود ہی اور صوفی اس بقیہ سے
پاک اور صاف ہی جو دونون طرف مین ہی عمل یا ترک عمل سے کہ خلق کے لیے ہو
اور بالکل اُنکو دور دفع کر دیا اور نظر فنا و زوال مین اُنکو دیکھا اور اُسکے لیے ناصیہ
توحید کھل گئی اور اس قول حق سبحانہ تعالے کا بھید پالیا کل شئے ہالک الا وجہہ
ہر ایک شی فانی ہی مگر ذات اُسکی - جیسا کہ بعض صوفیہ نے اپنے غلبات کے بعض
اوقات مین کہا ہی دارین مین اللہ کے سوا کوئی نہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ملامتی
دو وجہ سے اخفاء حال کرتا ہی ان دونون وجہون مین سے ایک وجہ تو اخلاق و
تحقیق کے واسطے ہی اور دوسری وجہ جو کامل تر ہی وہ یہ ہی کہ غیر سے حال بنوع
غیرت پوشیدہ رہے اسواسطے کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اسکی
اطلاع غیر کو اُسے بُری معلوم ہوتی ہی بلکہ صدق محبت مین اُسے یہ بھی بُرا معلوم
ہوتا ہی کہ کسی کو اطلاع اسکی ہو کہ وہ اپنے محبوب کو چاہتا ہی اور یہ بات اگر بڑھکر ہی
تو بھی طریق صوفیہ مین علت ہی اور نقص ہی بنا بر آن ملامتی متصوف پر مقدم اور
صوفی سے موخر ہی اور کہتے ہین کہ اصول بلا مشتبہ سے یہ ہی کہ ذکر چار قسم کا ہی زبان سے
اور دل سے اور سر سے اور روح سے تو جب ذکر روح صحیح ہو گیا تو سر اور قلب
اور زبان ذکر سے بند ہو جاتی ہی اور یہ ذکر مشاہدہ ہی اور جب ذکر سر صحیح ہو گیا تو
دل اور زبان ذکر سے چپ ہوتے ہین اور یہ ذکر ہیبت ہی اور جب دل کا ذکر

صحیح ہو تو زبان ذکر سے سُست ہو جاتی ہی اور یہ ذکر نعمات الٰہی ہی اور ذکر سے
ب دل غافل ہوا تو زبان ذکر کرنے لگی اور یہ ذکر عادت کا ہی اور انکے نزدیک
ایک کے لیے ان ذکرون مین سے ایک آفت ہی تو ذکر روح کی آفت سر کی
طلاع اُسپر ہی اور ذکر سر کی آفت اطلاع اُسپر قلب کی ہی اور قلب کے ذکر
کے لیے آفت نفس کی اُسپر اطلاع ہی اور ذکر نفس کی آفت اسکا دیکھنا ہی یا اُسکی
ظمت کرنی یا ثواب و اجر مانگنا ہی یا اُسنے گمان کیا کہ وہ مقامات سے ایک شی تک
ونچیگا - اور کمترین خلائق قدر و قیمت مین انکے نزدیک وہ شخص ہی جو ارادہ
سکے اظہار کا کرے اور اس بات کا کہ خلق اسکے سبب اُسکی خدمت مین حاضر ہو
ور اس اصل کا بھید جسپر ان لوگون مین ہو حکم رکھے یہ ہی کہ ذکر روح ذکر ذات ہی
ر ذکر سر ذکر صفات اُنکے زعم مین ہی اور ذکر قلب الاء و نعماء سے اثر صفات کا
ر ہی اور ذکر نفس علتون کا متعرض ہی تو معنی اُسکے قول کے کہ اطلاع سر کی
وح پر یہ ہی کہ وہ اشارہ کرتے ہین اسکی طرف کہ ذکر ذات کے وقت فنا کے ساتھ
بت اور متحقق ہی اور اسوقت ذکر ہیئت ذکر صفات ہی جو جزء ہیئت سے خبر
ینے والا ہی اور وہ وجود ہیبت اور خوف کا ہی اور وجود ہیبت مستدعی وجود بقیہ
ہی اور یہ خلاف حال فنا ہی اور اسی طرح ذکر سر ذکر ہیئت ہی اور وہ ذکر صفات
ہیب قرب کا مشعر ہی اور ذکر قلب کا جو ذکر الاء و نعماء ہی فی الجملہ بعد کا مشعر ہی
مواسطے کہ وہ ذکر نعمت کے ساتھ اشتغال ہی اور نعمت دینے والے کی طرف سے
ہول اور غفلت ہی اور بخشش کا دیکھنا بخشنے والے کی طرف سے ایک بعد منزلت ہی
ر نفس کی اطلاع ثواب کی طرف وجود اعمال کے شمار کرنی ہی اور یہ درحقیقت

عین علت ہی اور یہ اقسام اس طریقہ کے ہین اور انمین سے بعض بعض سے اعلیٰ ہین واللہ اعلم

نوان باب اُس شخص کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہی اور اُنمین سے نہین ہی

ایک گروہ انمین سے کبھو اپنے تئین قلندریہ کہتے ہین اور کبھی ملامتیہ اور ملامتیہ کا حال ہم بیان کر چکے اور وہ حال شریف اور مقام نادر ہی اور اُنھون نے سنت اور اخبار سے تمسک کیا اور اخلاص وصدق سے متحقق ہین اور وہ اُس قسم سے نہین ہین جنکو شرع سے بگڑے ہوے لوگ گمان کرتے ہین پس قلندریہ سے اشارہ اُن اقوام کی طرف ہی کہ اُنکے دلون کی پاکیزگی کی مستی اُنکی مالک بن گئی ہی یہانتک کہ عادات کو اُنھون نے ویران تباہ کر دیا اور ہمنشینی اور اختلاط کی آداب کی بیڑیان ڈالدین اور چھوڑ دین اور اپنے خوشدلی کے میدانون مین سیر کی اور نماز روزہ کی قسم سے اُنکے اعمال تھوڑے مگر فرائض اور لذات دنیا سے کسی چیز کے کھانے کی پروا نہین کرتے جو مباح ہین شرع نے اُنکی اجازت دی اور بسا اوقات رخصت کی رعایت پر اُنھون نے اقتصار اور اختصار کیا ہی اور عزلت کے حقائق کی طلب نہین کی اور ساتھ اسکے جمع اور ذخیرہ نہ کرتے اور زیادہ طلبی کے ترک کو ہاتھ سے نہین دیتے اور تھوڑے پر گذر کرنے والون اور دنیا سے کم رغبت والون اور عباد کے رسمون کا برتاو نہین کرتے اور اپنی خوش دلی کے اوپر قانع اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہین اور اسی پر اُنھون نے قصہ کوتاہ کیا اور اُنکو بجز اُسکے کہ جسپر اپنی خوش دلی سے ہین طلب مزید کی طرف

چھپانا ترک نہین اور ملامتی اور قلندری مین فرق یہ ہی کہ ملامتی اخفاء عبادات مین عمل کرتا ہی اور قلندری عادات کی تخریب مین عمل کرتا ہی اور ملامتی کل باب خیر و بر کے ساتھ متمسک ہی اور اُسمین فضل اور بزرگی دیکھتا ہی مگر اعمال و افعال کو چھپاتا ہی اور اپنے نفس کو عوام کے موافق اور جاو مین اپنی صورت اور لباس اور حرکات مین اپنا حال چھپانے کے لیے تاکہ واقف کوئی اُس سے نہو جاے روکے اور ٹھہرائے رکھتا ہی اور اُسکے ساتھ ہی ترقی کے طلب مین تاک رکھتا ہی اور ہر ایک بات مین جس سے بندہ کو تقرب ہو جہد بلیغ کرتا ہی اور قلندری کسی صورت کے ساتھ مقید نہین ہوتا اور نہ اُسکو پروا ہی کہ کوئی اُسکے حال سے واقف ہو یا ناواقف ہو اور وہ نہین مائل ہوتا مگر اپنی خوشدلی کی طرف اور وہی راس المال اور سرمایہ اُسکا ہی اور صوفی اشیاء کو اُنکے موقعون پر رکھتا ہی اور سب احوال اور اوقات کی اپنے علم سے تدبیر کرتا ہی خلق کو اُنکے مقام پر اور امر حق کو اُسکی جگہ پر قائم کرتا ہی اور جس چیز کو چھپانا چاہیے اُسے چھپاتا ہی اور جسکو ظاہر کرنا مناسب ہی اُسکو ظاہر کرتا ہی اور تمام کام کو اُنکے مقام پر حضور عقل اور صحت توحید اور کمال معرفت اور رعایت صدق و اخلاص کے ساتھ لاتا ہی پھر ایک گروہ نے اہل فتنہ و گمراہی سے اپنے کو ملامتیہ کہلایا اور لباس صوفیہ سے ملتبس ہوے تاکہ اُس سے صوفیہ کی طرف منسوب ہون اور صوفیہ سے وہ کسی بات مین نہین ہین بلکہ وہ دھوکے دھڑی اور غلطی مین پڑے ہین اور وہ کبھو صوفیون کا لباس بچاو کے لیے اور کبھو دعوے کے ساتھ پہنتے ہین اور اہل اباحت کی راہ چلتے ہین اور اُنکا یہ زعم ہوتا ہی کہ ضمائر اُنکے

اللہ تعالیٰ کی طرف خالص اور رجوع ہو گئے اور کہتے ہین کہ یہی مقصود مین کامیابی ہی
اور شرعی رسوم کا برتنا درجہ عوام اور اُن لوگون کا ہی جنکے فہم قاصر ہین اور تقلید
سے اقتدار کے پھندے مین پھنسے ہوئے ہین اور یہ عین الحاد اور زندقہ اور ابعاد ہی
تو جو حقیقتین کہ شریعت سے [illegible] کو رد کر دیا ہی وہ زندقہ ہی اور یہ گروہ مغرور دھوکے
مین پڑے ہوئے اس بات سے جاہل اور ناواقف ہین کہ شریعت حق عبودیت ہی
اور حقیقت ہی حقیقت عبودیت ہی اور جو شخص اہل حقیقت سے ہو گیا وہ حق عبودیت
اور حقیقت عبودیت کا مقید ہو گیا اور ایسے امور اور ترقیات کا مطالبہ
اُسے ہوا کہ جو اس درجہ تک نہین پہونچا اُس سے مطالبہ اُنکا نہین ہوتا نہ یہ کہ
تکلیف شرعی کے ڈورے سے اُسکی گردن نکلجاے اور اُسکا باطن کجی اور تحریف
کو ملا جاوے - روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین وحی سے مواخذہ کیے جاتے تھے اور ہر آئینہ
وحی کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور اب تم سے مواخذہ ہم تمھارے اعمال کا کرتے ہین تو جو
ہمارے لیے اظہار خیر کرے اُسکو قبول کرینگے اور اُس سے قربت کرلینگے اور ہمارے
ذمہ اُسکے بطون سے کچھ نہین ہی اللہ اُس سے محاسبہ اُسکے بطون کا کریگا اور جو
اسکے سوا ہمارے سامنے ظاہر کرے اُسکو ہم نہین قبول کرینگے اگرچہ وہ کہے کہ میرا
بطون اچھا ہی اور اُسی سے منقول ہی کہا جسنے اپنے نفس تہمتون کے لیے سامنے
کیا تو جو کوئی اُسکی طرف بدگمانی کرین تو چاہیے کہ اُسکو بُرا بھلا نہ کہے پھر جسوقت ہم
دیکھین کسی شخص کو جو حدود شرع کا استحقار کرتا ہی صلوۃ مفروضہ کو چھوڑ دیتا ہی
تلاوت کلام اللہ اور روزہ نماز کی حلاوت کو شمار و اعتبار مین نہین لاتا اور

حرام مکروہ مقامات مین در آتا ہی ہم اُسکو رد کرینگے اور اُسکو قبول نکرینگے اور اُسکے
دعوے کو کہ اُسکا بطون صالح ہی نہ مانینگے۔ حضرت جنید علیہ الرحمۃ سے منقول ہی
کہ وہ ایک شخص سے معرفت کا بیان کرتے تھے تو اس شخص نے کہا کہ عارف
باللہ بِرّ و تقوی کے ترک تلک پہونچتے ہین تو جنید نے کہا کہ یہ قول اُس قوم کا ہی جو
ترک اعمال کا کلام کرتے ہین اور یہ میرے نزدیک بڑی بات ہی اور جو شخص چوری
اور زنا کرے ایسے شخص سے بہتر ہی اُس شخص سے جو یہ بات کہے اور ہر آئینہ
عارف باللہ نے اللہ سے اعمال حاصل کیے ہین اور اُسی کی طرف اُن اعمال مین
یہ لوگ رجوع کرتے ہین اور اگر مین ہزار برس زندہ رہون ایک ذرہ اعمال
بر سے کم نکرون الا جبکہ میرا کوئی حائل ہو وہ اعمال میری معرفت کے موکد و میرے
حال کے لیے موجب قوت ہین۔ اور انکے منجملہ ایک قوم ایسی ہی جو حلول کے
قائل ہین اور یہ گمان باطل کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ اُنمین حلول کرتا ہی اور اُن
اجسام مین جنکو وہ انتخاب کرتا ہی اور قول نصاری جو لاہوت اور ناسوت
مین ہی اُسکے معنی اُنکے فہمون کے لیے سبقت کرتا ہی۔ اور انمین سے بعضے وہ ہین
جو خوبصورت چیزون کی طرف نظر کرنا مباح جانتے ہین جس سے اشارہ اس وہم
کی طرف ہی اور اُنکے یہ خیال مین ہی کہ جس شخص نے اپنے بعض غلبات مین
کلمات کہے ہمارے مظنونات اور موہومات مین سے اُسی شی مین مضمر اور مخفی
تھا مثلاً حلاج نے کہا انا الحق۔ اور جو کچھ ابو یزید سے قول اُسکا سبحانی نقل
کیا جاتا ہی حاشا کہ ابو یزید کی شان مین ہم اعتقاد کرین کہ اُسنے ایسا کہا مگر حکایت
کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی طرح سزاوار ہی کہ حلاج کے قول مین

اعتقاد کیا جاے اور اگر اسکا ہمین علم ہوتا کہ اُسنے یہ قول حلول سے مضمر الشی
بیان کیا ہی تو اُسکو بھی ہم رد کرتے جسطرح اس فرقہ کی ہمنے تردید کی ہی اور ہر آئینہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے واسطے ایک شریعت غرا پاک اور
صاف لائے ہین جس سے تمام کجی اور اینچ پیچ سیدھے اور مستقیم ہو گئے اور ہمارے
عقول نے اُن چیزون پر رہنمائی کی ہی جس سے اللہ تعالیٰ کا وصف جائز ہی اور ناجائز ہی
اور اللہ تعالیٰ پاک ہی اس سے کہ اُسمین کوئی شی حلول کرے یا وہ کسی شی مین حلول
کرے حتی کہ شاید بعض گمراہ مبتلا جو بڑی ذکاوفطنت رکھتا ہو اور اُسنے ایسے کلمے
سنے ہون جو اُسکے باطن سے متعلق ہون پھر وہ اپنی فکر مین ایسے کلمات اُنسے
بناوے جنکو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے اور وہ بات چیت اللہ تعالیٰ کی
اُسی سے ہو جیسے وہ کہے کہ مجھسے کہا اُسنے اور مین نے اُس سے کہا اور یہ ایک
شخص ہی یا تو اپنے نفس اور حدیث نفس سے لاعلم ہی اپنے پروردگار اور کیفیت
مکالمہ اور محادثہ سے لاعلم ہی اور یا اپنے معقولات کے بطلان کا عالم ہی کہ ہواے
نفسانی اُسکو برانگیختہ اسکے دعوے پر کرتا ہی کہ اسکا وہم ہو کہ ایک شی پر ظفریاب ہو گیا
اور یہ سب ضلالت ہی اور اُسکی جرأت کرنے کا اس بات پر سبب وہ ہی جو بعض
محققین کے کلام سے اُسنے خطاب سُنے ہین کہ اُنپر بعد اسکے وارد ہوے ہین کہ
معاملات اُنکے ظاہر و باطن مین طول پکڑ گئے اور اُنھون نے اصول قوم کے
ساتھ صدق تقوی اور کمال زہد دین سے تمسک اور اعتصام کیا ہی پس اُسکے
اسرار صاف ہو گئے اُنکے بطون مین خطابون نے شکل حاصل کی کہ قرآن اور
حدیث کے موافق ہین تو اُنکے ساتھ یہ خطاب استغراق بطون کے وقت نازل ہوے

اور یہ کلام نہین ہین جسکو وہ سنتے ہین بلکہ ایک حدیث کی مثال ہو جو نفس ہین ہو فکر سے
اُسکو پاتے ہین جو کتاب اور سنت کے موافق اپنے اہل کے پاس سمجھے ہوے علم کے
موافق ہو اور یہ اُنکے ساتھ اُنکے اسرار و بطون کی سرگوشی اور راز گوئی ہو تو اپنے نفوس کے لیے
مقام عبودیت اور اپنے مولا کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہین تم جو [illegible] پاتے ہین اپنے نفوس
ور اپنے مالک کی طرف نسبت کرتے ہین اور وہ لوگ اسکے ساتھ جانتے ہین
ہ یہ اللہ کا کلام نہین ہو اور اسکے سوا نہین کہ وہ ایک علم حادث ہو جسے اللہ تعالے
نے اُنکے باطنون مین پیدا کر دیا ہو پس صحیح اور ٹکسالی لوگون کا اسمین طریقہ گرز
رتا ہو اللہ تعو کی طرف اُن تمام باتون سے جنکے ساتھ اُنکے نفوس حدیث کرتے ہین
مانتک کہ اُنکا میدان ہواے نفسانی سے پاک ہو جاتا ہو اور اُنکے باطنون
ین ایک چیز الہام کرتی ہو جسے اللہ تعالی کی طرف نسبت کرتے ہین جیسے ایک
حادث کی نسبت پیدا کرنے والے کی طرف ہو نہ وہ نسبت جو کلام کو متکلم کی
طرف ہو تا کہ کجی اور تحریف سے محفوظ رہین اور اُمنین سے ایک گروہ ہو جنکا زعم ہو
دریاے توحید مین غرق ہوتے ہین اور قرار و ثبات اُنکو نہین ہو اور اپنے
فوس کے لیے اسقاط حرکت و فعل کرتے ہین اور اُنکا زعم ہو کہ وہ اشیا پر
مجبور ہین اور کوئی فعل اُنکے لیے اللہ کے فعل کے ساتھ نہین ہو اور معاصی اور
منہیات نفسانی مین گر پڑتے ہین اور بیکاری اور دوام غفلت کی طرف مائل
ور اللہ کے ساتھ دین کی ملت سے باہر آنا حدود احکام حلال اور حرام کو چھوڑ
دینا اُنکے مرغوب ہو۔ اور سہیل علیہ الرحمۃ سے اُس شخص کے بابت پوچھا گیا
کہتا تھا کہ مین ایک دروازہ کے مثال ہون جنبش مین نہین کرتا مگر جب

کوئی مجھے جنبش دے کہا یہ بات کوئی بجز دو آدمی کے نہین کہتا یا صدیق یا زندیق اس واسطے کہ صدیق ہر بات اس اشارہ سے کہتا ہو کہ اشیاء کا قوام اللہ کے ساتھ ہو اور اصول کے احکام اور حدود عبودیت کی رعایت اُسکے ساتھ ہوتی ہو اور زندیق جو اس قول کو کہتا ہو وہ احالہ اشیا کا اللہ پر کرتا ہو اور نکوہش اپنے نفس سے ساقط اور دین و رسم دین سے اپنے کو الگ کرتا ہو تو جو کوئی حلال اور حرام اور حدود و احکام کا معتقد اور جب اُس سے معصیت صادر ہو تو اُسکا معترف ہو اس اعتقاد سے کہ تو یہ اُس سے واجب ہو تو وہ سلیم صحیح ہو اگرچہ قصور وار اُس چیز کے سبب ہو جسکی طرف وہ مائل ابطالت سے ہو اور رہوا ے نفس کے ساتھ وہ سیر سفر اور شہرون کی آمد و رفت سے راحت پاوے تاکہ خوب فربے اُڑائے اور نفس کے مشتہیات کو پہونچے اس حالت سے کہ اپنے شیخ کا پابند نہو جو اُسے ادب دے اور مہذب کرے اور جو اُسمین عیب ہو اُسے دکھلا دے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

دسوان باب مشیخت کے رتبہ کے بیان مین ہی

حدیث مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہی اُسکی قسم جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی اگر تم چاہو تو مین تمھاری قسم کھاؤن ہر آئینہ اللہ تعالےٰ کے بندون سے اللہ کے بڑے پیارے وہ لوگ ہین جو اللہ کی محبت اُسکے بندون سے اور بندون کی محبت اللہ سے کرائین اور نصیحت کے ساتھ وہ زمین پر چلتے ہین اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا رتبہ مشیخت اور اللہ تعالی کیطرف دعوت کرنے اور بلانے کا ہی اسواسطے کہ شیخ اللہ تعالی کی محبت حقیقت اُسکے بندون کی طرف کراتا ہی اور اللہ کے بندون کی محبت اللہ تعالی کی طرف اور طریق صوفیہ

ین اعلیٰ مراتب سے مرتبہ مشیخت کا ہی اور دعوت الی اللہ مین وہ نیابت نبوت
ل ہی پس دلیل اسکی کہ شیخ اللہ تعالیٰ کی دوستی اُسکے بندون سے کراتا ہی یہ ہی کہ شیخ
طریق اقتدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید کو چلاتا ہی اور جبکا اقتدا اور اتباع
سکا صحیح ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اُسکو دوست رکھتا ہی فرمایا ہی اللہ تعالےٰ نے کہو اگر تم
للہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمھین دوست رکھیگا اور اُسکی وجہ
شیخ مین یہ صفت ہی کہ وہ بندگان الٰہی کی محبت اللہ تعالےٰ سے کرا دیتا ہی یہ ہی کہ
ہ مرید کو تزکیہ کا راستہ چلاتا ہی اور جب نفس پاک صاف ہو جاتا ہی تو دل کا آئینہ
جلا پاتا ہی اور اُسمین انوار عظمت الٰہی منعکس ہوتے ہین اور جمال توحید اُسمین تابان
وتا ہی اور چشم بصیرت کی سیاہی انوار جلال قدم اور کمال ازلی کے نظارہ کی طرف
نجذب ہوتی ہی تو ضرور بندہ اپنے پروردگار کو دوست رکھیگا اور یہ ورثہ اور ثمرہ
لیہ کا ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ فتحیاب وہ ہوا جسنے نفس کا تزکیہ اور
صفیہ کیا اور فلاح اُسکے ظفر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہی اور یہ بھی ہی کہ دل
آئینہ جب روشن ہوگا تو اُسمین دنیا اپنی بُرائی اور حقیقت اور ہیبت کے ساتھ
ر آخرت اپنے نفائس اور لطائف کے ساتھ اپنی کنہ اور غایت سے واضح اور
ئح ہو جائیگی تو چشم دل کے سامنے دارین کی حقیقت اور حاصلات منکشف ہو جائیگی اُسوقت
دہ باقی کو چاہیگا اور فانی کی طرف رغبت کم کریگا پس تزکیہ اور مشیخت اور تربیت کی
ب کا فائدہ ظاہر ہوگا تو شیخ اللہ تعالےٰ کے لشکر ناصر و معین سے ہی کہ مریدون کو
ن سے راہ پر لاتا ہی اور طالبون کو اُس سے رہنمائی کرتا ہی۔ عبد اللہ بن بشر
حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا گیا کہ اُسنے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا

جب بیس یا زیادہ آدمی جمع ہون تو اگر اُنمین ایسا کوئی شخص نہوتا تھا جو اللہ عزوجل سے ڈراتا ہو تو ہر آئینہ کام مین خطر ہوتا تھا تو مشائخ پر اللہ تعالیٰ کا وقار ہی اور مرید اُنسے ظاہر و باطن مین ادب حاصل کرتے ہین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت کی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کریں ہرگاہ مشائخ مبتدی اور راہ یافتہ ہوے تو وہ اہل اسکے ہوے کہ لوگ اُنکی پیروی کرین اور وہ متقین کے امام اور پیشوا بنائے گئے ہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے حکایت کے طور پر کہا جب میرے بندہ پر مشغول میرے ساتھ غالب ہو تو اُسکی ہمت مصروف اور لذت حاصل اپنے ذکر مین کرتا ہون اور جب اپنے ذکر مین اُسکی ہمت اور لذت دلاتا ہون وہ مجھسے عشق و محبت کرتا ہی اور مین اُس سے محبت وعشق کرتا ہون اور میرے اور اُسکے درمیان جو پردہ ہی اُسکو مین اُٹھاتا ہون جب اور آدمی بھول جاتے ہین وہ نہین بھولتا وہ لوگ ایسے ہین کہ اُنکو کلام انبیا کا کلام ہی وہ لوگ حقیقت مین ابدال ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جب مین اہل زمین پر عقوبت اور عذاب کرنا چاہون تو اُنمین مجھے وہ یاد آتے ہین تب اُنکے سبب اُن لوگون سے عذاب پھیر لیتا ہون اور سالک کے رتبے مشیخت کو پہونچتے ہین بھید یہ ہی کہ سالک نفس کی سیاست پر مامور ہی اُسکی صفات مین مبتلا اور آزمائش مین پڑا ہوا ہی وہ ہمیشہ صدق معاملہ سے سلوک کرتا ہی یہانتک کہ اُسکا نفس مطمئن ہو اور اُسکی طمانیت کے سبب اُس سے سردی اور خشکی جو اُسکے ساتھ اصل پیدائش ہی ہی اور اُسی کی وجہ بندگی کی طاعت و انقیاد سے روگردانی اور سرکشی کرتا ہی دور ہوجاتی ہی اور نفس کو جو گرمی روح کی پہونچتی ہی اُس سے ملائم ہو جاتا ہی اور یہ وہی نیت

اور ملائمت ہی جسکا اللہ تعالے نے اپنے قول مین بیان کیا ہی ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ یعنی اُنکی جلدین اور اُنکے قلوب اللہ تعالے کے ذکر کی طرف ملائم ہوجاتے ہین اس حالت مین عبادت کی اجابت کرتا ہی اور طاعت کے لیے پسیجتا ہی اور بندہ کا قلب روح اور نفس کے درمیان متوسط ہی جسکے دو رخ ہین اُسکے دونون رخ سے ایک رخ نفس کی طرف ہی اور دوسرا رخ روح کی جانب ہی روح سے مدد اُس رخ سے لیتا ہی جو اُسکے قریب ہی اور نفس کو مدد اُس رخ سے دیتا ہی جو اُسکے قریب ہی یہان تک کہ نفس مطمئن اور متسلی ہوجاے پھر جبکہ نفس سالک مطمئن ہوا اور سالک اُسکی سیاست سے فارغ ہوا تو اُسکا سلوک انتہا کو پہونچا اور سیاست نفس پر متمکن اور نفس اُسکا مطیع و منقاد ہوا اور امر الٓہی کی طرف رجوع کی پھر قلب کی طرف متوجہ اور مستعد اُس چیز کے باعث ہوتا ہی جو اُسمین نفس کی طرف میلان اور توجہ سے ہی تو مریدین وطالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کے نفس کی جگہ اُسکے نزدیک قائم ہوتے ہین من وجہ اسلیے کہ جنسیت عین نفسیت مین موجود ہی اور من وجہ اسلیے کہ تالف الٓہی سے شیخ اور مریدین تالیف موجود ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی اگر تو وہ سب کچھ خرچ کرتا جو زمین مین ہی تو اُنکے قلوب کو نہ ملا سکتا ولیکن اللہ تعالے نے اُنکی باہم تالیف کردی تب مریدون کے نفوس کو ایسی ہی سیاست کرتا ہی جیساکہ پہلے اپنے نفس کی سیاست کرتا تھا اور اُسوقت شیخ مین تخلق باخلاق اللہ کے قول الٓہی سے موجود ہوتے ہین الا طال شوق الابرار الی لقائی وانی الی لقائھم لاشد شوقا یعنے آگاہ ہو شوق ابرار میرے لقا کے واسطے طول پکڑ گیا ہی اور سر آئینہ مین اُنکے لقا کے بیے شائق تر ہون اور اللہ تعالے نے صاحب در

مصحوب مین حسن تالیف مہیا کی ہو اُسکی جہت سے مرید شیخ کا جزو ہنجاتا ہی جسطرح
کہ ولادت طبعی مین بیٹا باپ کا جزو ہی اور اب یہ ولادت ولادت ہوتی ہی جیسا کہ
حضرت عیسی صلوات اللہ علیہ سے وارد ہی جس شخص کے دو مرتبہ ولادت نہین ہوئی
وہ آسمان کے مقام ملکوت مین ہرگز داخل نہوگا تو پہلے ولادت سے اُسکو عالم ملک
کے ساتھ ارتباط ہوتا ہی اور اس ولادت سے اُسکا ارتباط ملکوت سے ہوتا ہی۔

قال اللہ تعالی وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین
اللہ تعالی نے فرمایا اور ایسے ہی ہم دکھلاتے تھے ابراہیم کو آسمانون اور زمینون کی
سلطنتین اور اسواسطے کہ وہ اہل یقین سے ہوجاے اور یقین خالص کمال کے
ساتھ اس ولادت مین حاصل ہوتا ہی اور اسی ولادت سے میراث انبیا کا مستحق
ہوتا ہی اور جسکو انبیا کا ورثہ نہین پہونچا تو وہ پیدا ہی نہین ہوا اگرچہ اُسمین کمال
ہی فطنت اور ذکا ہو اسواسطے کہ فطنت اور ذکا عقل کا نتیجہ ہی اور جب عقل نور
شرع سے خالی اور خشک ہو تو وہ ملکوت مین داخل نہین ہوتے اور ہمیشہ ملک
مین ڈانواڈول رہتا ہی اور اسی واسطے علوم ریاضی کی دلیل قاطع پر متوقف ہوا
اسلیے کہ وہ ملک مین متصرف ہوا اور ملکوت تک نہین چڑھا اور ملک ہستی کا ظاہر
اور ملکوت اُسکا باطن ہی اور عقل روح کی زبان ہی اور بصیرت جس سے ہدایت عین شعاعین
پیدا ہوتی ہین قلب روح ہی اور زبان ترجمان قلب ہی اور جو مضمون کہ ترجمان
اُسکے ساتھ بولتا ہی اُس شخص کو معلوم ہی جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہی اور جو کچھ اُسکے
پاس ہی جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہی وہ ترجمان پر ظاہر نہین ہوتا پس یہی سبب ہی
کہ صواب سے وہ لوگ محروم رہے جو ایسے عقل والے ہین کہ نور ہدایت سے عاری

اور انبیا اور اُنکے تابعین کے پاس موہبت الٰہی اور خدا کی زین ہی اور اُنکے آگے پردہ پڑ گئے ہین اسوجہ سے کہ اُنکی واقفیت ترجمان سے اور اُنکی محرومی غایت تبیان سے ہی اور جسطرح ولادت طبعی مین ذرات اولاد باپ کی پشت مین ودیعت رکھے گئے ہین کہ وہ اصلوب اولاد کی طرف بتعداد ہر ولد ذرہ کے منتقل ہوتے ہین اور یہ وہ ذرات ہین کہ روز میثاق مین اُنسے اللہ تعالےٰ نے خطاب الست بربکم کیا اور اُنھون نے بلے کہا جب کہ آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہ بطن نعمان سے بلکہ اور طائف کے ملے ہوے تھے تو ذرات اسکے چشم سے روان ایسا ہوے کہ جیسے عرق موافق ہر ولد کے اولاد آدم سے ایک ایک ذرہ تھا بعد ازان جبکہ خطاب کیا گیا اور جواب دیا پشت آدم کی پھیر دی گئی تو بعض آبا سے وہ ہین جنکے صلب مین نفوذ ذرات ہوا یعنے وہ پشت مین اُنکے گھس گئی اور بعضے اُنمین سے وہ ہین جنکے صلب مین نہین ودیعت ہوئی تو اُسکی نسل قطع ہو گئی اور ایسا ہی مشائخ کا حال ہی تو اُنمین سے کوئی شیخ ایسا ہی جسکے اولاد کثرت سے ہوئی اور اُس سے علوم اور احوال حاصل کرتے ہین اور اُسے دوسرے کی امانت مین دیتے ہین جسطرح پر کہ اُنکو بواسطہ صحبت نبی علیہ السلام پہونچے ہین اور اُنمین سے کوئی ایسا ہی جسکے تھوڑی اولاد ہی اور اُنمین سے کوئی ایسا ہی جسکی نسل قطع ہو گئی ہی اور یہ وہی نسل ہی جسے اللہ تعالےٰ نے کفار پر رد کیا ہی جب کہ اُنھون نے کہا محمدؐ ابتری کوئی اُسکے نسل مین نہین ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر آئینہ دشمن دارندہ تیرا ابتر ہی دگر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل قیامت کے قائم ہونے تک باقی ہی اور نسبت معنوی کے اعتبار سے مسلمان کی میراث اہل علم کو پہونچتی ہی حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہی

کہ مین ابی درداء کے ساتھ دمشق کی مسجد مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُنکے پاس ایک شخص آیا اور کہا ای ابا درداء مین تیرے پاس مدینہ سے جو مدینہ رسول اللہ علیہ وسلم کا ہی ایک حدیث کے لیے جو مجھے تجھسے پہونچی ہی کہ آپ اُسی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہین کہا تو کیا تجھے تجارت کے سبب آنا ہوا کہا نہین کہا اور نہ کسی دوسرے سبب سے تجارت کے سوا کہا نہین کہا مین نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے جو شخص رستہ چلا اور مسافت طی کی کہ اُس سے علم کی خواہش اور چاہت ہی اللہ تعالے اُسے جنت کے رستون سے ایک رستہ پر لیجائیگا اور ملائک اپنے بازُون کو طالب علم کی رضامندی کے لیے بچھاتے ہین اور طالب علم کے لیے آمرزش چاہتے ہین جو زمین اور آسمان مین ہین حتے کہ پانی مین مچھلیان بھی چاہتی ہین اور ہر آئینہ عالم کی فضیلت عابد پر اسقدر ہی کہ چاند کی فضیلت تمام ستارون پر ہی اور ہر آئینہ علماء وارث انبیا ہین جو نہ دینار ورثہ مین دیتے ہین اور نہ درم دیتے ہین ورثہ اُنکا یہی علم ہی تو جسنے اُسے حاصل کیا تو اُس سے حصہ پایا اور بڑا حصہ حاصل کیا پس اول شخص جسے حکمت اور علم سپرد ہوا وہ آدم ابو البشر علیہ السلام پھر اُس سے منتقل ہوا جسطرح اُس سے بھول اور گناہ منتقل ہوا اور نیز وہ باتین جنکی طرف نفس اور شیطان بلاتے ہین جیسے کہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالے نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کے اجزا سے ایک مٹھی بھر لائے اور اللہ تعالے نے نظر اُن اجزا زمین کی طرف کی جنکو پیدا اُس جوہر سے کیا جسے پہلے پہل مخلوق کیا تو اللہ تعالی کی نظر اُسپر پڑنے سے اُسمین خاصیت منجانب اللہ سماع کی ہوگئی اور جب زمین اور آسمان کو اُس قول سے

خطاب کیا آؤ تم دونون خواہ نخواہ اُسکا یہ جواب دیا کہ آئے ہم فرمانبردار تو زمین
کے اجزا نے اس خطاب سے ایک خاصیت اُٹھالی پھر یہ خاصیت اُس سے
بایطور لی گئی کہ اُسکے اجزا صورت آدم کی ترکیب کے واسطے حاصل کی گئی تب
جسم آدم اُن اجزا زمین سے ترکیب دیا گیا جو اس خاصیت کو شتمل تھی پھر اجزا
ارضی کے نسبت سے اُسمین آرزو اور ہو جی اس مین مل گئی تا آنکہ اُسنے درخت
فنا کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہ کھیتون کا درخت اکثر اقوال مین ہے تو اُسکے قالب مین
فنا نے راہ پائی اور بعنایت وکرم الٰہی اُسمین روح پھونکی گئی جسکی خبر اس آیت
مین ہے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی علم اور حکمت کو پہونچا پھر تسویہ سے
صاحب نفس منفوسہ یعنے بچہ زادہ ہوا اور روح کے پھونکنے سے روح روحانی والا
ہوا اور شرح اُسکی طولانی ہے تو قلب اُسکا کان حکمت اور قالب اُسکا معدن ہوئی و
آرزو ہوا پھر اُس سے علم اور ہو جی منتقل ہوئی اور اُسکی اولاد مین میراث اُسکی
ہوگئی تب ولادت ظاہری کے طریق سے بواسطہ طبائع جو ہو جی کا مقام
دیا وہ ہی باپ ہوگیا اور ولادت معنوی کی راہ سے بواسطہ علم باپ بنا تو ولادت
ظاہری مین اُسکے فنا نے راستہ پایا اور ولادت معنوی فنا سے محفوظ ہے اسی
واسطے کہ وہ شجرہ خلد سے پائے اور وہ شجرہ علم ہے نہ درخت گندم کا جسے ابلیس
نے شجرہ خلد نام رکھا اسواسطے کہ ابلیس ایک شئ کو اُسکی ضد سے دیکھتا اور
جانتا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ شیخ فی المعنی باپ ہے اور اکثر ہمارے شیخ شیخ الاسلام
ابوالنجیب سہروردی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے میرا بیٹا وہ ہے جو میری راہ چلے اور
میری رہنمائی سے راہ پر آئے تو شیخ جو کب احوال اُسکے طریق سے کرتا ہے کبھی وہ ابتدا

محبین کے طریق مین روان کیا جاتا ہی اور کبھی محبوبین کے طریق مین اور یہ اسی وجہ سے
کہ سالکین اور صالحین کا امر چار قسمون مین منقسم ہی سالک مجرد اور مجذوب مجرد
اور سالک مابعد مجذوب اور مجذوب مابعد سالک تو سالک محض مشیخت کا اہل
نہین اور نہ اُسکو پہونچتا ہی اسلیے کہ صفات نفس اُسمین باقی ہین تو وہ رحمت الٰہی
کے حصہ لینے کے وقت معاملہ اور ریاضت کے مقام پر ٹھہر جاتا ہی اور اُس
حال تک ترقی نہین کرتا جسکے سبب وہ سختی کی سوزش سے آرام پائے اور مجذوب
محض بدون سلوک کے خدا تعالیٰ اُسے آیات تعین ظاہر کرتا ہی اور اُسکے
قلب سے کچھ حجاب اُٹھا دیتا ہی اور معاملہ کے طریق پر نہین چلتا اور حال آنکہ
معاملہ کا اثر کامل ہی کہ عنقریب اُسکے شرح ہم اُسکے مقام پر کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ
اور یہ بھی مشیخت کے لیے اہل نہین ہی اور اللہ تعالے سے خلد لینے کے وقت
اپنے حال مین خوش ہی بدون اُسکے کہ اپنے طریق اعمال پر فرض کے سوا چلتا ہو
اور سالک مابعد مجذوب وہ ہی جسکی ابتدا مجاہدہ سے ہو اور رنج کشی اور معاملہ
یا اخلاص اور وفا شرائط سے ہو پھر وہ سختی کی جلن سے راحت حال کی طرف
نکلا ہو اور حنظل تلخ کے بعد شہد شیرین پایا اور فضل کی بلندی پر آرام پایا
اور تکلیف کی ضیق سے سہولت کے میدان مین آیا اور قرب کے نفحات سے
مانوس ہوا اور مشاہدہ کا دروازہ اُسکے لیے کھلا تو روا الغنی پائی اور کاسہ اُسکا
چھلکنے لگا حکمت کے کلمات اُس سے صادر ہوے اور قلوب اُسکی طرف مائل
ہوے فتوح غیب اُسے متواتر پہونچین ظاہر اُسکا سیدھا اور باطن اُسکا
مشاہدہ ہوا جلوہ کے لائق ہوا اور اُسکے جلوہ مین خلوت اُسکے لیے ہوگئی پس

وہ غالب ہی کہ مغلوب نہو اور تصرف کرتا ہی اُسپر کوئی تصرف نہین کرتا - ایسا شخص مشیخت کا اہل ہی اسواسطے کہ وہ محبون کی راہ چلا ہی اور احوال مقربین سے اُسکو حال ملا ہی بعد ازانکہ ابرار صالح کے طریق اعمال سے داخل ہوا اور اُسکے پیرو ہونگے کہ اُنھین علوم اُس سے منتقل ہون اور اُسکے طریق مین یہ کہ ظاہر ہوتا ہی مگر وہ کبھی اپنے حال مین مقید ہو کہ اُسمین حال اُسکا [illegible]لم حال کے قید سے رہا نہین ہوتا اور کمال عطا کو نہین پہونچتا اپنے حصہ اور درجہ پر ٹھیک رہتا ہی اور وہ حظ اُسپر روشن ہی اور جو علم دیے گئے ہین اُنکے بہت سے درجات ہین لیکن مشیخت مین مقام اکمل قسم چارم ہی اور وہ مجذوب مابعد سالک ہی جسکو پہلے ہی کشف اور انوار یقین حق تعالے دیتا ہی اور اُسکے قلب سے پردہ اُٹھا دیتا ہی اور مشاہدہ کے انوار سے منور ہوتا ہی اور اُسکا دل کھلتا اور منشرح ہوتا ہی اور دنیا غرور کے گھر سے دور ہوتا ہی اور دار الخلد کو رجوع کرتا ہی اور دریا سے حال سے سیراب اور کینہ اور علتون سے رہا ہو جاتا ہی اور علانیہ کہتا ہی کہ ایسے رب کی مین عبادت نہین کرتا جسے مین نے نہین دیکھا پھر اُسکے باطن سے اُسکے ظاہر کو فیض پہونچتا ہی اور مجاہدہ اور معاملہ کی صورت بلا دقت اور زحمت جاری ہو جاتی ہی بلکہ لذیذ اور خوشگوار اُسے معلوم ہوتی ہی اور قالب اُسکا اُسکے قلب کی صفت پر اس باعث ہوتا ہی کہ اُسکا قلب حب الٰہی سے بھر جاتا ہی اور اُسکی جلد مین قلب کی سی نرمی آجاتی ہی اور نشانی اُسکے جلد کے نرم ہونے کی یہ ہی کہ اُسکا قالب عمل کی قبولیت ایسی ہی کرتا ہی جسطرح اُسکا دل قبول کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اُسے مخصوص چاہتا ہی اور محبوبان مراد کی محبت سے اُسکو محبت خاص نصیب کرتا ہی اُسے

انقطاع کرتا ہی پھر ملتا ہی اور منھ اُس سے پھیر لیتا ہی پھر پیام علام بھیجتا ہی نفس کی افسردگی اُس سے دور کرتا ہی اور روح کی گرمی سے اُسے گرماتا ہی اور نفس کی رگیں اُسکے دل سے ایک ہوجاتی ہین قال اللہ تعالی اللہ نزل احسن الحدیث

کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ نے بہت اچھی حدیث کتاب ملتی ہوئی دوہرائی ہوئی اُس سے رونگٹے کھڑے کرتے ہین جلدین اُن لوگون کی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین پھر اُنکی جلدین اور دل اللہ کے ذکر کے لیے پسیجتے ہین - روایت کی گئی ہی کہ جیسے قلوب نرم ہوتے ہین جلدین نرم ہوتی ہین اور یہ محبوب مراد کے سوا دوسرے کا حال نہین ہوتا - اور حدیث مین وارد ہی کہ ابلیس نے قلب کی طرف راستہ مانگا تو اُسکو جواب دیا گیا کہ یہ تیرے اوپر حرام ہی الا یہ راہ اُن رگون کے راستون مین ہین جو نفس کے ساتھ دل کی حد تلک لے چلے ہین پھر جب تو رگون مین داخل ہوگا تو اُسکے تنگ رستون مین پسینے پسینے ہوجائیگا اور تیرا پسینا ایک ہی اس راہ مین آب رحمت سے ملجائیگا جو قلب کی جانب سے مترشح ہوتا ہی اور اس ذریعہ سے تیرا غلبہ قلب تک پہونچیگا اور جسکو مین نبی یا ولی کرتا ہون اُسکے قلب کے باطن سے یہ رگین قطع کرتا ہون پھر قلب سلیم ہوجاتا ہی جب تو رگون مین داخل ہوگا قلب کی جھجریون تک تو نہ پہونچیگا اسلیے قلب تک تیرا تسلط نہوگا پس جو محبوب مراد کہ مشیخت کا اہل ہی اُسکا قلب سلیم وسادہ ہی اور سینہ اُسکا کھلا کشادہ اور جلد اُسکی ملائم ہوگی تو قلب اُسکا طبیعت روح اور نفس اُسکا طبیعت قلب کے ساتھ ہوگیا اور نفس اُسکا بعد ازانکہ

وہ نافرمان بدی کا حکم کرنے والا تھا نرم ہو گیا اور نفس کی نرمی سے جلد ملائم ہو گئی
اور یافت حال کے بعد صورت اعمال کی طرف پھیر آگیا اور ہمیشہ اُسکی روح حضرت
الٰہیہ کی طرف منجذب ہوتی ہی تو قلب روح کا تابع ہو جاتا ہی اور قلب کے تابع نفس
اور نفس کا تابع قالب ہو جاتا ہی تو اعمال قلبی و قالبی باہم ہل مل جاتے ہین اور
ظاہر و باطن کی طرف اور باطن ظاہر کی طرف پھٹ پڑتا ہی اور قدرت حکمت
کی طرف اور حکمت قدرت کی طرف اور دنیا آخرت کی طرف اور آخرت دنیا کی
طرف اور اُسکے لیے یہ قول صحیح ہوگا کہ اگر پردہ کھولا جاے تو مین زیادہ یقین نکرون
پس اس حالت مین حال کی قید سے رہا ہو جاتا ہی اور وہ حال کے اوپر غالب
آتا ہی نہ اُسیر حال مستولی ہی اور وہ ہر وجہ سے آزاد ہو جاتا ہی اور شیخ اول جو
محبین کی راہ چلا نفس کی بندگی سے آزاد ہی مگر وہ قلب کی قید مین باقی رہتا ہی
اور یہ شیخ محبوبین کے طریق مین بند قلب سے آزاد ہی جیسے بند نفس سے آزاد ہی
اور یہ اسواسطے ہی کہ نفس ایک تاریک ارضی پردہ ہی کہ اُس سے اول چھوٹ گیا
اور قلب حجاب نورانی آسمانی ہی اُس سے دوسرا رہا ہوا پس وہ اپنے رب کا ہو گیا
نہ اپنے قلب کا اور اپنے موقت کا نہ وقت کا تو اللہ کو سچ کہا اور ایمان اُسپر
سچا لایا اور اللہ کو سجدہ اُسکے سویداء دل اور خیال کرتا ہی اور اُسپر دل اُسکا
ایمان لاتا ہی اور زبان اسکی اُسکا اقرار کرتی ہی جیسا کہ اپنے بعض سجود مین رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اور بندگی سے اُسکا ایک رووان بھی منھ
نہین پھیرتا اور عبادت اُسکی فرشتون کی عبادت سے میل کھاتی ہی اور اللہ ہی
کے واسطے سجدہ جو کچھ آسمان اور زمین مین کرتے ہین اور اُنکے سایہ صبح و شام

جھکتے ہین تو اجسام وہی سایہ سجدہ کرنے والے ہین ارواح مقربہ کے سایے دنیا عالم شہادت مین اصل کثیف مین اور سایہ لطیف اور عالم غیب مین اصل لطیف ہی اور سایہ کثیف اور یہ بات اُسکے لیے حاصل نہین ہی جو محبین کی راہ چلا اسلیے کہ صور اعمال کی پیروی کرتا ہی اور اُس چیز سے یہ ہوتا ہی جو وجدان حال سے حاصل ہو اور یہ [illegible] کا تصور ہی اور نصیب کی کمی کوتاہی ہی اور جو علم اُسے بہت ہوتا تو اعمال کا میل احوال سے پاتا جیسے روح بدن سے ملی ہوئی ہی اور وہ یہ سمجھا کہ اعمال سے بے پروائی نہین ہی جسطرح دنیا مین ابدان سے بے پروائی نہین تو جب تک بدن باقی ہین عمل باقی ہی اور جو شخص اُس مقام مین صحیح ہوگیا جسکا ہمنے ذکر کیا وہ شیخ مطلق اور عارف محقق اور محبوب وارستہ ہی نظر اُسکی دوا ہی اور بات اُسکی شفا ہی وہ اللہ کے ساتھ کلام اور اللہ کے ساتھ سکوت کرتا ہی جیسے کہ وارد ہی ہمیشہ میری طرف بندہ نوافل سے تقریب کرتا ہی تا آنکہ مین اُسے چاہتا ہون اور جب مین اُسے چاہتا ہون تو مین اُسکا کان آنکھ اور ہاتھ بنجاتا ہون میرے ساتھ وہ بولتا ہی اور میرے ساتھ دیکھتا ہی الحدیث پس شیخ اللہ کے ساتھ بخشتا ہی اور اللہ کے ساتھ روکتا ہی تو بعینہ اُسکے رغبت دینے مین ہی نہ روکنے مین بلکہ وہ اللہ کی مراد اور مرضی کے ساتھ ہی اور اللہ اُسے اپنی مراد معلوم کرا دیتا ہی تو سب چیزین اللہ کی مراد سے ہوتی ہین نہ اُسکی نفس کی مراد سے پھر اگر اُسے علم ہو کہ اللہ اُسے چاہتا ہی کہ اچھی ستھری صورت مین دراوے تو وہ اُسمین متقبل اللہ کی مراد سے ہوتا ہی کہ اسلیے کہ وہ صورت اچھی ستھری ہی بہ خلاف اُس خادم کے جو خدمت عبادت الٰہی پر قائم ہی ۔

گیارھوان باب خادم اور متشبہ کے حال کے بیان مین ہی

داود علیہ السلام کو وحی آئی اور کہا اے داود جب تو میرا کوئی طالب دیکھے تو اُسکا خادم
بنجا - خادم ثواب کی رغبت سے خدمت مین در آتا ہی اور اُسکی خاطر سے جو اللہ
تعالیٰ نے بندون کے لیے تیار اور آمادہ کیا ہی اور آرام پہونچانے کے لیے
پیش آتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والون کی فراغ خاطر اُنکے معاش کے
کامون سے کرتا ہی اور جو اللہ تعالےٰ کے واسطے کرتا ہی نیک نیت کے ساتھ
کرتا ہی تو شیخ اللہ تعالیٰ کی مراد کے ساتھ اور خادم اپنی نیت کے ساتھ قائم ہی
پس خادم اللہ کے واسطے ایک کام کرتا ہی اور شیخ اللہ کے ساتھ ایک کام کرتا ہی
تو شیخ مقربین کے مقام مین اور خادم ابرار کے مقام مین ہی پس خادم بذل و
ایثار اور نرمی اغیار کے لیے اختیار کرتا ہی اور اُسکی اوقات کا وظیفہ
یہ ہی کہ بندگان خدا کی خدمت کے لیے پیش آئے اور اُسمین فضیلت جانتا ہی
اور اپنے نوافل اور اعمال پر ترجیح دیتا ہی اور کبھی خادم کو وہ شخص جو نہین جانتا
شیخ کی جگہ قائم کرتا ہی اور بسا اوقات خادم اپنے نفس سے ناواقف بھی ہوتا ہی
اور وہ اپنی ذات کو شیخ جانتا ہی اسوجہ سے کہ فی زماننا علم کی قلت ہی اور قوم صوفیہ
کے علوم پارینہ اور بیقدر ہوگئے ہین اور بہت سے فقرا نے مشائخ سے بدون
علم اور حال کے لقمہ پر قناعت کی ہی تو جو کوئی زیادہ کھانا کھلاتا ہو اُنکے نزدیک
وہی مشیخت کا مستحق ہی اور یہ نہین جانتے کہ وہ خادم ہی شیخ نہین ہی اور خادم جسن
ورضا صالح اللہ کی طرف سے ہی اور بہر آئینہ فضل خادم پر جو دلیل ہی وہ اس
روایت ابو ہریرہ مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا آپ نے

ابو بکر اور عمر سے فرمایا کہ کھاؤ تو اُن دونون نے کہا ہم روزہ دار ہین تو آپ نے فرمایا ای لوگو ٹھہر وا اپنے دو ساتھیون کے لیے اور اپنے دو ساتھیون کا کام کرو تم نزدیک آؤ پھر کھاؤ یعنی تم دونون روزہ داری کے سبب ضعیف ہوگئے ہو خدمت سے پس تمھین حاجت اُسکی ہو جو تمھاری خدمت کرے تو تم دونون کھاؤ اور اپنی ذات کی خدمت کرو پس خادم حصول فضل پر حریص ہوتا ہی تو کبھو کسب کو ذریعہ گردانتا ہو اور کبھو استعانت اور دریوزہ سے اور کبھو اپنی طرف مال وقف کی کشش سے یہ جانکر کہ وہ اُسکا قائم رکھنے والا اور اُسکی صلاحیت رکھتا ہو کہ اُسے پہونچائے اُن لوگون تک جنپر یہ مال وقف کیا گیا ہو اور اُسکی وہ پروا نہین کرتا کہ ہر ایک ایسے مقام مین جا پہونچے جسکو شرع نے مذموم نہین کیا تا کہ خدمت کے ساتھ احاطۂ فضل کرے اور شیخ اپنی بصیرت اور قوت علم سے جانتا اور سمجھتا ہو کہ خرچ اور اتفاق کو ضرورت ہو علم کامل کی اور نفس اور چھپی خواہش کے شائبہ سے نیت خالص کرنے کی ہو اور اگر نیت اُسکی خالص ہوتی تو اسمین رغبت نہ کرتا اسلیے کہ اُسکی مراد اسمین موجود ہی اور حال اُسکا ترک مراد اور مراد خلق کا قائم اور برقرار رکھنا ہو - جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مین نے سری سقطی علیہ الرحمۃ کو کہتے سنا ہی کہ جنت کے سیدھے جانے کا ایک مختصر راستہ مین جانتا ہون تو مین نے کہا وہ کیا ہو کہا کسی سے کچھ نہ مانگ اور نہ کسی سے کچھ لے اور نہ تیرے ساتھ کوئی شی رہے کہ اُس سے کسی کو تو کچھ دے اور خادم سمجھتا ہو کہ جنت کے طریق سے خدمت ہو اور بذل ایثار ہو اس واسطے کہ نوافل پر خدمت مقدم ہو اور اُسکا فضل دیکھتا ہو اور خدمت کو اُن نوافل پر ترجیح ہو جسکو بندہ ثواب حاصل کرنے کے لیے ادا کرتا ہو الا وہ نوافل

جنکے ساتھ بخری اپنی صحت حال کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے کہ یہ نقد قبل ازوعدہ ہی
ور نوافل پر فضل خدمت کی دلائل سے یہ روایت ہی انس سے کہ کہا ہم رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو بعضے ہم مین سے روزہ دار تھے اور بعضے
ہم سے افطار کرنے والے تھے تو ہم ایک منزل میں ہم اُترے بہت ہی گرمی
سدن تھی تو ہم مین سے بعضے دھوپ اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اور اکثر ہم مین
سی سایہ سے جنکے پاس کمل تھے اُس سے سایہ کیے ہوے تھے یہ پھر روزہ دار
سو گئے اور روزہ کھولے ہوے کھڑے ہوے پھر خیمہ لگائے اور اُونٹون کو پانی
دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھولے ہوے اجر
لے لیگئے اور یہ حدیث دلیل ہی کہ نوافل پر خدمت کو فضل ہی اور خادم کے لیے
مقام نادر ہی جسکی اُسے رغبت ہوتی ہی مگر جو شخص نیت کا خالص کرنا نفس کی آمیزش
سے نہین جانتا اور خادم کا تشبہ کرتا ہی اور خدمت فقراء کے لیے پیش آتا ہی اور
خدام کے مداخل مین داخل ہوتا ہی حُسن ارادت کے ساتھ کہ وہ خدام کی تقلید
چاہتا ہی تو اُسکی خدمت آمیز اور رلی ہوئی ہوتی ہی بعضے اُنمین سے تو ایسے
ہین کہ خادم اُسمین اپنے مقصد کو پہونچ جاتا ہی اس سبب سے کہ اُسکے ایمان کی
نگہ ہی اور اُسکی ارادت قوم کی خدمت مین نیک ہی اور بعضے وہ ہین کہ اُسمین
اپنے مطلب کو نہین پہونچتے اس سبب سے کہ اُسمین ہواے نفسانی کی آمیزش
ہوتی ہی تو وہ ایک شی کو اُسکے غیر موضع مین رکھتا ہی اور وہ کبھو اپنی ہواے نفس سے
خدمت اپنے مصارف مین کرتا ہی اور ایسے شخص کی بعض اوقات خدمت کرتا ہی
جسکا وہ مستحق نہین ہی اور خلق سے تعریف اور ثنا چاہتا علاوہ اُسکے جو ثواب

اور رضاے الٰہی کو چاہتا ہی اور بسا اوقات تعریف کے لیے خدمت کرتا ہی اور
بعض اوقات خدمت سے باز رہتا ہو اس سبب سے کہ ہواے نفس اُس سے
ملتی ہی ایسے شخص کے حق مین جو اُس سے بُری طرح ملاقات کرتا ہی اور وہ جب
خدمت کی مراعات رضا اور رغبت دونون حالت مین نہین کرتا اسواسطے
کہ اسکے قلب کا مزاج ہوا کے ہونے سے منحرف ہو جاتا ہی اور خادم رضا اور
رغبت مین ہوا کی پیروی خدمت کے اندر نہین کرتا اور اللہ کے کام مین اُس
سے مواخذہ کسی لائم کی ملامت نہین کرتے اور وہ ایک شی کو اُسکی جگہ پر رکھتا
تو اب یہ شخص جسکی ہمنے ابھی تعریف کی ہی متخادم یعنی تبکلیف خادم بناہوا ہی اور خادم نہین
اور خادم اور متخادم مین اُس شخص کے سوا کوئی تمیز نہین کرتا جسکو صحت ثبات
کا اور ثبات کے خالص کرنے کا شوائب ہوے علم سے ہو اور اصل متخادم
اپنے اکثر مصارف مین خادم کے ثواب کو پہونچ جاتا ہی اور اُسکے مرتبہ کو نہین
فائز ہوتا اسواسطے کہ اپنے ہواے نفس کی آمیزش کے سبب حال خادم سے
بھرا ہوا ہی ولیکن جو شخص کہ خدمت فقرا کے لیے مقرر ہی کہ مال وقف اسکے سپرد
یا اُسکے منافع کو بڑھاتا ہی اور وہ خدمت اُس عطیہ کے لیے کرتا ہی جو اُسے
ملتی ہی یا حق اور حصہ کے لیے جو سر دست اُسکو حاصل ہوتا ہی پس وہ اپنے
نفس کے لیے خدمت کرتا ہی نہ کہ دوسرے شخص کے لیے کرتا ہی جو اُسکا فائدہ
موقوف ہو تو وہ خدمت نہ کرے اور بسا اوقات خدمت کرنے والا دوسرون
سے اپنی خدمت لیتا ہی تو وہ اپنے حظ نفس کے ساتھ اُسکی خدمت کرتا ہی جو
اُسکی خدمت کرتا ہی اور محفلون مین اُسکی طرف حاجت اُسے ہوتی ہی کہ اُسکی

ثرت ہی اور اس سے اپنے لیے جاہ و تحشم چاہتا ہو کہ بہت اُسکے توابع اور ساتھی
ین پس یہ شخص اپنے ہوائے نفس کا خادم ہو اور اپنی دنیا کا طالب ہو رات
ن اُن چیزون کے حصول مین حرضی بنا ہوا ہو جنسے وہ اپنی قدر و منزلت
کم کرتا ہو اور اپنے نفس اور بی بی اور اولاد کو راضی رکھتا ہو پھر دنیا مین
قدور رہتا ہو اور وہ لباس پہنتا ہو جو خدام اور فقرا کا نہین ہو اور حظوظ
طلب پر اُسکا نفس اُٹھتا ہو اور جب ریاست اُسپر غالب ہوتی ہو اور
سقدر اُسکا منافع زیادہ ہوتا ہو مادہ اُسکے ہوی کا زیادہ ہوتا ہو اور فقرا پر
ست درازی اور تطاول کرتا ہو اور فقرا کو اُسکی زیادہ خوشامد کی حاجت
رتی ہو تاکہ اُسکی رضا حاصل کرین اور اُسکے ظلم و حیف سے بچین کہ وظیفہ
وقت سے اُنکو ملتا ہو جاتا نہ رہے پس اُسکے مناسب حال یہ ہو کہ مستخدم یعنے
دمت لینے والا اُسکا نام رکھین اور وہ نہ خادم ہو اور نہ متخادم ہو اور ان
نام باتون کے ساتھ اکثر وہ شخص اُنکی برکات سے کامیاب ہوتا ہو بایں وجہ کہ
راکی خدمت کو غیرون کی خدمت پر اختیار اور راجح کرتا ہو اور اُسے نسبت
مین فقرا کے ساتھ ہوتی ہو اور ہر آئینہ وہ سندی روایت پہلے ہم لا چکے ہین
مین یہ قول ہو یہ وہ لوگ ہین جنکے ساتھی سنگاتی اُنکی بدولت بدنصیب اور
محروم نہین ہوتے اور اللہ موفق و مددگار ہو

بارھوان باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین ہو

قہ کا پہننا شیخ اور مرید کے درمیان ایک ربط اور پیوند ہو اور ایک استواری
نفسہ مرید سے شیخ کے لیے ہو اور استواری دہندہ کے مصالح کے لیے شرع

مین جاری ہی تو خرقہ پہننے کے لیے منکر کیا انکار کر سکتا ہی ایسے طالب پر جو اپنے طلب مین صادق ہی وہ ایسے شیخ کا اپنے حُسن ظن اور عقیدہ سے قصد کرتا ہی جسکو اپنے نفس مین مصالح دین کے لیے محکم اور استوار کرتا ہی کہ اُسی رستہ پیشوائی اور ہدایت کرے اور کامیابی کا طریق اُسے شناخت کرائے اور دکھلاوے کہ نفوس مین یہ آفات ہین اور اعمال مین یہ فساد ہین اور ان دروازون سے دشمن آتا ہی تاکہ اپنے نفس کو اُسکے سپرد کرے اور اُسکی رائے کو تسلیم اور قبول کرے اور اپنی تمام گردشون مین اُس سے مشورہ لے اور استصواب کرے پھر شیخ اُسے خرقہ پہناتا ہی کہ اظہار اُسکے تصرف کا ہمین ہی تو خرقہ کا پہننا علامت اُسکی ہی کہ اُسنے اپنے کو شیخ کے سپرد کر دیا اور اُسکا شیخ کے حکم مین در آنا اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم مین داخل ہونا ہی اور بیعت رسول اللہ کے ساتھ جو ایک سنت ہی اُسکا تازہ کرنا ہی ۔ حضرت عبادہ نے اپنے والد صامت سے روایت کی ہی کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حکم کے سننے اور ماننے پر تنگی اور فراخی خوشی اور غم مین اور اس بات پر کہ ہم اولی الامر کے حکم مین نزاع نکرین اور جہان ہم ہون حق بات کہین اور اللہ تعالےٰ کے تعمیل احکام مین کسی لائم کی ملامت سے نڈرین تو خرقہ مین بیعت کے معنی ہین اور خرقہ صحبت مین در آنے کے لیے دہلیز ہی اور پورا مقصود وہی صحبت ہی اور صحبت سے مرید کو ہر ایک خیر کی امید ہی ۔ بایزید سے روایت ہی کہ جسکا کوئی اُستاد نہو تو اُسکا امام شیطان ہی اور اُستاد ابو القاسم قشیری نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے حکایت کی ہی کہ ہر آئینہ اُسنے کہا ہی درخت جب آپ سے آپ کسی باغبان بغیر اُگتا ہی

تو اُسمین آتے ہین اور وہ پھل نہین لاتا اور وہ ایسا ہی ہے جیساکہ کہا ہی اور ممکن ہی
کہ وہ پھل لائے جیسے پہاڑی جنگلی درخت لاتے ہین مگر اُنکے میوؤن مین باغ کے
میوؤن کا مزہ نہین ہوتا اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پود لگائی جاتی ہی
تو اُسکی حالت اچھی ہوتی ہی اور پھل اُسمین زیادہ آتے ہین اس سبب سے کہ
اُسمین تصرف ہوتا ہی اور ہر آئینہ شرع نے تعلیم کا اعتبار تعلیم یافتہ کتے مین کیا ہی
اور اُسکے شکار مارے ہوے کو حلال کیا برخلاف اُسکے جسے تعلیم نہ دیگئی ہو
بہت مشائخ کو مین نے کہتے سنا ہی کہ جسنے مفلح اور نجات دینے والے کو
نہین دیکھا تو وہ رستگاری نہ پائیگا اور ہمارے واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین وہ خصائل حسنہ ہین جنکی اقتدا اور پیروی کیجاے اور اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و آداب حاصل کیے ہین
جیساکہ بعض صحابہ سے منقول ہی کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہر ایک چیز کو مگر وہات تک جانا تو مرید صادق جب شیخ کے تحت حکم در آیا اور
اُسکی صحبت مین بیٹھا اور اُسکے آداب اور قاعدون سے تربیت یافتہ ہوا
تو شیخ کے باطن سے ایک حال مرید کے باطن مین سرایت اور نفوذ کرتا ہی
جسطرح کہ ایک چراغ دوسرے چراغ سے نور لیتا ہی و شیخ کا کلام مرید کے
باطن کو حاملہ کر دیتا ہی اور شیخ کی بات مین حال کے نفائس بھرے ہوتے مین ہیا
اور صحبت داری اور باتون کے سننے سے شیخ کی جانب سے حال منتقل مرید
کی طرف ہوتا ہی اور یہ نہین ہوتا ہی مگر اُس مرید کے لیے جسنے اپنے نفس کو شیخ
کے ساتھ رد کیا ہی اور اپنے نفس کے ارادہ سے علیحدہ ہو گیا اور اپنے نفس کے

ترک اختیار سے شیخ مین فنا اور گم ہو گیا تو صاحب اور مصحوب کے درمیان تالیف الٰہی سے ایک میل اور پیوند نسبت روحی اور طہارت خلقی کے باعث ہو جاتا ہی بعد ازان ہمیشہ مرید شیخ کے ساتھ بے اختیاری کے ساتھ باادب رہتا ہی یہانتک کہ شیخ کے ساتھ ترک اختیار سے اُسکو ترقی اللہ کے ساتھ ترک اختیار کے حاصل ہو جاتی ہی اور وہ اللہ سے سمجھتا ہی جیسے وہ پہلے شیخ سے سمجھتا تھا اور اس خیر کل کا مبدء شیوخ کی صحبت اور ملازمت ہی اور خرقہ اسکا مقدمہ اور آغاز ہی اور خرقہ پوشی جو سُنت ہی اُسکی وجہ یہ ہی جو کہ بنت خالد نے روایت کی نبی علیہ السلام کپڑے لائے کہ اُنمین ایک سیاہ چھوٹی کمبلی تھی پھر فرمایا تم کسے دیکھتے ہو کہ یہ مین پہناؤن تو قوم خاموش ہو گئی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو میرے پاس لاؤ کہا کہ مین سامنے لائی گئی تو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے پہنایا اور فرمایا کہ تو پہن اور پھاڑ دو مرتبہ اس قول کو دوہرایا اور آپ اُس کمبل کے بوٹے زرد اور سرخ کی طرف نگاہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یا ام خالد یہ سنا ہی اور سنا حبش کی زبان مین اچھی چیز کو کہتے ہین اور یہ چھپی بات نہین ہی کہ اُس شکل پر خرقہ کا پہنانا جسکو شیوخ فی زماننا معتمد رکھتے ہین زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نتھا اور یصورت اور جماؤ اُسکے لیے اور اُسکو شمار مین لانا شیوخ کے اچھا جاننے کے سبب سے ہی اور حدیث سے اُسکی اصل اُسی قدر ہی جسکی ہمنے روایت کی اور اسکے لیے شاہد بھی وہ تحکیم ہی جو ہمنے ذکر کی اور کونسی اقتداء اور پیروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکمیل اور موکد زیادہ اور بڑھکر اس سے ہی کہ اُسکی اقتداء اُسمین ہو کہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرے ساور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام

قدیم مین امت کی طرف سے حاکم کردینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا ہی اور مرید کا شیخ کو حاکم کرنا اُس سنت تحکیم کا تازہ کرنا ہی قال اللہ تعالے

فلا وربک لا یؤمنون حتے یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنے اللہ تعالے نے فرمایا سو قسم تیرے رب کی ہی وہ ایمان والے نہین ہین جب تک تجھے حکم اور منصف نہ بدین اُس معاملہ مین کہ وہ باہم جھگڑا کرتے ہین بعد ازان وہ اپنے دلون مین تنگی نہ پائین اُس فیصلہ سے جو تو کردے اور وہ قبول اور تسلیم اچھی طرح کرلین - اور اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہی کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ایک شخص اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کرے ایک شراج کی بابت لیگئے اور شراج پانی کا بڑھانا نالی ہی وہ دونون اُس سے کھجورون کی آبپاشی کیا کرتے تھے تو نبی علیہ السلام نے زبیر سے فرمایا یا زبیر آبپاشی کر پھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی جانے دے تو وہ دوسرا شخص غصہ ہوا اور کہا رسول اللہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کے لیے فیصلہ کیا تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی جسمین ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جان پڑتا ہی اور اُنبر تسلیم کی شرط آیت مین لگا دی -
اور یہ انقیاد ظاہری ہی اور تنگی کی نفی کی اور وہ انقیاد باطنی ہی اور یہ مرید کی شرط بعد تحکیم کے ہی پس خرقہ کی پوشش اُسکے باطن سے التیام شیخ کو اُسکی تمام گردان مین دور کرتی ہی اور شیخون پر اعتراض کرنے سے ڈراتی ہی اسواسطے کہ وہ مریدان کے حق مین سم قاتل ہی اور یہ بات شاذ نادر ہی کہ باطن مین مرید شیخ پر اعتراض کرے پھر فلاح اور نجات پائے اور مرید اپنی مشکلات مین تصدیقات شیخ کی نسبت

قصہ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے یاد کرے کہ خضر سے کیا کیا تصدیقات صادر ہوئین جنکو موسیٰ علیہ السلام انکار کرتے تھے پھر جبکہ اُسکے معنی کھولے گئے تو موسیٰ کے لیے اسمین وجہ صواب ظاہر ہوئی تو اسی طرح مرید کو سزاوار ہو کہ چاہیے شیخ سے ہر تصدیق جسکی جو مشکل معلوم ہو تو شیخ کے پاس اُسکا بیان اور اُسکی صحت کی برہان موجود ہو اور شیخ کا ہاتھ خرقہ پہنانے مین رسول اللہ کے ہاتھ کا نائب ہو اور مرید کی تسلیم اُسکے لیے لعینہ اللہ اور اُسکے رسول کے لیے تسلیم ہو

قال اللہ تعالےٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو تحقیق جو لوگ تجھسے بیعت کرتے ہین اللہ ہی سے بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھون پر ہو پھر جو کوئی عہد شکنی کرے تو وہ اپنے ہی نفس کے لیے کرتا ہو اور شیخ شرائط خرقہ کا مرید سے عہد و فا لیتا ہو اور اُسے خرقے کے حقوق بتلاتا ہو پس شیخ مرید کے لیے ایک صورت ہو کہ مرید مطالبات الٰہی اور مرضیات نبوی اس صورت کے پیچھے دیکھتا ہو جسطرح جامۂ تنک مین سے اُسطرف کی چیز کوئی دیکھتا ہو اور مرید کا یہ عقیدہ ہو کہ شیخ ایک دروازہ ہو جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے آستانۂ کرم کی طرف کشادہ کردیا ہو اُسی مین سے داخل ہوتا ہو اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہو اور شیخ کے ساتھ اُسکی وارداتین اور مہمات دینی و دنیوی نازل ہوتی ہین اور اعتقاد رکھتا ہو کہ شیخ خدائے کریم کے ساتھ نازل کرتا ہو وہ چیزین جنکے ساتھ مرید نازل کیا جاتا ہو اور اس باب مین اللہ کی طرف مرید کے لیے رجوع کرتا ہو جسطرح کہ مرید اُسکی طرف رجوع کرتا ہو اور شیخ کے لیے بات چیت کا دروازہ سوتے اور جاگتے کشادہ ہو تو شیخ اپنے ہوی کے

ریدمین تصرف نہین کرتا تو وہ اللہ کی امانت اُسکے پاس ہی اور اللہ کی طرف
ریدکی حاجتون کے لیے استغاثہ کرتا ہی جیسے اپنی ذات کے حوائج اور مہمات
ین و دنیا کے لیے کرتا ہی قال اللہ تعالے وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا
حیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور کسی
دمی کی حد نہین ہی کہ اُس سے اللہ باتین کرے مگر یہ کہ دل مین القا کرے
پردہ کے پیچھے سے یا کسی رسول کو بھیجے تو رسول کا بھیجنا انبیا کے ساتھ
مخصوص ہی اور اسی طرح وحی اور پردہ کے پیچھے سے کلام الہام اور ہاتف اور
منام وغیرہ سے مشائخ اور راسخین فی العلم کے واسطے ہی۔ اور جان لے کہ
مریدون کے لیے شیخون کے ساتھ ایک وقت شیرخواری کا ہی اور ایک وقت ترک
شیرخواری کا ہی اور ولادت معنوی کی شرح پہلے ہو چکی اور شیرخواری کا وقت لزوم
صحبت کا وقت ہی اور شیخ اسکا وقت جانتا ہی تو مرید کے لائق نہین ہی کہ وہ شیخ سے
بلا اُسکی اجازت کے مفارقت کرے اللہ تعالیٰ نے امت کے ادب دینے کے لیے فرمایا ہی
مومن وہی لوگ ہین جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہین اور جب اُسکے ساتھ کسی
امر جامع پر ہوں تو وہ نہین چلے جاتے ہین جبتک اُس سے اجازت نہ لیلین ہر آئینہ جو
لوگ تجھسے اذن مانگتے ہین یہ وہ ہین کہ اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاتے ہین اور جب تجھسے اپنے
کسی کام کے لیے اجازت چاہین تو جس شخص کو تو چاہے اُنمین سے اجازت دے
اور کون امر جامع امر دین سے بڑھکر ہی پس شیخ مفارقت کا حکم مرید کو نہین دیتا مگر جبکہ
جانے کہ اُسکا دودھ چھوڑانے کا وقت آن پہونچا ہی اور مرید کو قدرت اسکی ہی کہ استقلال نفس
سے ہو اور استقلال بنفسہ اُسکا یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسکے لیے فہم کا دروازہ کشادہ ہو

پھر جب مرید اُس رتبہ کو پہونچ جاے اور حوائج اور مہمات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُتارے
اور اِس درجہ کو فائز ہو کر اللہ تعالے سے تعریفات اور تنبیہات حق سبحانہ تعالیٰ اُسکے
بندۂ سائل محتاج کے لیے سمجھے تو واقعی اُسکے فطام اور دودھ چھوڑانے کا وقت
آپہونچا اور وقت فطام سے پہلے جب وہ جدا ہو جاے تو راستہ مین علتین اُسکے
لاحق ہونگی کہ دنیا کی طرف پھرے اور ہوی کی متابعت کرے جو ولادت طبعی مین
غیر وقت کے دودھ چھوڑائے ہوئے کو پہونچتے ہین اور مشائخ کی صحبت کا یہ تلازم
مرید حقیقی کے واسطے ہی اور مرید حقیقی خرقہ ارادت پہنتا ہی اور جاننا چاہیے کہ خرقہ
دو خرقہ ہین خرقہ ارادت کا اور خرقہ تبرک کا اور اصل خرقہ جسکا قصد مشائخ نے
مریدون کے لیے کیا ہی وہ خرقہ ارادت ہی اور خرقہ تبرک خرقہ ارادہ کا
متشبہ ہی تو مرید حقیقی کے لیے خرقہ ارادت ہی اور خرقہ تبرک متشبہ کے لیے اور جو
شخص ایک قوم کا متشبہ ہوا تو وہ اُسی قوم سے ہی اور خرقہ کا سر اور بھید یہ ہی
کہ جب طالب صادق شیخ کی صحبت مین در آیا اور اپنے نفس کو اُسکے تفویض
کر دیا اور ایک چھوٹے بچہ کی طرح باپ کے ساتھ ہو گیا کہ اپنے علم سے شیخ اُسکی
تربیت کرے جسمین اللہ تعالےٰ سے صدق افتقار اور حسن استغاثہ کے ساتھ مدد
لیگئی ہی اور شیخ کے واسطے بصیرت نافذہ کے سبب اشراف اور واقفیت باطن
پر ہوتی ہی تو کبھو ایسا ہوتا ہی کہ مرید موٹے کپڑے ایسے پہنتا ہی جسے درویش
قانع زاہد اور اِس شکل مین لباس سے اُسکے نفس کے اندر ایک پوشیدہ ہوا ے
نفس ہی کہ زہد کی نظر سے دیکھا جاے تو اُسپر باریک نرم کپڑے کا پہننا بہت
سخت اور دوبھر ہی اور اُسکے نفس کی خواہش اور پسندیدگی اسمین ہی کہ بھوکے

گداؤن کا لباس اپنے ہوی اور گمان کے موافق موٹا اور نرم جسکی آستین اور دامن
اور زیادہ ہو پہنے تو ایسی صورت کے چاہنے والے کو شیخ اُس قسم کے کپڑے
نائے جس سے اُسکی ہوی اور غرض نفس کی شکست ہو اور کبھو مرید کے بدن پر
ریک نرم کپڑے ہوتے ہین یا پوشاک مین ایسی صورت ہوتی ہی جسکی طرف
ادۂ طبیعت ہو سکتی ہی تو شیخ اُسکو وہ پہناتا ہی جو نفس کو اُسکی عادت سے اور ہوا
ے خارج کر دے پس کپڑے مین شیخ تصرف کرتا ہی جیسا کہ کھانے مین کرتا ہی اور
طرح مرید کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے مین کرتا ہی اور جسطرح کہ اُسکے امر دین مین
صرف کرتا ہی جیسی مصلحت دیکھے ہمیشہ ذکر کرنا اور نماز مین نافلون کا پڑھنا
ر کلام اللہ پڑھنا اور خدمت کرنا اور جسطرح وہ تصرف کرتا ہی کہ مرید سے کسب
اش کرائے یا فتوح پر یا اور خیر پر رکھے پس شیخ کو اشراق باطن ہوتا ہی اور
ختلاف استعدادات پر اطلاع ہوتی ہی تو ہر ایک مرید کو معاش اور معاد کے
ے حکم کرتا ہی جسمین اُسکی صلاح حال ہو اور طرح طرح کی استعدادون کے ہونے
، باعث دعوت کے مراتب بھی انواع اقسام کے ہوتے ہین۔ اللہ تعالی
، فرمایا ہی دعوت کر اور بلا اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت سے اور پند
ودمند سے اور اُنسے مجادلہ کر اُن چیزون کے ساتھ جو احسن ہون پس حکمت
وت مین ایک رتبہ ہی وہ موعظت کا بھی یہی حال ہی اور مجادلہ کا بھی پھر
کی دعوت حکمت کے ساتھ چاہیے اُسکو نصیحت اور پند سے مدعو نکیا جائے
ر جو نصیحت کے قابل ہو وہ حکمت کے ساتھ دعوت نہ کیا جائے پس اسی طرح
خ کو علم ہی کہ کون ابرار کی وضع پر ہی اور کون مقربین کے ڈھنگ پر اور

کسے دوام ذکر کی صلاحیت ہی اور کسکو صلاحیت ہمیشہ نماز پڑھنی کی ہی اور کون شخص ہی جو موٹے کپڑے یا باریک نرم کپڑے پہننا چاہتا ہی تو مرید کو اُسکی عادت سے چھوڑاتا ہی اور ہوائے نفس کی تنگی نکالتا ہی اور اپنے اختیار سے اُسے کھلاتا ہی اور اپنے اختیار سے کپڑا پہناتا ہی اور اُسکے لائق ہو اور اُس ہیئت جو اُسکے لائق ہو اور خاص خرقہ اور ہیئت سے اُسکے ہوی کے مرض کی دوا کرے اور اس برتاؤ سے مرید کے راضی برضا مولیٰ ہونے کا قصد کرے تو سچا مرید جسکا باطن آتش ارادت سے مشتعل ہو ابتدا ارکار اور شدت ارادت مین ایک سانپ ڈسے ہوے کی مثال ہی جو دوا دارو اور جنتر منتر والے کا خواہان اور حریص ہوتا ہی اور جب وہ کسی شیخ کو پا گیا تو شیخ کے باطن سے توجہ صادق اُسکے لیے برانگیختہ ہوتی ہی کہ وہ اسپر مطلع ہی اور مرید کے باطن سے صدق محبت خوشنما کرتا ہی اور یہ تالف قلوب اور تقارب ارواح اور اُنمین جو سر ازلی ہی اُسکے ظہور کے باعث اُن دونون کے لِلّٰہ اور فی اللّٰہ اور باللّٰہ یکجائی سے ہوتا ہی پس وہ قمیص جو مرید کو وہ پہناتا ہی ایک خرقہ ہی کہ مرید کو بشارت اُسکی دیتا ہی کہ شیخ کی حسن توجہ اُسکے ساتھ ہی اور مرید کے لیے وہی کام کرتا ہی جو یوسف علیہ السلام کے قمیص نے یعقوب علیہ السلام کے لیے کیا تھا اور منقول ہی کہ جب ابراہیم خلیل علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو آپ کے بدن سے کپڑے اُتار لیے گئے اور برہنہ آتش مین جھونک دیے گئے اُس وقت جبرئیل علیہ السلام اُنکے لیے ایک کرتہ بہشت کے حریر کا لائے اور اُنھین پہنا دیا اور وہ کرتہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس رہا جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسحق علیہ السلام کو ورثہ مین ملا جب وہ مرے تو یعقوب علیہ السلام کے ورثہ مین آیا

اور یعقوب علیہ السلام نے اُس قمیص کو ایک تعویذ مین رکھا اور یوسف علیہ السلام کے گلے مین ڈالدیا تو یہ کبھی اُسکو اپنے سے جدا نہین کرتے تھے پھر جب وہ کنوئین مین برہنہ ڈالے گئے تو حضرت جبرئیل اُنکے پاس آئے اور آپ کے پاس وہ تعویذ تھا تو کرتے کو اُسمین سے نکالا اور وہ آپ کو پہنا دیا اور مجاہد سے روایت ہی کہ یوسف علیہ السلام وانا ترا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھے اس سے کہ وہ نہ جانین کہ کرتا اُنکا یعقوب علیہ السلام کے بصارت کو پھیر لائیگا مگر یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور مجاہد نے بیان کیا جو ہمنے بیان کیا کہا پھر جبرئیل نے آپ سے کہا کہ اپنا کرتہ بھیجدو اسواسطے کہ بہشت کی اُسمین خوشبو ہی کسی گرفتار بلا یا مریض کو نہین بھیجے کہ اُسے صحیح اور تندرست نہ کردے تو سچے مرید کے نزدیک وہ خرقہ اُسکے لیے جنت کے خوشبو سے لبا ہوا ہی باین وجہ کہ اللہ صحبت کے ساتھ اُسکے شمار مین آیا ہی اور خرقہ کا پہننا اس قبیل سے ہی کہ اللہ کی عنایت اُسپر ہی اور اُسکی طرف کا فضل ہی۔ ولیکن خرقہ تبرک کو جو وہ مانگتا ہی تو اُسکا مقصود ہی کہ اس قوم کے لباس سے برکت حاصل کرے اور ایسا شخص شرائط صحبت کے ساتھ مطالبہ نہین کیا جاتا بلکہ حدود شرعی کے لزوم اور اس گروہ کے ملنے جلنے کے لیے نصیحت کیا جاتا ہی تاکہ اُنکے برکات اس شخص کو پہونچین اور اُنکے آداب سے متحلّی ہو اور عنقریب اُسکو یہان تلک دیگا کہ خرقہ ارادت کا اہل ہو جاے اسی واسطے خرقہ تبرک ہر ایک طالب کے لیے مبذول ہی اور خرقہ ارادت ممنوع ہی الا صادق راغب سے کہ اُسکو دیا جاتا ہی اور خرقہ مین نیلے رنگ کا پہننا مشائخ کے مستحبات سے ہی پس اگر شیخ کی یہ راے ہو کہ مرید کو دوسرے رنگ کا پہنانے

توکسی کو حق نہین کہ اُسپر اعتراض کرے اسواسطے کہ مشائخ کی رائین اُنکے افعال بحکم و تقاضاے وقت ہوتے ہین اور ہمارے شیخ فرمایا کرتے کہ ایک فقیر تھا جو چھوٹی آستینون کا خرقہ پہنا کرتا تاکہ خدمت کرنے کے لیے اُس سے زیادہ مدد ملے - اور شیخ کے لیے جائز ہی کہ مرید کو بدفعات خرقے متعدد قسم کے پہنائے جسمین مرید کے لیے مصلحت جسقدر دیکھے اور یہ مبنی اُس مسئلہ پر ہی جسکا ذکر ہمنے معالجہ ہوئی سے لباس اور رنگ مین کیا ہی پس نیلے رنگ کا پسند کرتا ہی اسواسطے کہ وہ فقیر کے لیے زیادہ ملائم بانیوجہ ہی کہ وہ میل کو اُٹھاتا ہی اور زیادہ شست وشو کا اسی لیے محتاج نہین ہوتا تو یہی کافی ہی اور اسکے سوا جو وجوہ اس معاملہ مین بعضے صوفیہ بیان کرتے ہین وہ کلام امتناعی ہی کلام اہل تکلف اور تصنع سے کہ دین اور حقیقت سے وہ کچھ بھی نہین ہین - شیخ سدید الدین ابوالفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے مین نے سنا ہی کہ کہا مین ابی بکر شراطی کے پاس بغداد مین تھا کہ ہماری طرف ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا میلے چکٹ کپڑے پہنے ہوے تھا تو بعض فقرانے اُس سے کہا کہ کپڑے کس واسطے دھوتے ہو کہا ای بھائی مجھے فرصت نہین ہی پھر شیخ ابوالفخر ہمیشہ مزہ فقیر کے اس قول کا کہ مجھے فرصت نہین ہی یاد کیا کرتے تھے اسواسطے کہ وہ فقیر اس قول مین صادق تھا تو اُسکے قول مین ایک لذت پاتا ہون اور برکت حاصل کرتا ہون جب اُسے مین یاد کرتا ہون پس اس وجہ سے اُنھون نے رنگین خرقہ اختیار کیا اسواسطے کہ وہ ایک رعایت وقت کے شاغل کے شغل مین ہی وگرنہ جو لباس چاہے مرید کو پہنادے سفید ہو یا کسی رنگ کا ہو پس شیخ کو اُسکا اختیار اُسکے حسن مقصد اور اُمور

عمل سے حاصل ہی اور واقعی مین نے بہت مشائخ دیکھے کہ وہ خرقہ نہین پہناتے
اور بہت قومون کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہین بدون اسکے کہ خرقہ پہنتے اور اُس سے
علوم اور آداب حاصل کرتے ہین اور پہلے ایک طبقہ سلف کے صالحین سے
تھا جو خرقہ کو نہین جانتے تھے اور نہ مریدون کو پہناتے تھے پھر جو اُسے پہناتا ہی
تو اُسکے لیے مقصد صحیح اور اصلی سنت سے اور شاہد شرع سے موجود ہی
اور جو اُسے نہین پہناتا تو اُسکے لیے راے اُسکی ہی اور اسمین اُسکے لیے
مقصد صحیح ہی اور مشائخ کے تمام تصرفات راستی اور صواب پر محمول ہین اور
اُسمین نیک نیتی ضرور ہوتی ہی اور اللہ تعالے اُنکے ساتھ اور اُنکے آثار کے
ساتھ نفع بخشیگا انشاء اللہ تعالے۔

تیرھوان باب رباط یعنی خانقاہ کے باشندون کی فضیلت مین ہی

قال اللہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا
بالغدو والاصال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ
وایتاء الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہی اُن گھرون مین کہ اللہ نے اُسکا حکم دیا ہی کہ بلند کیے جائین اور
اُنمین اللہ کے نام کا ذکر کیا جاے صبح اور شام اُنمین اللہ کے واسطے
تسبیح اور تقدیس وہ مرد کرتے ہین جنکو نہ تجارت کھیل مین ڈالتی ہی اور
نہ بیع غافل کرتی ہی اللہ کے ذکر سے اور نماز کے پڑھنے اور زکوۃ کے دینے
سے خوف اُس دن سے کھاتے ہین جسمین قلوب اور آنکھین اُلٹ پلٹ

جائینگی بعضے کہتے ہین کہ یہ بیوت مسجد مین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مدینہ کے گھر مین اور بعض کا قول ہی کہ رسول علیہ السلام کے گھر مین اور روایت ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور کہا یارسول اللہ اِن بیوت مین سے علی اور فاطمہ کا گھر ہی فرمایا ہان افضل اُنمین کا ہی اور جسنے کہا وہ زمین کے سب بقعہ ہین جو رسول اللہ علیہ السلام کے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی تو اس بنا پر اعتبار مردان ذاکر کے ساتھ ہی نہ جگہون کی چار دیواری کا اور جو بقعہ کہ مردون کو اس صفت کے ساتھ احتوا اور انحصار کرے وہی گھر ایسے ہین کہ اللہ نے اُنکے رفیع ہونے کا حکم دیا ہی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہین ہی مگر یہ کہ زمین کے بقعے ایک دوسرے کو پکارتے ہین آیا کوئی میرے اوپر کوئی شخص گذرا جسنے تیرے اوپر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر تیرے اوپر کیا تو بعضے کہتے ہین کہ ہان اور بعضے کہتے ہین کہ نہین تو جبوقت کہا ہان تو یہ بقعہ جان لیتا ہی کہ اُس بقعہ کو میرے اوپر اس وجہ سے فضل ہی اور کوئی بندہ نہین جسنے زمین کے کسی ایک بقعہ پر اللہ کا ذکر کیا یا اللہ کے واسطے اُسپر نماز ادا کی مگر یہ کہ وہ بقعہ اُسکی شہادت اُسکے لیے اُسکے پروردگار کے سامنے دے اور اُسکے مرنے کے روز روے۔ اور بعض کا قول ہی کہ اس آیت مین فما بکت علیھم السماء والارض یعنے پس نہ روئے اُنپر آسمان اور زمین اہل اللہ تعالےٰ کی فضیلت مین اہل طاعت سے تنبیہ اور اشعار ہی اسواسطے کہ زمین اُنپر روتی ہی اور اُن لوگون پر جو دنیا کی طرف راغب اور ہوٰی کے تابع ہین

نہین ہوتے تو اہل خانقاہ وہی رجال اور مرد ہین اس واسطے کہ اُن لوگون نے اپنے نفوس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر بند کردیا ہی اور اللہ کی طرف ٹوٹ پڑے تو اللہ نے اُنکے لیے دنیا کو خادمہ بنا دیا۔ عمران بن حصین نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص اللہ کا ہو رہا اللہ اُسکو مایحتاج معیشت مین کفایت کرتا ہی اور اُسکو روزی اسطرح دیتا ہی جسکا وہ حساب نہین کرتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہا اُسے اللہ اُسی دنیا کے سپرد کرتا ہی۔ اور اصل رباط وہ ہی جسمین گھوڑے باندھے جائین پھر ہر ایک قلعہ اور دربند کے لیے رباط مستعمل ہوا کہ اُسکے باشندے اپنے اگلے پچھلے دشمنون کو دفع کرین تو مجاہد مرابط اپنے آس پاس والے کو مدافعت کرتا ہی اور رباط کا رہنے والا اللہ کی طاعت پر ہو اُسکی ذات اور دعا سے بلا بندگان خدا اور ملکون سے دور ہوتی ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر آئینہ نیک مسلمان کے سبب اُسکے گھر کی اور ہمسایہ کی سو آدمیون سے بلا دور ہوتی ہی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ فرمایا۔ اگر اللہ کے بندے نماز پڑھتے اور بچے دودھ پیتے اور مویشی چرتے نہوتے تو ہر آئینہ تمھارے اوپر اللہ عذاب سخت ڈالتا اور پھر خوب کوٹتا اور پیستا۔ اور بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ ایک مرد کی صلاح اور نیکوکاری سے اُسکی اولاد اور اولاد کی اولاد اور گھر والون اور پاس پڑوسیون کو صاحب صلاح و فلاح کرتا ہی اور ہمیشہ اللہ کی حفاظت اور پناہ مین رہینگے جب تلک یہ شخص اُنمین رہیگا۔ اور داود بن صالح نے روایت کی کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمہ نے مجھسے کہا اَی میرے بھتیجے

کیا تو جانتا ہی کہ یہ آیت اصبروا وصابروا ورابطوا ای ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو اور لگے رہو کس چیز کے حق مین نازل ہوئی ہی مین نے کہا کہ نہین کہا ای میرے بھتیجے زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایسے غزوے اور جہاد نہین تھے جنمین گھوڑے باندھے جاتے مگر وہ انتظار ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد تھا پس رباط نفس کے جہاد کے لیے تھا اور باشندہ رباط کا مرابط مجاہد اپنے نفس کا ہی قال اللہ تعالے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ یعنی جہاد کرو اللہ کی راہ مین جو ہوسکے جہاد کا حق ہی عبد اللہ بن مبارک نے کہا وہ مجاہدہ نفس اور ہوی کا ہی اور وہ حق جہاد ہی اور وہی جہاد اکبر ہی اُس روایت کے موافق جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ بعض غزوات سے واپس تشریف لائے کہا ہمنے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کی اور منقول ہی کہ ہر آئینہ بعض صالحین نے اپنے ایک بھائی کو لکھا جسے وہ غزوہ کے لیے بلاتا تھا تو اُسکو لکھا بھائی میرے کل سرحد اور دربند میرے لیے ایک گھر مین جمع ہین اور دروازہ مجھپر بند ہی جواب مین اُسکے بھائی نے لکھا اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہی وہ بھی لازم پکڑتے تو مسلمانون کے کامون مین خلل پڑتا اور کافر لوگ غالب آتے اسواسطے غزوہ اور جہاد سے چارہ نہین ہی پھر اُسے لکھا کہ ای میرے بھائی جس کام پر مین ہون اُسکو اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے اپنے گوشون مصلون کے اوپر اللہ اکبر کہتے تو قسطنطنیہ ۔بعضے حکما نے کہا ہی عبادتخانون مین نیک نیتی اور صفائی باطن کے ساتھ آوازون کا بلند کرنا اُن عقدون کو حل کردیتا ہی جنکو افلاک دوار گھٹی ہین ڈالتے ہین یعنی ارباب ربطہ کا جماؤ بلاد اور عباد کو موجب برکات ہوتا ہی جبکہ ٹھیک اُس

طریقہ یہ ہو جسکے لیے ربط موضوع اور مقرر ہوا اور ارباب ربط حسن معاملہ اور رعایت
اوقات کے ساتھ ثابت ہون اور اعمال کے تباہ کرنے والون سے حفظ اور احوال
کے اصلاح کرنے والون پر اعتماد ہو سری سقطی رحمہ اللہ علیہ نے کہا اس آیت
کے معنی مین اصبروا وصابروا ورابطوا کہ دنیا سے بامید سلامت صبر کرو اور
لڑائی جہاد کے وقت ثبات اور استقامت کے ساتھ شکیبائی اور نفس امارہ کی
ہوا وہوس کی بندش کرو اور ندامت جو تمھارے پیچھے آتی ہو اُس سے خوف
کرو اور بچو شاید کہ بساط کرامت پر کل کے دن تم فلاح پاؤ اور یہ معنی بھی بیان
کیے گئے ہین کہ میری بلا پر صبر اور سکون کرو اور میری نعمتون پر باز داشت
نفس اور میرے دشمنون کے گھر مین گھوڑے باندھو اور میرے غیر کی محبت سے
بچو شاید کہ کل میری بقا سے تم فلاح اور ظفر پاؤ اور رباط یعنے خانقاہ کے باشندون
کی شرطین یہ ہین خلق کے ساتھ معاملہ الفت اور معاملہ کا حق کے ساتھ جاری کرنا
اور حصول معاش کو سبب الاسباب کے بھروسے پر چھوڑ دینا اور صحبتون سے
نفس کو باز رکھنا اور بُرے انجام سے پرہیز کرنا اور اپنے رات دن کو عادات قدیم
کے عوض عبادت نو سے وصل کرنا۔ اوقات کا بچانا اور اوراد وظایف سے
لگے رہنا اور نمازون کا منتظر رہنا اور غفلت سے پرہیز کرنا تا کہ اسکے سبب وہ
رابط مجاہد ہو جاوے۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کا مکروہات مین پورا کرنا اور
قدمون کا مساجد کی طرف بڑھانا اور ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد انتظار
خطاؤن کو خوب ہی دھوڈالتا ہی۔ اور ایک روایت مین ہی سنو مین

اُس بات کی تمھین خبر دیتا ہون جس سے اللہ تمھاری خطائین معاف اور درجے تمھارے بڑھلائے صحابہ نے کہا ہان یارسول اللہ فرمایا اسباغ الوضوء فی المکارہ و

کثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط - یعنی تکلیفات مین اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدون کو زیادہ چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی راہ دیکھنی پس یہ رباط ہی پس یہ رباط ہی پس یہ رباط یعنی جہاد کا اس مین ثواب ہی -

چودھوان باب اہل صفہ سے خانقاہ والون کی مشابہت کے بیان مین ہی

قال اللہ تعالیٰ لمسجد اسس علی التقوے من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین - یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر آئینہ وہ مسجد جسکی بنیاد تقوی پر رکھی گئی پہلے ہی دن سے اُسکے مستحق تھے کہ اُسمین تو قیام کرے اُسمین ایسے مرد ہین جو چاہتے ہین کہ خوب ہی صاحب طہارت ہون اور اللہ اہل طہارت کو دوست رکھتا ہی - یہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف ہی اُنسے پوچھا کہا کہ تم لوگ کیا عمل کرتے ہو جو اللہ نے تمھاری تعریف اس ثنا کے ساتھ کی اُن صحابہ نے کہا کہ ہم ڈھیلون کے لینے کے بعد آبدست لیتے تھے اور یہ اور اُسکے مثل جو آداب ہین صوفیہ کا روزمرہ ہی ربط کی ملازمت اور اُسکا عہد کرتے ہین اور رباط اُنکا گھر اور خیمہ خرگاہ ہی اور ہر قوم کا ایک گھر ہی اور رباط اُنکا گھر ہی اور ہر آئینہ اہل صفہ سے اس برتاو مین مشابہ ہو گئے ہین اس حدیث کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص تھا کہ وہ جب مدینہ

ن آتا اور مدینہ مین اُسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے یہان اُترتا پھر اگر وہان کوئی
ن پہچان نہوتا تو صفہ مین اُترتا اور مین اُن لوگون مین سے تھا جو صفہ مین
ترتے تو قوم جو رباط مین تھی باہم اُنکے ربط ضبط تھا ایک ارادہ اور عزم اور
سان احوال پر متفق تھے اور اس معنی کے خاطر ربط موضوع ہوا کہ باشندے
سکے موصوف اُس صفت مین ہون جو اس آیت مین ہی قال اللہ تعالیٰ ونزعنا
فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی اور
کالدیا ہمنے اُنکے سینون مین سے جو کچھ کینہ تھا بھائی بنا کر انتی سامنے تختون
پر بیٹھے ہوے اور یہ مقابلہ باطن اور ظاہر کے برابر اور یکسان ہونے سے ہی
ور جسنے اپنے بھائی کے لیے دل مین کینہ رکھا تو وہ اُسکے مقابل نہین ہی اگرچہ
منھ اُسکا اُسکی طرف ہو پس اہل صفہ اسطرح کے تھے وجہ یہ کہ کینہ اور حسد کا جوش
وجود دنیا ہی اور دنیا کی محبت کل خطاؤن کی اصل ہی تو اہل صفہ نے دنیا کو ترک
کر دیا اور وہ نہ کھیتی کرتے تھے اور نہ دودھ کے جانور پالتے تھے پس اُنکے
باطنون سے کینہ اور بغض دور ہو گیا اور اسی طرح اہل ربط اپنے ظاہر اور باطن
کے ساتھ متقابل اور الفت اور مودت پر متفق تھے اور کلام اور طعام کے لیے
اکٹھے ہوتے ہین اور اجتماع کی برکت کو جانتے ہین۔ وحشی بن حرث نے اپنے
باپ سے اور اُسنے اپنے دادا سے روایت کی کہ ہر آئینہ اہل صفہ نے کہا یارسول اللہ
ہم کھاتے ہین اور سیر نہین ہوتے فرمایا شاید کہ تم علٰحدہ علٰحدہ اپنے کھانے پر
بیٹھتے ہو تم جمع ہو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تمھارے لیے اسمین برکت دیگا
اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہ خوان پر کھانا کھایا اور نہ چھوٹے پیالے ہین اور نہ اُنکے لیے باریک چپاتی پکائی گئی
تو پوچھا کہا کہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے کہا کہ دسترخوان پر پس عباد اور زہاد نے
تنہائی چاہی اسوجہ سے کہ اجتماع سے اُنپر آفات آئیگی اور اس سبب سے کہ اُنکے
نفوس ہوا و ہوسون کو جمع کرتے ہین اور غیر مقصود چیزون مین غور کرتے ہین
تو سلامتی اُنھون نے تنہائی مین دیکھی اور صوفیہ نے اپنے قوت عمل اور صحت حال
کی وجہ سے اِسکو دور اپنے سے کردیا اور جماعت خانون مین مصلے پر جمع ہونا
اچھا جانا پس ہر ایک کا سجادہ اُسکا گوشہ ہی اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقصود کے
لیے قصد اور کوشش کی اور شاید ایک بھی اُنمین سے نہو کہ قصد اسکا اپنے
سجادہ سے قدم نہ بڑھائے اور اُنکے لیے مصلے اختیار کرنے مین ایک وجہ سنت
سے ہی ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہا کہ
مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بوریا پوست خرما سے بنایا کرتے جسپر
آپ رات کی نماز پڑھا کرتے اور میمونہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت
کی کہا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ وہ مسجد مین اپنے لیے
کھجور کا چھوٹا مصلا بچھاتے تاکہ اُسپر نماز پڑھین اور رباط مین جوان اور بوڑھے
اور اہل خدمت اور اصحاب خلق سب ہی قسم کے ہوتے ہین تو مشائخ ضعیف
گوشہ نشینی کے لیے زیادہ لائق ہین اس نظر سے کہ نفس خواہشمند خواب اور آرام
کا ہوتا ہی اور حرکات اور سکنات مین تنہائی اور تفرد چاہتا ہی تو نفس تفرد اور
غیر تفرد کا مشتاق نہ رہے اور آسانی مین ہوتا ہی اور جوان کا جی جماعت خانہ
مین بیٹھنے سے گھٹتا ہی اس سبب سے کہ اغیار کی نظر کے سامنے ہونا پڑتا ہی

کہ اُسپر بہت سی نگاہین پڑین اور وہ مقید اور ادب آموز ہو اور یہ بات حاصل
نہین ہوتی الا جبکہ جماعت خانہ مین گروہ خانقاہ حفظ اوقات اور ضبط انفاس
اور نگہداشت جو اس کا اہتمام کرنے والے ہون جیسے کہ اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تھے لکل امرء منہم یومئذ شان یغنیہ یعنے آج کے دن اُنمین
سے ہر ایک شخص کے لیے ایک شان ہو جو اُسکو بس ہو- اُنکو آخرت کے ارادہ سے
وہ کام تھے جو باہمی اشتغال سے بے پروا اور فارغ تھے اور اہل صدق اور صوفیہ
کے لیے ایسا ہی سزاوار ہو کہ اُنکا اجتماع اُنکے وقت کے لیے باعث مضرت نہو
اور جب جوانون کی اوقات مین کھیل اور ہاے ہوے تخلل انداز ہوا تو اولی یہ ہو
کہ جوان طالب تنہائی اور گوشہ نشینی اپنے اوپر لازم کرے اور شیخ ایک گوشہ
اور مکان خلوت جوان کو دیگا تاکہ جوان اپنے نفس کو ہواے نفسانی اور نکمی
باتون مین دھیان دینے سے باز رکھے اور شیخ جماعت خانہ مین رہے کہ حال
اُسکا قوی ہو اور مدارات خلق پر صبر کرسکتا ہو اور صحبت و اختلاط کے بد انجام
سے امین ہو اور جماعت مین اُسکا وقار موجود ہو تو غیر اُس سے انضباط حاصل
کرتا ہو اور وہ مکدر نہین ہوتا اور خدمت کی شرح یہ ہو کہ جو شخص خانقاہ مین داخل
ہو اور معاملہ کا مزہ اُسنے نہ چکھا ہو اور احوال نعتیہ سے وہ خبردار نہوا ہو تو اُسکی
شان یہ ہو کہ خدمت پر مامور کیا جاے تاکہ اُسکی عبادت اُسکی خدمت ہو
اور حسن خدمت سے اہل اللہ کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور متوجہ کرے
تو اُسکی برکت اُسکے شامل حال ہوگی اور عبادت مین جو بھائی مشغول ہین
اُنکو مدد دیگا- قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المومنون اخوة یطلب بعضهم

الی بعض الحوائج یقضی بعضہم الی بعض الحوائج یقضی اللہ لہم حاجاتہم یوم القیمت
یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن بھائی مین اُمنین کا ایک
دوسرے سے حاجت روائی چاہتا ہی تو وہ ایک دوسرے کی حاجت برلاتے ہین
اللہ اُنکی حاجات کو قیامت کے دن روا کریگا درین صورت بوسیلۂ خدمت بیکاری
سے جو دل کو مردہ کرتی ہو محفوظ رہتا ہو اور قوم صوفیہ کی خدمت منجملہ اعمال صالح ہو
اور یہ کامیابیون کے طریقون سے ایک طریق ہو کہ اوصاف جمیلہ اور احوال حسنہ
اُنکو حاصل کراتی ہو اور جو کوئی اُنکی جنس سے نہین ہو اور نہ خواہشمند راہ پر آنے کا
اُنکی ہدایت سے ہو تو ایسے لوگون سے خدمت لینا پسند نہین کرتا۔ وثیق ابن الرامی
سے روایت ہو کہ مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور وہ مجھسے کہا کرتے
کہ مسلمان ہوا سواسطے کہ اگر تو اسلام لے آئے تو مسلمانون کی امانت مین تجھ سے
مدد لون کیونکہ لائق نہین ہو کہ اُنکی امانتون کے کام مین اُس شخص سے امداد طلب
کرون جو اُمنین سے یعنے مسلمان نہو کہا کہ مین نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ دین مین
زبردستی نہین ہو جب اُسکی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے آزاد کردیا اور کہا جا
جہان تیرا جی چاہے تو قوم خدمت اغیار کو مکروہ جانتے ہین اور اُنکی ابتر کاری سے
بھی انکار کرتے ہین سبب اسکا یہ ہو کہ جو شخص انکے طریق کو پسند نہین کرتا تو اکثر
اوقات اُنکو دیکھ کے مضرت کا خواہان ہو جاتا ہو بڑھ کر اُن منافع سے جو اُسکے
سبب ملتے ہین اسواسطے کہ یہ حضرات بھی بشر ہین اور اُنسے بہت اُمور اقتضاء
بشری سے ظاہر ہوتے ہین اور غیر جسکو اگلے مقاصد کا علم نہین ہو اُنسے انکار
کرتا ہو اور اعتراض جڑتا ہو اور ان حضرات کا اسوجہ سے کہ خلق پر اُنکو شفقت ہو

انکار ہو نہ اس راہ سے کہ وہ کسی ایک مسلمان پر اپنا اعزاز اور علوی مرتبہ جتلائین اور طالب جوان نے جب اہل اللہ کی خدمت کی جو اُسکی طاعت مین لگے ہوے ہین تو ثواب مین اُنکے شریک ہوتا ہی اور جہان کہین اُسکو اہلیت خدمت کی اُنکے احوال بلند اور روشن کی باعث نہو لو جو اُنکی خدمت کا اہل ہی اُسکی یہ خدمت کرے اسواسطے کہ خدمت اہل قرب کی نشانی اللہ تعالے کے محبت کی ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا جسوقت تبوک سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا مدینہ سے جب قرب ہوے کہ ہر آینہ مدینہ مین بہت قومین ہین کہ تمنے کوئی سفر نہین کیا اور نہ کوئی فراخ راستے پہاڑون کے طے کیے مگر یہ کہ وہ قومین تمھارے ساتھ تھین صحابہ نے کہا اور یہ بھی مدینہ مین موجود ہین فرمایا ہان اُنکو عذر نے روک لیا پس قوم کا خدمتگزار قصور کے عذر اور نااہلیت کے سبب قوم کے درجہ تک پہونچنے سے رُک گیا اُسکے بعد وہ سبزہ زار کے آس پاس چوطرفہ گھومنے لگا اس حالت سے کہ خدمت مین وہ اپنی کوشش کرتا تھا جہان شفقت کی نگاہ سے ممنوع آیا وہان کام خدمت سے عذرخواہی اور معافی چاہتا تھا پس اللہ اُسپر اُسے جزا دیتا ہی جو بہت اچھی اور عمدہ ہی اور بہت بڑی عطا اُسکو ارزانی فرماتا ہی اور اسی طرح اہل صفہ دتقویٰ یہ ایک دوسرے کی معاونت کرتے تھے اور دنیا کے مصالح اور مال وتن سے بھائیون کی غمخواری پر اتفاق کرتے تھے۔

پندرھوان باب ارباب ربط اور صوفیہ کے خصوصیات کے بیان مین ہی اور یہ اختصاص اُن چیزون مین ہی جسکا وہ باہم

معاہدہ اور اُنکے ساتھ مخاصمہ اور مجادلہ کرتے ہین -

جان رکھو کہ اس خانقاہ کی بنا اس ملت ہادی مہدی کی زینت سے ہی اور اہل خانقاہ کے ایسے احوال ہین جنکے باعث وہ غیر طوائف سے ممتاز ہو گئے ہین اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستہ پر ہین - قال اللہ تعالیٰ اولئک الذی ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت کی ہی تو اُنکے ہدایت کی پیروی کرو اور جو کچھ قصور ہمارے زمانہ کے بعضے لوگون مین دیکھا جاتا ہی اور اُنکے سلف کے طریقہ سے خلاف پایا جاتا ہی اُس سے کوئی جرح اور اعتراض اُنکے اصل امر اور صحت طریق مین نہین ہوتا اور اسقدر آثار گذشتہ سے باقی ہی اور صوفیون کا خانقاہ مین جماؤ اور جو کچھ کہ اُنکے لیے اللہ تعالیٰ نے نرمی اور لطف سے مہیا کیا ہی وہ مشائخ سلف کے باطنون کے جمعیت کی برکت اور عطار حق کے آثار سے ہی جو اُنکے حق مین تھی اور اب جو خانقاہون مین اجتماع طاعت حق اور آداب ظاہری کے رسوم پر ہی وہ درحقیقت عکس اُس نور جمعیت کا ہی جو سلف کے باطنون سے اور سلف کے طریق پر خلف کے سلوک سے رہگیا ہی تو وہ خانقاہ مین ایسے ہین کہ گویا جسد واحد اور اُنمین قلوب متفق اور عزم متحدین اور یہ بات غیر گروہون مین نہین پائی جاتی - اللہ تعالیٰ نے مومنین کے وصف مین فرمایا ہی کانہم بنیان مرصوص یعنے گویا کہ ایک بنیاد سیسہ پلائی ہوئی مضبوط ہی اور اُسکے برخلاف دشمنون کی تعریف کی ہی فرمایا کہ تم یہ سمجھو کہ جمع ہین اور حال آنکہ دل اُنکے پراگندہ ہین - نعمان بن بشیر نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے سُنا ہی کہ فرماتے تھے مومن لوگ ایک آدمی ہی کے بدن کے مثل ہین
جب ایک عضو مین اُسکے اعضا سے درد ہو تو کل بدن دردناک ہوجاتا ہی اور
جب ایک مومن دردناک ہو تو سب مومن دردناک ہون پس صوفیہ کے وظائف
لازمی سے یہ ہی کہ جمعیت باطن کا حفظ کرین اور تفرقہ کو پراگندگی باطن کے ازان
سے دور کرین اسواسطے کہ یہ لوگ ارواح کی نسبت سے مجتمع ہین اور تالیف الٰہی
کے رابطہ سے باہم متفق ہین اور قلوب کے مشاہدہ سے موافق ہین اور نفوس
کی آراستگی اور قلوب کی صفائی کے لیے خانقاہ مین باہم بندھے اور رہے
ہوے ہین تو اُنکے لیے الفت اور تودد اور خیر خواہی سے چارہ نہین اور وہ
ضروری اور لابد ہی۔ حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہی فرمایا کہ مومن ملتا اور الفت کرتا ہی اور اُس سے دوسرا الفت
کرتا ہی اور خیر اُس شخص مین نہین ہی جو نہ دوسرے سے ملے اور نہ اُس سے
دوسرا شخص ملے اور الفت کرے اور حضرت ابوہریرہ نے روایت کی ہی کہا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ارواح جنود مجندہ یعنی لشکر
مجتمعہ ہین تو جو اُنمین سے جانتا پہچانتا ہی وہ الفت کرتا ہی اور جو انجان
جنبی ہی وہ الگ رہتا ہی پس اُنکا یہ حال ہی کہ اپنی جمعیت سے اُنکے باطن مجتمع
ہوتے ہین اور نفوس اُنکے پابند ہوتے ہین اسواسطے کہ بعضے اُنمین سے
دیدبانی اور نگاہ رکھنے والے دوسرے بعض کے ہین اس حدیث کے
موافق کہ مومن آئینہ مومن کا ہی تو جب کبھی اُنمین سے کسی ایک کی طرف سے
تفرقہ کا نشان ظاہر ہوتا ہی یہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہین کیونکہ تفرقہ

ظہور نفس سے ظاہر ہوتا ہی اور نفس کا ظہور وقت کا حق ضائع کرنے سے ہی پھر جس وقت نفس فقیر کا ظہور کرتا ہی تو اُس سے وہ جان لیتے ہین کہ جمعیت کے دائرہ سے ہر شخص باہر ہو گیا اور اُسپر حکم لگا دیتے ہین کہ اُسنے وقت کا حکم تلف کیا اور سیاست اور حسن رعایت کو چھوڑ دیا تب وہ دائرۂ جمعیت کی طرف تنافر کے ساتھ کھچا جاتا ہی محمد عبد اللہ نے کہا کہ مین نے رویم کو کہتے سُنا ہی کہ صوفیون مین خیر جب تلک ہی کہ وہ باہم تنافر رکھین اور جبکہ صلح کرین اور باہم ملجائین ہلاک اور تباہ ہوجاتے ہین اور رویم سے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ ایک دوسرے کی جاسوسی اور جویائی رکھین اس خوف سے کہ نفس ظہور کرے کہتے ہین کہ جب باہم صلح کرلین اور اپنے درمیان سے منافرت کو دور کرین تو خوف ہی کہ مبادا باطنون مین مسائلت اور نمائش ملجائے اور آداب غامص کے ترک مین ایک دوسرے سے چشم پوشی اور درگذر کرے اور اس ذریعہ سے نفوس کا ظہور اور استیلا ہو اور ہر آئینہ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ اللہ اُس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے عیبون کی طرف رہنمائی کرے۔ محمد بن النعمان نے روایت کی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس مین کہا کہ خبر دو تم مجھے کہ اگر بعض اُمور کے ابتدا مین مین رخصت دون تو تم کیا کرو کہا کہ ہم خاموش ہو رہین کہا پس اسے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ خبر دو تم مجھے اگر مین بعض اُمور مین رخصت دون تو تم کیا کرو بشر بن سعد نے کہا اگر مین یہ کام کرون تو تجھے ہم ہدف سہام طعن کا کرین تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب تم ہو یعنے اپنی صفات اعلیٰ مخصوصہ کے ساتھ قائم ہو اور جب نفس صوفی عقب اور خصومت

کے ساتھ اپنے بعضے بھائیون کے ظہور کرے تو اُسکے بھائی کی شرط یہ ہی کہ اُسکے نفس کو اپنے قلب کے ساتھ مقابل کرے اسواسطے کہ نفس جب قلب کے ساتھ مقابل ہوتا ہی تو شر کا مادّہ بٹیھ جاتا ہی اور جبکہ نفس کے مقابل نفس ہو فتنہ مین جوش آتا ہی اور عصمت چلی جاتی ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی بہت اچھی بات کے ساتھ تو جواب دے پس ناگاہ وہ شخص جسکے درمیان اور تیری عداوت ہی گویا کہ وہ گہرا دوست ہی اور یہ نہین دیا جاتا مگر اُنھین لوگون کو جو صبر کرتے ہین پھر شیخ یا خادم کے پاس جب کوئی فقیر اپنے بھائی کی شکایت لیجاے تو اُسے پہونچتا ہی کہ اُن دونون مین سے جسپر خفگی ظاہر کرے پس زیادتی کرنے والے کو کہے کہ کسواسطے تونے اُسپر تعدی کی اور جسپر تعدی ہوئی اُس سے کہے کیا تونے گناہ کیا تونے یہان تک کہ میرے اوپر اُسپر تعدی کی اور میرے اوپر تسلط کیا اور آیا تونے اُسکے نفس کا مقابلہ اپنے قلب سے کیا باین لحاظ کہ اپنے بھائی سے نرمی تو کرے اور فتوت اور صحبت کا حق ادا کرے تو ہر ایک اُن دونون مین سے قصوروار اور دائرہ جمعیت سے خارج ہی تو وہ نفرت کے ساتھ دائرہ کی طرف پھیرا جاتا ہی تو وہ استغفار کرتا ہی اور اصرار کی راہ نہین چلتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ میرے اُن لوگون مین سے مجھے کر کہ وہ جب بھلائی کرین تو خوش ہون اور جب بُرائی کرین تو استغفار کرین تو استغفار ظاہر مین بھائیون کے ساتھ اور باطن مین اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہوگی اور اللہ تعالےٰ کو وہ اپنے آپ کے استغفار مین دیکھتے ہین تو اسی واسطے وہ صف نعال مین اپنے قدمون پر

کھڑے ہوتے ہین سبب تواضع اور انکساری اور اپنے شیخ کو مین نے ایک فقیر
سے کہتے ہوے سُنا جبکہ اُسکے اور اُسکے بعضے بھائی کے درمیان وحشت پیدا
ہوئی اُٹھ اور استغفار کر تو فقیر کہتا تھا مین اپنا باطن صاف نہین پاتا اور نہ
استغفار کے لیے بغیر صفائی باطن کے استغفار کے لیے کھڑا ہونا اختیار کرتا ہون
پھر شیخ کہتا تھا کہ تو اُٹھ تو تیری سعی اور قیام کی برکت سے صفائی تجھے روزی
ہوگی تو وہ یہ پاتا تھا اور اُسکا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہوتے تھے
اور وحشت دور ہوتی تھی اور یہ اُسی گروہ کی خاصیت ہی کہ وہ رات کو نہین
سوتے اس حالت کے ساتھ کہ باطن اُنکے وحشت کے بھرے ہون اور
کھانیکے لیے جمع ہوتے ہین جب اُنکے دلون مین وحشت ہو اور وہ جمعیت ظاہری
کسی چیز سے اپنے اُمور مین نہین پاتے جب تک کہ اُنکے باطن مجتمع نہون
اور تفرقہ اور پراگندگی دور نہو پھر جب استغفار کے لیے فقیر کھڑا ہو تو اُسکے
استغفار کا رد کرنا کسی حال مین روا نہین ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا رحم کرو
تم رحم کیے جاؤگے اور بخشو تمھاری بخشش ہوگی - اور صوفیہ کے لیے بعد استغفار
شیخ کے ہاتھ چومنے مین ایک اصل سنت سے ہی عبد اللہ بن عمر نے کہا مین ایک
سریہ یعنے جمعیت فوج قلیل مین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھا
تو لوگ یکسو ہوے اور پھر گئے اور مین اُنھین لوگون مین سے تھا جو پھر گئے تھے
تو ہمنے کہا ہم کیا کرین درحالیکہ ہم دشمن پر حملہ کرنے سے بھاگ گئے اور غضب
مین پڑے پھر ہمنے کہا کہ اگر ہم مدینہ مین داخل ہون تو اُسمین توبہ کرینگے پھر

منے کہا اگر ہم اپنے تئین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرین
ں اگر ہماری توبہ قبول ہو تو بہتر ورنہ ہم کہین چلے جائینگے پھر ہم نماز صبح سے
یشتر آپ کی خدمت مین آئے پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کون قوم
و ہمنے کہا کہ ہم بھگوڑے ہین فرمایا کہ نہین بلکہ تم لڑائی مین عکار ہو مین تمھارا گروہ
ون ہم گروہ مسلمانان مین عرب مین محاورہ ہی عکر الرجل بھرا مرد جبکہ وہ شخص
رے بعد ازان لوٹ کر حملہ کرے اور عکار بمعنی عطاف اور رجاع جنی پھر نیوالے
ور لوٹنے والے کے ہی کہا پھر آپ کے پاس آئے اور ہاتھ چومے۔ اور
وایت ہی کہ حضرت ابا عبیدہ بن الجراح جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ
نہ نے ہاتھ چومے اور ابی مرثر غنوی سے روایت ہی کہ کہا ہم رسول اللہ
ملے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے پھر مین آپ کی طرف اُترا اور آپ
ے ہاتھ کو بوسہ دیا اور یہ ہاتھ کے بوسہ دینے مین جہت جواز ہی ولیکن صوفی
ادب یہ ہی کہ جب اپنے نفس کو دیکھے کہ اس سے افتخار و تعزز کرے یا اپنے
معف کو ظاہر کرے تو اُس سے باز رہے اور اگر اُس سے محفوظ رہے تو مضائقہ
ین کہ ہاتھ کو بوسہ دے اور بھائیون سے گلے ملے بعد ازان کہ وہ استغفار
ب چکے باین وجہ کہ اُسنے وحشت سے الفت کی طرف رجوع کی اور تفرقہ کے
فر ہجرت سے جمعیت کے وطن مین آئے تو نفس کے ظہور سے وہ غریب الوطن کو
ربعید ہوے اور نفس کی غیبت اور استغفار سے لوٹ آئے اور جسنے اپنے
ھائی سے معافی چاہی اور اُسنے قبول نکیا تو خطا کی اور ہر آئینہ رسول اللہ
ے اللہ علیہ وسلم سے اُسکی بابت وعید آئی ہی جناب رسول خدا صلے اللہ

علیہ وسلم سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُسکے بھائی
نے معذرت کی اور اُسنے قبول نہ کی تو اُسپر وہی عاید ہو جو اُس شخص کہ خراج
کے لینے اور بیع کے اندر تشویش پیدا کرے - اور جابر نے بھی جناب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص سے کوئی معذرت اور
بازگشت از گناہ کرے اور وہ قبول نہ کرے حوض کوثر وارد نہو گا اور سُنت
سے یہ بات ہو کہ بعد استغفار بھائیون کے لیے کچھ پیش کرے روایت ہو کہ کعب
بن مالک نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا ہر آئینہ میری
توبہ سے یہ امر ہو کہ اپنے کل مال مین الگ ہو جاؤن اور اپنی قوم کے گھرون
کو ہجرت کرون جسمین مین نے گناہ کیا ہو تو نبی علیہ السلام نے اُس سے فرمایا ایک
تہائی اسمین سے تجھے کافی ہو تب سے صوفیہ کی یہ سُنت ہو گئی کہ بعد از استغفار
ومنافرۃ کے تاوان کا مطالبہ کرین اور اُنکے یہ سب قصد تالف کی غرض سے
ہین تاکہ اُنکے باطن جمعیت پر ہون جیسے کہ اُنکے ظاہر جمعیت سے ہین اور بڑا
وہ امر ہو جسکے ساتھ حضرات صوفیہ متفرد اور یکتا طوائف اسلام سے ہو گئے
ہین پھر پیچھے فقیر کی شرط جبکہ وہ خانقاہ مین سکونت کرے اور چاہے کہ اسکے
مال وقف سے کھائے یا اُسمین سے جو باشندگان خانقاہ کے لیے دریوزہ گری
سے طلب کیجاے یہ ہو کہ اُسکے سامنے شغل باللہ سے ایسا ہو جسمین کسب کی
گنجائش نہو دگر نہ جو بیکاری اور اُمور غیر محض مین غور کرنے کے لیے اُسکو
فرصت ہو اور جد وجہد سے اہل ارادہ کے شرائط پر قائم نہو تو اُسکو سزاوار
نہین ہو کہ مال خانقاہ سے کھائے بلکہ اکتساب معاش کرے اور اپنی

ائی سے کھائے اسلیے کہ خانقاہ کا کھانا اُن لوگون کے لیے ہی جنکا اللہ کے ساتھ
غل کامل ہوگیا ہی تو اُسکی خدمت اہل دنیا اسلیے کرتے ہین کہ وہ اپنے مولا کی خدمت
ن مشغول ہین الا یہ کہ وہ ایک شیخ عالم طریقت کے زیر سیاست ہو جسکی صحبت سے
فع حاصل ہو اور اُسکی ہدایت سے راہ راست پاتا ہی اور شیخ کی راے ہو کہ مال
انقاہ سے اُسکو کھانا ملے تو شیخ کا تصرف ضرور صحت بصیرت سے ہوگا اور
بجملہ اُن منشاؤن کے جو اس معاملہ مین شیخ کو ہو یہ بھی ہی کہ نیت اسکی ہو کہ
سکو فقرا کی خدمت مین مشغول کرے اس صورت مین جو وہ کھاتا ہی اُسکی خدمت
کے عوض مین ہوگا۔ ابو عمر و الزجاجی سے روایت ہی کہ کہا مدت تک مین جنید
کے پاس رہا تو مجھے کبھی ہرگز اُسنے نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی قسم کی عبادت مین
شغول تھا اور مجھسے نہ بولے تھے کہ ایک روز کا ذکر ہی کہ جماعت سے مکان
لی تھا تو مین اُٹھا اور کپڑے اپنے اُتارے اور مکان صاف کیا اور پاکیزہ
دیا اور پانی اُسپر چھڑکا اور طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ ادھر آگئے اور
سرے اوپر گرد و غبار پڑا دیکھا تو میرے لیے دعا کی اور کہا مرحبا جزاک اللہ
ر کہا احسنت علیک بہا تین بار اور ہمیشہ مشائخ صوفیہ جوانان نوخیز کو
دمت کی طرف بلاتے ہین تا کہ بیکاری سے وہ محفوظ رہین اور ہر ایک
ایک حصہ معاملہ کا ملتا ہی اور ایک حصہ خدمت کا۔ ابو محمد ورد سے
وایت ہی کہ کہا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے
ان دینے کا کام مقرر کیا اور بنی ہاشم کے لیے پانی زمزم سے کھینچنا
پلانا اور مین نے عبد الدار کے واسطے دربانی اور اسی کی اقتدا خادمون

کی تفریق مین فقراء پر کرتے ہین اور کسی قسم کی خدمت کی ترک مین نہین معذور
ہوتا الا وہ شخص کہ اپنے وقت مین پورا مشغول ہو اور کامل الشغل سے ہماری
مراد اعضا و جوارح یعنے ہاتھ پانؤن سے نہین ہے الا مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ رعایت
اور محاسبہ اور دل کے ساتھ اور جسم کے ساتھ ایک وقت اور دل کے ساتھ بدن
جسم کے دوسرے وقت مشغول ہو اور نقصان سے زیادت کی طلب ہو اسواسطے
کہ فقیر کا حقوق وقت پر قائم ہونا شغل کامل ہے اور اسی سے نعمت فراغ اور نعمت
کفایت کا شکر ادا ہوتا ہے اور بیکاری مین نعمت فراغ اور کفایت کی ناشکری
حضرت سری علیہ الرحمۃ سے سنا گیا کہ کہتے تھے جو شخص قدر نعمت نہین جانتا اُسے
نعمت کا سبب استدراج ہو جاتا ہے کہ وہ خبر نہین ہوتا۔ اور کبھی شیخ یعنے بوڑھا
اُس شخص کے کھانا خانقاہ سے کھانے مین معذور ہوتا ہے جو کمانے سے عاجز ہے
اور جوان معذور نہین یہ بات علی الاطلاق قوم کے دونون طریق کے شرطین ہین
بایں تفصیل کہ شرع کے فتوی کی حیثیت سے تو اگر وقف کی شرط ہو کہ متصوفہ
کے لیے ہے اور جو لباس متصوفہ کے لباس مین ہو اور اُنکا خرقہ پہنے ہو تو اسکا کھانا
اور فتوے اُنکے لیے جائز مطلق ہے اور اس مسئلہ مین رخصت پر قناعت ہے بغیر
عزیمت کے جو اہل ارادت کا شغل ہے اور اگر وقف کی شرط یہ ہے کہ جو طریق صوفیہ
عملاً اور حالاً رکھتا ہو تو اُسکا کھانا اُنکے لیے روا نہین ہے کہ بیکار رہے اور تضییع اوقات
کے قائل ہین اور اہل ارادت کے طریق مشائخ صوفیہ کے نزدیک مشہور ہین
حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مومن کی مثل گھوڑے کی سی مثل ہے میخ کی نسبت جولان کرتا ہے اور میخ کی طرف

ع کرتا ہی اور ہر آئینہ مومن سہو کرتا ہی اور پھر ایمان کی طرف رجوع کرتا ہی تو
تم اپنا کھانا پرہیزگارون کو کھلاؤ اور مومنون کو نیکی پہونچاؤ

ھوان باب سفر اور مقام مین احوال مشائخ کے اختلاف کے بیان مین ہی۔

ئخ صوفیہ کے احوال مختلف ہین بعضے ابتدا مین مسافرت کرتے ہین اور
ت مین مقیم ہوتے ہین اور بعضے ابتدا مین مقیم اور انتہا مین مسافرت کرتے
ر بعضے مقیم ہین کبھی سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر مین رہتے ہین اور
جگہ قیام نہین کرتے اور ہم ہر ایک کے حال کی شرح کرینگے اور اسکا مقصد
رینگے جسکی طرف اسکو رغبت ہی۔ تو جسنے ابتدا مین سفر اور انتہا مین اقامت
قصد اُسکے سفر یا بہت باتون کے لیے ہی اُنمین سے یہ ہی کہ علم سے کچھ سیکھے
ا اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین مین ہو اور
نے کہا ایک شخص اگر شام سے اقصای یمن تک ایک کلمہ کے لیے جو اُسے
پر لیجاے سفر کرے تو اُسکا سفر ضائع نہین ہی۔ اور نقل ہی کہ جابر بن
اللہ نے مدینہ سے مصر کی طرف مہینے بھر مین ایک حدیث کے لیے سفر
سے یہ خبر پہونچی تھی کہ انس اُسکے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
کرتے ہین اور ہر آئینہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے
طلب مین نکلا تو وہ جبتک واپس آئے اللہ کی راہ مین ہی۔ اور اس
اللہ تعالی کی تفسیر مین بیان کیا گیا ہی السائحون کہ وہ لوگ طالبان علم ہین
ہارون نے روایت کی ہی کہا ہم ابا سعید کے پاس جاتے تو وہ کہتے

مرحبا ہی وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ لوگ تمھارے تابع ہین اور زمین اطراف مرد تمھارے آئینگے
کہ دین کو سیکھین تو جب وہ تمھارے پاس آئین تو انھین خیر کے ساتھ یاد کرو
اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہی
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ نے میرے پاس
وحی بھیجی ہی کہ جس شخص نے علم کے طلب مین سفر کیا اُسکے لیے جنت کا
رستہ سہل ہو گیا۔ اور ابتدا مین اُسکے مقاصد سے ایک یہ ہی کہ مشائخ اور
سچے بھائیون سے ملاقات کرے پس مرید کے حق مین ہر ایک سچے اور صادق
کی ملاقات سے ترقی ہی اور کبھی مردون کا دیکھنا اُسے نفع دیتا ہی جیسے کہ اُنکے
مردون کا قول نفع کرتا ہی اور تحقیق بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص کا دیکھنا تجھے
نفع نہ دے تو اُسکا کلام تجھے فائدہ نہ دیگا اور اس قول مین دو وجہ ہین
ایک یہ ہی کہ صدیق مراد ہی فعل کی زبان سے صادق قول کے ساتھ کلام اس
سے زیادہ کرتا ہی جو قول کی زبان سے اُنکے ساتھ کلام کرے تو جب سچا
آدمی اُس صدیق کی حالت بصیرت کی طرف نگاہ کرے اُسکے جانے اور آنے
اُسکی خلوت اور جلوت اور کلام اور سکوت مین کچھ اُسپر نظر کرنے سے نفع حاصل
ہو تو یہ فائدہ اُسکے دیکھنے کا ہی اور جسکے احوال اور افعال ایسے نہون تو اُسکا
کلام بھی نفع نہین دیتا اسواسطے کہ وہ اپنے ہویٰ کے ساتھ کلام کرتا ہی اور قول
کی نورانیت قلب کی نورانیت کے موافق ہوتی ہی اور قلب کی نورانیت

ہوگی جسقدر کہ اُسکو استقامت اور قیام واجب حق عبودیت اور اُسکی حقیقت
پر ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہو کہ علماء راسخ فی العلم اور مردان کامل کی نظر تریاق
کامل ہو کہ اُنمین سے ایک بھی کسی سچے مرد کی طرف دیکھے تو اپنی چشم باطن کی
تیز نگاہ سے پالیتا ہو کہ صادق کی حسن استعداد کیسی ہو اور اللہ تعالیٰ کی عطیات
خاص کی اہلیت اور قابلیت اُسے کسقدر ہو تو اُسکے قلب مین محبت صادق
کے مریدون سے پڑتی ہو اور اُسکی طرف دل سے بنظر محبت دیکھتا ہو اور یہ
حضرات لشکر الٰہی سے ہین تو اپنی نظر سے احوال سنیہ اور آثار مرضیہ جمع کرتے
اور دیتے ہین اور منکر قدرت الٰہی سے کیا انکار کر سکتا ہو ہر آئینہ اللہ تعالےٰ
نے جسطرح بعضے افعی سانپون مین یہ خاصیت رکھی ہو کہ جب اُسنے کسی ایک
انسان کی طرف دیکھا تو اپنی نظر سے اُسکو ہلاک کر دیا وہ ایک خاصیت
اپنے بعض خاص بندون کی نظر مین رکھی کہ جب وہ کسی سچے طالب کیطرف
دیکھے تو اُسکو ایک حال اور حیات عطا کرے اور ہر آئینہ ہمارے شیخ علیہ الرحمہ
کا یہ حال تھا کہ وہ منٰی کی مسجد خیف مین پھرتے تھے اور ایک ایک کا مُنھ
دیکھتے تھے اس بارہ مین آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے
ہین کہ جب اُنھون نے کسی شخص کی طرف دیکھا تو اُسکو سعادت بخشی تو مین
یہ طلب متواتر کرتا ہون اور ابتداء کے مقاصد سفر سے یہ ہو کہ مالوفات سے
انقطاع ہوتا ہو اور معلوم ومعہود کی طرف جو میل نفس ہو اُس سے علیحدگی
ہوتی ہو اور نفس کو دوستون اور اہل اور وطن کی مفارقت کی تلخی
پانے کی برداشت ہوتی ہو پس جسکے لیے ان مالوفات پر صبر کیا کہ اُسکو

اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے اجر الملیگا تو اُسنے بڑی فضیلت حاصل کی۔ عبد اللہ
بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہا مدینہ مین ایک مرد نے وفات پائی اُن
مین سے جو وہین مدینہ مین پیدا ہوے جو اُنپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے نماز پڑھی بعد اُسکے فرمایا کاش اپنی پیدائش کے مقام کے سوا اور
کہین مرتا لوگون نے کہا اور یہ کیون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مرد جبکہ پردیس
مین مرتا ہی تو اُسکے لیے اُسکے مولد سے اُسکے انتہا کے قدم تک جنت سے اندازہ
کیا جاتا ہی۔ اور مقاصد سفر سے یہ ہی کہ نفوس کے دقیقے کُھل جاتے ہین اور اُنکی
رعونتین اور دعوے نکلتے ہین اسواسطے کہ اُسکی حقیقتین بغیر سفر کے قریب
انکشاف نہین ہین اور سفر کو اسی واسطے سفر کہتے ہین کہ اخلاق کو وہ ظاہر
کر دیتا ہی اور جب وہ اپنے مرض سے واقف ہوا تو اُسکے علاج کو تیار ہوتا ہی
اور کبھو سفر کا اثر مبتدی کے نفس مین ایسا ہی ہوتا ہی کہ نوافل کا اثر نماز روزہ
اور تہجد وغیرہ سے ہوتا ہی اور یہ اسواسطے کہ نفل خوان سیر سفر کرنے والا اللہ
کی طرف غفلت کے قربات کے مقام تک ہی اور مسافر مسافتین قطع کرتا ہی
اور دشت و بیابان مین اللہ کے لیے اس نیت سے سیر الے اللہ خلا فنہ ہوا
اور لذات دنیا کرتا ہی۔ اور علی بن عبد الرحیم سے منقول ہی کہ مین نے نوری سے
سُنا کہتے تھے کہ تصوف تمام حظوظ نفسانی کا ترک ہی تو جب مبتدی حظ نفس
کو چھوڑ کر سفر کرتا ہی تو نفس قرار پکڑتا ہی اور نرم ہوتا ہی جسطرح دوام نوافل سے
ملائم ہوتا ہی اور سفر سے اُسکے لیے ایک دباغت ہوتی ہی جس سے سختی۔ اور خشکی
پیدائشی اور عفونت طبعی جاتی رہتی ہی جسطرح کہ جلد کی صورت سے جلد کپڑے

کی صورت ہو جاتی ہو نفس طغیان کی طبیعت سے ایمان کی طبیعت پاتا ہی۔ اور سفر
کے مقاصد سے بھی آثار اور عبرت کا دیکھنا اور فکرون کی چراگاہون نظر کا پھرانا
اور زمین اور پہاڑون کے ٹکڑون کا اور مردون کے قدم کا جولانگاہ دیکھنا اور
جمادات کے ذرون سے سبحان اللہ کا سُننا اور اقطاع ہمسایہ کی زبان حال سے
سمجھنا۔ ہر آئینہ آیات عبرت ہائے مستودع کے تجدد سے بیداری اور ہوشیاری
تازہ ہوتی ہی اور مواقف شہود کے نظارہ سے شواہد اور دلائل بڑھجاتے ہین
اللہ تعالے نے فرمایا ہی قریب ہی کہ ہم اُنھین دنیا مین اور اُنکے نفوس مین اپنی
نشانیان دکھلائینگے یہانتک کہ اُنکو کھل جاے کہ وہ حق ہی۔ اور ہر آئینہ صوفیہ
کو سری سقطی فرمایا کرتے جسوقت جاڑے گئے اور بہار آئی اور درخت سبز ہوے
تو سیر و سفر خوش ہی۔ اور مقاصد سفر سے گمنامی کا قبول کرنا اور لطف قبول کا
چھوڑنا ہی تو سچے کا صدق پورا اچھی طرح ہوتا ہی اور خلق سے حسن اقبال نصیب
اور کمتر ہی کہ ایک سچا آدمی جو اخلاص کے دستہ کو مضبوط تھامے ہوے اور دل
اُسکا آباد ہو مگر یہ کہ اُسکو اقبال خلق روزی ہوتا ہی یہانتک کہ بعضے مشائخ سے
مین نے سنا ہی کہ وہ بعضے مشائخ سے حکایت کرتے تھے کہ اُسنے کہا مین اپنے
پاس خلائق کا آنا چاہتا ہون نہ اسلیے کہ اپنے نفس کو ہوی سے بہرہ یاب کرون
کیونکہ مجھے پروا نہین کہ وہ لوگ آوین یا جائین ولیکن خلائق کا آنا ایک علامت
ہی جو صحت حال کی دلیل ہی تو جب اسمین مرید کو مبتلا ہو تو وہ اپنے نفس سے امین
اسطرف سے نہین ہوتا کہ اُسپر توجہ اسطرح کرے جسطرح کہ خلق کی طرف مائل ہو اور
بسا اوقات اُسپر در مدارات کشادہ ہوتا ہی اور نکوئی کی راہ سے نفس اُسکے

سامنے آتا ہی یعنے مین ابرار سے ہون تب خلق میری طرف رجوع لاتی ہی اور اسباب محمودہ کے اندر آنے کے طریق سے پیش آتا ہی اور اُسمین وجہ مصلحت اور فضیلت کی بندگان خدا کی خدمت اور صرف ما حضر مین اُسے دکھلاتا ہی اور حال آنکہ نفس اور شیطان اُسکے ہمراہ ہوتا ہی - یہان کہ وہ دونون سکون اعلے الاسباب کی طرف اور قبول خلق کے مزہ لینے کی جانب اُسے کھینچتے ہین اور اکثر وہ دونون اسپر غالب ہوجاتے ہین تو بناوٹ اور تزئین کی طرف کشش کرتے ہین اور پیوند لگانے والے پر فرق بڑھ جاتا ہی اور وہ اُسی سے نہین ہوسکتا - اور بعضے صالحین کو مین نے سنا ہی کہ اُسنے اپنے ایک مرید سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہونچ گیا ہی کہ وہان شیطان شرارت کی راہ سے تجھ تک نہین پہونچ سکتا مگر خیر کے طریق سے تیرے پاس تک پہونچے گا اور یہ بڑے قدم کے لیے کوشش کی جگہ ہی پس اللہ تعالے ہی سچے کی خبر لیتا ہی جب وہ اس قسم کی کسی بات مین مبتلا ہوتا ہی اور اپنی عنایت سابقہ اور رعائت لاحقہ سے سفر کی طرف اُسکو گھیر لیجاتا ہی تو وہ آشناؤن سے اور اُس محال سے جہان یہ دروازہ اُسپر کشادہ ہوتا ہی تو سفر مین نکلنے سے وہ اللہ تعالےٰ کے واسطے مجرد اور منفرد ہو جاتا ہی اور یہ ایک نہایت اچھا مقصد ہی جو صادقین کو سفر مین حاصل ہوتا ہی پس یہ تمام مقاصد وہ ہین جو مشائخ کو علاوہ حج اور غزوہ اور زیارت بیت المقدس کی ابتدا مین مطلوب ہوتے ہین - اور منقول ہی کہ ابن عمر بیت المقدس کے قصد سے باہر مدینہ سے نکلے اور اُسمین پانچون وقت کی نماز پڑھی پھر اُسکی صبح کو جلد مدینہ کی طرف روانہ ہوے پھر جبکہ اللہ ابتداے امور کے استحکام سے صادق پر احسان کرے تو سفر دن کی طرف اُسکا مُنھ پھیرتا ہی

ور عبرت لینے کا حصہ اُسے عطا کرتا ہی اور وہ اپنی ضرورت کے موافق علم سے اپنا
حیب لیتا ہی اور صالحین کے قرب سے فائدہ اُٹھاتا ہی اور متقیون کے حال مشاہدہ
رنے کے فائدے اُسکے دل مین نقش ہو جاتے ہین اور مقربان درگاہ الٰہی کے
عرفت کی خوشبو سونگھنے سے باطن اُسکا معطر ہو جاتا ہی اور اہل اللہ اور خاصان درگاہ کے
ظر کی حمایت اور احوال نفس کے امتحان سے قلعہ مین ہو بیٹھا اور سفر اُسکی عادت
خلاق کے دفینہ اور مخفی خواہشین ظاہر کر دیتا ہی اور خلق کی نظر اُسکے باطن سے
اقط ہو جاتی ہی اور وہ مغلوب ہو جائیگا غالب نہ رہیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
وسے علیہ السلام کی خبر دینے کے لیے فرمایا ہی پس مین تمھارے پاس سے
ھاگ گیا جب تمسے مین ڈرا تو مجھے میرے پروردگار نے حکم بخشا اور مجھے نبی
سل بنایا پس اب اُسے اللہ اُسکے مقام کی طرف پھیرتا ہی اور بڑی بخشش سے
لی امداد کرتا ہی اور متقین کا اُسے امام بناتا ہی جسکی اقتدا کیجاے اور مومنین کا
نوا بناتا ہی جس سے ہدایت لیجاے - اور جو کہ ابتدا مین مقیم اور انتہا کو سیاح
افر ہو وہ ایسا شخص ہوتا ہی کہ اللہ اُسکے لیے اُسکے ابتداء حال مین صحبت صحیح
سر کر دیتا ہی اور ایک شیخ عالم اُسکے لیے مقرر کرتا ہی جسکی شہادت سے وہ راہ
تا ہی اور تحقیق کے منازل پر اُسے چڑھاتا ہی تب وہ اپنے ارادت کے مقام
لتزام کرتا ہی اور جو اُسے عادت سے پھیرتا ہی اُسکی صحبت مین رہتا ہی اور [illegible]
ی علیہ الرحمہ حصری کو کہا کرتے جبکہ اُسکا امر ابتدائی تھا کہ تیرے دل مین اگر ایک
نہ سے دوسرے جمعہ تک اللہ کے سوا گذرے حرام ہی تیرے اوپر کہ تو میرے
س آئے تو جسکو ایسی صحبت نصیب ہو اُسپر سفر حرام ہی اسواسطے کہ ہر ایک سفر

اور فضیلت سے جو اُسے متصور ہی اُسکے لیے یہ صحبت بہتر ہی اور ابو بکر زقاق سے مروی ہی
کہ فرماتے تھے کہ مرید مرید نہین ہوتا جب تک کہ فرشتہ بائین طرف کا بیس برس
تک کچھ اُسکا نہ لکھے پھر جسکو اُس شخص کی صحبت نصیب ہو جو ایسے اعلےٰ احوال
اور مقاصد بلند کی جانب بلائے اُسپر مفارقت اور سفر کرنا حرام ہی بعد اسکے جبکہ
ابتدا مین لزوم صحبت اور حسن اقتدا سے مطلب اُسکا مضبوط ہو گیا اور احوال
سے سیراب اور مردان خدا کے درجہ کو پہونچ گیا اور آبحیات کے چشمے اُسکے دل
سے جاری ہوے اور نفس اُسکا سعادتون کا لینے والا تو رحمت الٰہی کی خوشبو
اطراف شہر اور اکناف زمین مین سچے بھائیون کے سینون سے سونگھتا ہی
بلا قانون کیطرف گردن اُٹھاتا ہی اور دنیا کی سیر کے لیے اُٹھتا ہی اللہ تعالےٰ شہرون
مین سیر کراتا ہی تاکہ بندگان خدا کو اُس سے فائدہ پہونچے اور اہل صدق
کے اسرار اُسکے حال کے مقناطیس سے نکلتے ہین اور حق نمایون کے مشتاقون
کی خواہشین کھلتی ہین اور دلون کی زمین مین فلاح کا تخم بوتا ہی اور اہل صلاح اُسکے
کلام اور صحبت سے بکثرت ہو جاتے ہین اور یہ مثال ہی اُس امت رہنما کی
جو انجیل مین ہی۔ کزرع اخرج شطاره فازره فاستغلظ فاستوی علےٰ سوقه۔ یعنی
جیسے کھیتی جسنے برگ و بار اپنے کالے پھر اُسکی پشت قوی کی پھر فربہ ہوا پھر اپنی ساقون
پر کھڑا ہوا بعضے کی برکت بعضے کو پہونچتی ہی اور ایک کے احوال دوسرے مین سرایت
کرتے ہین اور ورثہ کا طریق آباد اور فائدہ رسانی کا پھریرا لہراتا ہی حضرت ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے
سیدھی راہ کی طرف بلایا اُسے ثواب اُسی قدر ملتا ہی جتنے ثواب کہ تابعین کو ملین

لے ثوابون سے پھر ثواب کچھ نہین گھٹاتا اور جسنے گراہی کی طرف بلایا اُسپر گناہ اُسکے
بعین کے گناہون کے برابر ہوتا ہی کہ یہ گناہ اُنکے گناہون کو نہین کم کرتا
ن جو مقیم ہوا اور سفر کیا ہی نہین یہ ایسا ایک شخص ہوتا ہی جسے حق تعالی
رش کرتا ہی اور دوست رکھتا ہی اور خیر کے دروازے اُسپر کھولتا ہی اور
ی عنایت سے اُسکو کھینچتا ہی اور ہر آئینہ خبر مین وارد ہی کہ خدمات الٰہی سے
ب جذبہ دو جہان کے عمل کا مقابلہ کرتا ہی زان بعد جبکہ اُس سے صدق معلوم ہو
حاجت اُسکی ایسے شخص کی طرف دیکھے جس سے یہ نفع اُٹھائے کسی ایک صدیق
کی طرف روان کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنے کلام سے اُسکی مدد کرتا ہی اور
فوز اور تدارک اپنے دیکھنے اور بار ور کرنے اور قوت حل کرتا ہی اور اُسے
ل اہلیت کے لیے تھوڑی صحبت صاحب اور مصحوب کی کافی ہو اور سنت الٰہی کا اجرا
لمت قائم رکھنے کے لیے اسباب کے عطاے حق مین حاجت تھوڑی سی صحبت
اور ہوشیار بیدار ہمت کے واسطے تھوڑی سے ساتھ ہو اور صحبت قلیل اُسے بہت
شاہدہ اور سیر و سفر سے مستغنی کردے اور سفر ہاے دراز سے وہ خطر وافر استغفار
فا کرے اور آثار اور عبرات دیکھنے کو شعاع انوار سے بدلتا ہی جیسا کہ بعضون نے
ل ہی کہ آنکھین کھولو اور دیکھو اور مین کہتا ہون آنکھین بند کرو اور دیکھو
ضے صالحین کو یہ کہتے مین نے سُنا ہی کہ اللہ کے بہت ایسے بندے ہین جنکا
بنا اُنکے گھٹنے ہین زانوون پر اُنکے سر ہین اور وہ قرب کے مقامات مین ہین
ظلمت تنہائی اور خلوت مین آب حیات اُسکے خاطر جوش کر رہا ہو وہ ظلمات
ی با کر کیا کرے اور جسکی شہود کی لپیٹ مین آسمانون کے نو طبق سمائے ہوے ہون

تو آسمانون مین آنکھ پھیر کر کیا کام بنائے اور جسکی آنکھ کی سیاہی نے دنیا کے متفرقات کو جمع
کر لیا بیابانون کے چھاننے سے اُسکو فائدہ کیا ملے اور جو اپنی فطرت کی خوبی سے ارواح
کے جگھٹون مین جا پہونچا اسے صورتون کی زیارت کیا نفع بخشے - روایت ہی کہ ذوالنون
مصری نے بایزید کے پاس ایک شخص بھیجا اور کہا اُس سے کہو یہ خواب اور راحت کبتلک
اور حال آنکہ قافلہ کوچ کر گیا بایزید نے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی سے کہدو کہ مرد وہ ہی
جو تمام رات سوتا رہے اور صبح قافلہ سے پیشتر منزل پر گرے ذوالنون نے کہا اُسے مبارک
ہو یہ وہ کلام ہی جسکو تمھارے احوال نہین پہونچتے - اور بشر کہتے تھے ای قرا کے گروہ
سیر سفر کرو خوش رہو کہ پانی جب کہین زیادہ پڑ جاے تو اُسمین تغیر آجاتا ہی اور روایت ہی
کہ بعض نے اس کلام پر کہا ہی دریا سمندر بنجاؤ تاکہ تغیر نہ آوے اور ہر گاہ کہ مرید سیر باطن
کی مداومت نفس امارہ کے قطع مسافت سے کرے حتی کہ اُسکے منازل آفات کو طے کرے اور
اُسکے اخلاق مذمومہ کو محمودہ سے بدلے اور بصدق و اخلاق اللہ تعالیٰ کے پیش آمد
سے ملے تو اُسکے یہے سب متفرقات جمع ہونگے اور سفر سے زیادہ حضر مین اُسے فائدہ
ہوگا اسواسطے کہ سفر ماندگی اور زحمت اور تشویش اور حوادث اور مصائب سے خالی نہین
ہوتا کہ ناتوانون کو انکی سیاستین معلوم کرکے ضعف از سر نو تازہ ہوتا ہی اور عجز تازہ والا
لوگون کے دوسرا شخص اس بات پر قادر نہین ہوتا کہ سفر کے مصائب جدید پر علم کو سامنا
کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا جو ایک مرد کو اچھا جانتا تھا کیا اُسے
صحبت پڑی ہی ایسے سفر مین جسکے ساتھ اُسکے اخلاق کریمہ پر استدلال کیجاے کہا نہین
فرمایا تو مین تجھے نہین سمجھتا کہ اُسے تو جانتا ہی پس اللہ جب اپنے بندہ اُسکے ابتدا
حال مین تشویش سفر سے بچائے اور ہمت باندھے اور حسن اقبال سے حضر مین

اور مستفید کرے اور مردان راہ سے ایسے شخص کو اُسکی طرف بھیجے جس سے صلاح حال
سیکھے تو بس اُسپر احسان کیا اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر مین بیان کیا گیا ہو ومن
یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب کہ یہ وہی مرد اللہ کی طرف ٹوٹا ہوا ہو
کہ اُسے کوئی مشکل امر دینی سے پیش آوے تو اللہ اُسکے پاس ایسے شخص کو بھیجدیتا ہی
جو اُسکی مشکل حل کردے پس جبکہ شروع کی شرطون پر اُسکا قدم جمگیا تو بغیر سفر کیے
قیامگاہ مین انتہا کے ثمرات روزی ہونگے اس صورت مین حضر کے اندر مستقر اول
اور آخر رہتا ہی اور اس مقام مین صالحین کی ایک جماعت ٹھہرائی گئی ہی اور جو شخص
ہمیشہ سفر کرتا رہے تو اُسنے اپنے قلب کی صلاح اور صحت حال اسی مین دیکھی ہی
انمین سے بعض کا قول ہی کہ اسمین توحید کر کہ ہر ایک رات کو تو ایک مسجد کا مہمان ہو
اور تو وفات نپائے مگر دو منزلون کے درمیان مین - ابراہیم خواص اسی طبقہ سے
تھے کہ ایک شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہین کرتے اور اُنکا اعتقاد تھا کہ
اگر چالیس دن سے زیادہ قیام کرے تو اُسکے توکل مین خرابی آئے سو لوگون کا علم
اور اُنکی معرفت جو اُس سے تھی اُنکو سب دیکھتا اور جانتا تھا - اور اُس سے
حکایت ہی کہا مین ایک جنگل مین گیارہ دن بغیر کھانا کھائے رہا اور میرے نفس نے
تاک لگائی کہ جنگل کی گھانس کھائیے تو مین نے سبزی کو دیکھا کہ میرے سامنے چلی
آتی ہی مین اُس سے بھاگا پھر مڑ کر دیکھا تو وہ مجھ سے پھر گئی تھی اُنسے پوچھا گیا کہ آپ
کیون اُس سے بھاگے تھے کہا میرے نفس نے چاہا تھا کہ وہ میری فریاد کو پہونچیگا
تو یہ لوگ اپنے دین کے ساتھ بھاگنے والے ہین حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا سب سے زیادہ

محبوب اللہ کے نزدیک غربا ہین صحاب نے پوچھا وہ غربا کون ہین فرمایا جو اپنے دین
کے ساتھ بھاگنے والے ہین جو عیسیٰ بن مریم کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے اور
یہ سب احوال مختلف ہین اور ان احوال کے آدمی وہ ہین کہ صحت اور حسن نیت مع اللہ
کی پیروی کی اور حُسن نیت صدق کی مقتضی ہی اور صدق بعینہ محمود ہی چاہیے
کسی طرح احوال بدلے پس جو کوئی سفر کرے اُسے چاہیے کہ اپنے احوال کی تفتیش
اور اپنی نیت کو صحیح کرے اور نیت کے خلوص پر آمیزش نفس سے کوئی قادر نہین
مگر جو شخص کہ علم کثیر اور تقوی کامل اور دنیا مین زہد کا بڑا حصہ رکھتا ہو اور جو کوئی
پوشیدہ ہوئی کو بغل مین دبائے ہوے ہی اور زہد مین انتہا کو نہ پہونچا ہو وہ نیت
کے صحیح کرنے پر قادر نہین اور سفر پر آمادہ خوشی حیلے نفسانی کرتی ہی اور وہ یہ سمجھتا ہی
کہ یہ داعیہ حق ہی اور داعیہ حق اور داعیہ نفس مین تمیز نہین کرتا اور یہ شخص صحت
نیت کے علم مین محتاج اُس علم کا ہی جس سے خطرون کو معلوم کرے اور خطرون کی
شرح اور اُسکا علم ایک باب جداگانہ کا فی نفسہ محتاج ہی اور ہم آپ اسکی طرف ایک
رمز سے اشارہ کرتے ہین جسے وہ شخص ادراک کرلیگا جسے اسمین سے کچھ پیش آیا
ہوگا اسواسطے کہ اکثر اُسکے علم اور معرفت سے دور ہین۔ جاننا چاہیے کہ ہمنے جو نشاط
نفس کا ذکر کیا ہی وہ فقیر کے لیے اکثر امور مین پیش آتی ہین اسواسطے کہ کبھی کبھی
فقیر باغ اور بیابانون مین نکلجانے کے سبب آرام اور راحت پاتا ہی جو دوسرے
وقت اُسے نظر ہوتی ہی اور ہرچند اُسکے لیے موجب خوشدلی کا ایک وقت مین
ہو اور سبب اس خوشدلی کا اُسوقت یہ ہوتا ہی کہ نفس اپنی غرض پوری ہونے
اور بیابان کی سیر اور تفریح ملنے سے پھیلتا اور پھولتا ہی اور جسوقت وہ پھیلا اور

پھولا تو وہ قلب سے دور ہو جاتا ہی اور اُس سے قطع اپنے خواہشون کی شرق مین کرتا ہی تو
قلب کو تفریح ہوتی ہی نہ بیابان سے بلکہ اس وجہ سے کہ نفس اُس سے دور ہوا ایسے شخص
کی طرح جسکے پاس سے ہمنشین اُسکا جو اُسپر گران تھا جدا ہو گیا بعد ازان جبکہ فقیر اپنے گوشہ
کی طرف پھرا اور اپنے معاملہ کے دفتر کو کھولا اور اپنے حال کے قاعدہ کو جدا کیا تو نفس کو قلب
کے پاس پایا ایک مزید گرانی کے ساتھ جو اسکے ملال اور اُس سے عاجز ہونے کی موجب
ہوتی ہی اور جسقدر اُسکی گرانی زیادہ ہوتی ہی اُسی قدر قلب مکدر ہوتا ہی اور سبب اُسکی زیادہ
گرانی کا یہ ہی کہ اُسکو خواہشون کے پانے کے لیے چھوڑ دیا تو بیابان کی طرف جانا عین مرض
ہو جاتا ہی اور فقیر یہ سمجھتا ہی کہ وہ تفریح اور دوا ہی پس اگر تنہائی اور خلوت پر صبر کرتا تو نفس کو
زیادہ گداز ہوتا اور سبک اور لطیف ہو جاتا اور قلب کے لیے ایک نیک مصاحب ہو جاتا
جسکو یہ گران نہ معلوم ہوتا اور اسی پر قیاس تفریح کا مسافرت کے ساتھ ہوتا ہی تو نفس
کے لیے تفریحات کے وہم کی طرف جستین اور کود پھاند ہین تو جو اس نکتہ کو جانتا ہی تو وہ
ایسے مستعار تفریحات پر جنکا انجام خراب ہی غرہ نہین ہوتا اور نہ اُسکے گزند سے بیخوف
رہتا ہی اور خطرہ سفر کے ظہور پر ثابت قدم رہتا ہی اور اُس خطرہ کی پروا نہین کرتا بلکہ اُسکو
نفس اور اُسکے نشاط پر بدظن کرکے بے التفاتی سے ترک کر دیتا ہی اور اسی قبیل سے ہی
واللہ اعلم قول رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ ہر آئینہ آفتاب شیطان کے
دو شاخ کے درمیان سے طلوع کرتا ہی سو نفس کے لیے آفتاب نکلنے وقت جست
اور اُچھل کود ہوا کرتی ہین اور یہ برجستگی اور برخاستگی جنکو تکیہ نفس سے مزاج اور طبیعت
پر ہوتا ہی اور اسکی شرح طولانی اور گہری ہی اور اسی قسم سے صبح کے وقت بیمار کے
مرض مین خفت اور کمی ہی بخلاف اوقات شام کے سو نفس کا اہتزاز اور ابتہاج

قلب کی اُمنگ اور انگیز کی شکل پر ہو جاتا ہی اور بہت سے آفات اس قسم کے فقیر پر
آتے ہین اور اکثر مداخل مین اہتزار نفس سے دخل پاتے ہین اور گمان ہوتا ہی کہ یہ
قلب کی جبست وخیز کا حکم ہی اور اکثر اوقات اُسے دکھلائی پڑتا ہی کہ وہ اللہ کے ساتھ
حملہ کرتا ہی اور اللہ کے ساتھ کہتا ہی اور اللہ کے ساتھ جنبش کرتا ہی سو وہ حال یہ ہی
کہ نفس کی جبست اور خیز مین مبتلا ہوتا ہی اور یہ اشتباہ انھین کو واقع ہوتا ہی جو اہل
قلوب اور اصحاب احوال ہین اور جو صاحب دل اور صاحب حال نہین ہین وہ
اس سے معزول ہین اور یہ ایک قدم کی لغزش گاہ ہی کہ عوام کو نہین بلکہ خواص
کے ساتھ مختص ہی سو اسکو جان رکھو اور یہ ایسی بات ہی جسکا علم نادر اور نایاب ہی
اور جنبش وسفر کی مبادی مین صحیح وجہ پانے کے لیے ادنے مراتب فقرا سے یہ ہی
کہ استخارہ کی نماز پہلے ادا کرے اور یہ نماز استخارہ کی متروک نہین ہوتی اور اگر فقیر
کے لیے خطرہ کی صحت یا سفر مین مصلحت کی وجہ ایک بیان کے ساتھ جو خطرہ سے
واضح رہے ظاہر ہو تو قوم کے لیے علم کے بیان مین بابت صحت خطرہ بہت مراتب
ہین اور اُس قسم کے جو بڑھکر اس سے ہین تو ان سب مین نماز استخارہ نہین فروگذاشت
کیجاتی اسواسطے کہ یہ اتباع سنت ہی اور اسمین برکت ہی اور وہ حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہی جیساکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہا کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تعلیم استخارہ کی ہمکو دیا کرتے جسطرح کہ کلام اللہ
کی صورت کی تعلیم دیتے تھے کہا جب تم مین سے کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات
کو چاہے تو دو رکعت سوا فرض کے پڑھے پھر یہ کہے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک
بقدرتک واسألک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب

(...)ہم ان کنت تعلم ان ہذا الامر یسمیہ بعینہ خیرا لی دینی و معاشی و عاقبۃ
(...)مری او قال عاجل امری و اٰجلہ فاقدرہ لی ثم بارک فیہ و ان کنت تعلم
(...)را لی ذلک فاصرفہ عنی و اصرفنی عنہ و اقدر لی الخیر حیث کان ؛

(...)ترھوان باب اُن چیزون کے بیان مین ہی جنکی طرف صوفی کو فرائض اور فضائل سے سفر مین احتیاج ہی

(...)و فقہ کے مسائل سے گو کتب فقہ مین مذکور ہوتے ہین اور اُسکے لیے یہ کتاب
(...)ضوع نہین ہی لیکن ہم اُنکو اسواسطے کہ احکام شرعیہ کے ذکر سے جو کہ جڑ بنیاد ہی
(...)ت لینے کے لیے بسبیل اختصار بیان کرتے ہین ۔ صوفی مسافر کے لیے علم
(...)م اور مسح موزہ اور قصر اور جمع نماز چارہ نہین ہی لیکن تیمم مریض اور مسافر کے
(...)یے جنابت اور حدث مین جبکہ پانی نہو یا نفس یا مال کے تلف یا مرض بڑھنے کا
(...)ف ہو بنا بر قول صحیح مذہب کے یا اُسکے یا اُسکی سواری یا رفیق کی پیاس
(...)وجہ سے ضرورت پانی کی ہو جائز ہی اور ان تمام احوال مین تیمم سے نماز پڑھے
(...)ر دوسری دفعہ اُسپر نماز واجب نہین ہی اور جاڑے کا ڈر اہو تو تیمم سے
(...)ز پڑھ لے اور صحیح تر یہ ہی کہ نماز دوبارہ دپڑھے اور تیمم جائز نہین مگر اس شرط
(...)ے کہ پانی کو مواضع طلب مین ڈھونڈھے اور مواضع طلب وہ جگہ ہین جہان
(...)ا فراہمی منزل مین لکڑی اور گھانس کے ڈھونڈھنے مین چلتا پھرتا ہی اور
(...)ت کے آنے کے بعد طلب ہوتی ہی اور اسمین چھوٹا سفر بڑے سفر کی مثال
(...)اور اگر تیمم سے آخر وقت مین پانی کے یقین پر پڑھ لے مذہب اصح کے موافق
(...)نہ ہی اور جب تیمم سے نماز ادا کی تو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر وقت باقی ہو اور

پانی ملنے کا وہم ہو تو اُسوقت تیمم جاتا رہیگا مثلاً جبکہ کاروان وغیرہ آتا ہوا نظر پڑا اور اگر
نماز کے درمیان پانی نظر آیا تو اُسکی نماز باطل نہین ہوتی اور نہ اُسپر اعادہ اُسکا ہی
اور نماز سے اُسکا باہر آنا اور از سر نو نماز کا وضو سے ادا کرنا مذہب اصح کے روسے
مستحب ہی اور ہر فرض کے لیے وقت کے آنے سے تیمم نکرے اور ہر فرض کے لیے تیمم کرے
جب تلک چاہے نوافل ایک تیمم سے پڑھے مگر نفل کے تیمم سے اداے فرض جائز نہین
اور جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ کرے جب کوئی چیز
ان دونون مین سے پائے مگر محدث یعنی بے وضو ہو تو کلام مجید کو نہ چھوے اور اگر
جنب ہو یعنی محتاج غسل ہو تو نماز مین قرآن کی قرات نہ کرے بلکہ قرأت کے عوض ذکر اللہ
تعالے کا کرین اور تیمم نہ کرے مگر پاک مٹی سے جو ریت اور چونہ سے ملی نہو اور غبار
سے جو حیوان اور لباس پر پڑا ہو اُس سے تیمم جائز ہی اور تیمم کے وقت بسم اللہ کہے
اور نماز کے مباح ہونے کی نیت کرے قبل اسکے کہ مٹی پر ہاتھ مارے اور مُنھ پر ہاتھ
پھیرنے کے لیے اُنگلیون کو ملائے اور مسح سارے مُنھ پر کرے اسواسطے کہ اگر فرض کے
محل سے کچھ بھی مسح سے باقی رہجائیگا تو تیمم صحیح نہوگا اور ایک ہتھیلی کھلی اُنگلیون کے
ساتھ ہاتھون کے واسطے لگائے اور فرض کی جگہ سب مٹی سے ہاتھ پھیرے اور اگر
بغیر دو مرتبہ یا زیادہ کے نہو سکے جسطرح ممکن ہو ضرور ہی کہ فرض کی جگہ مٹی کو پہونچا
اور مسح کرے جب فارغ ہوا ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے حتی کہ دونون پر مسح ہو جا
اور ڈاڑھی کے نیچے تک ہاتھ کو پھیرے بدون اسکے کہ بال نکلنے کے مقامون تک
مٹی پہونچائے اور موزہ کا مسح تین دن رات سفر مین اور ایک دن رات حضر مین
اور مدت کی ابتدا وضو جانے سے موزہ پہننے کے بعد ہی نہ کہ موزہ پہننے کے وقت

ہی اور موزہ پہننے کے وقت نیت کی حاجت نہین ہی بلکہ احتیاج کمال طہارت
ہی تاآنکہ ایک موزہ اگر پہن لیا ہو قبل اسکے کہ دوسرا موزہ پہنے تو موزہ پر مسح درست
ن ہی اور موزہ مین شرط ہی کہ پے در پے اُسپر چلنا ممکن ہو اور فرض کا محل چھپ جاے
ہلکا مسح موزہ کے اوپر سے کافی ہی اور اولی یہ ہی کہ موزہ کے اوپر بلا تکرار نیچے
کرے اور جبکہ مدت کے گذرنے یا محل فرض زیادہ جگہ کھلنے سے مسح کا حکم
رہے اگرچہ اُسپر لفافہ اور لپیٹ اور وہ باطہارت ہو تو دونون پانون دھولے
مذہب اصح کے بدون اسکے کہ دوبارہ وضو کرے اور مسح والا سفر کے اندر کا
یم ہو جاے تو مسح ایسے ہی کرے کہ جیسے حضر مین کرے اور اسی طرح مقیم اگر
رے تو مسافر کی طرح مسح کرے اور نمدا اگر جراب سے ملا ہو اور اُسپر جوتا پہن لیا
اُسپر جائز ہی اور بخیہ نکردہ کٹے ہوے پر مسح درست ہی اگر اس سے محل فرض
جاے اور اوپر کی بناوٹ والے پر جس سے کچھ پانون ڈھنکا اور باقی لفافہ ہو
نہین ہی لیکن قصر اور جمع تو ظہر اور عصر مین جمع دونون سے ایک کے وقت کرے
ایک کے لیے تیمم کرے اور کلام وغیرہ سے انھین فصل نہ کرے اور اسی طرح
اور عشا مین جمع ہی اور مغرب مین کچھ قصر نہین بل اُن دونون کو ایسے ہی
ے جسطرح بلا قصر و جمع پڑھتے ہین اور سنت موکدہ کو دو سنت مین جمع
ظہر اور عصر کے فرائض سے پہلے پڑھے اور جب دونون فرائض سے فارغ ہو
کے فرض کے بعد پڑھتا ہی دو رکعت یا چار پڑھے اور جب فرض مغرب اور
ھ چکے تو اُسکی سنتین موکدہ پڑھے اور اُن دونون کے بعد وتر ادا کرین اور
پر فرض کا ادا کسی حال مین جائز نہین ہی الا نمازی کے لیے جبکہ لڑائی برابر

جاری رہے اور یہ سنن موکدہ اور نوافل مین بھی جائز ہی اور سواری کی پشت پر نماز اُسے باقی ہی اور رکوع اور سجود مین اشارہ اور سجود کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچے ہو الا جبکہ وہ تمکن پر قادر ہو مثلاً جبکہ کجاوہ مین ہو یا اور کسی چیز مین ہو اور مُنھ اُسکا طریق کی طرف روبقبلہ ہونے کے قائم مقام ہو اور راستہ کے سوا اُسکا مُنھ نکرے مگر قبلہ کی طرف حتی کہ اگر سواری کو اُس سمت سے جدھر کو متوجہ ہی موڑ دے کہ قبلہ کی جانب نہو تو اُسکی نماز باطل ہو جایگی اور پیدل سفر مین نفل پڑھے اور احرام کے وقت اُسکو قبلہ رو ہونا کافی ہی اور احرام مین نہین کافی ہی مگر قبلہ رخ ہونا اور رکوع و سجدہ کے لیے ایماء سے کافی ہی اور سوار کے لیے احرام کے واسطے ہی روبقبلہ ہونے کی حاجت نہین ہی اور جب مسافر مقیم ہو بعد ازان سفر کرے تو اُسپر اس دن کے روزہ کا پورا کرنا واجب ہی اور اسی طرح اگر مسافر ہو اور بعد ازان مقیم ہو اور سفر مین روزہ رکھنا نہ رکھنے سے افضل ہی اور نماز مین قصر پوری نماز سے افضل ہی سوا اسقدر صوفی کے لیے سفر کے امور بابت حکم شرع سے جان لینا کافی ہی - باقی رہے مندوب اور مستحب تو یہ بات سزاوار ہی کہ اپنی ذات کے لیے راستہ کا رفیق تلاش کرے جو امر دین پر معین ہو اسواسطے کہ کہا گیا ہی اول رفیق بعد اُسکے طریق اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تنہا آدمی کے سفر کرنے سے نہی فرمائی ہی الا جبکہ وہ صاحب ایسا ہو جو آفت نفس کا واقفکار ہو تنہائی کو بصیرت کی اُسے اپنے کام مین بہتر اگر پاتا ہو تو تنہائی کا سفر مین مضائقہ نہین اور جب ایک جماعت ہون تو سزاوار ہی کہ اُنمین ایک امیر سردھرا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم سفر مین کئی شخص ہو تو ایک کو امیر بنا لو اور جسکو صوفیہ پیش رو نام رکھتے ہین

وہی امیر ہو اور چاہیے کہ امیر جماعت مین سب سے زیادہ دنیا سے کم رغبت اور سب سے زیادہ صاحب تقویٰ اور سب سے بڑھکر مروت اور سخاوت مین اور سب مین زیادہ مہربان ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ فرمایا ساتھیون اہل صحبت مین سے اللہ کے نزدیک وہ ہو جو انمین سے بہتر اپنے ساتھی کے لیے ہو۔ عبد اللہ مروزی سے منقول ہو کہ ابا علی رباطی اُسکے ساتھ سفر مین ہوا تو کہا کہ میرے ذمہ واجب ہو کہ مین امیر ہون یا تم تو کہا بلکہ تم پھر وہ ہمیشہ اپنا اور ابا علی کا زاد راہ اپنی پشت پر لادا کرتا اور ایک رات مینھ برسا تو تمام رات عبد اللہ اپنے رفیق کے سر پر کھڑا رہکر اُسے اپنی چادر کے ساتھ مینھ سے بچاتا تھا اور جب کبھی ابا علی کہتے کہ ایسا نکرو تو وہ کہتے کیا مین امیر نہین ہون اور تیرے اوپر میری طاعت اور انقیاد واجب ہو لیکن اگر امیر چند فقرا کو اپنے ساتھ رکھے اس خواہش سے کہ وہ اسکی اطاعت کرین اور غرض سرداری اور تعزز ہو تاکہ اُن لوگون پر جو خادم خانقاہ مین تسلط کرے اور اُسکا نفس اپنی مراد کو پہونچے تو یہ ارباب ہوی کا طریق ہو جو جاہل ہین اور صوفیہ طریق کے خلاف ہین اور وہ ایسے شخص کا راستہ ہو جو دنیا کا جمع کرنا چاہتا ہو تو اپنے نفس کے لیے رفیق لوگ حاصل کرتا ہو جو دنیا کی طرف مائل ہین جمع اسلیے ہوتے ہین کہ نفس کے اغراض حاصل کرین اور اہل دنیا اور ظالمون پر دخول پیش نظر رکھتے ہین کہ مطالب نفس کی تحصیل کا توسل ہو اور یہ اُنکا جمع ہونا خالی اس سے نہین ہو تاکہ غیبت مین غور کرین اور مقامات مکروہ مین داخل ہون اور خانقاہ کی آمدنی کر جمع

اور فائدہ اور تفریح حاصل ہو اور جب کبھی خانقاہ مین غول زیادہ ہو تو مقام کو چوڑا
چکلا بنا دین ہر چند کہ دین کا سامان مشکل ہو اور جب کبھی آمدنی مین قلت ہو جاے
تو خانقاہ سے سفر کرین اگرچہ دین کے اسباب آسان ہون اور یہ صوفیہ کا طریق
نہین ہی - اور مستحبات سے ہی کہ اپنے بھائیون کو رخصت اور وداع کرین جب وہ
سفر کا ارادہ کرین اور اُنکے لیے وہ دعا مانگین جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمائی ہی - بعض نے کہا ہی کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ مدینہ تک گیا پھر جب
اُس سے مفارقت کرنا چاہا تو میری مشایعت کی یعنی تھوڑی دور ساتھ چلے اور کہا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ لقمان نے اپنے بیٹے
سے کہا اے فرزند ہر آئینہ جب اللہ تعالیٰ کے سپرد کسی چیز کو امانتاً کیا تو اُسکی حفاظت اُسکی
فرمائی اور مین اللہ کو تیرا دین اور امانت اور تیرے عمل کے خاتمہ سپرد کرتا ہون
اور زید بن ارقم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ
آپ نے فرمایا ہی جب تمسے کوئی سفر کرے تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو سپرد کر دے
اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے لیے برکت اُنکی دعا مین کرتا ہی اور یہ بھی رسول علیہ السلام
سے روایت کیا گیا ہی کہ آپ جب کسی کو وداع کرتے تو فرماتے خدا تیرا زاد راہ تقویٰ
کرے اور تیرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف متوجہ کرے جسطرف تو توجہ کرے اور نیز اولیٰ
ہی کہ اُسکے بھائی اعتقاد اسکا کرین کہ جب اُنکے لیے وہ دعا کرے اور خدا تعالیٰ کے
سپرد کرے کہ ہر آئینہ اللہ اُسکی دعا قبول کرتا ہی سو روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ
لوگون کو عطیات دیتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد اپنے بیٹے کو ساتھ لیے آیا اُس سے عمر
نے کہا جیسا یہ تیرے مشابہ ہی اور کسی کو مین نے مشابہ کسی کے نہین دیکھا تو مرد

نے کہا اُسکی حکایت مین امیر المومنین تجھسے کہتا ہون سفر کا مین نے ارادہ کیا اور
یہ اپنی مان کے پیٹ مین تھا اُسکی مان نے مجھسے کہا کہ تو جاتا ہی اور مجھے اس حالت
مین چھوڑے جاتا ہی سو مین نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہون جو تیرے پیٹ مین ہی
پھر مین چلا گیا پھر مین واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکی تھی سو ہم بیٹھے باہم باتین
کر رہے تھے کہ یکایک آگ قبر پر روشن نظر آئی تو مین نے قوم سے کہا کہ یہ آگ کیا ہی
قوم کے لوگون نے کہا یہ فلانی عورت کی قبر سے ہی جسے ہم ہر ایک رات دیکھا کرتے ہین
سو مین نے کہا قسم ہی اللہ کی وہ عورت بڑی روزہ دار قائم اللیل تھی سو مین نے
قبیلہ والون کو ساتھ لیا یہانتک کہ قبر تک پہونچے اور ہمنے اُسے کھودا تو کیا دیکھتے ہین
کہ یکایک ایک چراغ نظر آیا اور یکایک یہ لڑکا چلتا دیکھا تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت
ہی اور اگر اُسکی مان کو ہم سپرد کرتے تو اُسکو بھی زندہ پاتے سو عمر نے کہا ہر آئینہ وہ
تیرے ساتھ مشابہ تراس سے ہی کہ کوا کوے سے مشابہ ہی اور چاہیے کہ جس منزل
سے کوچ کرے دو رکعت کے ساتھ اُسے رخصت کرے اور کہے اللھم زودنی التقوی
واغفر لے ذنوبی ووجھنی للخیر اینما توجھت - اور انس بن مالک نے روایت کی ہی
کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی منزل مین نہین اُترتے مگر یہ دو
رکعت کے ساتھ اُسکے وداع کرتے سو چاہیے کہ ہر ایک منزل اور خانقاہ کو جس سے
کوچ کرے دو رکعت کے ساتھ وداع کرے اور سوار مرکب پر ہو تو یہ کہے سبحان الذی
سخر لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین بسم اللہ واللہ اکبر توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اللھم انت الحامل علی الظہر وانت المستعان علے الامور - اور سنت یہ ہی
کہ صبح کے وقت منزلون سے کوچ کرے اور جمعرات کے دن سے شروع کرے

کعب بن مالک نے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن کے سوا اکثر سفر کے لیے باہر جاتے اور آپ جب کبھی چاہتے کہ لشکر بھیجین تو دن کے اول وقت روانہ فرماتے اور مستحب ہو کہ جب منزل کے قریب پہونچے تو یہ کہے

اللہم رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین ورب البحار وما جرین اسألک خیر ہذا المنزل وخیر اہلہ و اعوذ بک من شر ہذا المنزل وشر اہلہ - اور جب اُترے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جو مسافر کے ساتھ چیزین چاہئین اُنمین سے ایک طہارت کا برتن ہو کہتے ہین کہ ابراہیم خواص کے ساتھ چار چیزین ہمیشہ سفر اور حضر مین رہتی تھین لوٹا - رسّی - سوئی مع تاگہ - قینچی - اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو پانچ چیز اپنے ساتھ رکھتے آئینہ اور سرمہ دان اور استرہ - مسواک - کنگھی اور ایک روایت مین ہو مقراض اور صوفیہ کے پاس سے عصا بھی جدا نہین ہوتا اور وہ بھی سنت سے ہو - معاذ بن جبل سے روایت ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اگر مین نے منبر اختیار کیا تو ابراہیم نے اُسے اختیار کیا ہو اور جو عصا اختیار کرون تو ابراہیم اور موسیٰ نے اُسے اختیار کیا ہو اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصا پر سہارا کرنا انبیار کے اخلاق سے ہو ایک رسول علیہ السلام کے پاس عصا تھا جسپر آپ تکیہ لگاتے اور آپ عصا پر تکیہ لگانے کا حکم دیتے اور لوٹا بھی سنت سے ہو - جابر بن عبداللہ سے روایت ہو کہا اس درمیان مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوٹے سے وضو کر رہے تھے

دفعتہً آپ کی طرف لوگون نے جنبش کی یعنے سرعت اور شتابی کی اور اصل اُسکی
یہ وزاری ہی جیسے لڑکا مان کے ساتھ ہو اور روتے وقت اُسکی طرف دوڑتا ہی
یا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارا حال ہی تو عرض کی یا
سول اللہ پانی ہمین نہین ملتا جسے ہم پئین یا وضو کرین مگر آپ کے سامنے
آپ نے لوٹے پر ہاتھ اپنا رکھدیا پھر مین نے دیکھا تو آپ کی انگلیون سے
مہ کی طرح اُبلتا تھا پھر قوم نے اُس سے وضو کیا مین نے پوچھا تم کتنے آدمی
ے کہا جو ہم لاکھ آدمی ہوتے تو ہمین کفایت کرتا ہم حدیبیہ کی لڑائی مین
درہ سو تھے اور صوفیہ کی سنت سے کمر کا باندھنا ہی اور وہ سنت سے
۔ ابو سعید نے روایت کی ہی کہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپ
ے صحابہ علیہم الرضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیادہ پا حج کیا اور فرمایا کہ کمر بند
ے اپنی کمرین باندھو تو ہمنے باندھین اور آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے
ر ظاہر آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ جب خانقاہ سے باہر جائین تو دو رکعت
ز صبح سفر کے دن پڑھین جیسا کہ ہمنے گھر سے رخصت ہونے کے وقت
و رکعت کا ذکر کیا ہی اور پہلے موزہ اپنے آگے رکھے بعد ازان اول
اہنی آستین پھر بائین آستین پہنے پھر میان بند یعنے پٹکا لیکر کمر اُس سے
ندھے اور تھیلی نعلین کی لے اور اُسے جھاڑے اور وہان پر آئے جہان موزہ
نا جاے اور دوہرا کرکے مصلے بچھائے اور ایک جوتے کا نعل دوسرے
گڑے اور بائین ہاتھ مین جوتا اور داہنے مین تھیلی پکڑے اور تھیلی مین
دتے اسطرح رکھے کہ ایڑیان اُسکی نیچے کی طرف رہین اور تھیلی کا سر باندھ لے

اور اپنے بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین سے جوتا داخل کرے اور اپنی پیٹھ پیچھے
اُسے رکھے پھر مصلے پر بیٹھے اور اپنے بائین ہاتھ سے موزہ آگے رکھے اور اُسکو جھاڑنے
اور داہنے سے شروع کرے اور پہنے اور گیتی اور ٹپکہ سے زمین پر نہ گرنے دے
پھر دونون ہاتھ دھوے اور پھر اپنا مُنہ اس موضع کی طرف کرے جہان سے وہ
جاتا ہی اور حاضرین کو وداع کرے اور کوئی بھائی خانقاہ کے باہر تک لوٹا مشکیزہ
لیچلے تو اسے منع نکرے اسی طرح عصا اور چھاگل اور جو ساتھ ساتھ بطور رخصت چلین
انکو وداع کرے پھر مشکیزہ کو پکڑے اور داہنے ہاتھ سے اٹھائے اور بائین کو داہنی
بغل کے نیچے سے نکالے اور بائین طرف مشکیزہ کو باندھے اور داہنا شانہ
اُسکا خالی رہے اور مشکیزہ کی گرہ داہنی طرف رہے پھر جبکہ راہ مین مقام بزرگ پر
پہونچے یا بھائیون کی جماعت پیشوائی کو آئین یا کوئی شیخ ایک جماعت کا پیشوائی
کو آئے تو مشکیزہ کو کھولے اور رکھدے اور انکا استقبال کرے وسلام علیک
اُنسے کرے پھر جب اُنسے علیحدہ ہو تو مشکیزہ باندھے اور جب منزل کے قریب
پہونچے خانقاہ ہو یا اور جگہ ہو تو مشکیزہ کو کھولڈالے اور بائین طرف کی بغل مین
دبالے اور اسی طرح عصا اور چھاگل کو اپنے بائین ہاتھ مین لے اور ان رسوم
کو خراسان کے اور پہاڑ کے فقرا نے مستحسن جانا ہی اور عراق اور شام اور مغرب کے اکثر
فقرا اسکے پابند نہین ہوتے اور انکی رعایت کے باب مین فقرا کے درمیان تکرار ہی
تو جو لوگ اسکے پابند نہین کہتے ہین کہ یہ رسوم غیر لازم ہین اور اسکے التزام سے
صورتون کے ساتھ توقف ہی اور حقایق سے غفلت ہی اور جو لوگ اسکے پابند ہین وہ
کہتے ہین یہ آداب ہین کہ متقدمین نے انکو وضع کیا ہی اور جب ایسے شخص کو دیکھتے ہین

کہ جوان سب یا بعض سے خالی ہین تو عیب لگانے کی اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ وہ صوفی نہین ہی اور دونون گروہ انکار مین حد سے متجاوز ہین اور صحیح اسمین یہ ہی کہ جو کوئی اُسکی پابندی کرتے ہین اُسپر کوئی انکار نہین کرتا تو شرع مین منکر نہین ہوا اور وہ ایک اچھا ادب ہی اور جو کوئی پابندی اُسکی نہین کرتا تو اُسپر کوئی انکار نہین کرتا تو شرع مین واجب ہی اور نہ مستحب ہی اور کوہستان اور خراسان کے بہت سے فقرا ان رسوم کی رعایت مین اُس حد تک مبالغہ کرتے ہین کہ افراط کے درجہ تک نکلجاتے ہین اور عراق و شام اور مغرب کے بہت سے فقرا اس سے علیحدگی اُس حد تک کرتے ہین کہ وہ تفریط تک پہونچ جاتے ہین اور سزاوار تر یہ بات ہی کہ جس چیز کو شرع انکار کرے اور بُرا جانے وہ منکر ہی اور جسکو وہ انکار نکرے تو وہ منکر نہین اور بھائیون کے تصرفات کے لیے عذر داریان کی جائین جبتلک کہ اُنمین منکر نہو یا مستحب مین خلل نہ پیدا ہووے اور اللہ توفیق بخشنے والا ہی۔

اٹھارھوان باب سفر سے آنے اور خانقاہ کے داخلہ اور اُسکے ادب کے بیان مین ہی۔

فقیر کو چاہیے کہ جب سفر سے واپس آئے تو مقام کے آفات سے اللہ تعالے کے ساتھ پناہ مانگے جسطرح سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہی اور دعاء ماثورہ یہ ہی

اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکاٰبۃ المنقلب وسوء المنظر فی الاھل والمال والولد۔ اور جب اُس شہر کے قریب جسمین ٹھہرنے کا ارادہ ہو پہونچے تو اہل شہر پر زندہ اور مردہ سے سلام علیک کہے اور قرآن شریف سے جو آسان ہو پڑھے

اور زندہ اور مردہ لوگون کے لیے اُنکو ہدیہ بنائے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کے ساتھ تکبیر کہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر آئینہ روایت کی گئی ہی کہ آپ جب غزوہ یا حج سے رجوع فرماتے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تکبیر کہتے تھے اور فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیئ قدیر ایبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ اور جب شہر نظر آئے تو یہ پڑھے اللھم اجعل لنا بہا قرارا ورزقا حسنا۔ اور اگر غسل کرے بہتر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہے کہ آپ نے دخول مکہ کے لیے غسل فرمایا تھا اور یہ بھی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ طلب احزاب سے واپس آئے اور مدینہ میں فروکش ہوے تو اپنی زرہ اُتاری اور غسل کیا اور حمام گئے ورنہ وضو تازہ کرے اور سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور اس سے بھائیون کی ملاقات کے لیے تیار ہو اور زندہ مردہ جو یہان ہین اُنسے برکت حاصل کرنے کی نیت کرے اور اُنکی زیارت کرے ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد گھر سے باہر نکلا کہ اپنے بھائی کی زیارت فی اللہ کرے تو اللہ تعالی نے اُسکے رستہ مین ایک فرشتہ بٹھلا دیا اور اُسنے کہا کہ کہان کا تیرا ارادہ ہی کہا فلانے کی زیارت کا کہا قرابت کے سبب نہین کہا نعمت کے شکرانہ کے لیے جو تجھے اُس سے ملی ہو کہا نہین کہا پھر کسواسطے کہا اُسے مین فی اللہ دوست رکھتا ہون کہا مین ہر آئینہ تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہون اس پیام کے ساتھ کہ اللہ تجھے دوست رکھتا ہی اُس دوستی کے سبب جو تو اُس سے رکھتا ہی ۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی کہ ہر آئینہ

آپ نے فرمایا ہی جب ایک مرد اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت فی اللہ کرے تو
اللہ تعالےٰ اُسے فرماتا ہی خوش رہو اور خوش تیرا چلنا ہی اور جنت سے ایک مکان
رہنے کو ملیگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ مین
پہلے تمھین قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اُنکی زیارت کرو اسلیے کہ وہ آخرت کو یاد
دلاتی ہی تو اس فقر کے لیے فائدہ زندون اور مردون کا ہی پھر جب شہر مین داخل ہو
مساجد سے کسی ایک مسجد مین پہلے دو رکعتین پڑھے پس جامع مسجد کا قصد کرے
اور زیادہ اعلیٰ اور افضل ہی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے
تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے بعد اون
گھر مین جاتے اور فقیر کے لیے خانقاہ ہی گھر برابر ہی پھر خانقاہ کا قصد کرے اور
خانقاہ کا قصد سنت سے ہی اُس روایت کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہی
تھا ایک شخص تھا کہ جب مدینہ آتا اور اسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے پاس اُترتا اور
نہوتا تو صفہ مین آتا سو مین اُن لوگون سے ہون جو صفہ مین آتے پھر جب خانقاہ
مین اُترے تو اسطرف جائے جہان موزہ اُتارے پھر پٹکا کھولے اور وہ کھڑا ہو پھر
تھیلی کو بائین کے ساتھ بائین آستین سے نکالے اور تھیلی کا منھ داہنے ہاتھ سے
کھولے اور بائین ہاتھ سے جوتا نکالے پھر جوتے کو زمین پر رکھے اور پٹکا لیکر تھیلی مین
ڈالے تب بایان موزہ اُتارے پھر اگر وضو سے ہو تو دونون پانون دھوڈالے موزہ
اُتارنے کے بعد کہ راستہ کی مٹی اور پسینا دور ہو اور جب مصلے پر آئے تو مصلے کو بائین
طرف سے لپیٹے اور لپیٹے ہوے کے ساتھ دونون پانون کو پونچھے پھر قبلہ رو ہو اور دو
رکعت پڑھے پھر سلام پھیرے اور مصلے کے سجدہ کی جگہ کو پانو پڑنے سے بچائے

اور یہ وہ رسوم ظاہری ہین جنکو بعض صوفیہ نے مستحسن جانا ہی جو انکا پابند ہو اُسپر
انکار نہین کیا جاتا اسواسطے کہ یہ مشائخ کے استحسان سے ہی اور اُنکی ظاہری نیت
اسمین یہ ہی کہ مرید کو ہر ایک بات مین صورت خاص کے ساتھ مقید کیا جاے تاکہ
وہ ہمیشہ اپنی حرکات کا متفحص رہے اور بلا قصد و عزیمت اور ادب کے کسی
حرکت کا مرتکب ہو اور فقرا سے جو کوئی فقرا سے اسکے کسی چیز مین خلل ڈالے تو اُسپر
انکار نہ کیا جاے یعنی کہا جاے کہ وہ بُرا کرتا ہی جب تلک کہ واجب یا مستحب کا وہ مخل نہ ہو
اسواسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متصوفہ کے اکثر رسوم کے مقید نہ تھے
اور جوان آدمی جوان رسوم کے ساتھ اعتراض اُنپر کرنا بدون اسکے کہ اشیا مین
نیت پر اُنکی نظر کرین چاہتے ہین غلط ہی سو شاید خانقاہ مین فقیر بغیر آستین
چڑھائے داخل ہوا اور بہر آئینہ سفر مین وہ آستینین بغیر چڑھائے تھا تو آگاہ کر دے
اس بات سے کہ اُسنے تناول اُسکا لوگون کے دیکھنے کے واسطے نہین کیا جیسے
کہ شرعی مستحب مین خلل نہین ڈالا اور دوسرے کا آستین چڑھائے ہونا قیاس
پٹکا باندھنے پر کرے اور پٹکا باندھنا سنت ہی جیسا کہ ہمنے ذکر کیا کہ اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر مین جو مدینہ اور مکہ کے درمیان تھا کمرین باندھی تھی
آستینون کا چڑھانا اسکی معنی مین ہی کہ چلنے مین اُس سے سُبکی اور نرمی ہی تو جو کوئی
کمر باندھے آستینین چڑھائے خانقاہ مین داخل ہو ایسا ہی ہی اور جو سفر مین کمر باندھے
نہو یا سوار بغیر کمر باندھے ہو تو صدق اسی مین ہی کہ ایسا ہی داخل ہو اور کمر کے
باندھنے اور آستینون کے چڑھانے کا لوگون کے دکھانے کو قصد نکرے اس
واسطے کہ یہ ایک تکلف ہی اور خلق کی طرف نظر ہی اور تصوف کی بنا صدق اور

...ظر خلق سے کرنے پر ہی اور متصوفہ پر جن باتون مین انکار کیا جاتا ہی از انجملہ ایک یہ ہی
...یہ لوگ جب خانقاہ مین داخل ہوتے ہین تو ابتدا اسلام سے نہین کرتے اور منکر
...تا ہی کہ یہ خلاف مندوب و مستحب ہی اور انکار کرنے والے کو یہ نہین سزاوار ہی کہ
...ہ انکار بغیر اُنکے مقاصد جانے کرے جنمین اُنکا اعتماد ہی اور سلام اُنکا چھوڑ دینا
...ت وجوہ کو محتمل ہی ایک یہ ہی کہ سلام اسماء الٰہی سے ایک اسم ہی اور ہر آئینہ عبد اللہ
...ن عمر نے روایت کی ہی کہا کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس سے ایک شخص
...ذرا جبکہ آپ پیشاب کرتے تھے اُسنے آپ کو سلام کیا یعنے السلام علیکم کہا
...پ نے جواب اُسے نہ دیا یہانتک کہ قریب تھا کہ وہ شخص آنکھون سے اوجھل
...و جاے پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ مارا اور اس سے اپنے مُنھ پر مسح کیا پھر دوسری
...فعہ مارا اور اُس سے اپنے دونون ہاتھ پر مسح کیا غرض یہ کہ تیمم کر لیا اسکے بعد اُس
...شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ ہر آئینہ مجھے سلام کے جواب سے بجز اسکے
...ور کسی چیز نے نہین روکا کہ مین طہارت سے نہ تھا اور یہ بھی روایت ہی کہ آپ نے
...سلام کا جواب نہین دیا جب تک کہ وضو نہین کیا پھر اُس سے معذرت کی اور
...رمایا کہ اللہ تعالی کا ذکر کرنا طہارت بغیر مجھے مکروہ معلوم ہوا اور کبھی ایک جماعت
...فقراے سفر مین صبح کرتے ہین اور کسی کو اُنمین سے وضو نہین ہوتا تو اگر باوضو
...سلام کرے اور بے وضو چپ ہو رہے اُسکا حال کھلجاے اسواسطے سلام ترک
...کیا جاتا ہی تاکہ جسے وضو کرنا ہو وضو کر لے اور پانون دھوئے جسے دھونے ہون
...تاکہ بے وضو کا حال معلوم نہو جبتک کہ اُنکا سلام طہارت سے ہو جو رسول اللہ
...صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہی اور کبھی مقیم بھی طہارت سے نہین ہوتے تو سلام کے

جواب کے لیے طہارت سے مستعد ہوا سواسطے کہ سلام ایک رسم اسمائے الٰہی سے ہی
اور یہ وجہ عمدہ تر دیگر وجوہات سے ہی جو بیان کی جاتی ہین اور اُن وجوہ سے یہ
بھی ہی کہ جب سفر سے کوئی آتا ہی تو بھائی اُس سے بغلگیر ہوتے ہین اور کبھی ایسا
ہوتا ہی کہ راستہ اور سفر کے آثار گرد و غبار اُسپر پڑا ہوتا ہی جو مکروہ معلوم ہوتا ہی تو وضو
اور پاکیزگی سے وہ مستعد ہوتا ہی پھر سلام اور معانقہ کرتا ہی اور یہ بھی ایک وجہ ہی
کہ خانقاہ کے صاحب مراقبہ و احوال ہین تو دفعتہً اگر اُنسے کوئی کہے السلام علیکم
تو مراقبہ والا اُس سے چونک اُٹھتا ہی اور محافظ قلب مشوش ہو جاتا ہی اور سلام
پر مقدم ہی کہ خانقاہ مین پانون کے دھونے اور وضو کرنے اور دو رکعت پڑھنے
سے انس اور آرام پاوے یعنے سب جان لین کہ فلان صاحب سفر سے آئے
ہین تو سب کوئی اُسکے لیے تیار ہو جائین۔ جسطرح کہ وہ خانقاہ پہونچ ہاتھ منھ
دھو وضو کر نماز پڑھ کر اُنکے لیے تیار ہوتا ہی اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی حتی تستانسوا
یعنے تاکہ تم آپس مین استیناس کرو اور ہر ایک قوم کا استیناس اُنکے حسب حال ہی
اور یہ بھی وجہ ہی کہ وہ اپنے گھر کے سوا کہین داخل ہوا اور نہ اُنکی نسبت وہ مسافر ہی
بلکہ وہ اُسکے بھائی بند اور دوست اُس نسبت باطنی کے سبب مین جو ایک راہ
مین سب کو جمع کرنے والی ہی اور گھر اُسکا گھر اور گانون اُسکا گانون ہی تو برکت
اُسمین دیکھتا ہی کہ خلق کے معاملہ سے پہلے اللہ کے معاملہ سے گھر کو کھولے اور
جسطرح اُنکی معذرت ترک سلام مین کی گئی تو اُنکو چاہیے کہ جو شخص گھر مین آتے ہی
سلام علیک کرے اُسکا انکار نہ کرین اور بُرا نجانین سو جسطرح سلام نکرنے والے کے
واسطے ایک نیت ہی اُس شخص کے لیے بھی جو سلام اُسکو کرے ایک نیت ہی

ور قوم کے لیے آداب اور قواعد ہین کہ شرع نے جاری کیا اور بعضے آداب آئین سے
رہ ہین جنکو مشائخ نے مستحسن رکھا تو جو شرع مین آئے اُسکا ہمنے بیان کر دیا کہ کمر باندھے
ور عصا اور لوٹا لے اور داہنے سے موزہ پہنے اور بائین سے اُتارے - ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جوتا
پہنو تو ہمیشہ داہنے سے اور جو اُتارو تو ہمیشہ بائین سے یا دونون کو ساتھ اُتارو - یا
دونون کو ساتھ پہنو - جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم داہنے سے پہلے بایان جوتا اُتارا کرتے اور بائین سے پہلے داہنے پاؤن
مین پہنتے اور مصلی بچھاتے جو سنت ہی اور ہمنے اُسے بیان کیا ہی اور دوسرے کے
مصلے پر ایک کا نہ بیٹھنا مشروع اور مسنون ہی اور ہر آئینہ ایک بڑی حدیث مین
وارد ہوا ہی کہ آدمی دوسری جگہ اپنے اختیار سے امام نہو اور نہ اُسکے اہل مین اور
نہ اُسکی تعظیم کی جگہ بیٹھے الا جبکہ وہ اجازت دے اور جب بھائیون کو سلام کرے
تو یہ اُنسے اور وہ اس سے بغلگیر ہون کہ ہر آئینہ جابر بن عبد اللہ نے روایت
لی ہی کہا جبکہ جعفر ملک حبشہ سے آئے تو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے
معانقہ کیا اور اگر بوسہ دے اُنھین تو اُسکا مضائقہ نہین ہی - روایت ہی کہ جب
جعفر آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکی دونون آنکھون کے بیچ
مین بوسہ دیا ہی اور فرمایا کہ جعفر کے آنے سے جتنا مین خوش ہوا اُس سے بڑھکر
فتح خیبر سے خوش نہین ہوا اور اپنے بھائیون سے مصافحہ کرے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہی مسلمان کا بوسہ اپنے بھائی کے لیے مصافحہ ہی - اور انس
بن مالک نے روایت کی ہی کہا کہ کہا گیا یا رسول اللہ آدمی اپنے دوست اور

بھائی سے ملے تو اُسکے لیے جھکے فرمایا کہ نہین کہا گیا اُس سے لپٹے اور چومے فرمایا
کہ نہین کہا گیا کہ مصافحہ کرے فرمایا کہ ہان اور خانقاہ کے باشندہ فقیرون کی
مشیخت ہی کہ فقرا سے ملاقات مرحبا کہنے سے کرین - عکرمہ نے روایت کی ہی کہا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسدن آپ کی خدمت مین آیا دو بار فرمایا مرحبا
بالراکب المہاجر یعنے سوار ہجرت کرنے والے کو مرحبا ہی یعنے فراخی کو پہونچے - اور اگر
اُسکے لیے کپڑے ہون تو مضائقہ نہین اور وہ مسنون ہی اور جناب رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ جعفر کے لیے کھڑے ہوے جسدن وہ
آئے - اور آنیوالے کے لیے کھانا پیش کرنا مستحب ہی - لقیط بن صبرہ نے روایت
کی کہا پیغام لیکر ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ سے ہم آپ
کے مکان پر نہ ملے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے ملاقات کی تو آپ نے حریرہ کا
حکم دیا اور ہمارے واسطے وہ بنوایا گیا اور ایک قناع مین ہمکو دیا گیا اور قناع
طبق ہی پھر ہمنے اُسے کھایا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ
نے فرمایا تمھین کچھ ملا ہمنے کہا ہان یا رسول اللہ - اور آنے والے پر مستحب ہی
کہ فقرا کے سامنے حق قدوم سے کچھ پیش کرے - حدیث مین وارد ہی کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ مین آئے تو اونٹ ذبح کیے تھے اور بعد
عصر کسی آنیوالا کا آنا مکروہ جانتے ہین اسکی وجہ سنت سے ہی کہ حضرت نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے رات کے چلنے سے منع کیا ہی اور صوفیہ عصر کے بعد ارادہ
اور مستعد رات کے استقبال کو طہارت کے ساتھ اور ذکر و استغفار پر جھکنے کو
ہوتے ہین - جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہی کہ کہا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب کوئی تم مین کا سفر سے آئے تو رات اپنے اہل کے
پاس نجائے - اور کعب ابن مالک سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سفر سے نہین آتے مگر دن کو دوپہر کے وقت تو دن چڑھتے آنے کو مستحب جانتے تھے
اگر وہ وقت جاتا رہے کہ ہر آئینہ کبھو چلنے مین ضعف کے سبب دیر ہو جاتی ہی یا اُسکے سوا
اور کچھ ہو تو عصر تک فقیر کے لیے باقی دن کا عذر ہی اسواسطے کہ تعویق کا احتمال ہی اور
جب عصر کا وقت آجائے تو اُسکی طرف اہتمام سنت مین قصور کی نسبت ہوتی ہی جو چڑھتے
دن کا آنا ہی اسواسطے کہ یہ لوگ عصر کے بعد آنے کو مکروہ جانتے ہین اور اللہ سب سے
زیادہ عالم ہی پھر جب عصر کا وقت آجائے تو التوا صبح پر کرے تاکہ چڑھتے دن آنے کی
سنت پر عمل ہو اور اسمین ایک اور بات بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ عصر کے بعد نماز مکروہ ہی
اور ادب یہ ہی کہ آنے والا دو رکعت نماز ادا کرے اسی واسطے عرصہ کے بعد آنا مکروہ جانتے
ہین اور کبھو آنے والے فقرا سے کم خانقاہ مین آنے سے واقف ہوتے ہین اور سراسیمہ
و متحیر ہو جاتے ہین تو سنت یہ ہی کہ اُسکے پاس آکر بیٹھین اور بہت دوستانہ اور ہنسی
خوشی سے ملین تاکہ اُسکا دل کھلجاے اور اُسکی سراسیمگی دفع ہو کہ اسمین بڑی فضیلت ہی
ابو رفاعہ سے روایت ہی کہا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا
آپ اُسوقت خطبہ پڑھتے تھے تو مینے عرض کی یا رسول اللہ یہ ایک شخص مسافر آیا ہی
اپنے دین کا سوال کرتا ہی اور نہین جانتا اُسکا دین کیا ہی کہا کہ حضرت نبی صلی
اللہ علیہ وسلم میرے سامنے تشریف لائے اور خطبہ اپنا چھوڑ دیا پھر کرسی لائے جسکے
پائے لوہے کے تھے تب آپ بیٹھے بعد ازان مجھے تعلیم کرنا شروع کیا اُسمین سے جو
اللہ نے اُنکو سکھلایا تھا بعد اُسکے آپ خطبہ پر متوجہ ہوے اور اُسکے آخر کو تمام

اسپر کیا کہ جو فقرا کے عمدہ اخلاق مین مسلمانون کے ساتھ نرمی اور سنے دیکھے مکروہات
کا تحمل کرنا - اور کبھو فقیر خانقاہ مین آتا ہو اور متصوفہ کے بعض مراسم چھوڑ دیتا ہی
تو وہ جھڑکا اور روکا جاتا ہو اور وہان سے خارج کیا جاتا ہو اور یہ بڑی خطا ہی
اسواسطے کہ کبھو ایسا ہوتا ہو کہ اکثر اولیا اور صلحا ان ظاہری رسوم سے واقف نہین
ہوتے اور نیک نیتی سے خانقاہون کا ارادہ کرتے ہین تو جب اُنکو مکروہات کا سامنا
ہو تو اندیشہ ہی کہ ایذا سے اُنکے باطن مشوش ہون اور جو شخص منکر اُنکا ہو اُسکے دین
اور دنیا کو نقصان پہونچے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہی اور حضرت نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے اخلاق پر نظر کرے اور آپ کی مدارات اور نرمی جو آپ کا برتاؤ خلق کے ساتھ
تھا اور ہر آئینہ بروایت صحیح یہ حدیث ہی کہ ایک اعرابی یعنے دیہاتی مسجد مین آیا اور
اُسنے پیشاب کر دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ایک پانی بھرا ڈول لائے اور اُس جگہ پر ڈالا
اور اعرابی کو نہ جھڑکا بلکہ اُسکے ساتھ رعایت کی اور نرمی اور ملائمت سے جو واجب
تھا اُسے بتلایا اور سختی اور ہشت مشت اور غلبہ مسلمانون پر قول اور فعل سے کرنا
نفوس خبیثہ کا کام ہو اور وہ حال متصوفہ کے خلاف ہی اور جو اُن لوگون مین سے
جو خانقاہ مین آوے کہ در اصل وہان ٹھہرنے کی صلاحیت نہین رکھتا تو بعد ازانکہ
اُسکے لیے کھانا لایا جاے اور اُس سے اچھی طرح گفتگو کیجاے بہت خوبی کے ساتھ
وہان سے واپس کر دیا جاے تو یہ ہی جو اہل خانقاہ کے لائق ہی اور جسکا برتاؤ فقرا
مسافر کے ہاتھ پانون دبانے سے کرتے ہین تو وہ خوش خوئی اور نیک معاملگی حدیث
مین آئی ہی - عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین آیا اور آپ کا ایک حبشی غلام آپ کی پیٹھ دبا رہا تھا تو مین نے کہا

رسول اللہ آپ کا کیا حال ہی تو فرمایا کہ اونٹنی نے مجھے گرا دیا تو اسکے ساتھ رضامندی
اچھی معلوم ہوتی ہی جو اُسکے سفر سے آنے اور تھک جانے کے وقت ہاتھ پانُون
دبانا ہی و لیکن جو کوئی اُسکی عادت کرے اور ہاتھ پانُون دبانے کو دوست رکھے
اور اُس سے نیند آنے کی خواہش کرے اور اسے برقرار رکھے جب تک کہ نیند نہ آوے
وہ فقرا کے مناسب حال نہین ہی اگرچہ شرع مین جائز ہو اور فقرا مین سے ایسا ایک
شخص تھا کہ جب ہاتھ پانون دبواتا اور اُس سے لذت اُٹھاتا اور اُسکی خواہش سے احتلام
سے ہو جاتا تو اس احتلام کو پانون دبوانے کی عقوبت جانتا تھا - اور اہل عزیمت کے
لیے وہ اُمور مین جنمین گنجائش میلان کی رخصت اور جواز کی طرف نہین ہی - اور آداب
فقیر سے ہی کہ سفر سے آنے کے بعد جب وہ ٹھہرے اور بیٹھے تو خود کلام مین ابتدا نکرے
سوا اسکے دوسرا اُس سے بات کرے - اور مستحب ہی کہ تین روز توقف کرے اور ملاقات
کا ارادہ کرے نہ مجلس وغیرہ مین جائے جو شہر مین جانے سے اُسے مقصود ہی حتے کہ
سفر کی تکان جاتی رہے اور اُسکا باطن اپنی حالت پر آ جائے اسواسطے کہ سفر اور
اُسکے عوارض سے طبیعت مین اُسکی فرق آ جاتا ہی اور تکدر اُسمین سما جاتا ہی تا آنکہ
تین روز مین حواس اُسکے ٹھکانے سے ہو جاتے ہین اور اُسکا باطن صلاحیت پر آئے
اور نور باطن سے مشائخ کی ملاقات اور زیارتون کے لیے مستعد ہو جاے اسواسطے
کہ جب اُسکا باطن روشن ہو تو خیر کا پورا حظ ہر ایک شیخ اور بھائی سے جنکی وہ ملاقات
کرے حاصل کرتا ہی - اور مین اپنے شیخ سے سنا کرتا جب وہ یارون کو نصیحت کرتے
اور کہتے کہ ان اہل طریق سے بجز ایسے وقت کے جو صافی ہو باتین مت کرو اور اسمین
بہت بڑا فائدہ ہی اسواسطے کہ کلام کا نور قلب کے نور کے موافق ہی اور سماعت کا

نور قلب کے نور کے مقدار ہو اور جب شیخ یا بھائی کے پاس آئے اور اُس سے ملاقات کرے تو اُسے چاہیے کہ جب معاودت کا ارادہ کرے تو اجازت مانگے اسواسطے کہ ہر آئینہ عبداللہ بن عمر نے روایت کی ہو کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اُسکے پاس بیٹھے تو ہرگز بغیر اجازت وہان سے نہ اُٹھے۔ اور اگر نیت ہو کہ چند روز قیام کرے اور اُسکے وقت مین وسعت ہو اور اُسکے نفس کو بیکاری اور خالی بیٹھے رہنے کا شوق ہو تو خدمت کی درخواست کرے جسکو وہ بجالائے اور جو اپنے پروردگار کے لیے ہمیشہ کام کرتا ہو تو اُسکو عبادت کا شغل کافی ہو اسواسطے کہ اہل عبادت کی خدمت عبادت کے قائم مقام ہو اور خانقاہ سے بغیر وہان کے شیخ یا سجادہ نشین کی اجازت کے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی کام بغیر اُسکی رائے کے کرے پس یہ تمام اعمال ہین جنکا برتاؤ اور ارباب خانقاہ کرتے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انھین توفیق اور تادیب مین ترقی بخشے۔

اُنیسوان باب صوفی متسبب کے حال کے بیان مین ہی

صوفیہ کے احوال مختلف ہین کہ اسباب کے ساتھ گذر کرین یا اسباب سے اعراض کرین تو بعضے وہ ہین جو فتوح پر رہتے ہین تو وہ مال کے مائل ہین نہ کسی پیشہ سے اور نہ سوال سے سبب معاش کا کرتے ہین اور بعضے اُنمین سے پیشہ کرتے ہین اور بعضے وہ ہین کہ فاقہ کے وقت سوال کرتے ہین اور ہر ایک طرز مین اُنکو ایک ادب اور حد ہی جسکی وہ رعایت کرتے ہین اور اُس سے تجاوز نہین کرتے اور جب کہ فقیر علم کے ساتھ اپنے نفس کی سیاست کرے تو اللہ تعالےٰ سے اُسکو فہم اُس غرض مین حاصل ہوتا ہی جسمین وہ سبب یا ترک سبب سے داخل ہوتا ہی پس فقیر کو نہین

ہیے کہ حتی الوسع سوال کرے اسواسطے کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ترک سوال
رغیب اور ترہیب سے برانگیختہ کیا ہی سو ترغیب یہ ہو کہ جو ثوبان نے روایت کی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو شخص میری ایک بات قبول
ے مین اُسکے لیے جنت کا ذمہ دار ہون ثوبان نے کہا کہ مین نے کہا مین فرمایا
دن سے کوئی چیز نہ مانگ پھر ثوبان کا یہ حال تھا کہ اگر اُسکے کوڑے کا ڈورا اگر پڑتا
کسی سے نہ کہتا کہ اُسے اُٹھا دینا وہ آپ اُترتے اور اُسکو اٹھا لیتے اور ابوہریرہ
ی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اگر
ئی تم مین سے ایک رسی لے اور اُس سے ایک لکڑی کا گٹھا باندھکر اپنی پیٹھ پر
ے پھر اُسکے حاصل سے کھائے اور صدقہ دے تو اس سے بہتر ہو کہ کسی شخص
ے پاس آئے اور اُس سے سوال کرے خواہ اُسے دے یا نہ دے پس ہر آئینہ
نچا ہاتھ نیچے سے بہتر ہی ہلال بن حفیص سے روایت ہو کہا مین مدینہ آیا اور
ی سعید کے یہان اُترا اور ہم اور وہ دونون ایک جگہ بیٹھے تو اُسنے حکایت کی
ایک روز مجھے صبح ہوئی کہ ہمارے پاس کھانے کو نہ تھا اور مین نے اپنے پیٹ
ے بھوکھ کے سبب پتھر باندھ لیا تو مجھ سے میری بی بی نے کہا رسول اللہ کے
ن جاؤ کہ اُسکے پاس فلانا آیا تو اُسکو دیا اور فلانا آیا اور اُسکو دیا کہا کہ مین آپ
ے پاس گیا اور مین نے کہا کہ مین کچھ مانگون تو مانگنے کے لیے مین گیا اور رسول
للہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اُسوقت خطبہ پڑھتے تھے اور فرمارہے تھے

ن یعفف عنہ یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن سالنا شیئا فوجدناہ اعطیناہ
اسیناہ ومن استعف عنہ واستغنی فھو احب الینا ممن سالنا یعنے جو عفو چاہیے

اُسکو اللہ بخشتا ہو اور جو غنا چاہے اُسکو اللہ غنی کرتا ہی اور جو ہمسے کچھ مانگے اگر ہمین وہ چیز ملے تو ہم اُسے دین اور غمخواری اُسکی کرین اور جو کوئی اُسے چھوڑے اور بے پروائی کرے تو وہ ہمین زیادہ عزیز اُس سے ہی جو ہمسے سوال کرے - کہا مین اُلٹا پھر آیا اور اُس سے کچھ نہین مانگا پھر اللہ تعالےٰ نے مجھے رزق دیا یہانتک کہ مین انصار کے صاحب خانہ کو نہین جانتا جو مجھسے مال مین زیادہ ہو - ولیکن ترہیب اور تخویف کی راہ سے تو وہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ نے فرمایا ہمیشہ تمھارے ایک کے ساتھ سوال رہیگا یہانتک کہ وہ اللہ سے ملے اس حالت سے کہ اُسکے مُنھ مین گوشت کا ٹکرا ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہو کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ شخص نہین ہی جسکو ایک لقمہ اور دو لقمہ اور ایک چھوارہ اور دو چھوارے پہونچین مگر وہ شخص مسکین ہی جو لوگون سے سوال نکرے اور مکان اُسکا نہ جانا ہو کہ اُسے دیا جاوے یہ ہی حال سچے فقیر اور حقیقی متصوف کا کہ لوگون سے کچھ نہ مانگے اور ان فقرا سے بعضے ایسے ہین کہ ادب کو لیے ہوے ہین حتے کہ اُس حال کو وہ ادب پہونچا دیتا ہی کہ وہ اللہ تعالےٰ سے بھی شرماتا ہی کہ دنیا کی چیز اُس سے مانگے یہانتک کہ جب سوال کا نفس ارادہ کرے تو ہیبت اُسے ہٹا دے اور سوال کے اقدام کو جرات سمجھے تو اس حالت مین اللہ تعالےٰ بغیر سوال اُسکو دیتا ہی جیساکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منقول ہی کہ ہر آئینہ آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور اُسوقت وہ ہوا مین تھے قبل اسکے کہ آگ تک پہونچین تو کہا آیا تجھے کوئی حاجت ہی آپنے کہا کہ کیا تیری طرف تو نہین ہی پھر آپ سے

کہا کہ تو اپنے رب سے ہی سوال کر کہا میرے سوال سے اُسکا علم میرے حال سے کفایت ہی
اور کبھو اسکے نفس سے ضعیف ہونا اور التماس ہوتا ہی تو اللہ تعالےٰ سے بندگی مانگتا ہی اور
مخلوق سے سوال کرنا نہین تجویز کرتا تو اللہ تعالےٰ اُسکی طرف بلا سوال مخلوق کے
روزی بھیجتا ہی - بعضے صالحین سے ہمین معلوم ہوا ہی کہ اُسنے کہا جب فقیر نفس کے
مطالبہ کو کسی چیز کے لیئے پائے تو یہ مطالبہ خالی اُس سے نہین کہ اُس رزق کا ہی
جسکو اللہ تعالےٰ چاہتا ہی کہ اُسکے پاس پہونچا ہے پس نفس کو اُسکی اطلاع ہو سو بعض
فقرا کے نفوس انتظار اُسکا کرتے ہین جو عنقریب پیدا ہوا اور گویا کہ نفس اُس چیز کی خبر
دیتا ہی جو ہونے والی ہی یا یہ کہ وہ عقوبت کسی گناہ کی ہی جو اُس سے پایا گیا پس جبکہ
فقیر یہ بات معلوم کرے اور مطالبہ پر نفس الحاح کرے تو اُسے چاہیئے کہ اُٹھے اور
اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور کہے یارب اگر یہ مطالبہ گناہ کی
عقوبت ہی تو مین تجھسے بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف توبہ کرتا ہون اور جو اُس
رزق کے لیئے ہی جو اُسے تو نے مقدر کیا ہی تو جلد اُسے میرے پاس پہونچا دے پس
اللہ تعالےٰ اُسکے پاس پہونچا دیگا اگر اُسکا رزق اور نصیب ہی ورنہ اُسکے باطن سے
مطالبہ اور خواہش جاتی رہیگی پس فقیر کی شان یہ ہی کہ اللہ کے ساتھ اپنی حاجتین
لے پھر یا تو اُسے کوئی چیز دیگا یا صبر یا اس مطالبہ کو اُسکے قلب سے دور کریگا اسواسطے
اللہ سبحانہ وتعالےٰ کے لیے طریق حکمت کے بہت دروازے ہین اور طریق قدرت
کے بہت دروازے ہین تو طریق حکمت سے کوئی دروازہ کھول دیگا ورنہ قدرت
کے طریق سے کوئی دروازہ مفتوح کریگا اور اُسکے پاس کوئی خرق عادت سے
پہونچ سکے جسطرح سے کہ مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے کلما دخل علیہا

زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ یعنے جب
کبھی زکریا علیہ السلام اُنکے پاس آتے محراب مین تو اُنکے پاس کھانے کی چیز پاتے
تو کہتے ای مریم یہ کہان سے تجھے ملین وہ کہتین یہ اللہ کے پاس سے آئی ہین۔
بعضے فقرا سے نقل ہی ایک دن مین بھوکھا تھا اور حال میرا یہ تھا کہ مین کسی سے
نہ مانگون پھر مین بغداد کی بعض جگہ گذر کرتا ہوا اور سامنے ہوتا ہوا آیا کہ شاید اللہ
تعالی کوئی چیز اپنے بعض بندون کے ہاتھ سے دلوائے تو کچھ تقدیر مین نہ تھا پھر
مین بھوکھا سو رہا اور خواب مین ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھسے کہا کہ فلانی جگہ
جاؤ اور وہ جگہ بتلادی پھر وہان ایک نیلگون خرقہ ہی جسمین روٹیان ہین اُنھین
تو نکال اور اپنے کام مین لا پس حال یہ ہی کہ جو کوئی مخلوقات سے علحدہ اور اللہ ہی
کا ہو رہے وہ غنا مین یکتا ایسا ہی کہ اُسے کوئی چیز نہین ہراتی حکمت کے اور قدرت
کے دروازے جیسے چاہیئے کھلجاتے ہین اور نفس سے جو سوال کرے بہتر اُسمین سے
یہ ہی کہ صبر جمیل کا اُس سے سوال کرے اسواسطے کہ سچے آدمی کا کہنا نفس اُسکا مان
لیتا ہی اور ہمارے شیخ نے اللہ اُنپر رحمت بھیجے حکایت بیان کی کہ میرے پاس ایک
دن میرا بیٹا آیا اور کہا مجھے دانے چاہئین مین نے اُس سے کہا دانے کا کیا
کروگے تو چاہتی چیز بیان کی کہ وہ دانے سے خریدونگا پھر کہا تیری اجازت ہو تو جان
اور دانے قرض لون مین نے کہا ہان اپنے نفس سے تو اُس قرض کو مانگ کہ یہ
بہتر اُس سے ہی کہ جس سے قرض لے۔ اور بعضون نے صوفیہ سے اس مضمون کو نظم
کیا ہی اور کہا اگر تیری خواہش ہی کہ تنگی کے ایام مین مال قرض لے تاکہ نفس کے
مشتہیات مین اُسکو تو صرف کرے تو نفس سے سوال کر کہ وہ صبر کے خزانہ تیرے لیے

خرچ کرے جب آسودگی کا زمانہ آئے تو اُسکے ساتھ نرمی کرے پھر اگر نفس یہ کام کرے
تو غنی ہو اور اگر انکار کرے تو ہر ایک بخیل بعد ازان بہت معذرت کرتا ہی پس اگر
فقیر سب کچھ کوشش انتہا کو پہونچا دے اور ضعف و ناتوانی کے قریب اور ضرورت
کا ثبوت ہو اور اپنے مولیٰ سے مانگے اور وہ اسکے لیے کچھ تقدیر نہ رکھے اور حال
یہ کہ اپنے حال کے مشغولی سے اُسکا وقت پیشہ کے لیے نہ بچے تو اُسوقت
سبب کا دروازہ کھٹکھٹائے اور سوال کرے اسواسطے کہ بتحقیق فاقہ کے وقت
بعضے صالحین ایسا کیا کرتے تھے - ابی سعید فراز سے نقل ہو کہ فاقہ کے وقت
ہاتھ پھیلاتے تب کہتے شئی للہ اور ابی جعفر حداد سے منقول ہو جو جنید
کے اُستاد تھے کہ وہ مغرب اور عشا کے درمیان باہر آتے اور ایک یا دو
دروازہ پر سوال کرتے اور یہ ایک یا دو دن کے بعد بقدر حاجت اُسکی جا بدا
ہو جاتی اور ابراہیم بن ادہم سے منقول ہو کہ وہ بصرہ جامع مسجد مین معتکف تھے
اور تین رات مین ایک رات کو روزہ کھولتے اور افطار کی رات کو دروازون پر
مانگتے تھے اور سفیان ثوری سے نقل ہو کہ حجاز سے صنعا مین سے سفر کرتے اور
راستہ مین مانگتے اور کہا آپ نے مین اُنسے ضیافت کی حدیث بیان کرتا تو
میرے لیے کھانا لایا جاتا تو مین حاجت کے قدر لیتا اور باقی چھوڑ دیتا - اور
رائینہ حدیث مین وارد ہوا ہی جو شخص بھوکھا ہوا اور نہ مانگا پھر مرگیا تو جہنم مین
داخل ہوا اور جو شخص صاحب علم ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُسکو حاصل
ایک حال ہو تو اس قسم کی بات کی پروا نہین کرتا بلکہ وہ علم کے ساتھ سوال
کرتا ہی اور علم کے ساتھ سوال سے باز رہتا ہی - اور ہمارے بعض مشائخ نے

ایک شخص کی حکایت کی جو متفرد گناہون پر تھا پھر بیدار ہوا اور توبہ کی اور اسکی توبہ بہت اچھی ہوئی اور اسکو اللہ تعالے کے ساتھ ایک حال پیدا ہوگیا میں نے ارادہ کیا کہ قافلہ کے ساتھ مین حج کرون اور یہ مین نے نیت کرلی کہ کسی سے کچھ نہ مانگون اور اسپر اکتفا کی کہ اللہ کو میرے حال کا علم ہی کہا کہ چند روز مین راستہ مین رہا تو اللہ تعالے نے حاجت کے وقت توشہ اور پانی بھیجا پھر توقف امر مین ہوا اور کچھ مجھے نہ پہونچا تو مین بھوکھا اور پیاسا رہا حتّے کہ میرے بدن مین طاقت ذرا نہ رہی اور چلنے سے باز رہا اور کچھ کچھ قافلہ سے پیچھے رہ گیا یہانتک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو یہ مین نے اپنے دل مین کہا اب میری طرف سے نفس کا ہلاکت مین ڈالنا ہی اور اللہ نے اُس سے منع کیا ہی اور یہ اضطرار کا مسئلہ ہی سوال کرون پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے انکار اسکا اُٹھا اور مین نے کہا جو عہد مین نے اللہ سے کیا ہی اُسے مین نہ توڑونگا اور میری عہد شکنی سے پہلے موت میرے اوپر آپہونچی تب ایک درخت مین نے تاکا اور اُسکے سایہ مین بیٹھا اور سر اپنا ڈہلکا دیا جسطرح کوئی مرنے کے لیے ڈال دیتا ہی اور قافلہ چلدیا اس درمیان مین کہ مین اس حالت مین تھا کہ اچانک ایک جوان گلے مین تلوار آیا ڈالے اور مجھے ہلایا تو مین اُٹھا اور اسکے ہاتھ مین ایک برتن تھا جسمین پانی تھا پھر مجھے کہا کہ پی تو مین نے پیا پھر میرے سامنے کھانا رکھا اور کہا کہ کھا تو مین نے کھایا بعد ازان مجھے کہا کہ تو کیا قافلہ چاہتا ہی مین نے کہا مجھے کون قافلہ پہونچائیگا اب کہ وہ چلا گیا اور بڑھ گیا پھر مجھے کہا کہ اُٹھ اور میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ تھوڑے قدم چلا پھر مجھے کہا کہ بیٹھ کہ قافلہ میرے پاس آتا ہی مین ایک ساعت بیٹھا رہا پھر اچانک مین قافلہ آگے تھا جو میری طرف آتا تھا یہ شان اُس شخص کی ہی جو اپنے مولا کے ساتھ صدق

سے معاملہ کرے۔ اور شیخ ابوطالب کی رحمۃ اللہ نے ذکر کیا ہی کہ بعض صوفیہ نے قول
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ سب سے حلال زیادہ کھانا مومن کا اپنے ہاتھ
کے کسب کا ہی اسطرح تاویل کیا ہی کہ وہ مسئلہ فاقہ کے وقت ہی اور شیخ ابوطالب نے
اس تاویل سے انکار کیا جو اس صوفی نے کی اور ذکر کیا کہ جعفر خلدی اس تاویل کو
ایک شیخ صوفیہ سے نقل کرتا تھا اور میرے دل میں یہ پڑا اور اللہ دانا تر ہی کہ شیخ
صوفی نے ہاتھ کے کسب سے وہ مراد نہین لی جس سے ابوطالب نے انکار کیا ہی
بلکہ ہاتھ کے کسب سے مراد ہاتھ کا اللہ کی طرف عند الحاجت اُٹھانا ہی تو وہ سب سے
زیادہ حلال ہی اسمین سے جسکو مومن کھاتا ہی جب اُسکے سوال کو اللہ قبول کرے
اور رزق اُسکی طرف روانہ کرے اور اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایۃً
فرمایا ہی۔ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ یعنی ای پروردگار تو جو اُتارے میری
طرف اچھی چیز اُسکا مین محتاج ہون۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا
کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات اُسوقت کہی کہ ساگ کی سبزی اُسکے پیٹ مین لاغری
کے سبب دکھلائی پڑتی تھی اور محمد باقر رحمۃ اللہ نے کہا کہ یہ بات اُسوقت کہی جبکہ
وہ ایک چھوارے کی ٹکڑے کی تھی اور مطرف سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اُسنے کہا
خبردار ہو واللہ اگر نبی اللہ کے پاس کچھ بھی ہوتا تو عورت کے پیچھے نہ جاتے الا
جہد نے اُسے اس کام پر برانگیختہ کیا اور شیخ ابو عبد الرحمن سلمی نے نصیر آبادی سے ذکر
کیا کہ اُسنے اپنے قول مین کہا ہی۔ انی لما انزلت الے من خیر فقیر۔ موسیٰ علیہ السلام
نے خلق سے یہ سوال نہین کیا بلکہ اُسکا سوال حق سے تھا اور نفس کی غذا نہین مانگی بلکہ
سکون قلب مانگا اور ابوسعید خراز نے کہا ہی کہ خلق اُس چیز کے درمیان جو اُنکے لیے ہی اور اُس

چیز کے جو اُنکی طرف ہی متردد ہین ہو جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکے لیئے ہی تو زبان فقر کہا تھا
کلام کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکی طرف ہو ناز اور افتخار کی زبان سے بات کی
کہا تم نہین دیکھتے کلیم علیہ السلام کا حال کہ جب خواص اُن اشیا کا دیکھا جسکے ساتھ حق
نے اُس سے خطاب کیا کسطرح کہا ارنی انظر الیک اور جب اپنے نفس کی طرف دیکھا
کیسا فقر ظاہر کیا اور کہا انی لما انزلت الی من خیر فقیر - اور ابن عطا نے کہا ہی اُسنے عبودیت
سے نظر ربوبیت کی طرف کی تو خشوع اور خضوع کیا اور نیاز مندی کی زبان سے
کلام کیا بانیوجہ کہ اُسکے سر پر انوار نازل ہوئے اور نیاز مندی وہ جو غلام کو اپنے
مولی کی طرف ہر حال مین ہوتی ہی نہ وہ نیاز مندی جو سوال اور طلب کی ہوتی ہی
اور حسین نے کہا ہی کہ محتاج ہون اسوجہ سے کہ تو نے مجھے علم الیقین سے مخصوص
کیا ہی اس بات کا کہ تو مجھے عین الیقین اور حق الیقین تک ترقی بخشے اور میرے
دل مین آتا ہی اور اللہ دانا تر ہی اس قول کے معنی مین لما انزلت الی من خیر فقیر کہ
ہر آئینہ اُتارنا اُسکا مشعر ہی کہ اُسکا مرتبہ حقیقت قرب سے بعید ہو گیا تو اس صورت
مین اُتارنا عین الفقر ہوتا ہی پس منزل پر قناعت نہین کی اور ارادہ کیا کہ
اُتارنیوالے کا قرب حاصل ہو اور جس شخص کا فقر صحیح ہو گیا تو اُسکا اُسکے آخرت
کے امر مین ہی جسطرح فقر اُسکا اُسکے دنیا کے امر مین ہی اور رجوع اُسکے دارین مین
اُسکی طرف ہی اور اُسی سے دونون گھر کی حاجتین مانگتا ہی اور اُسکے نزدیک دونون
حاجتین برابر ہین پس کوئی شغل اللہ کے سوا دو جہان مین اُسکا نہین ہی

بیسوان باب اُس شخص کے بیان مین ہی جو فتوح سے کھاتا ہی

جب صوفی کا شغل اللہ کے ساتھ کامل ہو جائے اور زہد اُسکا اُسکے تقوے کے

سبب پورا ہو وقت کا حکم اُسکے لیے یہ ہو کہ سبب بنانے کو چھوڑ دے اور صریح توحید
وصحیح کفالت منجانب اللہ الکریم اُسے کشف ہو جائے تو اُسکے باطن سے اقسام
قسام کے اہتمام دور ہو جاتے ہین اور اُسکا مقدمہ یہ ہوتا ہو کہ اللہ اُسکے لیے مقابلہ
کے طور پر ایک دروازہ معرفت کا فتوح کرتا ہو ہر ایک فعل پر جو اُس سے صادر ہو
ے کہ اگر کوئی صغیرہ گناہ بھی اُسکے حال کے موافق یا مطلق گناہ اُس قسم کا صادر ہو
د شرع مین ممنوع ہو تو اُسکا انجام اُسوقت یا اُسدن پائیگا۔ بعض صوفیہ کا قول ہو
ہ ہر آئینہ مین اپنا گناہ اپنے لڑکے خلقی مین جانتا ہون اور کہتے ہین کہ ایک صوفی
موزہ چوہے نے کاٹ ڈالا سو جب اُسے دیکھا تو مغموم ہوا اور کہا اگر تو قبیلہ بازن کے
وتا میرے سواری کے اونٹ کو ہلاک نکرتا قبیلہ ذہل بن شیبان کا تو لڑکا راستہ
ین کا بیکو پڑا ہوا ہو اس سے اشارہ ہو اُسکی طرف کہ آنے والے نے اُسپر مقابل اُسکے
سی شی پر یہ واجب اُسپر کر دیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ مقابل ہوتے ہین جو تعریفات
لطیفہ کے متضمن ہوتے ہین یہانتک کہ محاسبہ اور صدق مراقبہ کے سبب حقوق
عبودیت کی تضییع اور حکم وقت کے مخالفت سے محفوظ و محصون رہتا ہو اور
فعل الٰہی کا حکم اُسکے لیے رہجاتا ہو اور ماسوا اللہ کے افعال اُسکے نزدیک مٹ جاتے
ہین پس اللہ سبحانہ کو ذوقاً اور حالاً معطی اور مانع جانتا ہو نہ کہ علماً اور ایماناً پھر
حق تعالے اُسکی مددگاری کرتا ہو اور صریح توحید اور صرف فعل الٰہی کی اُسے
توفیق دیتا ہو جیساکہ بعض صوفیہ سے منقول ہو کہ اُسکے دل مین خطرہ رزق کے
اہتمام کا آیا تو وہ کسی جنگل کو نکل گیا تب ایک پرند قنبرہ دیکھا جو اندھا لنگڑا اور
ضعیف تھا اسی تعجب مین آکر وہان ٹھہر گیا اس فکر مین کہ کیا وہ کھاتا ہو حالانکہ

اُڑنے اور چلنے اور آنکھون سے عاجز ہو وہ اسی حالت مین تھا کہ اچانک زمین شق ہو گئی اور اُسمین سے دو سکورے نکلے ایک مین صاف تل تھے اور دوسرے مین صاف پانی تھا اُسنے تل کھائے اور پانی پیا پھر زمین شق ہوئی اور دونون سکورے غائب ہو گئے کہا جب مین نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا رہا پھر جبکہ حق تعالیٰ نے اپنے بندہ کو اس مقام پر ٹھہرایا تو اُسکے باطن سے اہتمام و اقسام دور کر دیتا ہی اور سبب پیدا کرنے اور سوال وغیرہ سے حاصل کرنے کو عوام کا رتبہ جانتا ہی اور وہ خود مسلوب الاختیار نا واقف از اغیار اللہ کے فعل کا نظارہ کرنیوالا اللہ کے حکم کا راہ دیکھنے والا ہو جاتا ہی تو قسمتین اُسکی طرف روان اور در عطا اُسکے کشادہ ہوتے ہین اور اللہ کے فعل کا دوام ملاحظہ اور امر آلہی کے حوادث کے تاک سے اُسکو تجلیات آلہی بطریق افعال کشف ہوتے ہین اور تجلی بطریق افعال ایک مرتبہ قرب کا ہی اور اُس سے تجلی بطریق الصفات کو ترقی پاتا ہی اور اس سے تجلی ذات تک پہونچتا ہی اور ان تجلیات مین اشارہ ہی مراتب کا یقین مین اور مقامات کا توحید مین کہ ایک شی دوسری شی پر فائق ہی اور ایک شی دوسرے سے صاف تر ہی تو تجلی بطریق الافعال رضا و تسلیم کی صفائی پیدا کرتی ہی اور تجلی بطریق صفات ہیبت اور اُنس عطا کرتی ہی اور تجلی بالذات فنا اور بقا بخشتی ہی اور کبھو ترک اختیار اور اللہ تعالیٰ کے فعل سے ٹھہراؤ جو ہوتا ہی اُسکا نام فنا ہی کہ جس سے فنا الارادہ والھوی مراد لیتے ہین اور ارادہ تمام ہوی مین لطیف تر ہی اور یہ فنا وہ فناء ظاہر ہی ولیکن فنا و باطن یہ ہی کہ نور شہود کے چمکنے پر آثار وجود مٹ جائین یہ تجلی ذات مین ہوتی ہی اور وہ دنیا مین اقسام یقین سے اکمل ہی مگر تجلی حکم ذات کی

بجز آخرت کے نہین ہوتی اور وہ ایسا مقام ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج مین اُس سے حصہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے
لن ترانی کے ساتھ ممنوع ہوے پس جاننا چاہیے کہ ہمارا قول تجلی کے مسئلہ مین
ایک اشارۂ یقین اور رویت بصیرت کے حظ مراتب کی طرف ہی تو بندہ جب
اقسام تجلی کے مبادی تک پہونچتا ہی اور وہ فعل آلہی کا فعل ماسوا سے خالی
دیکھتا ہی تو فتوح کے اقسام کو پہونچتا ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہو کہ آپ نے فرمایا ہی جس شخص کی طرف اس رزق مین سے بغیر سوال
اور قرب کے کچھ بھی رخ کرتا ہی تو چاہیے کہ اُسے لے اور چاہیے کہ اُسکے رزق کو
اس سے وسعت دیجاے اور اگر اُسے بے پروائی ہو تو اُسکو دے جو اُس سے
زیادہ حاجتمند ہو اور اسمین دلالت ظاہر اسپر ہو کہ بندہ کو قدر حاجت سے
زیادہ لینا جائز ہی اس نیت سے کہ دوسرے کو دے اور وہ کیون نہ لے۔
حال آنکہ وہ اللہ تعالےٰ کے فعل کو دیکھ رہا ہی ازان بعد جبکہ اُسنے لے لیا تو انہین
سے بعض وہ ہین کہ وہ محتاج کو دیدیتے ہین اور بعض وہ ہین جو خرچ کرنے
مین توقف کرتے ہین اُسوقت تلک کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُنکو علم خاص
وارد ہو تاکہ اُسکا لینا بھی حق کے ساتھ ہو اور اُسکا خرچ کرنا بھی حق کے ساتھ
ہو۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہا کہ جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مجھے عطیات دیا کرتے تو مین آپ سے کہا کرتا یا رسول اللہ
جو مجھسے زیادہ محتاج ہو اُسے دیجے آپ نے فرمایا لے اُسے خود اپنے پاس رکھ
یا صدقہ کر اور جو تیرے پاس یہ مال آیا درحالیکہ تو نہ اُس سے علو و شرف چاہتا ہی

اور نہ تو سائل ہی تو اُسے لیلو اور جو تیرے پاس نہ آئے اُسکے پیچھے تیرا نفس نہ جائے
سالم نے کہا پس اسی سبب سے ابن عمر نہ کسی سے سوال کیا کرتے اور نہ کسی چیز کو
رو کرتے جو اُنکو دیجاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام سے اصحاب
کو اس درجہ تک پہونچا دیا تھا کہ وہ افعال الٰہی جلشانہ کو دیکھتے تھے اور تدبیر نفس سے
حُسن تدبیر الٰہی کی طرف جاتے تھے۔ سہل بن عبد اللہ تستری سے سوال کیا گیا کہ
علم حال کیا ہی کہا وہ ترک تدبیر ہی اور اگر یہ کسی مین ہو تو وہ اوتاد زمین سے ہی۔ اور
زید بن خالد نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جسکے
پاس بغیر مانگے اور بغیر طمع نفس کے اُسکے بھائی کی طرف سے پہونچے تو اُسے چاہیے کہ
قبول کرے اسواسطے کہ وہ اسکے سوا نہین کہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہی جسے اللہ نے اُسکے
پاس بھیجا ہی اور یہ بندہ جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ قیام اور وقوف کیے ہوے ہی
اللہ کی بھیجی ہوئی چیز کے قبول مین مامون اُس سے ہی جسکا خوف اُسکی نسبت ہو
صرف اُس شخص کے لیے ہی جو رد کرتا ہی اسواسطے کہ جو شخص ایک چیز کو رد کرتا ہی اس
بات سے امین نہین ہی کہ نفس اُسپر متسلط باین وجہ ہو کہ زہد کی نگاہ سے دیکھے
اور اُسکے لینے مین نظر خلق سے گر جاتا ہی اس لحاظ سے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ
متحقق ہی اور دوسرے کو اُس چیز کے دینے مین ثابت کرنا اُسکی حقیقت کا ہی یعنی
کہ وہ ایک چیز واقفیت کے ساتھ ہی تو وہ ہمیشہ دونون حال مین ایسا زاہد ہی
جیسے غیر شخص بنظر رغبت دیکھتا ہی اسلیے کہ اُسکے حال کا علم کم ہی اور اس مقام مین نہ
کے اندر زہد متحقق ہوتا ہی اور اہل فتوح سے بعضے وہ ہین جنکو فتوح کو اُسکے پاس
آنے کا علم ہوتا ہی اور بعضے وہ ہین جو نہین جانتے کہ فتوح اُنکے پاس آتی ہی پھر

...نمین سے بعضے وہ ہین جو فتوح کو کام مین نہین لاتے مگر اُسوقت کہ پیشتر سے اُسکو
...لله تعالےٰ کے معلوم کرانے سے علم اُسکا ہو گیا ہو اور بعضے اُنمین سے وہ ہین
...لے لیتے ہین بدون اسکے کہ پیشتر سے علم ہونے کا اُنھین انتظار اور نگرانی ہو
...طرح پر کہ اُسکے لیے خالی ایک فعل ہو اور جو شخص پہلے علم ہونے کا اُسے انتظار ہو
...س سے بڑھکر ہی جو تقدم علم کا منتظر ہو اسوجہ سے کہ اُسکی بیعت اللہ کے ساتھ پوری
...ی اور ترک اختیار مین وہ اپنے ارادہ اور علم حال سے بالکل مبرا اور منسلخ ہو چکا ہی
...ور اُنمین سے بعضے وہ ہین جنکے پاس فتوح بدون اسکے آتی ہی کہ اُنھین پہلے
...سے علم ہو یا اللہ کی طرف سے خالی فعل دیکھین ولیکن اُسے محبت کا جرعہ جام
...دوست کامی سے بطریق دید نعمت نصیب ہوتا ہی اور کبھو یہ جرعۂ النعمت معہودہ کے
...غیر سے مکدر بھی ہو جاتا ہی اور یہ حال پہلے دو حالون کی نسبت ضعیف ہی اسواسطے
...وہ صدیقون کے نزدیک محبت مین ایک علت ہی اور صدق مین ایک بطالہ ہی اور صاحب
...فتوح کبھو صرف کرنے مین بھی منتظر علم کا رہتا ہی جسطرح کہ لینے مین انتظار کیا کرتا ہی اسواسطے کہ
...خرچ مین نفس زور پکڑتا ہی جسطرح سے لینے مین قوت پاتا ہی اور اس سے کامل زیادہ وہ ہی
...جو خرچ کرنے سے مختار اور اُسکے لینے مین مختار ہو بعد ازانکہ تصرف کی صحت اُسے تحقیق
ہو گئی ہو اس دلیل سے کہ انتظار علم دینی ہوتا ہی جہان اتہام نفس کا موقع ہو اور
وہ تعبیہ ہوئی کے ساتھ موجود ہی پھر جبکہ صریح علم کے ہوتے ہوے اتہام جاتا رہا تو
وہ بلا علم جدید کی محتاجی کے لیتا ہی اور اسطرح خرچ کرتا ہی اور یہ اُس شخص کا حال ہی قول
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہوا ہو کہ اللہ کی طرف سے بطور حکایت
ہی جب مین اُسے دوست رکھتا ہون تو اُسکا مین کان اور آنکھ ہو جاتا ہون تو

وہ مجھسے سنتا ہی اور مجھسے دیکھتا ہی اور مجھسے بات کہتا ہی پھر ہرگاہ اُسکا تعرف صحیح ہوگیا
تو اُسکا تصرف بھی ٹھیک ہوگیا اور یہ کبریت احمر سے بھی زیادہ نایاب احوال مین ہی
اور ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ شیخ حماد دوسی سے حکایت
کرتے ہین کہ وہ ہر آئینہ کہا کرتے کہ مین فصل کے کھانے کے سوا دوسرا کھانا نہین
کھاتا تو خواب مین ایک شخص کو دیکھا کرتے کہ وہ اُنکی طرف کوئی چیز بھیجتا ہی اور خواب
دیکھنے والے کو خواب مین تبلا دیتا کہ حماد کے پاس یہ اور وہ بھیجدو اور مشہور ہی کہ ایک
عرصہ تک وہ اپنے واقعہ یا خواب مین دیکھا کیے کہ تیرے لیے فلانے شخص کے اوپر
فلان اور فلان چیز اُتاری گئی ہی اور انھین سے نقل کی گئی ہی کہ وہ کہا کرتے جو بدن
فضل کی غذا سے پرورش پاتا ہی اُسپر بلا متسلط نہین ہوتی اور طعام الفضل سے
وہ چیز مراد رکھتے تھے جو فتوح حق سے صحت حال اُسکے لیے موجود ہوئی ہو اور جو شخص
کہ اُسکی یہ حالت ہو وہ غنی باللہ ہی - واسطی نے کہا کہ اللہ کا محتاج ہو کر رہنا
مریدون کے درجون مین سے اعلےٰ درجہ ہی اور اللہ کے ساتھ غنی ہونا صدیقون
کے مراتب سے اعلےٰ مرتبہ ہی - اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ جو اُسکی تدبیر کا عارف
اور جاننے والا ہی تدبیر حق مین محو اور فنا ہوگیا پس واقف مع الفتوح واقف
مع اللہ ناظر الے اللہ ہی - اور اس بارہ مین جو کچھ حکایتین ہین اُن سب مین بہت
اچھی یہ حکایت ہی کہ بعضے صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلاتے
اور لوگون سے بھیک مانگتے گیا مین نے اس امر کو اُس سے امر عظیم سمجھا اور اسکی
نسبت اچھا نہ جانا تو مین جنید کے پاس گیا اور اُسے خبر دی کہ یہ امر جاننے کہ تجھے
بھاری نہ معلوم ہوا سواسطے کہ نوری لوگون سے نہین مانگتا مگر اسلیے کہ اُنکا سوال

آخرت وہ پورا کرے تب وہ اجر پائینگے اسطرح پر کہ اُسکو ضرر نہ پہونچا ئے اور جنید کا یہ قول لیعطیھم تاکہ اُنکو وہ دے - ایسا ہی جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول الید العلیا ید الاخذ لانہ یعطے الثواب یعنے اوپر والا ہاتھ لینے والے کا ہاتھ ہی اسواسطے کہ وہ ثواب دیتا ہی کہا بعد ازان جنید نے کہا ترازو لاؤ تب سو درہم وزن کیے پھر ایک مٹھی بھر درہم لیے اور اُس سکڑے مین ڈال دیے پھر کہا کہ اُسکے پاس یہ لیجا تو مین نے دل مین کہا وزن صرف اسلیے ہوتا ہی کہ اُسکی مقدار معلوم ہو پھر بغیر وزن کیے درم وزن کیے ہوون مین کیونکر ملا دیے حالانکہ وہ مرد حکیم ہی اور مجھے شرم آئی کہ اُس سے دریافت کرون پھر مین تھیلی نوری کی پاس لیگیا تو اُسنے کہا لاؤ ترازو تب سو درم اُسنے تولے اور کہا اُسکے پاس لوٹا لیجا اور اُس سے کہدے کہ مین تجھ سے کچھ قبول نہین کرتا اور جو سو درم پر بڑھا وہ لیلیا کہا تو مجھے اور زیادہ تعجب ہوا پھر مین نے آپ سے یہ ماجرا پوچھا تو کہا کہ جنید مرد حکیم ہی اُسکا یہ ارادہ تھا کہ رسّی کو اُسکے دونون طرف سے پکڑے سو درم کو اپنی ذات کے لیے تولا کہ ثواب حاصل ہو اور اُسپر ایک مٹھی درم اللہ کے واسطے ڈال دیے تو مین نے وہ لیلیے جو اللہ کے واسطے تھے اور جو اپنے نفس کے واسطے دیے وہ پھیر دیے کہا پھر اُسے مین جنید کے پاس لیگیا تو وہ روے اور کہا اپنا مال لیلیا اور ہمارا مال پھیر دیا اور جو لطائف مین نے اپنے شیخ کے اصحاب سے سنا ہین سے یہ ہی کہ شیخ نے ایک روز اپنے یارون سے کہا کہ ہم کسی قدر مال کے حاجتمند ہین تو تم اپنے اپنے خلوتکانون مین جاؤ اور اللہ تعالے سے سوال کرو اور جو خدا انکو عطا کرے میرے پاس لے آؤ سو اُن سب نے ایسا ہی کیا بعد ازان ایک شخص اُنمین سے آیا جو اسماعیل لطائجی کے نام سے مشہور تھا اور ایک لایا جسیر

تیس دائرہ تھے اور کہا یہ ہی جو اللہ نے مجھے میرے واقعہ مین عطا فرمایا ہی تو شیخ نے
وہ کاغذ لیلیا ایک ہی ساعت گذری تھی کہ اچانک ایک شخص آیا اور سونا لایا اور
شیخ کے سامنے رکھدیا پھر کاغذ کھولا اور دیکھا کہ اُسمین تیس اشرفی تھین سو ہر ایک
اشرفی کو دائرہ پر رکھا اور کہا یہ شیخ اسمعیل کی فتوح ہی یا ایک کلام جسکے یہ معنی ہین
اور مین نے سنا ہی کہ شیخ عبد القادر رحمہ اللہ نے ایک شخص کے پاس آدمی بھیجا
اور کہا فلانے کا تیرے پاس غلہ اور سونا ہی اُسمین سے اسقدر غلہ اور اسقدر
سونا مجھے دیدو اُس شخص نے کہا مین کسطرح اُس امانت مین جو میرے سپرد ہی تصرف
کرون اور اگر آپ سے استفتا کرون تو آپ تصرف مین فتوے نہ دینگے تو شیخ نے اُسکے
ساتھ اُسکو الزام دیا پھر اُسنے شیخ کی نسبت حسن ظن کیا اور جو مانگا تھا اُسقدر حاضر
کیا پھر جب اُسمین سے تصرف ہوا تو صاحب امانت کا ایک خط آیا اور وہ بعض اطراف
عراق مین تھا کہ شیخ عبد القادر کے پاس اسقدر غلہ اور اسقدر سونا پہونچا دے
اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبد القادر نے معین کی تھی تب شیخ نے اُسکے توقف
پر عتاب کیا اور کہا تو نے فقراء کی نسبت یہ ظن کیا کہ اُنکے اشارات صحیح اور معلوم
نہین ہوتے تو بندہ جبکہ اللہ تعالے کے ساتھ صحیح ہوا اور اپنی ہوا کو استرضاء
الٰہی کے لیے فنا کردیا تو اللہ اُسکے باطن سے دنیا کے غم رفع کردیتا ہی اور استغنا
اُسکے قلب مین دیتا ہی اور نرمی کے دروازے اُسپر کھول دیتا ہی اور جسقدر رنج
اور فکر کہ بعضے فقراء پر مسلط ہوتے ہین اس سبب سے ہین کہ اُنکے قلوب اسباب
مین تکمیل کو نہین پہونچے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہون اور حقائق بندگی کی رعایت
مین کوشش اور اہتمام کرین پس جسقدر کہ غم اور ہم الٰہی سے خالی ہوتے ہین اُسیقدر

دنیا کے غم و ہم مین مبتلا رہتے ہین اور جو ہم الٰہی سے وہ مملو ہوتے تو دنیا کے غم و ہم
نہ چکھتے بلکہ قناعت اور ترقی کرتے۔ روایت ہی کہ عوف ابن عبد اللہ مسعودی کے
تین سو ساٹھ دوست صدیق تھے اور وہ ہر ایک کے پاس ایک دن رہتے اور
دوسرے کے تیس دوست صدیق تھے ہر ایک کے پاس ایک دن رہتے اور
ایک کے سات بھائی تھے مہینہ مین ایک دن ایک کے پاس رہتے پس بھائی انکے
نکا مال تھا اور مال جب اُسی اللہ ناظر الی اللہ کے لیے قائم کرے جو توحید مین کامل
ہو وہ ایک نعمت خوشگوار ہو جاتی ہی۔ شیخ ابی سعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص
یا جو صاحب احوال سینہ تھا اور اشیا مین فعل الٰہی کے ساتھ واقف اپنے حال مین
تمکن اپنے اختیار کا تارک اور شاید کہ بہت سے متقدمین ترک اختیار کی تحقیق مین
نہ سبقت لیگیا ہو اور ہمنے اُس سے دیکھے اور مشاہدہ احوال صحیحہ کیے جو قوت اور تمکین
سے تھے تو اُس سے ایک شخص نے کہا مین چاہتا ہون کہ مین تیری کچھ مدد کرون
ہر روز روٹیان تیرے پاس بھیجون مگر بعض صوفیہ کہتے ہین کہ مال نحس ہوتا ہی شیخ
نے کہا ہم نہین کہتے کہ مال نحس ہی اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے واسطے صاف
کردیتا ہی اور اُسکے فعل کو ہم دیکھتے ہین پس جو ہمارے حصہ مین دیتا ہی اُسے ہم
مبارک جانتے ہین اور نحس نہین سمجھتے ابا بکر کتانی سے روایت ہی کہ کہا مین اور
عمرو المکی اور عیاش بن المہدی تیس برس ساتھ رہے کہ صبح کی نماز عصر کے وضو
سے پڑھا کرتے اور مکہ مین مجردانہ بیٹھے رہتے زمین پر ہمارے پاس کوئی پیسا
برابر نہ تھے اور بسا اوقات ہماری مصاحب ایک دن اور دو اور تین اور چار
اور پانچ دن بھوکھ رہتی تھی اور کسی سے ہم سوال نکرتے اور ہمارے لیے اگر کوئی

شئ ظاہر ہوتی اور اُسکی وجہ ہم بغیر سوال اور پیسے کے جانتے اسے لے لیتے اور اُسے
کھا لیتے نہیں تو بھوکھے رہتے اور جب بھوکھ زیادہ لگتی اور ہمین خوف اپنے جانون
پر فرائض کے نقصان کا ہوتا تو اباسعید خراز کے پاس جاتے وہ ہمارے لیے طرح طرح
کے کھانے لاتے اور اُسکے سوا یہ دوسرے پاس جاتے اور کسی سے منشرح ہوتے
اسوجہ سے کہ ہم اُسکے آور ورع سے واقف تھے - اور بایزید سے کہا کہ ہم تجھے
کوئی پیشہ کرتے نہیں دیکھتے پھر کہان سے آپ کی معاش ہی تو کہا میرا مولا کتے اور
سور کو روزی دیتا ہی جو تو دیکھتا ہی کیا بایزید کو روزی ندیگا - سلمی نے کہا ہی کہ مین نے
اباعبداللہ رازی سے سنا ہی کہ کہتا تھا مین نے مظفر القرمیسنی سے سنا ہی کہ وہ کہتا
تھا کہ فقیر وہ ہی جسے اللہ کی طرف بھی حاجت نہو اور بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ فقیر
کیا چیز ہی کہا حاجت کا قلب پر ٹھہرنا اور ماسوااللہ سے اُسکا محو ہونا اور بعض صوفیہ
نے کہا ہی فقیر کا خیرات لینا اس شخص سے ہی جو اُسے دیتا ہی نہ اُس شخص کی طرف
سے جسکے ہاتھ سے ملتا ہی اور جسنے وسائط اور درمیانی سے لیا تو وہ رسمی فقیرون
کے واسطے ہی کہ اُسکی ہمت پست ہی - اباسلیمان دارانی سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے
زاہدون کا اخیر قدم اول قدم متوکلین کا ہی - روایت ہی کہ بعض عارفون نے زہد کیا
اور اپنے زہد سے اُس حد کو پہونچا کہ لوگون سے جدا ہو گیا اور شہرون سے نکل گیا
اور کہا مین کسی سے کچھ نہ مانگونگا یہانتک کہ میرا رزق میرے پاس آوے اور سفر
کرنے لگا پھر ایک پہاڑ کے نیچے سات دن رہا کہ اُسکو کوئی شی نہ ملی حتے کہ قریب تھا
کہ ہلاک ہوجاے تب کہا اے پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے
جو میری قسمت مین دیا ہی اور نہین تو اپنی طرف مجھے کھینچ لے تو اللہ تعالےٰ نے

سکے قلب مین الہام کیا کہ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم ہی مین تجھے رزق
رونگا جب تک کہ تو شہرون مین نہ جائے اور لوگون مین نہ رہے سہے تب شہر
ن آیا اور آدمیون کے درمیان قیام کیا تو ایک آیا کہ یہ کھانا حاضر ہی اور یہ پانی
وجود ہی پھر اُسنے کھایا اور پیا پھر اپنے دل مین اُس سے خوف کیا تو ہاتف سے
نا کہ تو نے ارادہ کیا تھا کہ اُسکی حکمت کو اپنے زہد سے دنیا مین باطل اور معطل
رے کیا تو نہین جانتا کہ وہ جو بندون کو بندون کے ہاتھ رزق دیتا ہی یہ بات
سے زیادہ محبوب اور مرغوب ہی کہ انکو قدرت کے ہاتھون سے رزق دے پس
دکہ فتوح کے ساتھ ڈٹا ہوا ہی اُنکے نزدیک آدمیون کے ہاتھ اور قدرت کے
تھ اور فرشتون کے ہاتھ برابر ہین اور اُسکے نزدیک قدرت اور حکمت برابر ہی اور
و کچھ ٹکڑے چاہنا اور قطع اسباب کی طرف جانا گرویدہ اسباب کے ردیہ کا ہوتا ہی
رجب توحید صحیح ہوگئی تو انسان کی آنکھ مین اسباب خود متلاشی اور معدوم ہوجاتے
ین۔ یحیٰی بن معاذ رازی سے مسموع ہی کہ وہ کہتے تھے جسنے معاش کے دروازہ
بلا قدرت کی کلید کے کھولنا چاہا وہ مخلوقات کے سپرد ہوگیا۔ بعضے منقطعین
نے کہا ہی مین ایک بڑا بیشہ در تھا تو مجھسے ترک اُسکا چاہا گیا تو میرے سینہ مین
بات کھٹکی کہ پھر کہان سے معاش آئیگی تب ہاتف نے غیب سے آواز دی جسے
ن نہین دیکھتا تھا میری طرف قطع کرکے آتا ہی اور اپنے رزق کی بابت میرے
پر تہمت میرے ذمہ ہی کہ تیرا خادم ایک دوست کو اپنے دوستون سے کردون یا
یک منافق کو اپنے دشمنون سے تیرا مسخر اور محکوم کردون۔ تو جب صوفی کا حال صحیح
وگیا اور اپنی طمعون سے جدا اور ہر ایک شوق اور جھانک تاک سے باز رہا

اُسکی خدمت دنیا کریگی اور دنیا اُسکی اچھی خادم بنجائیگی اور جو اُس سے راضی اُسکی مخدوم ہوگئی پس صاحب فتوح نفس کی جنبش کو شوق کے ساتھ جنایت اور گناہ سمجھتا ہی۔ روایت ہی کہ احمد بن حنبل ایک دن باب الشام کے راستہ پر نکلے پھر آٹا اُسنے خرید کیا اور یہان پر کوئی اُسکا اُٹھانے والا نہ تھا پھر ایوب حمال ملا اور اُسے اُٹھا کر لیگیا اور احمد نے اُسے اجرت دیدی پھر جبکہ گھر مین آیا بعد ازان کہ اذن پایا اتفاق سے گھر والون نے روٹی پکا رکھی تھی آٹے کی جو گھر مین موجود تھا اور روٹیان تخت پر تاکہ پھریری ہوجائین تو ایوب نے اُسے دیکھا اور وہ صائم الدہر تھا پس احمد نے اپنے بیٹے صالح سے کہا کہ ایوب کو روٹی دو اُسنے دو گردہ روٹی کے دیئے اُسنے دونون پھیر دین پھر احمد نے کہا دونون رکھدے بعد ازان تھوڑی دیر ٹھہرا پھر کہا کہ دونون روٹی لے اور ایوب کو دے جا کر پھر وہ ملا اور دونون روٹی اُسنے لیلین پھر صالح تعجب کرتا ہوا اُلٹا پھرا احمد نے اُس سے کہا کہ اُسکے پھیرنے اور لینے سے تجھے تعجب ہوا کہا ہان کہا یہ مرد صالح ہی کہ روٹی دیکھی اور نفس اُسکا روٹی کی طرف بڑھا جب ہمنے اُسے چاہت کے ساتھ دیا تو اُسنے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہوگیا تو ہمنے پھر ناامیدی کے بعد دوبارہ دین پس کہا گیا ہی کہ یہ ارباب صدق کا حال ہی کہ اگر سوال کیا تو علم کے ساتھ سوال کیا اور اگر باز رہے تو حال کے ساتھ باز رہے اور اگر قبول کیا تو علم کے ساتھ قبول کیا تو جسکو فتوح کا حال نصیب نہین ہوتا تو اُسکے لیے سوال اور پیشہ کا حال بشرط علم ہی لیکن جو سائل کہ بلا دقت ضرورت حاجت سے زیادہ چاہے وہ صوفیہ سے بالکل نہین ہی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سائل کو سنا کہ وہ مانگتا تھا تو جو اُنکے پاس تھا اُس سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ سائل کو کھانا دے

اُسنے کہا کہ دے تو دیا تب عمر نے نظر کی کیا دیکھا کہ اُسکے بغل کے نیچے ایک جھولی روٹی سے بھری ہوئی تھی اُسوقت عمر نے کہا کہ آیا تیرے کنبا ہی تو کہا نہین پس کہا کہ تو سائل نہین ہی مگر سوداگر ہو پھر اُسکی جھولی اہل صدقہ کے آگے جھاڑی اور اُسے دُرہ مارے اور علی بن ابی طالب سے روایت ہی کہا ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے لیے اُسکے خلق مین فقر کے ثواب اور فقر کے عذاب ہین تو فقرا کی علامت جبکہ وہ ثواب کے ساتھ ہو یہ ہی کہ اُسکے خلق نیک ہون اور اپنے رب کی اطاعت کرے اور اپنے حال کی شکایت نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر اپنے فقر پر کرے اور فقر کی علامت جبکہ وہ عذاب ہو یہ ہی کہ خلق اُسکے برے ہون اور اپنے رب کی نافرمانی کرے اور شکایت بہت زبان پر لائے اور قضا کی نسبت غصہ کرے پس حال صوفیہ سوال ہین حسن ادب سے اور فتوح اور صدق مع اللہ ہر حال مین جسطرح بدلے

تیسوان باب متجرد اور متاہل صوفیہ اور اُنکے صحت مقاصد کے بیان مین ہی

صوفی اللہ کے واسطے نکاح کرتا ہی جسطرح اللہ کے واسطے متجرد رہتا ہی پس اُسکے تجرد کا ایک مقصد اور وقت ہی اور نکاح کرنے کے لیے ایک مقصد اور وقت ہی اور صادق تجرد اور تاہل کا وقت جانتا ہی اسواسطے کہ صوفی کی سرکش طبیعت علم کے دہانہ سے لگام دی ہوئی ہی جب اُسکے لیے تجرد بہتر ہو تو اُسکی طبیعت نکاح کی جلدی نہین کرتی اور ازدواج پر اقدام نہین کرتی الا جبکہ نفس مین صلاحیت آوے اور نرمی کرنے کا اُسے استحقاق ہو اور یہ جب ہو کہ نفس

مطیع و مستفاد ہو اور جو اُس سے چاہا جائے اُسکو قبول کرے جیسے ایک لڑکا کہ وہ
خوش آیندہ بات کو کرے اور نقصان کی چیز سے باز رہے تو جب نفس محکوم اور مطیع
ہو جائے امر الٰہی کی طرف وہ رجوع کرتا ہی اور قلب کی لڑائی سے بیزار ہو تو اُن
دونون مین انصاف کے ساتھ صلح کرائی جائے اور دونون کے معاملہ مین
عدل سے نظر کیجائے اور صوفیہ سے جسنے تجرد پر صبر کیا یہ صبر اسوقت تک ہی
کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ جائے یعنے وقت مقدر پورا ہو پھر اُسکے لیے بی بی
انتخاب کیجائے اور اللہ اُسکا مددگار اور اسباب مہیا کرے اور ایک رفیق کے ساتھ
جس سے وہ نکاح کرے زندگی خوش بسر کرے اور رزق اُسکی طرف بھیجا جائے
اور جب مرید جلدی کرے اور طبیعت اُسکی خوف کم اور خیانت اُسکو شامل ہو اس
سبب سے کہ شہوت کا دھوان اُٹھے جو علم کے شعاع کو بجھاتا ہی اور اوج عزیمت
سے جو اُسکے حال کا اقتضا اور اُسکی ارادت کا موجب ہی اور اُسکے صدق طلب
کی شرط ہی رخصت کے نشیب مین جا پڑے کہ وہ اللہ کی طرف سے ایک حرمت
عام خلقت کے لیے ہی نقصان کے ساتھ اُسپر حکم کیا جاتا ہی اور خسارت کی
اُسپر شہادت ہوتی ہی اور اسطرح کی عجلت مردون کے لیے خفیف ہی۔ سہیل
بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی جب مرید کا ایسا حال ہو جس سے زیادتی کی امید
ہو تو اُسپر ابتلا آ پہونچا اور اُسکی رجوع ابتلا مین ایسے حال کی طرف جو اس سے
ادنےٰ درجہ کا ہی نقصان ہی اور حدث ہی اور بعضے فقرا سے مین نے سنا ہی
جبکہ اُس سے پوچھا کہ نکاح کیون نہین کرتے تو کہا عورت مردون ہی کے واسطے
لائق ہی اور مردون کے درجہ کو مین نہین پہونچا ہون پھر مین کسطرح نکاح کرون

پس صادقون کے لیے بلوغ کا ایک وقت ہی جسکے آنے پر وقت نکاح کرتے ہین
اور ہر آئینہ احادیث متعارضی اور خیار بل جل گئے کہ تجرید افضل ہی یا نکاح افضل ہی
اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام احوال کے موافق اقسام و انواع کا ہی
تو بعضے اُنمین سے تجرید کی فضیلت مین ہین اور بعضے تاہل کی فضیلت مین اور
یہ سب تعارض اُس شخص کے حق مین ہی کہ اُسکی آتش شہوت اُسکا کمال تقوے
اور قہر ہوئی کے سبب ٹھنڈک اور سلامتی ہی اور نہ اُسکے سوا جو اور مرد ہی کہ
اُنپر فتنہ کا خوف ہی نکاح اُنپر واجب ہی جس حال مین کہ شہوت غالب ہو اور
ائمہ مین خلاف اُس شخص کے حق مین ہی جسمین غلبہ شہوت کا نہو تو صوفی جب
بی بی والا ہو گیا تو بھائیون پر اُسکی مدد ایثار اور درگذر کرنے مین زیادہ طلبی
سے مقرر اور واجب ہی جب وہ ضعیف الحال قاصر رتبۂ رجال سے نظر آئے
جیسے کہ ہمنے پہلے وصف کیا ہی اُس صبر کا جسنے صبر کیا حتے کہ وہ فتحیاب اسکے
لیے ہوا کہ اُسکی کتاب اپنی مدت کو پہونچی - عوف بن مالک سے روایت ہی کہا
جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کے پاس غنیمت
کا مال آتا تو اُسی دن اُسکو بانٹ دیتے پس متاہل کو دو حصہ اور مجرد کو ایک حصہ
عطا فرماتے سو ہم بلائے گئے اور مین عمار بن یاسر سے طلب ہوا تو مجھے دو
حصہ دیے اور اُسے ایک حصہ سو وہ غصہ ہوا یہانتک کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اُسکے بشرہ سے جان لیا اور اُن لوگون نے جو حاضر تھے
اُسوقت آپ کے پاس سونے کی ایک لڑی باقی تھی سو حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اُسے اپنے عصا کی نوک سے اُٹھاتے تھے اور وہ گر جاتی تھی اور

آپ فرماتے تھے کہ تمھارا اُس روز کیا حال ہوگا جب تمھارے لیے اُسکی کثرت ہوگی تو کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر عمار نے کہا ہم دوست رکھتے ہین یارسول اللہ اس بات کو کہ ہمارے لیے اُس سے زیادتی اور کثرت ہو تو ازواج اور اولاد سے تجرد زیادہ فقیر کے لیے وقت پر مددگار اور اُسکے قصد کے لیے موجب جمعیت اور اُسکی زندگی کے لیے زیادہ باعث لذت ہی اور فقر کے لیے ابتدا، فقر مین بہتر ہی کہ علائق کو قطع کرے اور موانع کو مٹائے اور سفر و سیاحت کرتا رہے اور خطرون پر چڑھے اور اسباب سے الگ ہو اور حجاب کی چیزون سے باہر جاے اور نکاح کرنا عزیمت اور اولوالعزمی سے رخصت اور سہولت مین گرتا ہی اور راحت سے تلخ عیشی کی طرف پھرتا ہی اور ازواج اور اولاد کے ساتھ قیدی بنا ہی اور کجروی کے مواقع کے گرد پھرتا ہی اور زہد کے بعد دنیا کی طرف متوجہ ہونا اور طبیعت و عادت کے موافق ہونی کے رخ مڑتا ہی۔ ابوسلیمان دارانی نے کہا ہی تین چیزین ہین جسنے وہ طلب کین وہ ہر آئینہ دنیا کی طرف مائل ہوا جسنے معاش طلب کی یا کسی عورت سے نکاح کیا یا حدیث کو لکھا۔ اور کہا کسی کو مین نے اپنے یارون سے نہین دیکھا کہ اُسنے نکاح کیا اور پھر اپنے مرتبے پر ثابت رہا ہو۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مین نے اپنے بعد عورات سے زیادہ کوئی فتنہ نہین چھوڑا کہ مردون کو زیادہ مضر ہو۔ اور رجاء بن حیوۃ نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہی کہا ہم سختی اور گزند مین مبتلا ہوے تو ہمنے صبر کیا اور نرمی اور فائدہ مین ہم مبتلا ہوے تو ہمسے صبر نہو سکا اور ہر آئینہ

خوفناک زیادہ اُمّین سے جنکا تمھارے لیے مجھے خوف ہو وہ عورات کا فتنہ ہو
حسو فت کہ سونے کے کنگن اور شام کی ایک بڑی چادرین اور یمن کی سرخ
ن اور مالدار کو رنج مین اور فقیر کو تکلیف مین ڈالین اُس چیز
بنائے اور بعضے حکما نے کہا ہو کہ تجرد کا علاج عورات کے
سلب ہو اور سہل بن عبد اللہ سے عورات کے بارہ مین سوال کیا
تو کہا الصبر عنہن خیر من الصبر علیہن والصبر علیہن خیر من الصبر علے النار
یعنے عورتون سے صبر کر بیٹھنا بہتر ہو کہ انپر صبر کرے اور زحمتین اٹھائے
اور اُنپر صبر کرنا بہتر ہو اس سے کہ دوزخ کے اوپر صبر کرے اور اُسکا عذاب
جھیلے اور اس آیت کی تفسیر مین خلق الانسان ضعیفا یعنے انسان کمزور
پیدا کیا گیا ہو کہ اسکی وجہ یہ ہو کہ وہ عورتون سے صبر نہین کر سکتا۔ اور اس
آیت کے معنی مین ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ یعنے اے ہمارے پروردگار اور
نہ اُٹھوا ہمسے وہ چیز جسکی ہمین طاقت نہین ہو۔ مراد غلبہ شہوت ہو پس فقیر
اگر مقابلہ نفس پر قادر ہو اور معالجہ نفس مین حسن معاملہ سے علم وافی نصیب ہو
اور عورتون سے صبر کرے تو درحقیقت پورا افضل حاصل کیا اور عقل کو کام
مین لایا اور سہل کام کی طرف راستہ پایا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہو کہ دو سو برس کے بعد تمھارے درمیان سے بہتر مرد خفیف الحاذ
ہین کہا یا رسول اللہ خفیف الحاذ کیا چیز ہو فرمایا وہ شخص ہو جسکے نہ بی بی ہو
نہ اولاد ہو اور بعض فقرا نے کہا جبکہ اس سے کہا گیا کہ نکاح کر لو۔ کہ مین
حاجتمند اپنے نفس کے طلاق دینے کی طرف زیادہ تر اسکی نسبت ہون

کہ مین نکاح کرنے کی طرف حاجتمند ہون اور بشر بن حرث سے کہا گیا کہ لوگ آپ کے
حق مین کلام اور گفتگو کرتے ہین کہا کیا کہتے ہین کہا گیا کہ یہ کہتے ہین کہ آپ تارک سنت
ہین یعنی نکاح نہین کرتے اُسپر کہا کہ اُنسے کہدو کہ مین فرض مین سنت سے مشغول ہون اور
وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایک مرغی میری عیال ہو تو مجھے خوف ہو کہ مین پل پر جلاد
ہون اور صوفی نفس اور اسکے مطالبہ کا مبتلا ہو اور وہ ایک شغل مین ہو
جو اُسکے نفس سے بے شغل اور فارغ کرتا ہو اور جب اُسکے مطالبون پر بی بی کے
مطالبے اور اضافہ ہونگے تو اُسکی طلب بھی الضاعف ہو جایگی اور اُسکی ارادت
تھک جایگی اور اُسکی عزیمت مین فتور آئیگا اور نفس نے جب طمع کی تو پس
طمع ہی کی اور جو قناعت کی تو بس قناعت ہی کی تو جوان آدمی جو خواہش
نکاح کے مادہ دور کرنے کی رکھتا ہو تو ہمیشہ روزہ داری سے مدد چاہے اس
واسطے کہ نفس کے قلع قمع مین اور اُسکے مغلوب کرنے مین روزہ کا اثر ظاہر ہو
اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر جوانون کی ایک جماعت پر ہوا
اور وہ پتھر اُٹھاتے تھے تو فرمایا اے گروہ جوانان جو تم مین سے نکاح کا مقدور
رکھے وہ چاہیے کہ نکاح کرے اور جسے مقدور نہو اُسے چاہیے کہ روزہ رکھے
اسواسطے کہ روزہ اُسکے لیے وجا ہو اصل وجا رکی خصیون کا کوفت کوب اور
ریزہ ریزہ کرنا ہو عرب لوگ بکرے کو خصی کرتے تاکہ اُسکی فحولت اور نری جاتی
رہے اور موٹا تازہ ہو جاے اور اُسی سے حدیث ہو کہ جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے موٹے خصی قربانی کیے اور کہا گیا ہو کہ وہ نفس ہو
اگر تو اُسے مشغول نرکھیگا تو وہ تجھے مشغول کریگا تو جب مرید جوان ہمیشہ عمل مین

مشغول رہیگا اور اُسکا عبادت مین گذارہوگا تو نفس کے خطرات اُسکے کم ہو جائینگے
اور اُسکا عبادت مین مشغول رہنا اُسکو یہ ثمرہ دیگا کہ معاملہ کی جلادت اور اُس سے
زیادہ عمل کی محبت ہوگی اور سہولت کے دروازہ اُسپر کشادہ ہونگے اور عمل
مین زندگی بسر کرنا اُسپر آسان ہوگا پس وہ اپنے حال اور وقت پر اُسکی غیرت
کریگا کہ نوجہ سے اُنمین کدورت آئے اور تجرد مین مرید کے حسن ادب سے یہ
بات ہے کہ عورتون کے خیالات کو اپنے باطن مین جگہ نہ دے اور جب کبھی اُسکے
دل مین عورت اور شہوت کا خطرہ گذرے تو اللہ تعالی کی طرف حسن امانت
کے ساتھ گریز کرے پس اب حق تعالی قوت عزیمت سے اُسکا تدارک فرمائیگا
اور نفس کے مخالفت کے ساتھ اُسکی تائید کریگا بلکہ اُسکے نفس پر نور اُسکے
قلب کا عکس ڈالیگا کہ یہ ثواب اُسکے اچھی توبہ اور رجوع کا ہے پھر مطالبہ سے
نفس سکون کریگا بعد ازان اُسکے نفس پر ظاہر وہ باتین کیجائین جو نکاح سے
اُسپر عائد ہوتی ہین اور وہ یہ ہین کہ بڑے مقامون مین جائے جو ذلت اور
خواری کو پہونچائین اور ایک چیز کو بیوجہ حاصل کرے اور جو قطع رحم کرنیوالون
سے امید لیجائے اسوجہ سے کہ خاطر ملتفت بی بی اور اسکی حراست کی طرف ہے
اور بہت سی کلفتین ہین جنکے شمار نہین ہو سکتے اور عبداللہ بن عمر سے پوچھا
کہ جہد ابھلا کیا ہے کہا کثرت عیال کی اور قلت مال کی اور بعضون نے کہا ہے کہ
کثرت عیال کے دو فقر مین سے ایک ہے اور قلت عیال دو تونگری مین سے
ایک ہے اور ابراہیم بن ادہم کہتے تھے کہ جو عورات کی رانون کا عادی ہو وہ فلاح
اور نجات نہ پائیگا اور اسمین شک نہین۔ کہ عورت رفاہیت اور تن آسانی

بلاتی ہی اور مشغول باللہ ہونے کے قیام اور رات اور دن کے روزہ سے باز رکھتی اور باطن
مفلسی کا خوف اور مال جمع کرنے کی محبت غالب ہوجاتی ہی اور یہ سب مجرد سے دور ہی اور یہ
وارد ہوا ہی کہ جب دو سو برس کے بعد زمانہ آئے تو میری امت کے لیے تج
مباح ہی پھر اگر فقیر کے دل مین نکاح کے خطرے متواتر آئین اور باطن اُس
علی الخصوص نماز اور ذکر اور تلاوت مین دور اور زائل ہو تو چاہیے کہ اول ا
تعالے سے مدد مانگے پھر مشائخ اور بھائیون سے اور اُنسے اپنے حال کی
کہے اور اُنسے خواہش کرے کہ وہ اسکے لیے اللہ سے حسن اختیار کی دعا مانگیں
اور زندہ اور مردے اور مساجد اور مشاہدون مین گھومتا رہے اور اُسکو بڑا کا
جانے اور اسمین قلت توجہ اور پروا سے نہ آئے اسلیے کہ ایک بڑے فتنہ ا
خطر عظیم کا دروازہ ہی اور ہر آئینہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ تمھار
بیبیان اور تمھاری اولاد تمھارے دشمن ہین تو اُنسے تم ڈرو اور اللہ تعا
سے بہت عجز اور ضراعت کرے اور اُسکے سامنے خلوت مین خوب روئے او
استخارہ مکرر کرے اور ہر چند قوت اور صبر اُسے نصیب ہووے تاکہ صاف فضل
الٰہی سے بھلائی اُسمین ظاہر ہوجاے تو یہ کمال ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالے اُس
کشف سچے پر کر دیتا ہی خواہ ممانعت ہو یا اجازت خواب مین ہو یا جاگتے مین
یا اُسکی زبان پر جسکے دین اور حال کا اُسے وثوق ہو کہ وہ جب اشارہ کرتا ہ
تو نہین کرتا مگر چشم دل کی بصیرت سے اور جب وہ حکم کرے تو نہین کرتا مگر حق
کے ساتھ تو اسوقت اُسکا نکاح کرنا ایسا ہوتا ہی جسمین تدبیر اور مدد ہوتی ہ
اور ہمنے سنا ہی کہ شیخ عبدالقادر جیلی کو کسی نے صالحین سے کہا کہ نکاح کسو ہ

...ہو آپ نے کہا مین نے تو نکاح نہین کیا جب تک کہ مجھ سے جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین کہا کہ نکاح کریں آپ سے اُس شخص نے کہا کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہین اور قوم کا طریق الزام عزیمت ہی
مین نہین جانتا کہ شیخ نے اُسکے جواب مین کیا کہا الا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہین اور اُسکا حکم زبان شرع پر ہی مگر جسنے
التجا جناب الٰہی مین کی اور اُسکی طرف نیاز مندی کی اور اُس سے استخارہ کیا
تو اُسکو اللہ کشف کر دیتا ہی ایک آگاہی کے ساتھ جو خواب کے اندر ہو اور اُسکا یہ
امر رخصت نہین ہوتا بلکہ وہ ایسا امر ہی جسکا اتباع ارباب عزیمت کرتے ہین
اسواسطے کہ یہ علم حال سے ہی نہ علم حکم سے اور جو مجھے دل مین واقع ہوا اُسکی
صحت پر یہ دلیل ہی جو آپ سے منقول ہی کہ فرمایا مین زوجہ چاہتا تھا ایک مدت
تک اور تزوج پر جرات نہین کرتا تھا اس خوف سے کہ وقت مکدر ہوگا پھر مین نے
صبر کیا یہانتک کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ گئی اللہ تعالےٰ نے چار بیبیان
مجھے بھیجین اُنمین کوئی ایسی نہین مگر یہ کہ وہ ارادہ اور رغبت میرے اوپر
صرف کرتی ہی پس یہ کامل صبر جمیل کا ثمرہ ہی تو جب فقیر صبر کرتا ہی اور اللہ سے
کشود مانگتا ہی اُسکو کشود اور راستہ ملتا ہی - ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ
من حیث لا یحتسب یعنے اور جو کوئی اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہی اُسکے لیے راستہ
بناتا ہی اور رزق دیتا ہی اُسے اُس جگہ سے کہ وہ نجانتا ہو سو ہر گاہ فقیر بہت
زیادہ تضرع اور دعا کے بعد نکاح کرے اور اُسپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے
کوئی وارد اذن کے ساتھ نازل ہو تو یہ غایت اور نہایت مقتضی اور اگر

اذن کے پہونچنے تک صبر نہ کر سکے اور اُسکی کوشش دعا و زاری مین ہو چلے تو یہ حصہ
اُسکا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اُسکی نیک نیتی اور صدق مطلب اور حسن رجا و
اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے کے باعث تائید اُسکی ہوگی - اور عبداللہ بن عباس
سے منقول ہو کہا جوان کی عبادت پوری تب ہی ہوتی ہو کہ وہ نکاح کرے اور مشائخ
خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہو کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے کہ دو یا تین بی بی سے
خالی نہ رہتے تو اسپر صوفیون نے اس بابت لعن کی تو کہا آیا کوئی تم مین سے جانتا ہو
کہ وہ اپنے معاملہ مین اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک جلسہ بیٹھا یا ایک وقفہ ٹھہرا اور پھر
اُسکے قلب پر خطرہ شہوت کا گذرا تو اُن صوفیہ نے کہا کہ ہمین کبھی ایسا ہوتا ہو تب کہا
اگر مین راضی اپنی تمام عمر مین تمھارے سے حال کے ساتھ ہون ایک وقت مین تو
مین ہرگز نکاح نکرتا و لیکن میرے قلب مین شہوت کا خطرہ کبھی نہین گذرتا کہ میرے
حال سے مجھے غافل کردے مگر یہ کہ مین اُسکا نفاذ کردیتا ہون تاکہ اُس سے مجھے راحت
ملے اور اپنے شغل کی طرف رجوع کرون اُسکے بعد کہا کہ چالیس برس ہوے کہ میرے
قلب پر گناہ کا خطرہ نہین گذرا پس سچے لوگ نکاح کے کام مین نہین در آئے الا
بصیرت سے اور اُن لوگون نے مراد نفس کا انقطاع کرنا چاہا ہو اور کبھو توانا اور علماء
راسخ فی العلم کے لیے ایسے احوال نکاح کرنے مین حاصل ہوتے ہین کہ وہ مختص انھین
کے ساتھ ہین اور وہ یہ ہو کہ نفوس اُن حضرات کے بہت بڑے مجاہدون اور مراقبون
اور محنتون کے بعد مطمئن ہو جاتے ہین اور قلوب اُنکے اقبال کرتے ہین اور ر
قلوب کے لیے اقبال اور ادبار ہو بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہر آئینہ قلوب کے واسطے
اقبال و ادبار ہو تو جب وہ پیٹھ پھیرتے ہین نرمی کے ساتھ راحت پاتے ہین اور جب

وہ پیش آتے ہین تو میثاق کی طرف پھیرے جاتے ہین درین صورت اُنکے قلوب ہمیشہ
اقبال مگر تھوڑے وقت کے لیے کرتے ہین اور اُنکا اقبال دوام نہین رکھتا مگر
اسلیے کہ نفوس اُنکے طمانیت کے ساتھ ہین اور منازعت سے رُکے ہوے اور
قلوب مین مداخلت چھوڑے ہوے ہین توجب نفوس مطمئن ہون اور اپنی خطا
وسبکی اور وحشت اور بدخوئی سے ٹھہر جاتے ہین تو نفوس کے بہت حقوق قلوب
پر عائد ہو جاتے ہین اور بسا اوقات اُنکے حقوق سے اُنکے حظوظ ہو جاتے ہین
اسلیے کہ ادا حق مین قناعت ہی اور اخذ حظ مین وسعت ہی اور یہ صوفیہ کے علم
دقیق سے ہی اسواسطے کہ یہ حضرات نکاح مباح سے حظوظ نفس کے پہونچانے
مین وسعت پاتے ہین کیونکہ وہ نفس مخالفت ہوی کرتا ہی حتے کہ مرض اُسکا دوا
اُسکی ہو جاتا ہی اور اُسکی مباح شہوات اور شروع لذات اُسکو مضر نہین ہوتین اور
اُسکی عزیمتون اور ارادون مین مخل نہین ہوئین بلکہ جب کبھی نفوس زکیہ اپنے حظوظ
سے ملتے ہین تو قلب مین زیادہ انشراح اور اتساع ہوتا ہی اور قلب و نفس
مین موافقت ہو جاتی ہی کہ ایک دوسرے پر عطوفت کرتا ہی اور ہر ایک جوان
دونون مین سے جو حصہ پائے دوسرے کو زیادہ دیتا ہی سو جب کبھو اللہ تعالے
سے قلب اپنا حصہ لیتا ہی تو نفس کو طمانیت کا خلعت پہناتا ہی اسوقت قلب
زیادہ اطمینان اسوجہ سے ہوتا ہی کہ نفس کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہی
اور یہ نشید پڑھتا ہی۔ ؎ آسمان پوشاک جب بدلے تو پھر بدلے زمین ✤
سب پوشاکین جو خود ابر بہاری نے بنین ✤ اور جب کبھو نفس اپنا حظ اُٹھاتا ہی
قلب خوش ہوتا ہی کہ ہمسایہ کی راحت سے ہمسایہ شفیق راحت پاتا ہی۔

بعض فقرا کو مین نے کہتے سنا ہو کہ نفس قلب سے کہتا ہو کہ تو میرا شریک کھانے مین
ہو مین تیرا شریک نماز مین ہونگا اور یہ کمیاب احوال سے ہی جو عالم ربانی کے سوا
دوسرا اُسکی صلاحیت نہین رکھتا اور بہت سے مدعی ہین جو اپنی ذات سے اُسکا
زعم کرکے ہلاک ہوتے ہین اور ایسا بندہ نکاح سے ترقی پاتا ہو اور اُسکو نقصان
نہین پہونچتا ہو اور بندہ جب اُسکا علم کمال کو پہونچے تو وہ اشیاء سے اخذ کرتا ہو
اور اُس سے اشیا نہین اخذ کرتین ۔ اور جنید کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے مین بی بی
کی احتیاج اُسی قدر رکھتا ہون جیسے غذا کی مجھے احتیاج ہو ۔ اور بعض علما نے
بعضے لوگون کو صوفیون کے حق مین طعن کرتے ہوے سنا تو کہا اے عجب وہ کیا چیز ہو
تو تیرے نزدیک اُنمین کیا نقصان کی بات ہو تو کہا یہ لوگ کھاتے بہت ہین
سو کہا اور تو بھی اگر بھوکا ہو جیسے وہ بھوکے رہتے ہین تو ایسے ہی کھائے
جیسے وہ کھاتے ہین بعدہٖ کہا اور نکاح بہت کرتے ہین سو کہا اور تو بھی اگر شرمگاہ
کا حفظ کرے جیسے وہ حفظ کرتے ہین تو بھی نکاح کرے جیسے وہ نکاح کرتے ہین
کہا اور کچھ اور بھی کہا کہ گانا سنتے ہین تو کہا اور تو بھی اگر نظر کرتا جیسے وہ نظر کرتے ہین
تو سنتا جیسے وہ سنتے ہین ۔ اور سفیان بن عینیہ کہا کرتے بی بیون کی کثرت دنیا سے
نہین ہو اسواسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم مین سب سے زیادہ زاہد دنیا کے کم رغبت کرنے والے تھے اور اُنکے چار بیبیان
تھین اور سترہ لونڈیان اُنکی حرم تھین اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے
اس امت مین سب سے بہتر وہ ہو جسکے بیبیان بہت ہون (اور اخبار الانبیاء
مین مذکور ہو) کہ ایک عابد دنیا سے عبادت کے لیے قطع تعلق کرکے بیٹھا یہانتک

کہ اپنے اہل زمانہ پر فوقیت لیگیا اُسکا ذکر زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا تو کہا اچھا آدمی ہی
اگر وہ سنت سے کوئی چیز ترک نہ کرتا پھر عابد تک یہ بات پہونچی اور اُسے اندوہ مین
ڈالا اور کہا مجھے کیا فائدہ عبادت سے ہی جو مین سنت کا تارک ہون پھر نبی
علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہا ہان تو نکاح کا تارک ہی کہا مین نے
اسواسطے نہین ترک کیا کہ اُسے مین حرام جانتا ہون اور مین صرف اسوجہ سے
باز رہا ہون کہ مین فقیر ہون کچھ میرے پاس نہین ہی اور مین خود لوگون پر بار
ہون کہ ایکبار مجھے یہ کھلاتا ہی اور ایکبار مجھے وہ کھلاتا ہی تو مجھے یہ مکروہ معلوم
ہوتا ہی کہ ایک عورت سے نکاح کرون جو سختی اور بلا مین اُسے ڈالون اور خواہ
نخواہ اسے تنگ کرون تب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اُس سے کہا اور تجھی بھی
امر مانع ہی کہا ہان آپ نے فرمایا مین تجھ سے اپنی بیٹی بیاہتا ہون اور اپنی بیٹی
سے اُنھون نے نکاح کردیا اور عبداللہ بن مسعود کہا کرتے جو میری عمر مین دس
دن ہی باقی رہین تو مجھے یہ بات محبوب و مرغوب ہی کہ مین نکاح کرون اور مجرد
اللہ سے نملون اور اللہ تعالےٰ نے قرآن مین نہین ذکر کیا مگر اُنھین انبیا کا
جو بی بی والے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے نکاح کیا
اس سبب سے کہ وہ سنت ہی اور بی بی کے پاس نہین جاتے تھے اور بعضون
کا قول ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب ہی کہ وہ نکاح کرین جب وہ زمین پر اُترینگے
اور اُنکے اولاد ہوگی اور بعضون کا قول ہی کہ بی بی والے کی ایک رکعت مجرد کی
ستر رکعت سے بہتر ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح میری سنت ہی پس میری سنت پر

جسنے عمل نہین کیا وہ مجھ سے نہین ہی پس تم لوگ نکاح کرو اسواسطے کہ مین تم سے امت کو زیادہ کرنے والا ہون اور جو ذی مقدور ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اور جو ایسا نہو تو اُسپر روزہ لازم ہین اسواسطے کہ روزہ اُسکے وجا رہین یعنی خصی کرتا ہی اور بیاہے مرد کو چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ زیادہ خلط اور صحبت کرنے سے پرہیز کرے تا بحدیکہ درود وظائف اور انتظام اوقات سے جاتا رہے اسواسطے کہ اسمین افراط کرنے سے نفس اور اُسکا لشکر قوی ہوتا ہی اور اُسکی علو ہمت مین فتور پڑتا ہی۔ اور بیاہے آدمی کے لیے بی بی کے سبب دو آفت ہین آفت اُسکے عام حال کے سبب ہی اور ایک آفت اُسکے خاص حال سے تو اُسکے حال کی آفت یہ ہی کہ اسباب معیشت مین اُسے زیادہ اہتمام کرنا ہوتا ہی حسن بصری کہا کرتے واللہ اُس مرد کی کسی دن صبح نہین ہوئی جو اپنی بی بی کی اطاعت اُسکی خواہش اور فرمائش کے اندر کرتا ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے مُنھ کے بل دوزخ مین اوندھا ڈالدے اور خبر مین ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مرد کی موت زوجہ اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھون ہوگی جو اُسے مفلسی کے ساتھ شرمائینگے اور اُسے تکلیفین اُن چیزون کی دینگے جسکی طاقت اُسے نہو گی تو وہ ایسے ٹھکانون مین جائیگا جنمین اُسکا ایمان جاتا رہے تب وہ ہلاک ہوگا۔ اور روایت ہی کہ یونس علیہ السلام کے پاس ایک قوم آئی تو آپ نے اُنکی ضیافت کی اور آپ اپنے گھر مین آتے اور جاتے تھے پس اُنکی بی بی اُنکو ستاتی تھی اور اُسپر ظلم اور زیادتی کرتی اور آپ خاموش تھے تو قوم کو اس سے تعجب ہوا اور اُنسے پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے آپنے کہا تم اس سے تعجب نکرو اسواسطے کہ اللہ سے مین نے دعا مانگی ہی

ای میرے پروردگار کہ جو آخرت مین میرے اوپر عذاب کرے وہ دنیا ہی مین تجھے
سے تو حکم ہوا کہ تیرا عذاب فلان شخص کی بیٹی ہو اُس سے تو بیاہ کرلے سو مین نے
اُس سے نکاح کر لیا اور جو تم دیکھتے ہو اُسپر مین صابر ہون۔ پس ہرگاہ کہ فقیر نے افراط
رعایت اور مدارات مین کی تو بیشتر وجوہ معیشت مین حد اعتدال سے بڑھ جائیگا
تاکہ بی بی کی خوشی اور رضامندی حاصل کرے پس اُسکے عام حال کی یہ آفت ہو اور
آفت اُسکے خاص حال کی یہ ہو کہ اُسکے ساتھ خلط اور صحبت رکھیگا تب نفس اعتدال
کی قید سے آزاد ہو جائیگا اور غرض کا بندہ ڈور کے بڑھانے سے ہوگا پھر قلب پر
اُسکے سبب سہو اور غفلت غالب ہو جائگی اور وہ سستی اور درنگ کی جگہ مین بیٹھنا
چاہیگا پھر اوراد کی قلت سے واقعات اور واردات کم ہو جائینگے اور شروط اعمال
کے اہمال سے حال اُسکا مکدر ہوگا اور اُن دونون آفات سے پچھلی آفت زیادہ
لطیف ہو جو اہل قرب وحضور کے ساتھ مخصوص ہو اور یہ اسواسطے کہ نفوس کے لیے
ملاپ ہو اور ملاپ کے لگاؤ سے نفس قوی بازو اور زور آور ہو جاتا ہو اور اُسکی
فسردہ طبیعت نمناک اور اُسکی بجھی ہوئی آگ شعلہ زن ہوتی ہو تو اس آفت کی
دوا اور علاج یہ ہو کہ بی بی کی صحبت اور مجالست مین اُسکے باطن کی دو آنکھیں ہون
جنسے وہ اپنے مولےٰ کو دیکھتا رہے اور دو ظاہر کی آنکھین جو اپنے ہوی کے
طریق مین استعمال کرے اور اُسکو رابعہ نے نظم کیا ہو جنکا یہ ترجمہ ہو ؎ تجھے مین
نے دل مین کیا ہمنشین + رہے جسم مین جا ہے جو یار ہو + مرا جسم ہی یار کا
غمگسار + وہ دل مین ہو جس سے وہ لے پیار ہو + اور انمین سے دوسری
آفت زیادہ لطیف ہی جس سے متاہل ڈرتا ہو اور وہ یہ ہو کہ روح کو لطف

جمال سے آفت کی طلب ہوتی ہی اور یہ استراحت روح پر موقوف ہی اور حب رور
مین جو حضرت الوہیہ کے تعلق کے ساتھ مخصوص ہی وہ دخیل اور بطانہ بنجاتا ہی تو روح
مین بلادت اور عبادت آجاتی ہی اور فتوح کی ترقی کا سد باب ہوتا ہی اور اس بلادت کے
شعور اور امتیاز روح کے اندر کمتر ہوتا ہی تو چاہیے کہ تم ڈرو اور حذر کرو اور اس قبیل
کی آفت ایک گروہ مین پھیل گئی ہی جو مشاہدہ کے قابل ہوئی ہی اور جبکہ باب جلال
مین ایک بطانہ حب کا ہو جس سے روح کی تلاوت وظائف حب بارگاہ الٰہی کے
قیام مین پیدا ہو تو کیا تمھارا ظن اُس شخص کے حق مین ہی جو باب غیر مشروع مین دعوی
کرتا ہی اُسکو سکون نفس مغرور اور مفتون کرتا ہی اور یہ گمان اُسکو ہی کہ سر گروہ از قبیل ہوی
ہوتا تو نفس کو سکون ہوتا اور حال یہ ہی کہ نفس اسمین ہمیشہ ساکن نہین ہوتا بلکہ روح
سے وہ وصف سلب کرتا ہی اور اُسے اپنی طرف اس صورت سے اخذ کرتا ہی کہ مین
اُن باتون سے بچ گیا ہون جنمین اور لوگ مشاہدہ سے مفتون اور مغالطہ مین پڑے
ہوتے ہین تو مین نے صورت فسق سے جو اُسکے نزدیک شراب شہوت کی جھگ
اور کف ہین محفوظ اور مصئون امر ہی حاصل کیا ہی اسواسطے کہ اگر علت شراب کی
باقی رہتی تو جھگ اور کف باقی نہ رہتی تو اس سے قطعاً حذر کرنا چاہیے اور جو اُسمین
حال اور صحت مین دعویٰ کرے اُسکی بات نہین سنی چاہیے اسواسطے کہ وہ جھوٹھا مدعی
اور اسی بات کے واسطے طبیبون نے کہا ہی کہ جماع عشق کے ہیجان کو سکون دیتا
ہر چند غیر معشوق سے ہو پس جاننا چاہیے کہ اُسکی مستند اُسکی شہوت ہی اور جو حال
کا اُسمین دعوے کرے جھوٹھا ہی اور یہ مبتلا بی بی والے کی آفتین ہین اور مجرد
بن بیاہے کی آفت عورات کا اُسکی خاطر مین گذرتا ہی اور اُسکے خیال مین آتا ہی

ب جسکے باطن مین طہارت دی گئی ہو تو اُسکا باطن شہوت کے خطرات سے میلا
ن ہوتا اور اُسکے دل مین خطرہ آئے تو حسن توبہ اور پناہ فقرا و سے اُسے مٹاتا ہو
رجب فکر نے افسانہ گوئی کی تو خطرہ کثیف اور پرُ کارہ ہو جاتا ہو اور قلب سے نکلکر
نہ تک پہونچتا ہو اور اس حالت مین خطرہ کے ساتھ عضو کے احساس سے خوش
ے تو یہ پوشیدہ عمل ہو اور کیا ہی بری بات اُس سچے آدمی کے لیے جو حضوری
ر بیداری کی طرف تاک لگا رہا ہو پس یہ حال فاحشہ ہو اور بیشک یہ قول کہا گیا ہو کہ
یال فاحشہ کا عارفون کے قلب مین گذرنا ایسا ہی ہو جیسے فعل اُن لوگون کا
جو اُسے کرتے ہین واللہ اعلم

بیسوان باب قول کی بابت ہی جو سماع مین قبول اور اخیار کے رو سے ہو

ند تعالےٰ نے فرمایا ہو پس خوشخبری میرے اُن بندون کو دے جو قول کو سنتے ہین
ر اُسمین سے جو احسن اور بہت اچھا ہو اُسکی پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین
لکو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی ہو اور یہ لوگ صاحب عقل و دانش ہین یہ بعضے
وفیہ نے کہا ہو کہ احسنہ کے معنی یہ ہین کہ جو زیادہ ہدایت اور ارشاد کرنے اور حق
ز و جل نے فرمایا ہو اور جسوقت اُس چیز کو سنا جو رسول پر اُتاری گئی ہو اُنکی آنکھون
دیکھیگا کہ آنسو بہا رہے ہین اُن چیزون سے جو اُنھون نے سچی پہچانی ہین یہ
ادی حق سنائی جسمین اہل ایمان دو آدمی بھی اختلاف نہین کرتے اُس کے
ننے والے کے لیے حکم کیا گیا ہو کہ وہ صاحب ہدایت اور ذوی عقل ہو اور یہ سماع
ی حرارت کو یقین کی برودت پر وارد کرتا ہو تو آنکھین آنسو بہاتی ہین اسوجہ سے

کہ وہ آنسو کبھی رنج اور غم کے سبب جوش کرتا ہی اور رنج و حزن گرم ہی اور کبھو شوق کے سبب جوش کرتا ہی اور شوق گرم ہی اور کبھو ندامت سے جوش کرتا ہی اور ندامت گرم ہی تو جسوقت سماع ان صفات کو جوش مین لایا ایسے صاحب دل جو یقین کی برودت سے مملو ہی تو اُسکو رولاتا ہی اور آنسوون کو جاری کرتا ہی اسواسطے کہ حرارت اور برودت جب آپسمین ٹکراتی ہین وہ دونون پانی ٹپکاتے ہین تو جب قلب مین سماع نازل ہوتا ہی کبھو تو اُسکا نزول خفیف ہوتا ہی تو اُسکا بدن مین اثر ظاہر ہوتا ہی اور بدن کی جلد کے بال کھڑے ہوجاتے ہین اللہ تعالے فرماتا ہی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم یعنے اُس سے اُن لوگون کی کھال پہ بال کھڑے ہوتے ہین جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اور کبھو اُسکا وقوع اور ورود عظیم ہوتا ہی اور اثر اُسکا سمت دماغ کے اوپر گرتا ہی اُس چیز کے مثال جو عقل کی خبر دینے والی ہو تو ایک بے حادث چیز کا گرنا عظیم معلوم ہوتا ہی پھر اُس سے آنکھ آنسو گراتی ہی اور کبھو اُسکا اثر روح کی طرف گرتا ہی اور اُس سے روح ایسی موج سے لہراتی ہی کہ قالب کا میان بند قرب ہوتا ہی کہ اُس سے تنگ ہوجاے اور اُسمین نہ سماے تب اُس سے چیخ نکلتی اور مرتبہ پیدا ہوتا ہی اور یہ سب احوال ہین جنکو اصحاب حال سے اہل حال پاتے ہین اور کبھو ہواے نفس کی دلالت سے اُسکی نقل جھوٹھے لوگ اُتارتے ہین - روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے ورد مین کسی ایک آیت سے گذرتے تو آنسو اُنکا گلا دباتا تھا اور آپ گر پڑتے اور ایک اور دو دن کھڑے رہتے حتے کہ لوگ اُنکی عیادت کو آتے اور بیمار سمجھے جاتے تھے پس سماع اللہ کریم سے رحمت کو کھینچتا ہی - زید بن اسلم نے روایت

ی ہو کہا کہ ابی بن کعب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے قرأت کلام مجید
کی پڑھی تو سب کو رقت ہوئی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقت
کے وقت دعا کو غنیمت جانو اور ام کلثوم سے روایت ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب اللہ کے خوف سے بندہ کے بدن پر بال کھڑے ہو جائین
تو اُس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہین جسطرح کہ سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہین
اور یہ بھی وارد ہوا ہو کہ جب اللہ کے خوف سے بدن پر بال کھڑے ہو جائین
اللہ تعالے اُسکو دوزخ پر حرام کر دیتا ہو اور یہ سب وہ ہین جس سے انکار نہین
کیا جاتا اور نہ اُسمین اختلاف ہو اختلاف نہین - مگر اشعار الحان کے
ساتھ سننے مین اور اسمین بہت کثرت سے اقوال ہین اور احوال جدا جدا
ہین بعضے منکر اُسے فسق سے ملاتے ہین اور بعضے مریض اُسکی شہادت دیتے ہین
کہ وہ حق واضح ہو اور یہ دونون افراط اور تفریط کی طرف کھینچتے ہین - ابو الحسن
بن سالم سے پوچھا گیا کہ سماع کا انکار کسطرح کرتے ہو حال آنکہ جنید اور سری سقطی
اور ذو النون اُسے سنا کرتے تھے تو کہا مین کیونکر سماع کا انکار کرون حالانکہ اُس
شخص نے جائز رکھا ہو اور سنا ہو جو مجھسے بہت بہتر ہو - ہر آئینہ جعفر طیار
سنا کرتے تھے اور منکر وہی ہو جو لہو و لعب سماع مین ہو اور یہ قول صحیح ہو
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ ہر آئینہ ابو بکر اُنکے پاس آئے
اُس حال مین کہ آپ کے پاس دو لونڈیان گا رہی اور دف بجا رہی تھین
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے تو اُن لونڈیون
کو ابو بکر نے جھڑکا اُسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مُنھ کھولا اور فرمایا

ابو بکر اُن دونون کو چھوڑ دو کہ ہر آئینہ عید کے دن ہین اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی کہ مجھے اپنی چادر مین چھپا لیتے اور
مین اُن حبشیون کیطرف دیکھتی جو مسجد مین کھیلتے تھے حتی کہ تھک جاتی اور شیخ ابو طالب
مکی رحمہ اللہ نے اُسکا ذکر کیا ہی جو اُسکے جائز رکھنے کی دلالت کرتی ہی اور بہت سے
سلف صحابی اور تابعین وغیرہم سے نقل کی ہو اور شیخ ابو طالب مکی کا قول معتبر ہی
کہ علم وافر اور کمال حال اُنکو تھا اور سلف کے احوال جانتے تھے اور ورع و تقوی
اُنمین تھا اور اصوب اور اولی کو سوچتے اور شائستہ کرتے تھے اور اُسنے کہا ہی کہ
سماع حرام ہی اور حلال ہو تو جسنے اُسے نفس کے مشاہدہ شہوت اور ہوی سے سُنا
وہ حرام ہی اور جسنے اُسکے معقول کو مباح صفت پر لونڈی یا زوجہ سے سنا وہ شبہ ہی
اسلیے کہ لہو اُسمین داخل ہی اور جسنے اسے قلب سے سنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ
کرتا ہی کہ اُسکو دلیل پر پہونچاتا ہی اور اُسکے شاہد طرفات جلیل ہین تو وہ مباح ہی
اور یہ شیخ ابی طالب مکی کا قول ہی اور وہ صحیح ہی پس اب اُسکے منع اور تحریم
پر اطلاق قول نہین ہوتا اور نہ اُسکے سُننے والے پر انکار کا ہوتا ہی جیسا کہ مُنکے
انکار مین مبالغہ کرنے والے قاری لوگ زاہد بنے ہوے کرتے ہین اور نہ اُسمین
علی الاطلاق وسعت دیجاتی ہی جیسا کہ ہنسی باز اُسکے ساتھ چھوڑنے والے اُسکے
شروط اور اداب کے جمنے والے اصرار پر کرتے ہین اور ہم تفصیل وا اسمین
جو امر ہو اُسکو بیان کرینگے اور تحریم اور تحلیل سے اُسکی ماہیت کو واضح کرینگے
پس ورع اور رہبانہ اُن دونون مین ہر چند مذہب شافعی کے موافق وسعت ہی
مگر اُن دونون کا ترک اور احوط کا لینا اور خلاف سے نکلنا اولے ہی اور اُسکے

ہو اگر قصائد بہشت اور دوزخ کے ذکر اور آخرت کی ترغیب اور ملک جبار کے
نعمتون کی توصیف اور عبادات کے تذکرہ اور خیرات کی طرف شوق دلانے
مین ہون تو انکار کی کوئی سبیل نہین ہے اور اسی قبیل سے ہین غازی اور حاجی
لوگون کے قصیدہ سے جہاد اور حج کی تعریف مین جنسے غازیون کے دبے ہو
عزم اور حاجیون کے ٹھنڈے شوق جوش مین آئین مگر جو قصائد ایسے ہون
جسمین ذکر قد اور رخسار اور عورتون کے حسن و جمال کا ہو تو ایسے سماع کے لیے
جماؤ اہل دیانات کے لائق نہین ہے اور اگر ایسے ہون جنمین ذکر جدائی اور وصل
اور قطع اور منع کا اُس قسم سے ہو کہ جسکا محمول امور حق سبحانہ وتعالےٰ پر کرنا
قریب ہو اور وہ مریدون کے احوال بدلتے رہنا اور طالبین کے سر پر آفات
آنی ہے اور جو اُسکو سُنے اور اُسکے نزدیک ایک حادثہ ہو گذشتہ پر نادم ہو یا
اُسکے نزدیک امور آیندہ کا عزم تازہ ہو تو اُسکے سماع پر کیونکر انکار کیا جا ے
اور ہر آئینہ کہا گیا ہے کہ بعض اہل وجد سماع سے رزق اور قوت پاتے ہین اور
اُس سے طے اور وصال کے روزون کے لیے تقویت حاصل کرتے ہین اور سماع
کے وقت شوق جوش کرتا ہے کہ اُس سے بھوک کی سوزش جاتی رہتی ہے پھر جب بندہ
ایک بیت شعر کی سنتا ہے اور اُسکا قلب اُسمین حاضر ہوتا ہے گویا وہ ساربان حدی خوان
سنتا ہے جو کہتا ہے مثلاً ؎ الٰہی توبہ کرتا ہون کہ مین نے ٭ خطا کی اور ہوے
افزون معاصی ٭ مگر لیلے کے عشق اور اُسکے ملنے ٭ اور اُسکے دیکھنے سے
توبہ کب کی ٭ اور اُسکا دل خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ اسمین ایک قوت عزم کی
پاتا ہے جس سے آخر وقت تک امر حق پر ثابت قدم رہے وہ اس سماع مین

ذکر الٰہی کرنے والا ہوتا ہو ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ہو کہ ہم اپنے یاروں
کے وجدوں کو تین چیزوں مین پہچانا کرتے تھے سوال کے وقت۔ غصہ کے وقت
اور سماع کے وقت۔ اور جنید کا قول ہو کہ اس گروہ پر تین جگہ رحمت نازل
ہوتی ہو کھانے کے وقت اسواسطے کہ وہ فاقہ کے بعد کھانا کھاتے ہین اور جب
باہم ملکر ذکر الٰہی کرتے ہین اسواسطے کہ وہ وقت سماع صدیقین اور احوال انبیا ہین
قیام و اعتکاف کرتے ہین اسواسطے کہ یہ لوگ وجد اور حال سے سماعت کرتے ہین
اور حق کے سامنے حاضر ہوتے ہین اور رویم سے صوفیہ کے وجد عند السماع
کی بابت پوچھا گیا تو کہا کہ یہ لوگ اُن معانی سے آگاہ ہوتے ہین جو اور غیر لوگون
سے چھپے ہوے ہین پس اُنکی طرف اشارے وہ معانی کرتے ہین کہ یہان آؤ یہان
آؤ اور اس سے خوشی کے باعث لطف اور حظ اُٹھاتے اور ناز و نعمت سے
متمتع ہوتے ہین اور وقت پر حجاب آجاتا ہو تب یہ خوشی پلٹ کر زاری ہوجاتی ہو
پھر بعضے تو اُنمین سے کپڑے پھاڑتے ہین اور بعضے اُنمین سے روتے ہین اور
بعضے چیخین مارتے ہین۔ محمد بن سلیمان سے روایت ہو کہ وہ کہتے تھے صاحب
سماع استتار اور تجلی کے درمیان ہو تو استتار سوزش کا ثمرہ دیتا ہو اور تجلی مزید
کا فائدہ دیتی ہو تو استتار سے حرکات مریدین کے پیدا ہوتے ہین اور وہ ضعف
اور عجز کا محل ہو اور تجلی سے واصلین کو سکون حاصل ہوتا ہو اور وہ محل استقامت
اور تمکین کا ہو اور اسی طرح محل حضرت ہو کہ اسمین بجز اسکے کہ موارد ہیبت مین
لاٹھیان کھایا کرے اور کچھ نہین ہو اور عبد الرحمٰن سلمی نے کہا کہ مین نے اپنے
دادا سے سُنا ہو کہ وہ کہتے تھے مستمع کو چاہیے دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو

سُنے اور جسکا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اُسکے لیے سماع حلال نہین ہی اور ہ
س قول اللہ تعالےٰ کے معانی مین یزید فی الخلق مایشاء - کہا گیا ہی کہ صوت
سن اور آواز خوش ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اللہ خوش آواز
دمی کے قرآن کو اُس سے بڑھکر سنتا ہی جو کوئی مالک اپنی لونڈی کی بات
سننے کی طرف کان لگا کر سنتا ہی - جنید سے نقل ہی - کہ خواب مین ابلیس کو
ن نے دیکھا تو اُس سے کہا کہ ہمارے یارون سے کسی چیز مین ظفریاب ہوتا ہی
اُسنے تجھے کچھ ملتا ہی تو جواب دیا کہ میرے اوپر اُنکا کام دشوار ہی اور میرے اوپر
ڑی مہم ہی کہ اُنسے مین کچھ پاؤن مگر یہ کہ دو وقت مین ہین مین نے کہا کہ کس وقت
ا ایک سماع کے وقت اور نظر کے وقت کہ اُنسے اسمین چورا لیتا ہون
ر اُس سے اُنپر مین پہونچتا ہون کہا مین نے اپنا خواب بعض مشائخ سے
ا تو اُسنے جواب مین کہا کہ اگر مین اُسے دیکھتا تو اُس سے کہتا کہ اے احمق جسنے
ں سے سماع کیا جبکہ سماع کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جبکہ اُسنے نظر کی تو
ن سے تجھے کچھ راحت ملتی ہی یا اُس سے تو کچھ اُڑا سکتا ہی تو مین نے کہا آپ
ے سچ کہا - اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک کنیز تھی
مجھے گانا سنا رہی تھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور
ہ اپنے بدستور گاتی رہی پھر عمر آئے تو وہ بھاگ گئی اسپر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہنسے تو عمر نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپ کو ہنسی آئی تو آپ
ے اُسنے کنیز کی بات کہی تو عمر رض نے کہا کہ مین یہان سے نہ ہٹونگا جبتک
مین وہ سن لون جو رسول اللہ نے سنا ہی تب حضرت علیہ السلام نے اُس

کنیز کو حکم دیا اور اُسنے گانا سنایا۔ اور شیخ ابو طالب مکی نے ذکر کیا ہو کہ عطاء کے یہان دو
کنیزین تھین جو گایا کرتین اور اُسکے بھائی اُن کنیزون کے پاس جمع ہوتے تھے اور
کہا مین نے ملاقات ابو مروان قاضی سے کی ہو اور اُسکے یہان کنیزین تھین جو گانا
سنایا کرتین کہ صوفیہ کے لیے تیار کی تھین اور یہ قول جو مین نے نقل کیا ہو شیخ ابو طالب
مکی کا ہو پھر کہا اور میرے عندیہ مین اس سے اجتناب صواب اور بہتر ہو اور وہ نہین
قبول کیا جاتا مگر اس شرط سے کہ قلب طاہر ہو اور آنکھ بند ہو اور قول اللہ تعالے کے
شرط کا وقار ہو یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور۔ اور یہ قول شیخ ابو طالب مکی سے
نہین ہو مگر عجیب اور غریب اور اِسکے مثل سے تنزہ صحیح ہو اور حدیث مین داؤد
علیہ السلام کی مدح کے اندر وارد ہو کہ وہ خوش آواز اپنے اوپر نوحہ اور زبور کے
پڑھنے مین تھے یہانتک کہ انس و جن اُسکی آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے اور ہزارون
جنازہ اُسکی مجلس سے اُٹھائے جاتے تھے۔ اور ابی موسی اشعری کی تعریف مین
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ہر آئینہ وہ آل داؤد کی مزامیر سے
ایک مزمار عطا کیا گیا ہو اور رسول اللہ علیہ السلام سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا
کہ ان من الشعر لحکمۃ۔ یعنے ہر آئینہ شعر حکمت ہو اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی
اور ایک قوم شعر پڑھتی تھی تو اُس شخص نے کہا یا رسول اللہ قرآن اور شعر آپ نے
فرمایا۔ من ہذا مرۃ ومن ہذا مرۃ۔ یعنی ایک دفعہ اس سے اور ایک دفعہ اُس سے
اور تابعہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیتین پڑھین جنمین کی
یہ ہین ؎ ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لہ ٭ بوادر تحمی صفوۃ ان یکدرا ٭ ولا خیر

مر اذا لم یکن له ❊ حلیم اذا ما اوردالامر اصدرا ❊ یعنی اُس حلم مین کوئی جزو خوبی نہین
بلکہ اُسکو یہ بات حاصل نہین ہو کہ خطا اور غلطی کو اُسکی صفائی کدورت سے
طت نہ کرے اور نہ کوئی خوبی اُس بات مین ہو کہ اُسکے لیے کوئی ایسا حلیم نہو
ب وہ کسی امر کو وارد کرے تو اُسکا اصدار بھی کرے ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ
یہ وسلم نے اُسے کہا یا ابا لیلی اللہ تیرے مُنہ کی آواز بند نکرے بعد ازان وہ
برس سے زیادہ زندہ رہا اور وہ سب آدمیون سے زیادہ خوبصورت اور
تھا اُسکے دانت آگے کے تھے ۔ اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ان کے لیے مسجد مین منبر رکھواتے تو وہ منبر پر کھڑے ہو کر اُن لوگون کی
کرتے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ فرماتے صلی اللہ
یہ وسلم کہ روح القدس حسان کے ساتھ ہی جب تلک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ
یہ وسلم کی طرف لڑائی لڑتے ہین ۔ اور ابو العباس خضر کو بعضے صالحین نے دیکھا
لہ مین نے اُس سے کہا سماع کی بابت کیا کہتے ہو جسمین اصحاب اختلاف کرتے
ن کہ وہ صاف آب زلال ہی کہ اُسپر کوئی نہین ٹھہرتا مگر علما کا قدم ۔ اور ممشاد دینوری
ے منقول ہی کہ کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو مین نے
ض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع سے کچھ انکار کرتے ہین فرمایا کہ مین اُس
ے انکار نہین کرتا مگر اُنسے کہدے کہ اُس سے پہلے قرآن پڑھین اور اُسکے
د قرآن پڑھین سو مین نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ مجھے ایذا دیتے اور خوش
تے ہین آپ نے فرمایا کہ اُنسے تحمل ابا علی کہ وہ تیرے اصحاب ہین پس ممشاد
رتے اور کہتے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنیت بخشی ۔ مگر وجہ

انکار کی اُسمین یہ ہی کہ ایک مریدون کی جماعت مبادی ارادت مین در آئے اور
مجاہدہ پر اُنکے نفوس مشاق نہین ہوئے تاکہ صفات نفس کے ظہور اور احوال قلب
کا علم اُنکو پیدا ہوا اور اُنکی حرکات کو قانون علم سے منضبط کرین اور وہ جان لین
کہ اُنکے فائدہ کی باتین کیا ہین اور اُنکے نقصان کی باتین کیا ہین - حکایت ہی کہ
جب ذوالنون بغداد مین آئے تو ایک جماعت اُنکے پاس آئی اور اُنکے ساتھ
ایک قوال تھا پھر آپ سے اُن لوگون نے اجازت مانگی اور آپ نے کہا اچھا
اُسوقت قوال نے یہ اشعار کہے ؎ صغیر ہواک عذبنی ✤ فکیف بہ اذا احتنکا
وانت جمعت من قلبی ✤ ہوی قد کان مشترکا ✤ اما ترقی لمکتئب ✤ اذا ضحک
بکا ✤ پھر اُنکا دل خوش ہوا اور کھڑے ہو گئے اور وجد کیا اور پیشانی کے بل
گر پڑے اور اُنکی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر نہین گرتا تھا پھر ان لوگون
مین سے ایک شخص کھڑا ہوا سو اُسکی طرف ذوالنون نے دیکھا اور کہا خوف
اور اندیشہ کر اُس سے جو تجھے دیکھتا ہی جبکہ تو کھڑا ہوتا ہی پھر وہ شخص بیٹھ گیا
اور اُسکا بیٹھنا اُسکے صدق اور علم کے سبب تھا کہ وہ کامل الحال نہین ہی تو اجا
کے ساتھ کھڑے ہونے کے لایق اور قابل نہین ہی پس اُنمین سے ایک شخص
بغیر سوچے اور بغیر جانے اپنے قیام کے کھڑا ہو جاتا ہی اور یہ اس سبب سے
ہوتا ہی کہ جب اُسنے ایک موزون لحن راگ کے سنے اور نفس کا حجاب جو طبیعت
کے انبساط سے منشرح ہی قلب کے چہرہ پر لٹک پڑتا ہی اور طبیعت سے جو خوشی
پیدا ہوتی ہی اُسکے خوف کو کم کر دیتی ہی تو پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہی اور موزونیت
کے ساتھ رقص کرتا ہی جو تصنع سے ملا ہوا ہوتا ہی اور وہ اہل حق کے نزدیک

حرام ہی اور وہ گمان کرتا ہی اُسے کہ قلب کی خوشی ہی اور حالانکہ اُسنے نہ وجہ قلب کو
اور نہ اُسکی خوشی کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ دیکھا ہی اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہی کہ وہ
قلب کی خوشی ہی ولیکن قلب نفس کے رنگ سے رنگا ہوا ہی جو ہوئی کی طرف
مائل اور ہلاکت کے لیے موافق ہی نہ وہ حرکات مین حسن نیت کی طرف راہ پاتا ہی
اور نہ وہ صحت ارادت کی شرائط کو پہچانتا ہی اور ایسے رقص کے لیے کہا گیا ہی کہ
الرقص نقص۔ یعنی رقص نقصان ہی اسواسطے کہ طبیعت سے صادر ہوا ہی نیت
صالح کے مقرون نہین ہی علے الخصوص جبکہ اُسکے حرکات کی آمیزش صریح نفاق
اور دورنگی کے ساتھ تودد اور تقرب بعض حاضرین سے جا ملی ہو بغیر اُسکے کہ نیت
ہو بلکہ نشاط نفس کی دلالت سے اور وہ یہ ہی کہ وہ معانقہ کرتا ہی اور ہاتھ پانون
کو بوسہ دیتا ہی اور اُسکے سوا اور حرکات جنپر متصوفہ سے کوئی بجز اُنکے اعتماد نہین
کرتا جسکو تصوف سے سوا لباس اور صورت محض کے اور کچھ حاصل نہین ہی یا کہ
قوال امرد ہو جسکے دیکھنے کی طرف نفوس منجذب ہوتے ہین اور اُس سے لذت
حاصل کرتے ہین اور دل مین بڑے خطرے آتے ہین کہ عورات کا مجلس قریب ہو اور
باطن جو ہوئی سے بھرے ہوے ہین حرکات اور رقص اور اظہار تواجد کی
سفارت سے مراسلت اور خط کتابت کرتے ہین تو یہ عین فسق ہی جسکی حرمت پر
اجماع و اتفاق ہی تو اسوقت پچھلے لوگ یعنے جنکا آخر مین ذکر ہوا زیادہ کی امید
کے قابل از روے حال ان لوگون سے ہین جنکا یہ منصوبہ اور یہ حرکتین ہین
اسواسطے کہ وہ اُنکا فسق دیکھتے ہین اور یہ اُسکو نہین دیکھتے اور اُسے عبادت
ظاہر اُس شخص پر کرتے ہین جو نہین جانتا کہ اُسنے اہل دیانات سے ایک کو

تہمت لگائی اسپر راضی ہوتا ہی اور اُسکو بُرا نہین جانتا - تو اسوجہ سے منکر
کے لیے انکار پہونچا اور وہ معذرت کا مستحق ہی سو بہت سی حرکتین سخت عداوت
کی موجب ہوتی ہین اور بہت سی برانگیختیان وقت کو بے رونق کردیتی ہین
پس منکر کا مرید طالب پر انکار ایسی حرکتون سے اُسکو روکتا ہی اور ایسے مجالس سے
اسے ڈراتا ہی اور یہ انکار صحیح ہی اور کبھو ایسا ہوتا ہی کہ بعضے صادق سچے آدمی ایک
بے تکلف وزن کے سبب رقص کرنے لگتے ہین بدون اسکے کہ وجد اور حال کا
اظہار کرین اور اسمین وجہ اسکی نیت کی یہ ہوتی ہی کہ وہ بسا اوقات حرکت مین بعضے
فقرا سے موافقت کرتا ہی پھر وہ ایک موزون حرکت کے ساتھ جنبش کرتا ہی
بدون اُسکے کہ وہ وجد اور حال کا دعوے کرے اُسکی حرکت باطل کی طرف
پھیری جاتی ہی اسواسطے کہ وہ حرکت ہرچند شرع کے حکم مین حرام نہین ہی مگر
وہ بحکم حال حلال نہین ہی اسوجہ سے کہ اُسمین لہو ہی تو اُسکی حرکات اور رقص
ان مباحات کی قبیل سے ہوجاتی ہین جو اُسپر ہنسی اور کھیل اور بی بی اور
اولاد کے کہلانے سے گذرتے ہین اور یہ خوشدلی کے باب مین داخل
ہوتے ہین اور یہ اکثر حسن نیت کے سبب حادث ہوجاتا ہی جب اُس سے نیت ہو
کہ نفس کی تکان دور کرے - جیسے کہ حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے
منقول ہی کہ ہر آئینہ آپ نے کہا کہ مین ایک باطل شی سے اپنے نفس کی تکان
دور کرتا ہون تاکہ یہ مددگار میرے لیے حق پر ہو اور آرام کے مقام پر نماز کا
اوقات مین پڑھنا مکروہ ہی کہ اللہ کا کام کرنے والے آرام پائین اور نفوس اپنے
بعض مقاصد کے ساتھ ترک عمل سے مدارات کیے جائین اور مہلت کی جگہ

خوش آیندہ معلوم ہون اور اپنی ترکیب مختلف اور رسید اُس کی ترتیب سے آدمی ہر ہر
قسم کا اپنے اصول خلقت کے اقسام سے ہوتا ہے اور اسکی شرح دوسرے کسی باب
مین گذر چکی ہے اُسکے قوی حق محض پر صبر کرنے کو وفا نہین کرتے تو ایسی باتون مین
جنکا ہمنے ذکر کیا ہے وسعت کا دینا اُس قسم کے مباح سے ہے جو لہو کی طرف جو باطل
نہین ہے کشش کرے اُس سے حق پر مدد لیجاے اسواسطے کہ مباح اگرچہ حقیقت شرع
مین باطل نہین ہے اسواسطے کہ مباح کی تعریف یہ ہے کہ اُسکے دونون طرف برابر ہون
اور دونون جانب اُنکے معتدل ہون مگر یہ کہ وہ احوال کی نسبت باطل ہے اور مین نے
سہیل بن عبد اللہ کے بعضے کلام مین دیکھا ہے کہ وہ صادق کے وصف مین کہتے
ہین کہ صادق کا جہل اُسکے علم کے لیے زیادت اور اُسکا باطل اُسکے حق کے لیے
مزید اور اُسکی دنیا اُسکی آخرت کے لیے مزید ہے اور اسی واسطے جائز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے عورتین محبوب کی گئین تاکہ یہ اُسکے نفس شریعت کا حظ اُسکے طہارت اور تقدس کے
مقام کے لیے ہو جسکو اُسکے حظوظ عطا کیے ہین اور اُسپر حقوق اُسکے بڑھائے گئے ہین
تو جو کچھ باطل صرف کا نصیب غیر کے حق مین مباحات مقبولہ برخصت شرعی
مردود بعزیمت حال سے ہو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین
عبادات کے نقش اور نشان سے منقش اور مزین ہو اور ہر آئینہ نکاح کی
فضیلت مین ایسا کچھ وارد ہوا ہے کہ وہ دلالت اسپر کرتا ہے کہ نکاح عبادت ہے
اور اسی سے بطریق قیاس اُسکا اشتمال دین و دنیا کی مصلحتون کو ہے اُسی
بنا پر کہ اُسکی شرح مین فقہاء نے طول مسئلہ تخلی لنوافل العبادات (خلوت مین
نوافل کا پڑھنا) مین دیا ہے پس اب یہ رقص کرنے والا اس نیت کے ساتھ

حال کے دعویٰ سے الگ ہونے والا اسمین انکار منکر سے خارج ہونا ہی لہذا رقص اُسکا نہ اُسکے لیے مضر ہی اور نہ اُسکے لیے مفید ہی اور بسا اوقات حسن نیت کے سبب ترویح مین عبادت ہو جاتی ہی خصوصاً جبکہ وہ اپنے نفس مین اپنے پروردگار کے ساتھ خوشی کو مضمر کرے اور اُسکی رحمت اور عطوفت کے عام ہونے پر نظر کرے لیکن مشائخ اور اُنکے اقتدا کرنے والون کے لائق رقص نہین ہی اسوجہ سے کہ اُسمین لہو کی مشابہت ہی اور لہو اُنکے منصب کے سزاوار نہین ہی اور اس قسم کی بات متمکن کے حال کے خلاف اور مبائن ہی اور وجہ اُسکی کہ سماع مین انکار ممنوع ہی یہ ہی کہ جو شخص مطلق سماع کا منکر ہی بدون اسکے کہ تفصیل کرے تین باتون مین ایک بات سے خالی نہوگا یا تو وہ سنن اور احادیث سے جاہل اور ناواقف ہی یا کہ وہ فریفتہ اُن اعمال اخیار پر ہوا ہی جو اُسکے لیے مقدر ہوے ہین اور یا وہ طبیعت کا غبی ہی کہ اُسے ذوق ہی نہین جو انکار پر اصرار کرتا ہی اور ہر ایک ان تینون مین سے مقابل اُسکے کرے جو اُسکے آگے قریب آتا ہی پہلے جو حدیثون اور آثار سے ناواقف ہی وہ اُس سے واقف ہو جو ہم حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کر چکے ہین اور اخبار اور آثار جو اس باب مین وارد ہین اور بعضے جنبش کرنے والون کی جنبش مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو جان گیا جو حبشہ کے لیے رقص مین تھی۔ اور اُنکی طرف عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا یہ اُسوقت ہی کہ حرکت اور جنبش اُن مکروہات سے بچے ہوئے ہون جنکا ہمنے ذکر کیا ہی اور ہر آئینہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

تے فرمایا تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون اسپر وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر سے آپ
نے فرمایا کہ تو مجھ سے خلق اور خُلق مین مشابہ ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور زید سے
رمایا کہ تو ہمارا بھائی ہی اور ہمارا مولا ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر اپنے بیٹے حمزہ
کے قصہ مین اُچھلے اور کودے تھے جسمین اُسمین علی اور جعفر اور زید باہم جھگڑے
تھے اور جو منکر کہ اسپر مغرور ہو کہ اعمال اخیار اُسکے بمقدر کیے گئے اُس سے کہا جاے
پ کا تقرب الے اللہ عبادت کے سبب اسواسطے ہی کہ تیرے اعضا و جوارح
بادت مین لگے ہوے ہین اور اگر تیری نیت قلب کی نہ ہوتی تیرے جوارح
یعنے ہاتھ پانون کے عمل کے لیے قدر نہوتی اسواسطے کہ اعمال نیتون کے ساتھ
ین اور ہر ایک شخص کے لیے وہی ہی جو اُسے نیت کی اور نیت اسوجہ سے ہی کہ
اپنے رب کی طرف خوف اور رجا کی نظر سے دیکھتا ہی تو جو کوئی شعر سے ایک بیت
سننے والا ہی تو اُس سے وہ معنی اخذ کرتا ہی جو اُسکو یاد اُسکے رب کی دلاتا ہی خوشی
سے یا غم سے یا عاجزی سے یا نیازمندی اور محتاجی سے ۔ کسطرح اس قسم کے
حوال مین اُسکا قلب جبکہ وہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہی [illegible] ہوتا ہی اور
ر کسی پرند کی آواز سنی یہ آواز سُنکر خوش ہوتا ہی اور اللہ تعالے کی قدرت مین
کر کرتا ہی کہ پرند کا گلا کیا اچھا بنایا ہی اور اُسکا حلق اُسکے بس مین کر دیا ہی اور
سطرح اُسکے حلق سے آواز نکلتی ہی اور کانون تلک پہونچتی ہی اس تمام فکر
ین وہ تسبیح اور تقدیس کرنے والا ہی پھر وہ جب آدمی کی آواز سنتا ہی اور سطرح
ں فکر اُسکے سامنے موجود ہوئی اور اُسکا باطن ذکر اور فکر سے بھر گیا تو کیونکر اُسکا
کار کیا جاے ۔ بعضے صالحین نے حکایت کی ہی کہ مین دریا کنارے جد[illegible] کی

مسجد مین معتکف تھا تو ایک روز مین نے ایک قوم دیکھی کہ اُسکے ایک طرف
لوگ کچھ پڑھ رہے تھے تو اپنے دل مین اُسے مین نے بُرا جانا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
کے گھرون مین سے ایک گھر مین شعر خوانی کرتے ہین پھر مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اُسی رات دیکھا اور آپ اُسی قرب جوار مین بیٹھے
ہوے تھے اور آپ کے برابر ابوبکر تھے اور اسوقت ابوبکر کچھ گن گنا رہے تھے اور
حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف کان لگائے سُن رہے تھے اور اپنا
ہاتھ سینہ پر اسطرح رکھتے تھے جیسے کوئی اس سے وجد کرتا ہو تب اپنے دل ہی
دل مین مین نے کہا کہ مجھے یہ سزاوار نہین ہو کہ ان لوگون کو جو سُن رہے تھے بُرا
جانون اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سن رہے ہین اور ابوبکر آپ کے برابر
گن گنا رہے ہین اُسوقت مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا
اور آپ فرما رہے ہین کہ یہ حق بحق یا حق از حق ہو ہان جسوقت کہ یہ آواز امرد کی ہو
جسکی طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف یا عورت غیر محرم کی ہو اگرچہ اذکار اور اوراد
سے جو ہمنے ذکر کیے پایا جاے سننا اُسکا فتنہ کے خوف سے حرام ہو نہ کہ صرف
آواز کی وجہ سے مگر صوت کا سماع حریم فتنہ گردانا جاتا ہو اور ہر ایک حرام کا
ایک حریم ہو جسپر مصلحت کی وجہ سے ممانعت کا حکم کھینچتا ہو جیسے بوسہ جوان
روزہ دار کے لیے کہ مجامعت حرام کا حریم بنایا گیا اور جیسے نامحرم عورت سے
ساتھ خلوت مین ہونا اور اُسکے سوا جو ہو پس اس بنا پر مصلحت اُسکی مقتضی
کہ سماع سے منع کیا جاے جبکہ سننے والے کا حال اور اُس بات کا جسکی طرف
اُسکو سماع اُسکا پہونچاتا ہو پس اسطرح حریم حرام ممنوع ہوتا ہو- اور کبھو سماع کا

ر وہ شخص کرتا ہی جسکی طبیعت جامد یعنی بستہ اور افسردہ ہو کہ اُسے ذوق ہی نہین ہی تو اسکو
ر کہا جاتا ہی جسکو لذت جماع سے واقفیت نہین ہی اور اندھے کو جمال فائق سے
ی نہین اور جو مصیبت مین نہ پڑا ہو وہ استرجاع یعنے انا للہ وانا الیہ راجعون
ہیگا پھر کیا انکار اُس دوست سے کیا جاے جسکا باطن شوق اور محبت سے
ورش یافتہ ہی اور وہ اپنی روح کو پرندۂ نفس امّارہ کے پنجرہ کی ضیق مین بند
ھتا ہی اُسکی روح کو جھونکے حب وطن کی ہوا کے لگتے ہین اور معرفت کی فوج
ے طلایہ اُسے نظر آتے ہین اور وہ نفس کے سبب پردیس مین ہی جدائی کے پیالے
ھونٹ لے لیکر پی رہا ہی مجاہدہ کے بار کے نیچے دبا ہی اور مشاہدہ یعنے عالم شہادت
ی سوانح اُس سے نہین اُٹھائی جاتی اور ہرچند کثرت اعمال سے نفس کے منازل
و کرتا ہی مگر کعبہ وصال کے پاس نہین پہونچتا اور اُسکے لیے لٹکے ہوے پردے نہین
ھولے جاتے تو لنبی لنبی سانس لیکر خوش ہوتا ہی اور سختی اور گزند کی شدت سے
اکت کے ساتھ راحت پاتا ہی اور نفس اور شیطان سے جو دونون موانع اُسکے
ین مخاطب ہو کر کہتا ہی ؎ ایا جبلی نعمان باللہ خلیا * نسیم الصبا یخلص الی نسیمہا

ان الصبا ریح اذا ما تنسمت * علی قلب محزون تجلت ہمومہا * اجد بردہا
و تشف منی حرارۃ * علی کبد لم یبق الا صمیمہا * الا ان ادوائی بلیلی قدیمۃ *
و اقتل داء العاشقین قدیمہا * ترجمہ نعمان کی دو جبل واللہ چھوڑ دو *
باد صبا کو مجھ تلک آنے دو جھوم جھوم * باد صبا عجب ہی ہوا جسکہ وہ چلے * میرے
دل حزین پہ تو جاتے رہین ہجوم * ٹھنڈک مجھے ملے کہ تشفی جگر کو ہو * گرمی سے
جسمین مغز رکھا ہی نے تھام تھوم * میرے مرض قدیم ہین لیلے کے عشق کے *

ہو جو مرض قدیم مچاتا دہی ہر دھوم ÷ اور شاید کہ منکر کہے محبت نہین ہو مگر حکم کا بجا لانا
اور نہین اسکے سوا کچھ جان پڑتا اور یہان نہین الا خوف اللہ تعالے کا اور اُس
محبت خاص کا وہ انکار کرتا ہو جو علما راسخ اور ابدال مقرب کے ساتھ مختص ہو
اور یہ ہر گاہ اُسکے فہم قاصر مین یہ بات قرار پا چکی کہ محبت استدعا شال اور خیال
اور اجناس اور اشکال کی کرتی ہو تو قوم صوفیہ کی محبت سے اُسنے انکار کیا اور یہ
حالانکہ وہ نہین جانتا کہ قوم صوفیہ کے حضرات ایمان کے مراتبہ مین محسوس سے
بھی کامل تر کو پہونچ گئے ہین اور نفوس و ارواح کو کشف و عیان کی شدت سے
تصدق اور قربان کر دیا - جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آپ نے ایک لڑکے کا ذکر کیا جو پہاڑ پر بنی اسرائیل
مین تھا اُسنے اپنی ماں سے کہا اماں آسمان کسنے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے کہا زمین
کسنے پیدا کی وہ بولی کہ اللہ نے کہا پہاڑ کسنے پیدا کیے وہ بولی کہ اللہ نے بولا کہ ابر
کسنے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے پھر اُسنے کہا کہ مین اللہ کے لیے ایک شان او رحال
سنتا ہون اور پہاڑ کے اوپر سے گر پڑا اور ٹکڑے ٹکرے ہو گیا پس جمال ازلی الٰہی
ارواح کے لیے منکشف ہو جو عقل کے لیے مکیف نہین ہو اور نہ فہم کے لیے مفسر ہو -
اسواسطے کہ عقل عالم شہادت کی موکل اور مفوض ہو وہ اللہ سبحانہ سے راستہ نہین
پاتی ہو مگر وجود محض ملک اور شہود کے حریم کی طرف اُسکو راہ نہین ملتی جو غیب کے
پردہ مین تجلی کرنے والی ارواح کے لیے ظاہر ہونے والا ہو اور سطالعہ جمال سے یہ
مرتبہ خاص مرتبہ ہو اور عام تر اُس سے جو مرتبہ محبت خاص کے عام چھوڑ کر ہین
وہ جمال کمال کا دیکھتا ہو کبریا اور جلال سے اور عطیات و نوال کے استقلال سے

وراُن صفات سے جو منقسم اُن اشیار کی طرف ہین جو ظاہر اُنسے ابد دن ہین ہوئین ورازلون مین ذات کی لازم ہین - پس کمال کا ایک جمال ہی جو حواس سے ادراک اور قیاس سے اُسکا استنباط نہین ہوتا اور اس جمال کی دید مین محبین کے ایک گروہ نے شروع کیا جو تجلی صفات سے مخصوص ہین اور اُسکے موافق اُنکو ذوق اور شوق اور وجد و سماع حاصل ہی اور اولین کو تجلی ذات سے ایک حصہ عطا ہوا تو اُنکا وجد علے قدر وجود ہی اور سماع اُنکا بحد شہود ہی - اور بعضے مشائخ نے حکایت کی ہی کہ ہمنے ایک جماعت اُن لوگون کی دیکھی جو پانی اور ہوا پر چلتے ہین سماع سنتے ہین اور اُسپر وجد کرتے ہین اور سماع کے وقت وہ دیوانے مست ہو جاتے ہین - اور بعضون نے کہا ہی کہ ہم ساحل پر تھے تو ہمارے بعضے بھائیون نے سنا تو وہ پانی پر بتصرف آمد و رفت کرتے رہتے تھے یہانتک کہ وہ اپنے مکان کو واپس آئے - اور نقل ہی کہ بعضے ان حضرات سے سماع کے وقت آگ پر لوٹتے تھے اور اُس سے اُنکو خبر نہین ہوتی تھی - اور نقل ہی کہ بعض صوفیہ کو سماع کے وقت وجد پیدا ہوا تو شمع لی اور اپنی آنکھ مین کر لی ناقل نے کہا کہ مین اُسکی آنکھ کے قریب ہوا کہ دیکھون تو مین نے آگ یا نور کو دیکھا کہ اُسکی آنکھ سے نکلتا تھا اور شمع کی آگ کو رد کرتا تھا - اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین کہا ہی کہ ہم اگر سماع سے مجمل مطلق غیر مقید مفصل انکار کرین تو ستر صدیق کے اوپر انکار ہوتا ہی اور اگرچہ ہم جانتے ہون کہ انکار قرار اور عباد کے قلب سے اقرب ہی مگر ہم ایسا نکرینگے اسواسطے کہ ہم وہ جانتے ہین جو وہ نہین جانتے اور ہمنے سلف کے صحابہ اور تابعین سے وہ سنا ہی جسکو وہ نہین سنتے اور یہ قول

شیخ کا اس سبب سے ہی کہ انکو احادیث اور آثار کا بڑا علم تھا جسکے ساتھ ہی اجتہاد اور تحری صواب کا مرتبہ حاصل تھا مگر ہم اہل انکار کے لیے زبان معذرت کھولتے ہین اور ہم اُنکے لیے توضیح سے کہتے ہین کہ فرق کیا ہی اُس سماع مین جو اختیار کیا جاے اور اُس سماع مین جس سے انکار کیا جاے۔ اور شبلی نے ایک کو یہ گاتے ہوے سنا ؎ سلمے کو پوچھتا ہون ہی مخبر کوئی بھی یہان ✤ جسکو یہ علم ہو کہ اُتری وہ ہی کہان ✤ تو شبلی رحمہ اللہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا نہین واللہ کوئی مخبر اُسکا دو عالم مین نہین ہی اور بعض نے کہا ہی کہ وجد صفات باطن کا سر ہی جسطرح کہ طاعت صفات ظاہر کا سر ہی اور ظاہر کی صفات حرکت اور سکون ہی اور باطن کی صفات احوال اور اخلاق ہین اور ابو نصر سراج نے کہا ہی کہ اہل سماع کے تین طبقہ ہین پس ایک قوم وہ ہی جو اپنے سماع مین جو وہ سنتے ہین اُسمین اپنی نسبت مخاطبات حق کی طرف رجوع کرتے ہین اور ایک قوم وہ ہی کہ اُن چیزون مین جو سنتے ہین اپنے احوال اور مقام اور اوقات کے مخاطبات کی طرف رجوع کرتے ہین تو یہ لوگ علم سے ارتباط اور صدق سے مطالبہ رکھنے والے اُن چیزون مین ہین کہ وہ اللہ کے لیے اُس سے اشارہ کرتے ہین اور ایک قوم وہ فقرا مجرد ہین جنھون نے علائق قطع کر ڈالے اور اُنکے قلوب محبت دنیا اور جمع و منع سے ملوث نہین ہوے سو یہ لوگ اپنے قلب کے خوش کرنے کے لیے سنتے ہین اور اُنکے لیے سماع لائق ہی اسواسطے کہ وہ سب آدمیون کی نسبت زیادہ سلامت کے قریب ہین اور سب سے زیادہ فتنہ سے بچے ہوے ہین اور جو لوگ دنیا کی محبت سے ملوث ہین تو اُنکا سماع طبیعت اور تکلف کا سماع ہی۔

اور بعضے صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ سماع مین تکلّف کیا چیز ہی تو کہا کہ یہ دو قسم ہی ایک تکلف سننے والے مین طلب جاہ یا نفع دنیوی کے لیے ہی اور یہ فریب اور خیانت ہی اور ایک تکلف اُسمین حقیقت کی طلب کے لیے ہی جیسا کہ کوئی وجد کو تواجد سے طلب کرے اور وہ بمنزلہ اُسکے ہی کہ بہ تکلف گریہ جائز کرے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ ہیئت اجتماع سے بدعت ہی اُسے جواب دیا جاے کہ بدعت محذور اور ممنوع وہ بدعت ہی کہ کسی سنت ماموری کو مزاحم ہو اور جو اس صفت کی نہو تو وہ جائز ہی اور یہ ایسا ہی کہ جسطرح کوئی آنے والے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو سو یہ قیام پہلے نہ تھا اور عرب کی عادت مین اُسکا ترک تھا یہانتک کہ منقول ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور آپ کے واسطے قیام نہین کیا جاتا تھا اور جن شہرون اور ملکون مین کہ یہ قیام اُنکی عبادت ہی تو جب مدارات و قلوب خوش کرنے کے لیے یہ قیام قصد کیا جاے تو جائز ہی اسواسطے کہ ترک اُسکا دلون کو وحشت دلاتا ہی اور سینون کو غصہ سے بھرتا ہی پس یہ قیام عشرت اور حسن صحبت کے قبیل سے ہوگا اور ایک بدعت جائز ہوگی اسواسطے کہ وہ کسی سنت ماموره کی مزاحمت نہین کرتے۔

تیئسوان باب اُن سماع کے بیان مین جو رد اور انکار کی رو سے ہی۔

ہم صحت سماع کی وجہ بیان کر چکے ہین اور جو اہل صدق کے لائق اُس سے ہی اور جہان فتنہ اُسکے طریق مین پھیل گیا اور عصمت اُسمین جاتی رہی اور حرص کے مارے بہت اقوام نے اُسکا اہتمام کیا جنکے اعمال تھوڑے ہین اور احوال

اُنکے بگڑ گئے ہین اور سماع کے لیے بہت اجتماع کثرت سے کیے اور اکثر اوقات
اُس جماد کے لیے کھانے پکوائے جاتے ہین جسکے لیے نفوس اس حال کے طلب
کرتے ہین نہ اسلیے کہ اُنکے دلون مین سماع کی رقیت ہی جیساکہ صادقین کی سیرت
اور عادت تھی تو سماع معلول ہوجاتا ہی کہ نفوس اُسکی طرف مائل اسلیے ہوتے
ہین کہ کھانے خوب کھائین اور لہو ولعب اور غفلت کے مقام مین مزے اُڑائین
اور یہ عملدرآمد مرید کے اوپر ترقی کے خواہش کو قطع کرتی ہی اور اُسکے طریق سے
اوقات کا ضائع کرنا اور عبادات سے کم فائدہ اُٹھانا ہی اور اس اجتماع مین
رغبت اسواسطے ہوتی ہی کہ طبیعت کی چھپی چیزین ملین اور عیش وعشرت اور
لہو وطرب سے خوش ہون اور پوشیدہ نہین ہی کہ یہ اجتماع اہل صدق کے
نزدیک مردود ہی اور مشہور قول ہی کہ سماع عارف کے سوا دوسرے کے لیے
صحیح نہین ہی اور مبتدی مرید کے لیے مباح نہین ہی اور جنید رحمہ اللہ علیہ نے
کہا ہی کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ سماع چاہتا ہی تو جان لو کہ اُسمین بطالت کا
بقیہ ہی اور کہتے ہین کہ جنید نے سماع کا سننا چھوڑ دیا تو اُنسے کہا گیا کہ پہلے آپ
سنا کرتے تھے تو کہا کسکے ساتھ اُنسے کہا کہ اپنے نفس کے لیے آپ سنتے تھے تو فرمایا
کہ کس سے اسواسطے وہ نہین سنتے تھے مگر اہل سے اور اہل کے ساتھ سنتے تھے
پھر جبکہ بھائی گم اور ناپید ہوگئے تو چھوڑ دیا پس سماع کو اختیار نہین جہان
اُسکو اختیار کیا مگر شرائط اور قیود اور آداب کے ساتھ کہ اُس آخرت کو یاد
کرتے تھے اور بہشت کی رغبت کرتے اور دوزخ سے ڈرتے تھے اور اُس سے
زیادہ اُنکی طلب ہوتی تھی اور اُس سے اُنکے احوال سنورتے تھے اور یہ اُنکو

بعض اوقات اتفاق ہوتا تھا نہ یہ کہ اُسکو عادت اور معمول بنا دین جیسے کہ بڑے بزرگون نے اوراد کو چھوڑ دیا۔ اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کتاب قضا مین کہا ہے کہ راگ لہو مکروہ ہے کہ باطل سے مشابہ ہے اور کہا جسنے اُسکی کثرت کی وہ نادان سبک عقل ہے اُسکی شہادت رد کیجاے۔ اور اصحاب شافعی نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ غیر محرم عورت سے سماع کا سننا جائز نہین ہے خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی ہو مُنھ کھولے ہو یا کہ حجاب مین ہو اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ لکڑی سے آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ زندیقون نے اُسکو ایجاد کیا ہے تاکہ قرآن سے اُسکے ساتھ مشغول ہون اور کہا سکا مضائقہ نہین کہ الحان اور خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھین جسطرح پر ہو اور مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہے جب ایک شخص لونڈی کو خریدے ور اُسکو گاین پایا تو اُسکے لیے جائز ہے کہ اس عیب کے سبب واپس کردے ور وہ کل اہل مدینہ کا مذہب ہے اور اسی طرح امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور راگ سننا داخل گناہ ہے اور اُسکو چند فقہا نے مباح کیا ہے ور جن فقہا نے اُسے مباح کیا ہے وہ بھی اعلان اُسکا مساجد اور بزرگ مقامات مین سننا نہین درست سمجھتے اور اس تفسیر مین کہا گیا ہے۔ ومن الناس من یشتری لهو الحدیث۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ راگ اور سکا استماع ہے۔ اور اس آیت کے معنی مین کہا گیا ہے۔ وانتم سامدون۔ یعنے گانے والے ہو۔ عکرمہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ لغت حمیر مین وہ راگ ہے اہل یمن بولتے ہین سمد فلان۔ جبکہ اُسنے گانا گایا اور

قول اللہ تعالیٰ واستفرز من استطعت منہم بصوتک - اسمین مجاہد نے کہا کہ راگ اور
مزامیر ہی - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی ابلیس
نے پہلے پہل نوحہ کیا اور اول اول گانا گایا اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہی کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسکے سوا نہین کہ دو
آواز بدکار سے نہی کیا گیا ہون ایک آواز جو خوشی کے وقت ہو اور ایک آواز جو مصیبت
کے وقت ہو اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا کہ مین نہین
گایا اور نہ مین نے استماع کیا اور نہ عضو کو مین نے داہنے ہاتھ سے چھوا اُسوقت
سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت ہی کہا کہ راگ دل مین نفاق اُگاتا ہی اور روایت ہی کہ عبداللہ
عمر رضی اللہ عنہ اپنی قوم پر گذرے جبکہ احرام حج باندھے ہوے تھے اور اُنمین
ایک شخص گاتا تھا تو آپ نے کہا خبردار اللہ تمھاری نہ سُنے گا اور روایت ہی کہ
قاسم بن محمد سے ایک شخص نے راگ کی بابت سوال کیا تو کہا مین اُس سے تجھے
روکتا ہون اور تیرے لیے اُسے مین مکروہ جانتا ہون کہا کہ کیا وہ حرام ہی کہا کہ اے
شخص دیکھ جب اللہ نے حق اور باطل الگ کردیا اُنمین سے کس مین غنا گردانا جا
اور فضیل بن عیاض نے کہا ہی کہ راگ زنا کا منتر ہی - اور ضحاک سے ہی کہ غنا قلب
کا بگاڑنے والا ہی اور پروردگار کا غصہ دلانے والا ہی اور بعض صوفیہ نے کہا
غنا سے اپنے تئین بچاؤ کہ وہ شہوت بڑھاتا ہی اور مروت کو کھوتا ہی اور وہ
کی نیابت کرتا ہی اور کرتا وہ کام جو نشہ کام کرتا ہی اور یہ جو قائل نے کہا ہے صحیح
اسواسطے کہ موزون طبیعت راگ اور وزن سے ہوش مین آتی ہی اور طبیعت

ی راگ کے وقت وہ چیزین پسند کرتا ہی جسکو وہ پسند نہین کرتا تھا چٹکی بجانا
دینا اور ناچنا اور اُس سے فعل ایسے صادر ہوتے ہین جو سبک عقلی پر دلیل
اور خواجہ حسن بصری رحمہ سے روایت ہی کہ فرمایا دف مسلمانون کے طریق سے
ن ہی اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ حضرت نے شعر سنے
وہ راگ کے مباح ہونے پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ شعر ایک کلام
م ہی اور جو شعر نہو وہ کلام منثور ہی پس اُسکا اچھا اچھا ہی اور برا اُسمین کا برا ہی اور
ب ہی ہوتا ہی کہ الحان سے ہو اور اگر متصف انصاف اور اہل زمان کے اجتماع
ور گویی کے دف سمیت بیٹھنے اور غزلخوان کی شباہت مین فکر اور غور کرے
پنے دل مین تصور کرے کہ آیا حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین
ست کے مثل کبھی ہوے ہی اور آیا قوال غزلخوان کو اس مجلس مین بلایا
سکے سننے کے لیے جمع ہو کر بیٹھے ہین تو اسمین شک نہین کہ وہ حال رسول
صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اسکا انکار کریگا اور اسمین اگر کوئی فضیلت
طلب کیجاتی تو اسے نچھوڑتی پس جو اشارہ کرتا ہی کہ وہ فضیلت ہی کہ طلب
ے اور اُسکے لیے اجتماع ہو اُسنے معرفت احوال رسول اللہ صلی اللہ
سلم اور صحابہ و تابعین کے فروق سے بے بہرہ ہی اور بعض متاخرین کے
سے راحت حاصل کرتے ہین اور اکثر لوگ اسمین غلطی کرتے ہین اور
ی اُنیر سلف ماضیہ سے حجت اُٹھائی جاتی ہی تو وہ متاخرین کی دلیلین
ے ہین اور حال آنکہ سلف کے لوگ عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ب نہ تھے اور اُنکی ہدایت حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت

متشابہ ترین اور اکثر فقرا قراۃ قرآن مین بلاغلبہ بہت چیزین ظاہر کرتے ہین -
عبداللہ بن عروۃ بن زبیر نے کہا کہ مین نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ
عنہما سے پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب اُنکے
سامنے قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا کہ وہ تھے اُس حالت مین جیسا کہ اُنکا اللہ تعالیٰ
نے وصف کیا ہے کہ آنکھین اُنکی آنسو بہاتے ہین اور بدن پر اُنکے بال کھڑے
ہو جاتے ہین کہا کہ مین نے کہا آج کے زمانہ مین جب قرآن لوگون کے سامنے
پڑھا جاتا ہے تو اُنمین کوئی شخص غش کھا کر گرتا ہے میری دادی نے کہا کہ اعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم - اور روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل عراق
سے ایک شخص پر گذرے کہ وہ گرتا پڑتا ہے کہا اسکو کیا ہوا ہے لوگون نے کہا کہ جب
اُسکے آگے قرآن پڑھا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا ذکر سنتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے تو ابن
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ہرآئینہ اللہ سے ڈرتے ہین اور گرتے نہین ہر آینہ
شیطان اُنمین سے ایک کے پیٹ مین در آتا ہے ایسا نہین اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور ابن سیرین سے آگے اُن لوگون کا ذکر کیا
جو گر پڑتے تھے اُسوقت کہ قرآن پڑھا جاتا تو کہا ہمارے اور اُنکے درمیان ایک شخص
اُنمین کا گھر کی چھت پر دونون پانون اپنے پھیلا کر بیٹھے پھر اُسکے آگے قرآن
سے آخر تک پڑھا جاے پھر وہ اگر اپنے کو گرا دے تو وہ سچا ہے اور یہ قول اُنکے
مطلق نہین ہے اسواسطے کہ بعضے شیخون کو اسکا اتفاق پڑا ہے مگر یہ کہ اُس بناو
کے باعث ہے جو اکثرون کے حق مین متوہم ہوتا ہے کہ کبھو ایسا تکلف اور ریا
سبب بعضون سے ہوتا ہے اور بعضون سے باین وجہ ہوتا ہے کہ علم اُنکو کم

اور جہل اُنکا ہوی سے ملا ہوا ہی وجد سے تھوڑا سا اُسپر نازل ہوتا ہی پھر اُسکی پیروی
فضولیات سے کرتا ہی نہین جانتا کہ یہ بات اُسکے دین کو ضرر پہونچاتی ہی اور پیہودہ
نہین جانتا کہ یہ نفس کی طرف سے ہی لیکن استراق سمع مخفی طور پر کرتا ہی کہ وجد کو اُسکا
حد سے باہر کرتا ہی جسپر سزاوار تھا کہ وہ ٹھہرا رہے اور یہ صدق کے خلاف ہی نقل ہم
کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کیا تو ایک شخص نے اُنمین سے اپنا قمیص
پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ کرتے والے سے کہدو کہ اپنا کرتہ نہ پھاڑے
اور اپنے قلب کو شرح و بسط دے - ولیکن جبکہ سماع کے شامل یہ ہو کہ کسی امرد لڑکے
سے سُنے تو اُسوقت آفت پہونچتی ہی اور اہل دیانات پر اُسکا انکار مقرر ہو گیا - بقیہ
بن ولید نے کہا کہ کراہت کیا کرتے تھے اس بات سے کہ لڑکے امرد خوبصورت کی
طرف دیکھین اور عطا نے کہا ہر ایک نظر کہ قلب کو اُسکے ہوی ہو تو اُسمین خیر نہین ہی
اور بعضے تابعین نے کہا ہی مین جوان تائب کے لیے اسقدر درندہ جانور
ضرر رسان سے نہین ڈرتا جسقدر کہ مجھے خوف اُسکے لیے غلام امرد سے کہ اُسکے
پاس بیٹھے - اور بعضے تابعین نے یہ بھی کہا ہی کہ لوطیہ تین قسم ہین ایک قسم
وہ ہین جو نظر کرتے اور دیکھتے ہین اور ایک قسم ہی جو مصافحہ کرتے ہین اور
ایک قسم ہین جو یہ عمل کرتے ہین پس طائفہ صوفیہ پر واجب ہی کہ ایسی جماعتون
سے پرہیز کرین اور تہمت کی جگہون سے علیحدہ رہین اسواسطے کہ تصوف
کل صدق ہی اور کل جد ہی - بعضے صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف سراسر جد ہی اُسمین
کوئی چیز ہزل اور بیہودگی کی نہ ملاؤ پس یہ آثار سماع سے اجتناب اور
پرہیز کرنے پر دلالت کرتے ہین اور پہلا باب اُن بیانون کے ساتھ جو اُسمین ہی

اُسکے جواز پر دلالت کرتا ہی اپنے شرائط کے ساتھ اور اُن مکروہات سے دور ہونے کے ساتھ جنکا ہمنے ذکر کیا ہی اور ہمنے قول فیصل کر دیا ہی اور قصائد اور غنا وغیرہ مین تفریق کی ہی اور ایک جماعت صالحین سے تھی کہ وہ نہین سنتے تھے اور اسکے ساتھ اُس شخص پر انکار نہین کرتے تھے جو نیک نیتی سے سنتا تھا اور ادب کی اُسمین رعایت کرتا تھا۔

چوبیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین جو علو اور استغنا کی رو سے ہی

معلوم کرو کہ وجد اور حال سابقہ کو بتلاتا ہی جو مفقود ہو گیا ہو تو جسنے مفقود نہین کیا تو وہ پائیگا بھی نہین اور کھو بیٹھنا باین علت ہی کہ بندہ کا وجود صفات کے وجود اور اُسکے بقایا کے سبب مزاحمت کرتا ہی پس اگر بندہ خالص ہوا تو آزاد خالص ہو گیا اور جو آزاد خالص ہو گیا وہ شرک وجد سے رخصت اور الگ ہو گیا تو وجد کا شرک بقایا کا شکار کرتا ہی اور وجود بقایا کا عطیات کے کسی شی کی مخالفت سے ہوتی ہی اور حصری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ کیا ہی دون اور پست اُس شخص کا حال ہی جو محتاج اسکا ہو جو اُسکو جگہ سے اُکھیڑے تو وجد سماع محق کے حق مین اس نظر سے کہ وہ واجد کو جگہ سے ہلا دیتا ہی اور باطن مین اثر کرتا ہی اور ظاہر پر اُسکا اثر پیدا ہوتا ہی اور بندہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل دیتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ وہ مبطل کے حق مین ہی اور اسکے سوا نہین کہ محق اور مبطل کے حال مین اختلاف ہوتا ہی یعنے مبطل وجود ہوی کی وجہ سے وجد کرتا ہی اور محق ارادہ قلب کے وجود سے وجد کرتا ہی اور اسی واسطے

کہا گیا ہو کہ سماع قلب مین کوئی چیز پیدا نہین کرتا اور وہ فقط اُسی چیز کو جنبش دیتا ہو جو قلب مین ہو پس جو شخص کہ اُسکا باطن ماسوا اللہ سے متعلق ہو اُسکو سماع جنبش دیتا ہو تب وہ ہوی کے ساتھ وجد کرتا ہو اور جو شخص کہ اسکا باطن اللہ کی محبت سے متعلق ہو وہ ارادہ قلب سے وجد کرتا ہو تو مبطل حجاب نفس کے ساتھ محجوب ہو اور محق حجاب قلب سے محجوب ہو اور حجاب نفس ارضی تاریک ہو اور حجاب قلب آسمانی نورانی ہو اور جو شخص ایسا ہو کہ اُسنے سابقہ کو شہود کے ساتھ ہمیشہ ہونے کی وجہ سے نہین مفقود کیا ہو اور وجود کے دامنون سے لغزش مین نہ پڑے وہ نہ سماع سنتا ہو اور نہ وہ وجد کرتا ہو اور اسی لحاظ سے بعض صوفیہ نے کہا ہو مین پورا اسد یا جوج ہون کہ کوئی قول میرے اندر نفوذ اور اثر نہین کرتا اور ممشاد دینوری رحمہ اللہ کا ایک قوم پر گذر ہوا جنھین ایک قول تھا جب اُنکو دیکھا تو چپ ہو رہے تب آپ نے کہا پھر جاؤ اُس چیز کی طرف جسمین تم تھے واللہ اگر دنیا کے تمام کھیل میرے کان مین بھر جاتے میرے ارادہ کو باز نہ رکھتے اور نہ وہ بعض علت کو شفا دیتے جو میرے ساتھ ہین پس وجد روح گرفتار نفس کا چیخنا اور چلانا ہو کبھو مبطل کے حق مین اور گرفتار قلب کا کبھو محق کے حق مین ہو تو وجد کا منبع روح روحانی محق اور مبطل کے حق مین اور وجد کبھو تو معانی کے سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہو اور کبھو محض نغمات اور الحان سے تو جو معانی کے قبیل سے ہو مبطل کے لیے سماع مین نفس شریک روح ہوتا ہو اور محق کے لیے قلب شریک اُسکے ہوتا ہو اور جو محض نغمات کے قبیل سے ہو سماع کے لیے روح مجرد ہوتی ہو مگر مبطل کے لیے نفس

استراق سمع کرتا ہو اور محق کے لیے قلب استراق سمع کرتا ہو اور وجہ اسکی کہ
روح نغمون سے لذت حاصل کرتی ہو یہ ہو کہ عالم روحانی حسن اور جمال کا مجمع ہو
اور وجود تناسب موجودات مین قولاً اور فعلاً مستحسن ہو اور شکل وصورت مین
تناسب کا ہونا روحانیت کی میراث ہو تو جب روح نے نغمات لذیذ اور رائی لن
تناسب سنے تو بوجہ جنسیت اُس سے اثر قبول کیا پھر یہ شرع کے ساتھ مصالح
عالم حکمت کی وجہ سے مقید ہو گئے اور بندہ کے لیے دنیا اور دین مین حدود
کی رعایت عین مصلحت ہو - اور دوسری وجہ یہ ہو کہ روح نغمات سے اسلیے
لذت پاتی ہو کہ نغمات کے ساتھ روح سے نفس نے ایمائ خفی سے بات جیسے ایسے
رمز واشارہ سے کی جیسے دو عاشق معشوق مین ہوتی ہو اور نفوس وارواح
مین تعاشق اصلی ہو جو نفس کے مؤنث ہونے اور روح کے مذکر ہونے کی طرف
کھینچتا ہو اور مذکر اور مؤنث مین معاشقہ بالطبع واقع ہو - اللہ تعالی نے فرمایا ہو
وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا - اور بنایا اُس سے جوڑا اُسکا تا کہ اُس سے آرام
پائے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے قول مین اشعار اور ابناء باہمی تلازم اور میل
کی طرف ہو جو ائتلاف اور تعاشق کا موجب ہو اور نغمات سے روح لذت پاتی ہو
اسواسطے کہ دو متعاشق کے درمیان وہ جیسے فریبندہ بات کا کہنا ہو اور جسطرح
عالم حکمت مین حوا آدم سے پیدا ہوئین عالم قدرت مین روح روحانی سے
نفس پیدا ہوا تو یہ تآلف اس اصل سے ہو اور یہ اسلیے ہو کہ نفس روح حیوانی ہو
روح روحانی کے قرب سے مجنس ہو گیا اور اُسکی ہمجنسی اسطرح ہو کہ جنس حیوان
کی ارواح سے ممتاز ہو گیا اس سبب سے کہ روح روحانی سے اُسکو شرف

قرب تھا تو وہ نفس ہو گیا پھر جبکہ نفس روح روحانی سے عالم قدرت مین
پیدا ہوا جسطرح کہ آدم سے حوا عالم حکمت مین پیدا ہوئی پس یہ تالف اور
عشق ہمدیگر نسبت مؤنث اور مذکر ہونے کے یہان سے ظاہر ہوا اور
اس طریق سے روح نغمات سے خوش ہوتی ہو اسواسطے کہ وہ دو متعاشق
مین مراسلات ہین اور ان دونون کے بیچ مین مکالمہ ہو اور ایک قائل
نے کہا ہو ؎ تکلم منا فی الوجود عیوننا ✤ فنحن سکوت والھوی یتکلم ؎ بتلائین آنکھ
ہماری طرف سے وجود مین ✤ ہم چپ ہین اور عشق ہو باتین بتارہا ✤ پھر جب روح نے
نغمہ سے لذت اٹھائی تو نفس جسمین ہوی کی علت ہو اُسنے وجد کیا اور عارضی حدوث
سے جنبش اُن چیزون کے ساتھ کی جو اُسمین تھین اور قلب نے جو ارادہ کا ملتجی
تھا اُن چیزون کے ساتھ حرکت کی جو اُسمین تھین اسوجہ سے کہ روح مین ایک
عارض موجود ہوا ؎ شربنا واھرقنا علے الارض جرعۃ ✤ وللارض من کاس الکرام
نصیب ✤ ؎ میکشی کی اور زمین پر جرعہ ریزی ہمنے کی ✤ ہو زمین کے واسطے
جام کرامت سے نصیب ✤ تو نفس مبطل اُسکے فلک قلب کے لیے زمین ہو اور
قلب محق اُسکی روح کے آسمان کے لیے زمین ہو پس مردون کے مقام پر پہونچا
ہوا اور صاحب جوہر جو اعراض احوال سے مجرد اور خالی ہو اُسے وادی مقدس مین
نفس اور قلب کی دونون جوتیان اُتار ڈالین اور صدق کی بیٹھک مین بادشاہ صاحب
اقتدار کی حضور مین قرار پکڑا اور خوشی منائی اور نور عیان سے الحان نے
حرام کو جلا پھونک دیا اور اُسکی روح جو اپنے محبوب کے آثار دیکھنے مین مشغول
اپنے عاشق کے ہر آئینہ دمبازی کی طرف مائل نہین ہوئی تو جو کوئی حیران

مشتاق ہو وہ داد خواہی عشاق کی فریاد رسی کی فرصت نہین رکھتا اور جسکا یہ حال ہو
اُسکے سر کو سماع جنبش نہین دیتا یعنے گران اور نہ وہ جانتا ہو اور ہر گاہ حال یہ ہو
کہ امتحان وجود اپنے لطیف کانا پہونچی اور جُنبی فریبندہ باتون کی اس روح کو
پاتی اور اُس سے نہین جالتی تو کسطرح اُسے سماع پا سکتا اور اس سے مل سکتا ہے
اس طریق سے کہ معانی سمجھے جاوین اور وہ بہت بعد اور کثیف ہو اور جو کوئی
اشارات لطیف کے اُٹھانے سے زار نالی کرے تو وہ عبارات کے بار گران کا
متحمل کسطرح ہو سکتا ہو اور اس سے قریب تر ایک عبارت ہو جو قریب الفہم ہو
وجد ایک دارو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہو اور جو اللہ کا ارادہ کرے تو اُس
چیز پر قناعت نہین کرتا جو من عند اللہ ہو اور جو شخص محل قرب مین متحقق بقرب
ہوا نہ اُسکو کھیل کھلاوے اور نہ اُسکو جنبش دیتی ہو وہ چیز کہ من عند اللہ ہو اسواسطے
کہ وارد من عند اللہ بعد اور مسافت کی خبر دیتا ہو اور قریب یابندہ ہو وہ وارد کو
لیکر کیا کرے اور وجد آتش ہو اور رب پانے والے کا قلب نوری اور نور آتش
سے کہین لطیف تر ہو اور کثیف لطیف کے اوپر متسلط نہین ہو پس جب تلک
کہ مرد رسیدہ اپنی راہ استقامت پر ہمیشہ برابر چلتا رہے وجود کے جھگڑون اور
کشاکش کے سبب اپنے طریق معہود سے منحرف نہوا اُسکو وجد سماع نہین پاتا
پھر اگر فتور اُسمین آیا اور اُسے کسی قصور نے روکا اس باعث کہ ممتحن محسن کی
طرف سے اُسکا امتحان اور ابتلاء ہوا تو وہ ابتلا کی طرح طرح کی محنتون سے موافقت
اور سازگاری کرتا ہو یعنے اُسپر ایک وجود پہونچتا ہو جسکو واحد پاتا ہو اس سبب
سے کہ آزمائش اور ابتلا کے وقت بندہ حجاب قلب کی طرف عود کر آتا ہو تو

جو شخص حق کے ساتھ ہی جب اسے لغزش ہو تو قلب پر گرتا اور تنزل کرتا ہی اور جو
شخص قلب کے ساتھ ہی جب وہ پھسلے تو نفس پر واقع اور متنزل ہوتا ہی۔ اپنے
بعضے مشائخ سے مین نے سنا ہی کہ وہ بعض صوفیہ سے حکایت کرتے ہین کہ ہر گاہ
سماع سے اُسکو وجد ہوا تو اُسنے پوچھا کہ کہان تیرا حال اور کہان یہ وجد۔ جواب
دیا کہ ایک داخل بیرسے اوپر آیا کہ مجھے اس گھاٹ پر اُتار دیا۔ بعضے اصحاب سہل
نے بیان کیا کہ برسون مین سہل کے ساتھ رہا کبھی مین نے اُنکو نہین دیکھا کہ کسی چیز سے
متغیر ہوے ہون جو ذکر اور قرآن سے سنا کرتے پھر جبکہ اُسکی عمر آخر کو پہونچی اُنکے
سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔ لا یوخذ منکم فدیۃ یعنے تمسے کوئی فدیہ نہ لیا جائیگا تو آپ
آپ کپائے اور قریب تھا کہ گر پڑین تو مین نے اُسکا حال پوچھا کہا سب مجھے ضعف
آگیا تھا اور ایک دفعہ یہ آیت سنی تھی۔ الملک یومئذ الحق للرحمن۔ آج کے
دن بادشاہت حق رحمن ہی تو آپ پڑھنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال
کیا جو آپ کے یار تھے کہا ہر آئینہ مجھے ضعف آگیا پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ
ضعف ہی تو قوت کیا ہی کہا قوت یہ ہی کہ ہر آئینہ کامل اُسپر کوئی وارد نہین آتا
مگر یہ کہ اپنی قوت حال سے اُسکو بچاتا ہی پس اُسکو کوئی وارد متغیر نہین کرتا اور
اسی قبیل سے ہی قول ابی بکر رضی اللہ عنہ کا۔ ہکذا کنا حتے قست القلوب یعنے
ایسے ہی ہم تھے حتے کہ دل سخت ہوگئے جبکہ ایک شخص کو قرآن کے پڑھنے
وقت روتے دیکھا اور قول آپ کا قست یعنے سخت اور صلب ہوگیا اور قرآن
کی سماعت خمیر بن پڑ گئی اور اُسکے انوار سے مالوف اور مانوس ہوگئے پس
کوئی نئی چیز وہ نہین پاتے تا کہ متغیر ہو اور صاحب وجد اُسکی مثال ہی جسکو نئی

چیز معلوم ہوا اور اسی واسطے بعضے صوفیہ نے کہا ہی میرا حال نماز کے پہلے جیسے
میرا حال نماز کے اندر ہی اشارہ اس سے ہی کہ حال شہود کو استمراری پس اسی طرح
سماع مین ایسا ہی جیسا سماع سے پہلے تھا اور جنید نے کہا کہ وجد فضل علم کے
ساتھ مضر نہین ہی اور فضل علم فضل وجد سے بہت پورا ہی اور شیخ حماد رحمہ اللہ
سے ہمین پہونچا ہی کہ وہ کہا کرتے کہ گریہ بقیہ وجود سے ہی اور یہ سب قریب المعنی
قول ہین مگر اُس شخص کے لیے جو اُس معنی مین اشارہ جانتا ہو اور سمجھتا ہو
اور ایسا شخص نادر الفہم اور نادر الوجود ہی - اور معلوم کرو کہ گریہ کرنے والون
کے لیے مختلف وجد سماع کے وقت مین اُنمین سے بعضے خوف سے روتے
ہین اور بعضے شوق کے مارے روتے ہین اور کوئی ایسا ہی کہ وہ خوشی کے افراط
سے روتا ہی جیسا کہ شاعر نے کہا ہی ؎ طفح السرور علے حتی انتی ٭ من عظم ما
قد سرنی ابکانی ٭ ؎ اُمڈا ہی تن بدن مین سرور اسقدر کہ مین ٭ عظمت سے
اُسکی جسنے کیا خوش تھا رو دیا ٭ شیخ ابو بکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ عوام کا
سماع طبیعت کی متابعت سے ہی اور مریدون کا سماع خوف درجا سے ہی
اور اولیا کا سماع نعمتون اور آلاء کے دیکھنے سے ہی اور عارفون کا سماع
مشاہدہ سے اور اہل حقیقت کا سماع کشف اور عیان سے ہی اور اُنمین سے
ہر ایک کے لیے ایک مصدر اور مقام ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ موارد اترنے مین
پھر ایک شکل سے یا ایک موافق سے ملتے ہین تو جو وارد شکل سے ملا اُس
سے ملگیا اور جو وارد موافق سے ملا اُسے ٹھہرا دیا اور یہ سب ارباب سماع
کے مواجید اور احوال ہین اور جسکو ہمنے ذکر کیا اُس شخص کا حال ہی جو سماع سے

بند اور مرتفع ہی اور یہ اختلاف اقسام بکا کے اختلاف پر واقع ہی جسکو ہمنے خوف
ور شوق اور فرح سے بیان کیا ہی اور اُنہین سے اعلےٰ درجہ کا بکاء فرح ہی جیسے
دئی شخص آیندہ مدت کے سفر بعد اپنے گھر گھسنے مین آتا ہی تو اہل کے دیکھنے
کے وقت خوشی کی کثرت اور قوت سے روتا ہی اور گریہ مین ایک اور مرتبہ
ہی جو اس سے بھی نایاب تر ہی اُسکا بیان نادر ہی اور اسکی شرح بھی نادر ہی اور اسکا
بیان اسوجہ سے کہ فہم اُسکے ادراک سے قاصر ہی بُرا معلوم ہوتا ہی تو اکثر اُسکا بیان انکار
کے مقابلہ مین ہوتا ہی اور غرور سے اُسپر جفا ہوتی ہی الا اُسے جانتا ہی جو اسے قدماً
و وصولاً پاتا ہی یا اُسکو بڑی بحث اور مثالون سے سمجھتا ہی اور وہ بکاء وجدان
بکاء فرح کے علاوہ ہی اور وہ حق الیقین کے بعض مواطن مین پیدا ہوتا ہی
اور دنیا مین حق الیقین سے تھوڑے اوتار ہین تو اُسکے بعض مواطن مین
بکا پایا جاتا ہی اسوجہ سے کہ محدث اور قدیم مین تغائر اور تبائن ہوتا ہی پس
بکا ایک ترشح ہوتا ہی جو حدوث کے وصف سے ہی اس سبب سے کہ عظمت رحمن
کی سطوت شعلہ زنی کرتی ہی - ویقرب من ذلک مثلاً فی الشاہد قطر الغمام تیلاقی
تخلف الاجرام - اور یہ وجد ہر چند عزیز الوجود ہی بقیہ پر مشعر ہی جو فناء صرف
کے قدح کرتا ہی ہان کبھو فنا مین بندہ اس حال سے متحقق ہوتا ہی کہ آثار سے
بالکل پاک اور منزہ ہو اور انوار مین ڈوبا ہو اور زمان بعد اس سے مقام
بقا کو ترقی کرے اور اُسکو ایسا وجود پھر دیا جاسے جو مطہر ہو تو بکا کے اقسام
اُسکی طرف عائد ہوتے ہین خوف اور شوق سے اور خوشی سے اور وجدان
سے کہ صورت مین انکے مشاکل اور مبائن اُنکے حقائق سے ہو ایک فرق

لطیف کے ساتھ جسکو اُسے لوگ ادراک کرتے ہین اور اس صورت مین سماع
سے بھی ایک قسم اُسپر عود کرتی ہی اور یہ قسم اُسکے لیے مقدر ہی اور اُسکے ساتھ
مقہوری لینا ہی اُسے جب وہ چاہتا ہی اور رد کرتا ہی جب چاہتا ہی اور یہ سماع
متمکن سے اُسی نفس کے ساتھ ہوتا ہی جو مطمئن ہو اور روشن ہو اور اپنی طبیعت
کی مبائن ہو اور طمانیت اپنی حاصل کی ہو اور روح نے اُسے ایک معنی
اُسمین سے سکھلا دی ہی تو اُسکا سماع نفس کے لیے ایک قسم کا تمتع اور انتفاع
ہی جسطرح لذات اور شہوات سے تمتع حاصل کرتا ہی نہ یہ کہ اُس سے سماع لیتا ہی
یا اُسے بڑھاتا ہی اور یا اُسپر اپنا اثر ظاہر کرتا ہی تو اسمین نفس ایسا ہوتا ہی کہ بیٹا
باپ کی گود مین کہ اُسکو بعض اوقات بعض خواہشون مین خوش کر دیتا ہی۔ اور
اور اسی قبیل سے ہی یہ نقل کہ آیا محمد الراشی اپنے یارون کو سماع مین مشغول
کرتے اور آپ اُنسے ایک طرف گوشہ مین جا کر نماز پڑھتے تو ہر آئینہ ان نغمات
نے ایسا ہی راستہ پایا ہی جیسا کہ اس مصلے نے پایا تو اُسنے نفس خوش اس سے
ہو کر مل بیٹھا اسواسطے روح کا مورد انس مین صفائی کے سبب اسوقت زیادہ
ہوتا ہی کہ روح سے نفس اپنی تمتع اور انتفاع مین دوا ہی کیونکہ نفس باوجود
طمانیت کے اپنی جبلت اور بناوٹ کے سبب موصوف باجنبیت ہوتا ہی
اور اُسکے بعد مین فتوح سے اقسام روح اور اُسکے حصے وافر ہو جاتے ہین
اور اُسکے کان مین نماز کے وقت الحان کا راہ پانا اُسکی اور اُسکی حقیقت
مناجات اور کلام تنزیل کے ختم مین درمیان مکر اور حیلہ کرنے والا نہین ہی
اور وہ اقسام بلا مزاحمت اپنے محل تک پہونچ جاتے ہین اور کوئی مزاحمت

نہیں ہے اور یہ سب اسوجہ سے ہے کہ ایمان کے ساتھ سینہ کی شرح کو وسعت ہو
اور اللہ محسن اور منان ہے اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ سماع ایک قوم کے لیے
مثل دوا ہے اور ایک قوم کے لیے مثل غذا اور ایک قوم کے لیے پنکھے کے
مثل ہے اور اقسام بکا کے عود سے جو مروی ہے یہ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے ابی سے فرمایا کہ کلام مجید پڑھ انھوں نے عرض کی مین آپ کے
سامنے پڑھوں اور حالانکہ آپ کے اوپر نازل ہوا ہے تو حضرت نے فرمایا مجھے رغبت ہے
کہ اُسے مین اپنے غیر سے سنوں پھر سورۃ النسا پڑھنی شروع کی یہان تک کہ وہ
اس آیت پر پہونچے۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء
شہیدا۔ یعنے پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت سے ایک ایک گواہ
بلائین اور تجھے ان سب پر شہادت کے لیے بلائین تو یکایک حضرتؐ کی
دونون آنکھین اشک ریزان تھین۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حجر اسود کے سامنے آئے اور ہاتھ سے اُسکو ملا اور پھر اپنے دونون
لب اُسپر رکھ کے دیر تک رویا کیے اور کہا اے عمر یہان اشک گرا کرتے ہین
اور ممکن جو ہے اُسکی طرف اقسام بکار عود کرتے ہین اور اسمین ایک فضیلت ہے
جسکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے مانگا ہے اور فرمایا اللہم ارزقنی عینین ہطالتین
یعنے اے اللہ میری روزی مجھے کر دو آنکھین جو بہت اشک ریزان ہون اور بکا
فی اللہ ہو پھر للہ اور پھر باللہ ہو اور وہ اتم ہے کہ یہ اُسکی طرف ایک وجد جدگانہ
کے ساتھ جو اُسکو کریم منان سے مقام بقا مین عطا کیا گیا ہے اُسکی طرف
عود کرتا ہے

پچیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین ادب اور توجہ کے ساتھ ہی

اور یہ باب آداب سماع اور حکم جائہ وری اور اشارات مشائخ پر جو اسمین ہین اور جو چیزین کہ اسمین ماثور منقول اور معذور ممنوع سے ہی اُن سب پر مشتمل ہی۔ بنار تصوف جملہ احوال مین صدق پر ہی اور وہ جد یعنے درستی اور کوشش باکل ہی صادق کے سزاوار نہین ہی کہ وہ ایسی مجلس مین جانے کا ارادہ کرے جسمین راگ ہوتا ہو مگر جبکہ اللہ تعالے کے لیے نیت کرلے اور اپنی ارادت اور طلب مین اُس سے ترقی کی امید ہو اور نفس کے کسی ہوی کی طرف مائل ہونے سے پرہیز کرے پھر استخارہ پہلی مجلس مین جانے کے لیے کرے اور اللہ تعالے سے برکت کا اسمین سوال کرے جبکہ وہ جانا چاہے اور جب مجلس مین آئے تو صدق اور وقار کو ہاتھ اور پانون کے سکون سے لازم رکھے۔ ابو بکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہی مستمع پر واجب ہی کہ وہ اپنی سماع مین اُس سے راحت ایسی حاصل نہ کرے جس سے سماع اُسکے وجد یا شوق یا غلبہ وارد کو برانگیختہ کرے اور وارد اُسکا ہر ایک حرکت اور سکون اُس سے کھودے تو صادق وجد سے بچے اور اسمین حرکت سے پرہیز کرے جبتک ہوسکے علی الخصوص جبکہ شیخون کی حضوری مین ہو۔ حکایت ہی کہ ایک جوان جنید رحمہ اللہ کی صحبت مین رہتا تھا اور جب کبھی کوئی چیز سُنی نعرہ مارا اور متغیر ہوگیا تو آپ نے اُس سے ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تجھسے کوئی چیز ظاہر ہوئی تو میری صحبت مین مت بیٹھ تو اُسکے بعد وہ اپنے تئین ضبط کرتا

ر بسا اوقات اُسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا کرتے - پھر جبکہ ایک
ن اُن دنون سے آیا ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُسکی نکل گئی تو صدق سے
ین ہی کہ بلا وجد نازل وجد کا اظہار یا حال کا دعوی بغیر حال حاصل کے کرے
ر یہ عین نفاق ہی - مشہور ہی کہ نصیر آبادی رحمہ اللہ سماع کے بڑے حریص
ے تو اسمین لوگ بہت غصہ ہوے کہا ہان وہ اس سے بہتر ہی کہ ہم بیٹھین اور
بت کرین تو اُنسے ابو عمرو بن مجید وغیرہ اُنکے بھائیون نے کہا افسوس ہی
ا القاسم سماع کی لغزش بدتر ہی اتنی اور اتنی برسون سے کہ ہم لوگون کی غیبت
تے ہین اور یہ اسوجہ سے کہ سماع کی لغزش اشارہ اللہ تعالے کی طرف ہی
ر کھلے جھوٹھ سے حال کا مروج اور معطر کرنا ہی اور اسمین کئی گناہ ہین ایک
اُنمین سے یہ ہی کہ وہ اللہ تعالے پر جھوٹھ لگاتا ہی کہ اُسکو اللہ نے ایک چیز
بخشی ہی اور حال آنکہ بخشی نہین - اور اللہ پر جھوٹھ لگانا سب گناہون سے
تر ہی اور ایک اُنمین سے یہ ہی کہ بعض حاضرین کو فریب دیتا ہی کہ اُسکی نسبت
سن ظن کرین اور فریب دینا خیانت یعنے دغلی اور ناراستی ہی رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے ہمین فریب دیا وہ ہم مین سے نہین ہی
ر ایک اُنمین سے یہ ہی کہ ہر گاہ وہ مبطل ہی اور چشم صلاح سے اپنے کو دکھلاتا ہی
و عنقریب اُس سے ظاہر وہ امر ہوجائیگا جو اہل اعتقاد کے عقیدہ کو فاسد کر دے
ور اسکا نتیجہ یہ ہی کہ اور لوگون کی نسبت جو اسکے امثال ہین اُسکا اعتقاد خراب
ہو جائیگا پس اہل صلاح کے حق مین فساد عقیدہ کا سبب پیدا کرنے والا ہوگا
در اس سے نقصان اُس شخص کو پہونچیگا جو حسن ظن رکھتا ہی اور اُس سے صالحین

کی مدد بند ہو جائیگی اور اس سے بہت کچھ آفتین پیدا ہونگی جس سے اُس شخص پر
مشکل پڑیگی جو اُس سے بحث کریگا اور ایک آئین سے یہ ہو کہ حاضرین کو اُسکے قیام
اور قعود مین موافقت کی ضرورت پیش آئیگی تو وہ اپنے جھوٹھ سے لوگون کا
بتکلف تکلیف دینے والا ٹھہریگا اور جماعت مین وہ شخص موجود ہو کہ نور فراست
سے دیکھتا ہو کہ وہ جھوٹا ہو اور اپنے نفس پر مجلس کی موافقت کو مدارات سے
اُٹھاتا ہو اور گناہون کی شرح اسمین بہت ہوتی ہو تو چاہیے کہ اپنے اللہ پروردگار سے
خوف کرے اور جنبش نہ کرے مگر جبکہ اُسکی جنبش رعشہ دار کی سی ہو جو بند کرنے
کی راہ اُسے نملے یا چھینکنے والے کے مثل جسکو اسکی قدرت نہین ہو کہ چھینک
آئی ہوئی کو روک دے اور اُسکی جنبش سانس کی طرح قہراً اور جبراً ہو جسکو داعیہ
طبیعت مقتضی ہو۔ سری رحمہ نے کہا ہو نعرہ اور فریاد مین صاحب وجد کی شرط ہو
کہ وجد اس حد کو پہونچ جائے کہ اُسکے مُنھ پر اگر تلوار ماری جائے تو اُسکو خبر نہو
کہ درد ہو اور یہ اہل وجد کی نوبت شاذ نادر ہی ہوتی ہو اور کبھو اس رتبہ کو غیبت
سے صاحب حال نہین پہونچتا مگر اُسکی آواز ایسی نکلتی ہو جیسے کسی کو تنفس ہو
اور وہ ایک قسم کے ارادہ سے ہوتا ہو جو اضطرار سے ملا ہوا ہو اور یہ ضبط حرکات
کی رعایت اور نعرون کی رو سے ہو اور کپڑون کے پھاڑ ڈالنے مین زیادہ موکد ہو
اسواسطے کہ یہ مال کا اتلاف اور خرچ باطل ہو اور اسی طرح سرائندہ کی طرف خرقہ
کا پھینکنا ہی سزاوار اسکے نہین کہ یہ فوت کیا جائے الا جبکہ اُسکی نیت ایسی
موجود ہو کہ اُسمین تکلف بناوٹ اور ریاکاری نہو اور جبکہ نیت نیک ہو تو
قوال کی طرف خرقہ کے پھینکنے مین کچھ مضائقہ نہین ہر آئینہ کعب بن زہیر سے

روایت ہی کہ وہ مسجد مین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
ابیات پڑھین جنکی اول بیت یہ ہین ؎ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ٭
یعنے سعاد محبوبہ جدا ہوگئی تو آج میرا دل ہوش سے گیا ہوا ہی - یہانتک کہ وہ اس
بیت تک پہونچا ؎ ان الرسول لسیف یستضاء بہ ٭ مہند من سیوف اللہ
مسلول ٭ یعنے رسول اللہ ایک شمشیر ہین کہ اُس سے روشنی اور ضیاء حاصل
ہوتی ہی اللہ کی تلوارون مین سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہی - تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کہا کہ تو کون ہی سو کہا - اشہد ان لا الہ الا اللہ
و اشہد ان محمدا رسول اللہ - مین کعب بن زہیر ہون تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسکی طرف ایک چادر جو اوڑھے ہوے تھے پھینکدی جب زمانہ معاویہ
کا تھا تو اُسکے پاس آدمی بھیجا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر ہمارے
ہاتھ دس ہزار کو بیع کردے اُسکو واپس معاویہ کی طرف یہ کہکر بھیجدیا - مین
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کسی کو نہین دیسکتا جب وہ مرگیا تو معاویہ
نے اُسکی اولاد کے لیے بیس ہزار بھیجے اور چادر لیلی اور وہ چادر آج کے دن امام
ناصر الدین اللہ کے پاس موجود ہی کہ اُسکی برکات اُسکے ایام رخشندہ پر پہونچی
متصوفہ کے آداب ہین کہ اُنکا التزام یہ حضرات کرتے ہین اور اُسکا لحاظ صحبت
و معاشرت مین ہوتا ہی اور سلف کے بہت لوگ اُسکے مقید نہین ہوتے تھے
پھر ایک بات کو اُن لوگون نے پسند کیا اور اُسکے اوپر اتفاق کیا ہی اور نہ اُسپر
شرع کا انکار ہی کوئی وجہ انکار کی اُسمین نہین ہی تو اُسمین سے ایک یہ ہی کہ اُن
لوگون مین سے اگر کوئی سماع مین متحرک ہوا اور اُس سے خرقہ گر پڑا

یا وجد اُسپر نازل ہوا اور اُسنے اپنا عمامہ قوال کی طرف پھینکدیا تو مستحسن اُنکے
نزدیک یہ ہی کہ حاضرین سر برہنہ کرنے مین اُسکے ساتھ موافقت کرین جبکہ یہ ام
سرگروہ اور شیخ سے ہو اور اگر فعل شیخون کی حضور مین جوانون سے ہو تو شیخون
پر واجب نہین ہی کہ اسمین جوانون کی موافقت کرین اور بقیہ حاضرین پ
جوانون کے لیے ترک موافقت حکم مشائخ پہونچتا ہی پھر جب سماع سے خامو
ہون صاحب حال کو اُسکا خرقہ واپس دیا جاتا ہی اور حضار مجلس عمامون کے
اُٹھانے سے اُسکا ساتھ دیتے ہین پھر اُنھین فوراً سر دن کی موافقت کے
لیے پہنتے ہین اور جب خرقہ قوال کی طرف پھینکا جاے تو وہ قوال کا ہی جبکہ اُسے
ارادہ اُسنے عطا کا کیا ہو اور اگر قوال کو عطا کرنے کا قصد نہین کیا تو بعضے نے
کہا ہی کہ وہ قوال کا ہو چکا اسواسطے کہ اسکا محرک وہی قوال ہی اور اُسی کی طرف
سے وہ موجب صادر ہوا کہ خرقہ کو پھینک دے اور بعض کا قول ہی کہ وہ مجلس
بھر کے لیے ہی کہ از انجملہ قوال ہی کہ اسمین محرک قول قوال کا برکت جماعت کے
ساتھ ہی کہ وجد پیدا ہوا اور احداث وجد قول کے گانے پر متصور نہین ہی پس
قوال اُنھین سے ایک ہوگا۔ روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
جنگ بدر کے روز کہا جو شخص ایسی جگہ ٹھہرے اُسکے لیے یہ درجہ ہی اور جو
مارا جاے اُسکے لیے یہ اجر ہی اور جو قید ہو اُسکے لیے یہ ثواب ہی تو جوان لوگ
شتابی کر گئے اور بوڑھے اور سردار کھڑے نیزون جھنڈون کے پاس ہوے پھر
جب اللہ نے مسلمان کو فتح دی تو جوانون نے خواستگاری کی کہ یہ فتح
ہمارے نام ہو اور بوڑھے لوگون نے کہا کہ ہم تمھارے یار اور پشتی تھے پس

غنیمت ہمسے الگ الگ نہ لیجاؤ تو اللہ تعالے نے نازل یہ آیت کی۔ یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول۔ یعنے تجھسے مال غنیمت کا سوال کرتے ہین کہدے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کے واسطے ہی پھر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب پر برابر مال غنیمت تقسیم کر دیا اور بعض کا قول ہو کہ اگر گانے والا قوم مین سے ہو تو وہ ایک کے مثل نوگنا جائیگا اور قوم سے نہو تو جو اُسکی قیمت ہو اُسے دیجاے اور جو فقرا کے خرقون سے ہو اُن سب کے درمیان تقسیم کیا جاے اور کہا گیا اگر قوال اجرت پر آیا ہو تو اُسکو کچھ اُسمین سے نملیگا اور اگر وہ شی بے اجرت ہو تو اُسکو دیا جائیگا اور یہ سب باتین اُسوقت ہین کہ وہان شیخ نہو جو حکم دے اور وہان پر شیخ موجود ہو جسکی بزرگ داشت اور اُسکے امر کا امتثال ہو تو شیخ اسمین حکم دیگا جو اُسکی راے مین آوے کہ ہر آئینہ اسمین مختلف احوال ہوتے ہین اور شیخ کے لیے اجتہاد حاصل ہی تو جو اُسکی راے مین آئے کرے اُسپر کسی کو اعتراض نہین اور بعض احباب اور بعض حضار نے اُسکا فدیہ اور معاوضہ دیدیا اور قوال اور قوم اُسپر راضی ہو گئی اور ہر ایک شخص اُنمین سے اُسکے خرقہ کی طرف پھرا تو جا تا رہی اور اگر ایک نے اُنمین سے ایثار اور ردیدینے پر اصرار کیا اسوجہ سے کہ اُسنے اُسکی نیت سے اُتارا ہی تو قوال کو اُسکا خرقہ دیا جائیگا مگر پھٹے ہوے خرقہ کا چاک کرنا جسکو سچے صاحب حال نے ایسے غلبہ کے سبب پھاڑ ڈالا ہی جس سے وہ بے اختیار ہو گیا جسطرح کہ نفس کو غلبہ ہوا کرتا ہی پھر جو کوئی اُسکے رد کرنے کا قصد کرے تو سب اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے بانٹ لیتے ہین تبرک بالخرقہ ہی اسواسطے کہ وجد فضل حق

آثار سے ایک اثر ہی اور خرقہ کا چاک کرنا آثار وجد سے ایک اثر ہی تو خرقہ
مین اثر ربانی آگیا اُسکا حق ہی کہ سب لوگون کو دیا جاے اور اعزاز و اکرام
کے لیے سر پر رکھا جاے ؎ تضوع ارواح نجد من ثیابہم ٭ یوم القدوم
لقرب العہد بالدار ٭ ؎ ارواح نجد مین ہی مہک اُنکے جامہ سے ٭ آنے
کے دن کہ وصل کا وعدہ قریب ہی ٭ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابر کا استقبال فرمایا کرتے اور اُس سے برکت حاصل کرتے اور فرماتے کہ نئی
تازی چیز ہی جسکا وعدہ پروردگار نے کیا تھا پس پھٹا ہوا خرقہ تازہ وارد عہد کا ہی
تو حکم پھٹے خرقہ کا یہ ہی کہ حاضرین کو بانٹ دیا جاے اور جو ثابت خرقہ اُسکے
تابع ہین اُسکا حکم یہ ہی کہ شیخ اُسکے حق مین حکم جاری کرے اگر بعضے فقرا کو مخصوص
اُسکے حصہ سے کردے تو اُسکو اختیار ہی اور اگر اُسے ٹکڑے ٹکرے کر ڈالے تو بھی
اُسکو اختیار ہی اور یہ اعتراض اُسپر نہو گا کہ یہ تفریط اور خرچ فضول ہی اسواسطے
کہ چھوٹے خرقہ سے اُسکے موقع پر وہی فائدہ حاصل ہوتا ہی جبکہ حاجت ہو
جیسا کہ بڑا خرقہ فائدہ دیتا ہی۔ اور امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ سے روایت ہی کہ ایک حلہ حریر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس ہدیہ آیا تو وہ میرے پاس بھیجدیا مین وہ پہنکر باہر آیا تو آپ نے فرمایا
کہ جو مین اپنی ذات کے لیے مکروہ جانتا ہون اُس سے تیرے لیے راضی
نہین پھر آپ نے اُسکے ٹکڑے کرکے عورتون کو اوڑھنیان بناوین اور
ایک روایت مین ہی کہ مین آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مین اُسکو کیا کرون
آیا مین اُسے پہن لون فرمایا کہ نہین لیکن اُسکی اوڑھنیان فواطم کے لیے بنادو

مقصود فاطمہ بنت رسد اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت حمزہ اُنسے ہین اور اس روایت مین ہو کہ ہدیہ ایک حلہ حریر کا دوہرا سلا ہوا تھا اور یہ وجہ کپڑے کے پھاڑنے اور اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے مین سنت کے اندر ہو۔ حکایت ہو کہ نیشاپور کے مقام ایک دعوت مین فقیہ اور صوفیہ جمع ہوے اور خرقہ گر پڑا اور وہان شیخ الفقہا ابو محمد جوینی اور شیخ الصوفیہ ابو القاسم قشیری تھے اور اپنی عادت کے موافق خرقہ کو تقسیم کر لیا تو شیخ ابو محمد نے بعض فقہا کی طرف توجہ کی اور چپکے سے کہا کہ یہ اسراف اور اتلاف مال ہو تو ابو القاسم قشیری نے سن لیا اور کچھ نہ کہا یہانتک کہ تقسیم ہو چکی پھر خادم کو بلایا اور کہا مجلس مین دیکھو جسکے پاس پھٹا پورانا مصلے ہو تو اسے میرے پاس لے آ تب وہ مصلے لایا پھر ایک شخص آگاہ واقف کار کو حاضر لیا اور کہا یہ مصلے کتنے پر زیادہ سے زیادہ خریدو گے کہا ایک دینار پر کہا اور ایک ہی قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دینار کا پھر شیخ ابو محمد کی طرف متوجہ ہوے اور کہا اسکا نام مال کا تلف کرنا نہین ہو اور پھٹا ہوا خرقہ سب حاضرین پر تقسیم ہوتا ہو خواہ ہمجنس ہون یا غیر جنس جبکہ قوم کی نسبت انکو حسن ظن ہو اس اعتقاد سے کہ خرقہ سے برکت حاصل ہوتی ہو۔ طارق بن شہاب نے روایت کی کہ اہل بصرہ نے اہل نہاوند سے محاربہ کیا اور انکی امداد اہل کوفہ نے کی اور عمار بن یاسر اہل کوفہ کے سردار تھے اور فتحیاب ہوے اور اہل بصرہ نے چاہا کہ غنیمت سے کوفہ کے لوگون کو کچھ نہ بانٹین بنی تمیم سے ایک شخص نے عمار سے کہا کہ اے اجدع یعنے خصومت کرنے والے

تو چاہتا ہی کہ ہماری غنیمتوں میں تو شریک ہو آپ نے حضرت عمر رضؓ کو لکھا حضرت نے جواب لکھا کہ غنیمت اُسکے لیے ہی جو لڑائی مین موجود ہو اور بعضے اسطرف گئے ہین کہ پھٹا خرقہ مجلس پر تقسیم ہو اور جو اسمین ثابت ہو قوال کو دیا جاے اور استدلال اس روایت سے ابی قتادہ کے ساتھ کہا گیا ہی کہ کہا جب حنین کے دن لڑائی مین اپنے اوزار رکھدیے اور قوم سے ہمکو فرصت ملی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا جس شخص نے کسی مقتول کو مارا اُسکا لباس مارنے والے کا حق ہی اور یہ اُسکے لیے وجہ صحیح خرقہ مین ہی اور پھٹا خرقہ جو ہو اُسکا حکم ہی کہ حاضرین کے حصہ کرکے بانٹ دیے جائین اور اگر مجلس مین تقسیم کے وقت داخل ہو جو حاضر پہلے نہ تھا اُسے بھی حصہ ملیگا ابو موسی اشعری رحمہ اللہ نے روایت کی ہی کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تین دن بعد جنگ خیبر سے آئے تو ہمارے حصہ لگائے گئے اور کسی کو حصہ نہین دیا گیا جو ہمارے سوا فتح مین موجود نہ تھا اور قوم صوفیہ کے لیے سماع مین اُنکے پاس بجز جنس کا موجود ہونا مکروہ معلوم ہوتا ہی جیسے متعبد جسکو ذوق اُسکا کچھ نہین تو وہ انکار کرتا ہی اُسکا جو منکر نہین ہی یا دنیادار جو تکلف اور مدارات کا محتاج ہو یا وجد مین تکلیف کرنے والا جو اپنے تواجد سے حاضرہی کو تشویش وقت دیتا ہی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور کہا یا رسول اللہ بہر آئینہ تیری امت کے فقرا دولتمندون سے پہلے آدھے دن یعنے پانسو برس بیشتر بہشت مین داخل ہونگے تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوے اور فرمایا تم مین کوئی ایسا شخص ہی جو ہمارے لیے اشعار پڑھے تو ایک بدوی نے

کہا ہان یا رسول اللہ تو فرمایا لاؤ تو اعرابی نے پڑھا۔ شعر لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی فلا طبیب لھا ولا راقی ٭ الا الحبیب الذی شغفت بہ ٭ فعندہ رقیتی وتریاقی ٭ ترجمہ ہر آئینہ عشق کے سانپ نے میرے جگر مین کاٹا ہی کہ اُسکا نہ کوئی طبیب ہی نہ منتر پڑھنے والا ہی مگر وہ ہی حبیب کہ جسکا مین شیفتہ اور فریفتہ ہوا ہون اُسکے پاس میرا منتر ہی اور زہر مہرہ ہی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وجد کیا اور آپ کے ساتھ صحابہ نے بھی وجد کیا یہانتک کہ ردا مبارک اپنے شانہ سے گر پڑی پھر جب فارغ ہوے ہر ایک شخص اُنمین سے اپنی اپنی جگہ آئے معاویہ بن ابی سفیان نے کہا اچھا آپ کا لعب ہی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا آہ یا معاویہ وہ شخص کریم مین ہی جو ذکر حبیب کے سُننے پر اہتزاز اور جنبش نہو پھر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین کو بانٹ دیے اور یہ حدیث ہمنے سند سے وارد کی ہی جیسا کہ ہمنے سنا اور پایا اور ہر آئینہ اُسکی صحت مین اہل حدیث نے کلام کیا ہی اور ہمنے کوئی چیز ایسی نہین پائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول اور وہ ہمشکل اہل زمان کے وجد اور اُنکی سماع واجتماع اور اُنکی ہیئت کے ہو مگر یہ حدیث اور کیا اچھی حجت اہل صوفیہ اور اہل زمان کے واسطے ہی اُنکی سماع اور اُنکے خرقہ چاک کرنے اور اُسکے بانٹ لینے مین اگر وہ صحیح ہو اور اللہ بہتر دانا ہی اور میرے دل مین کھٹکتی ہی کہ وہ صحیح نہین ہی اور اُسمین ذوق اسکا نہین پاتا ہون کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ اور اُن چیزون کی وہ اعتماد کرتے ہین بنا بر اُسکے جو ہمین اس حدیث مین پہونچا ہی اور دل اُسکے قبول سے

انکار کرتا ہی اور اللہ خوب تر جاننے والا اُسکا ہی۔

چھبیسوان باب اُن چلّون کے بیان مین جنکا التزام صوفیہ کرتے ہین

چلّے سے قوم صوفیہ کا کوئی خاص مطلب نہین ہی جبکے سوا وہ اسکی طلب نہ کرتے ہون لیکن جب کہ حکم اوقات کی مخالفتین اُنمین دخیل ہوتی ہین تو چلّے کے ساتھ وقت کا مقید کرنا اُنکو محبوب اور مرغوب ہوا اس امید سے کہ چلے کا حکم اُنکے تمام زمانے پر جاری ہوجائیگا تو وہ اپنی جمیع اوقات اُسی ہیئت سے رہین جو چلّے مین ہوتی ہی بنا اسکی یہ ہی کہ چلّا ذکر کے ساتھ مخصوص خدمت شریف مین ہی کہ جسنے چالیس دن اللہ کے واسطے خالص کردیے حکمت کے چشمے اُسکے قلب سے زبان پر اُسکے ظاہر ہوتے ہین اور ہر آئینہ اللہ تعالےٰ نے چلّے کو ذکر کے ساتھ قصۂ موسیٰ علیہ السلام مین مخصوص فرمایا ہی اور چلّے کے ساتھ تخصیص امر الٰہی فرید ترک دنیا کے لیے ہی۔ قال اللہ تعالےٰ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ - اور ہمنے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا تھا اور اُسکو دس رات کے ساتھ پورا کیا اُسکے پروردگار کا میقات اور زمانہ پورا چالیس رات کا ہوا اور قصہ اُسکا یہ ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا جبکہ وہ مصر مین تھے کہ اللہ تعالےٰ جب اُنکے دشمنون کو ہلاک اور اُنکو دشمنون کے ہاتھون سے خلاص کریگا تو اللہ تعالےٰ کے پاس سے ایک کتاب اُنکے واسطے لائیگا جسمین حلال اور حرام اور حدود اور احکام کا واضح بیان ہوگا پھر جبکہ اللہ تعالےٰ نے وہ کام کیا اور فرعون کو ہلاک کر ڈالا تو موسیٰ نے اپنے پروردگار سے

[تو]بہ مانگی تب اُسکو اللہ تعالے نے حکم دیا کہ تین دن روزہ رکھے اور وہ ذیقعدہ کی [پھ]ر جبکہ تیس راتین پوری ہوئین تو اُنکے مُنھ کی بدبو بُری معلوم ہوئی تو خرنوب [جن]گلی درخت کی لکڑی سے مسواک کی تب اُس سے فرشتون نے کہا کہ ہم تیرے [م]نھ سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے تو نے اُسے مسواک سے کھو دیا پھر اُسکو [ا]للہ تعالے نے ذی الحجہ کے دس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تو نہین [ج]انتا کہ روزہ دار کے مُنھ کی بدبو مجھے مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ معلوم ہوتی ہو [ا]ور موسیٰ علیہ السلام کا روزہ یہ نہ تھا کہ دن کو کھانا چھوڑ دین اور رات کو [ک]ھائین بلکہ چالیسون دن بغیر کھائے طے کر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معدہ کا [ک]ھانے سے خالی ہونا ایک بڑی اصل اس بات مین ہو یہانتک کہ موسیٰ علیہ السلام اسکے محتاج ہوے جبکہ مکالمہ الٰہی کے لیے وہ مستعد ہوتے تھے اور علوم لدنی اُن لوگون کے دل مین جو اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا سے قطع تعلق [ک]یے ہوے ہین ایک قسم کا مکالمہ ہو اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی طرف چالیس دن خالص طور پر ہو گیا اسطرح کہ اپنے نفس سے معاہدہ معدہ ہلکا رکھنے کا کیا ہو تو اللہ اُسپر علوم لدنی کھولتا ہو جیسا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی الا یہ امر کہ مدت چالیس دن کا تعین قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اور اُس امر مین جو اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام کو اسکا حکم [د]یا اور چالیس دن سے قید اور حد لگائی ایک حکمت کے واسطے ہو اور اسکی [ح]قیقت پر کوئی مطلع نہین ہو۔ انبیا علیہم السلام جبکہ اللہ تعالے نے اُنکو معلوم [ک]را دیا یا وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے انبیا کے سوا اُسکے معلوم کرائے سے مخصوص

کر دیا اور اسکی پوشیدگی مین ایک معنی چمک رہے ہین اور اللہ بہتر دانا ہی اور وہ یہ ہی کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو خمیر کی مدت اسقدر تعداد سے مقرر کی جیساکہ وارد ہوا ہی خمر طینۃ آدم بیدہ اربعین صباحا یعنے آدم کی سرشت کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے چالیس دن خمیر کیا تو آدم جبکہ دارین کی آبادی کے لیے صلاح خواہ تھا اور باللہ تعالےٰ نے اُس سے دنیا کی آبادی چاہی جسطرح کہ بہشت کی آبادی اُس سے چاہی مٹی سے اس ترکیب کے ساتھ اُسکو پیدا کیا جو عالم حکمت اور شہادت اور اس دار دنیا کے مناسب تھی اور قانون حکمت کے موافق اُس سے دنیا کی آبادی بن نہ آتی جس حالت مین کہ سفلی اجزاء زمین سے وہ مخلوق نہوتا پس مٹی سے اُسکو پیدا کیا اور چالیس دن اُسکی سرشت کو خمیر کیا تاکہ اس چالیس دن کے تخمیر سے چالیس حجاب حضرت الٰہی سے دور ہو جاوے اور بارگاہ الٰہی اور مقام قرب سے ٹھیک رہے اسواسطے کہ اس حجاب سے رُک نجاتا تو دنیا معمور نہوتی تو عالم حکمت کی آبادی اور زمین خلیفہ اللہ ہونے کے لیے بُعد از مقام قرب نے اُسمین جڑ پکڑ لی پس ہر روزہ اللہ تعالےٰ کی طاعت کے لیے دنیا سے انقطاع کرنا اور اُسکے سامنے آنے اور امر معاش کی طرف توجہ سے کھینچنا ایک حجاب سے نکالتا ہی جو ایک معنی ہی کہ اسمین امانت رکھا ہوا ہی اور ہر ایک حجاب کے اُٹھنے کے موافق منجذب ہونا اور منزل حاصل کرنا ہی قرب حضرت الٰہی جو مجمع علوم اور اُنکا مصدر ہی پھر جبکہ چلا پورا ہو گیا تو پردے دور ہو جاتے ہین اور علوم و معارف اُسپر خوب ریزش کرتے ہین بعد ازان علوم و معارف جو اعیان ہی انوار سے بدلجاتے ہین اس سبب سے کہ نور عظمت

الٰہی کی اکسیر سے متصل ہوتے ہین اسوقت اعیان حدیث نفس کے علوم الہامیہ بن جاتے ہین اور حدیث نفس کے اجرام انوار عظمت کے قبول کرنے کو میش آینے ہین پس اگر وجود نفس اور اُسکی حدیث نہوتی تو علوم آلیہ ظاہر نہوتے اسواسطے کہ حدیث نفس قبول انوار کے لیے ظرف وجودی ہی اور قلب مین بالذات قبول علم کے لیے کوئی شی نہین ہی اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہی کہ اُسکے قلب سے حکمت کے چشمے اُسکی زبان پر ظاہر ہونگے اشارہ اسکی طرف ہی کہ قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہی اسوجہ سے کہ توجہ اُسکی عالم شہادت کی طرف ہی اور ایک رخ اُسکا روح کی طرف اس اعتبار سے ہی کہ اُسکی توجہ عالم غیب کی طرف ہی تو جو علوم نفس مین پیدا کیے گئے ہین اُسلنے قلب مدد چاہتا ہی اور زبان جو اُسکی ترجمان ہی اُسکے حوالہ کرتا ہی تو علوم کا ظہور قلب سے ہی اسواسطے کہ علوم اُسمین جڑ پکڑے ہوے ہین تو قلب اور روح کے لیے قرب الٰہی سے وہ مراتب حاصل ہین جو الہام کے رتبون سے بڑھے ہوے ہین پس بندہ اللہ کی طرف جھک پڑنے اور لوگون سے یکسو ہونے کے سبب اپنی مسافت ہاے وجود کو قطع کرتا ہی اور اپنے نفس کے معادن سے جواب علوم کو نکالتا ہی اور ہر آئینہ

حدیث مین وارد ہی- الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنے آدمی سونے چاندی کی سی کھان ہین جو جاہلیۃ مین اُنمین سے اچھے ہین وہی اسلام مین اُنکے بہترین ہین جبکہ وہ فقیہ ہون تو ہر روز اللہ کے واسطے عمل مین خلوص کرنے کے سبب وہ ایک طبقہ کیمیا ہی پیدا اُسی طبقات سے دور کرتا ہی جو اللہ تعالے نے اُسکو

دور رکھتا ہی یہانتک کہ چلے کے چالیس دن پورے کرنے سے چالیسون طبقون
کو ایک دن پیچھے ایک طبق طبقات حجاب سے دور کر دیتا ہی اور اس بندہ
کی صحت کی نشانی اور چلے سے اسپر اثر پڑنے کی علامت اور اخلاص کی شرطون
کا پورا کرنا یہ ہی کہ چلے کے بعد دنیا سے کم رغبت کرے اور قریب کے گھر سے الگ
ہو جاوے اور دار البقا کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ دنیا مین زہد کرنا ظہور حکمت
کی ضرورت سے ہی اور جو دنیا مین زہد نکرے تو اُسکو حکمت نصیب نہوگی اور جو حکمت
چلے کے بعد بہرہ مند نہو تو ظاہر ہو جائیگا کہ اُسنے شرائط مین کچھ خلل ڈالا ہی اور
اللہ تعالےٰ کے لیے خالص نہین ہوا اور جو اللہ تعالےٰ کے واسطے خالص نہین
ہوا تو اُسنے اللہ کی عبادت نہین کی اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو اخلاص
کا حکم دیا ہی جیسا کہ ہمکو محال کا حکم دیا۔ قال اللہ تعالےٰ وما امروا الا لیعبدوا اللہ
مخلصین لہ الدین۔ اور وہ لوگ نہین حکم دیے گئے مگر اسواسطے کہ اللہ کی عبادت
کرین اسطرح کہ دین کو اُسکے لیے خالص کرین۔ صفوان بن عسال رضی اللہ
عنہ نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا کہ جب
قیامت کا دن ہوگا اخلاص اور شرک دونون گھٹنون کے بل پروردگار
عزوجل کے سامنے حاضر آئینگے تو اللہ تعالےٰ اخلاص کو حکم دیگا کہ تو اپنے اہل
اخلاص کے قبہ کو جا اور شرک کو حکم دیگا کہ تو اپنے اہل شرک کے ساتھ دوزخ
مین جا اور اس اسناد سے سلمی نے کہا علی بن سعید سے مین نے سنا اور اُس
سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا ابراہیم شقیقی سے مین نے سنا اور اُس
سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا محمد بن جعفر الخصاف سے مین نے سُنا

اور اُس سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن بشار سے مین نے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا ابا یعقوب الشروطی سے مین سنے سوال اخلاص سے کہا کہ کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن غسان سے مین سنے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ احمد بن علی الجیمی سے مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا مین سنے عبد الواحد بن زید سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ حسن سے مین سنے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ مین نے حذیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ مین سنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی آپ سنے فرمایا مین سنے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی کہا مین سنے حضرت رب العزۃ جل جلالہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی حکم ہوا کہ وہ میرے اسرار سے ایک سر ہی جسکو مین نے اُن لوگون کے قلب مین رکھا ہی جسکو مین اپنے بندون سے دوست رکھتا ہون تو بعضے آدمی خلوت مین مخالفت نفس پر داخل ہوتے ہین اسواسطے کہ النفس بالطبع خلوت سے کراہت کرنے والا ہی خلق کی مخالفت کی طرف بہت ہی مائل ہی پس جبکہ اُسکو اُسکی عادت کے قرارگاہ سے اُکھیڑا اور اللہ تعالی کی طاعت مین قید کیا تو اُسکے قلب مین حلاوت بعد اُس تلخی کے آتی ہی جو اُسپر داخل ہوتی ہین سذوالنون رحمہ اللہ نے کہا مین سنے کوئی چیز ایسی نہین دیکھی جو خلوت سے بڑھکر باعث اخلاص پر ہو اور جسنے خلوت کو دوست رکھا تو ہر آئینہ اُسنے اخلاص کے گھر کا ستون پکڑ لیا اور ارکان صدق سے ایک رکن پر فتحیاب ہو گیا اور شبلی رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا جسنے وصیت آپ سے چاہی تھی

وحدت کو لازم اپنے اوپر کرے اور قوم سے اپنے نام کو مٹا دے اور دیوار کیطرف منھ رکھ جب تک کہ تو مرے اور یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ وحدت یعنی تنہا ہی صدیقین کی آرزو ہی اور انسانوں مین سے جسکے باطن سے فراغت خلوت آوے اور اسکی طرف نفس کھینچے تو یہ اتم و اکمل اور بڑی دلیل اُسکے کمال استعداد کی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ حال روایت کیا گیا جو اُسپر دلالت کرتا ہی - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے پہل جو وحی سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شروع ہوا وہ خواب مین رویاء صادقہ ہی تو آپ رویا نہین دیکھتے تھے مگر اسطرح پر کہ جیسے صبح عمود ظاہر ہوتا ہی پھر آپ کو خلوت پسند آئی اور حراء مین آپ تشریف لاتے تھے اور اُسمین کئی رات برابر عبادت اور خلوت کیا کرتے اور اسکے لیے توشہ تیار رہا کرتا پھر حضرت خدیجہ کے پاس آتے پھر اُسکے مثل کے لیے آپ تیاری فرماتے پس اچانک حق آن پہونچا اور آپ غار حراء مین تھے اُسمین ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا اقراء یعنے پڑھ سو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا مین قاری اور پڑھنے والا نہین ہون پھر مجھے اُسنے پکڑا اور فرمایا یہانتک کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو مین نے کہا کہ مین قاری نہین ہون پھر مجھے پکڑا اور دوبارہ پہونچا حتے کہ وہ اپنی انتہا کو پہونچا پھر مجھے چھوڑا اور کہا کہ پڑھ تو مین نے کہا کہ مین قاری یعنے خوانندہ نہین ہوا تو اُسنے مجھے پھر پکڑا اور تیسری بار دبایا یہانتک کہ اپنی غایت کو وہ پہونچا پھر سے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق - یعنی پڑھ

اپنے رب کے اسم سے جسنے کہ پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے یہانتک کہ مالم
یعلم تک پہونچا اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے ساتھ واپس آئے
اس حالت مین کہ اُسکے دفعۃً ظاہر کرنے سے لرزتے تھے یہانتک کہ خدیجہ
کے پاس آئے اور فرمایا زملونی زملونی - یعنی کملی مجھے اُڑھاؤ اور کملی مجھے اُڑھاؤ
تو اب کملی اُڑھادی یہانتک کہ آپ سے خوف جاتا رہا اور خدیجہ سے کہا میرے
واسطے کیا صلاح ہی اور اُنکو خبر دی پھر فرمایا مین اپنی عقل پر ڈرتا ہون خدیجہ
نے کہا نہین ہرگز نہین خوش ہو اللہ کی قسم ہی کہ تجھے اللہ غمگین ابد تک
نکریگا اسواسطے کہ تو حیلہ رحم کرتا ہی اور بات سچ کہتا ہی اور بار اُٹھاتا ہی اور معدوم
کو کسب کرتا ہی اور یتیمان کی ضیافت کرتا ہی اور جو مصیبتین پہونچتی ہین اُنمین
اعانت کرتا ہی پھر خدیجہ آپ کو ساتھ لیکر چلین یہانتک کہ ورقہ بن نوفل کے
پاس گئین اور وہ ایک شخص تھا کہ جاہلیت مین نصرانی ہوگیا تھا اور وہ
کتاب عربی لکھتا تھا اور انجیل مین سے وہ عربی مین لکھتا جو اللہ چاہتا کہ اسکو
لکھے اور ایک بوڑھا بزرگ آدمی تھا کہ نابینا ہوگیا تھا تو اُس سے خدیجہ نے کہا
ای چچا اپنی بھتیجے کی بات سن ورقہ نے کہا ای میرے بھتیجے کیا تو دیکھتا ہی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو خبر دی تو اُسنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا
یہ وہی ناموس ہی جسکو موسیٰ پر نازل کیا کاش مین جوان ہوتا کاش مین زندہ
اسوقت ہوتا جب قوم تجھے خارج کرین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا
کیا وہ مجھے نکالنے والے ہین ورقہ نے کہا ہان اسواسطے کہ کوئی ایسی چیز جو تو لایا
ہرگز نہین لایا مگر یہ کہ وہ عداوت اور ایذا سے ستایا گیا اور تیرا دن اگر مجھے ملیگا

تو مین تیری بھاری مدد کرونگا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی اور قطع وحی کا ذکر کرتے تھے پس کہا اپنی
حدیث مین کہ اس درمیان مین کہ مین چلا جاتا تھا آسمان کی طرف سے ایک آواز
سنی مین نے سر اٹھایا اچانک ایک فرشتہ دیکھا جو حرا مین آیا اور وہ زمین آسمان
کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہی اور خوف سے مین پھر گیا اور پلٹ آیا اور
مین نے کہا - زملونی زملونی قد ثرونی تب اللہ تعالی نے نازل کیا - یا ایہا المدثر
فانذر تا والرجز فاہجر - اور ہر آئینہ نقل کیا گیا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بارہا گئے تا کہ پہاڑ کی چوٹیون سے اپنی جان کھو دین تو جب کبھی آپ پہاڑ کی بلندی
پر پہونچے تا کہ اُس سے اپنے تئین گرا دین جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور
کہتے یا محمد انک لرسول اللہ حقا یعنے ای محمد تو سچا رسول اللہ کا ہی اس سے دل آپکا
ٹھہر جاتا اور جب قطع وحی کو طول ہوتا اور اسیطرح پھر ہوتا اور جبرئیل اور اسی کے مثل کہتے تو
بہ اعتبار امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد سے خبر دینے والی اصل مین اس
معاملہ مین کہ مشائخ نے مریدون اور طالبون کے لیے خلوت پسند کی اسواسطے
کہ جب وہ اللہ تعالی کے لیے خلوت خالص ہو گئی تو اللہ تعالی اُنپر وہ باتین
کشود کرتا ہی جو اُسکی مانوس خلوت مین ہون یہ کہ یا معاوضہ اللہ کی طرف سے
اُنکے لیے اُن چیزون کا ہی جو اُنھون نے اللہ کے واسطے چھوڑ دین بعد از ان
قوم کی خلوت مستمر ہی اور جسلہ اور اُسکے تکملہ کا اثر ظاہر ہی کہ حق سبحانہ وتعالی
کی بشارتون کے مبادی اور اُسکے عطایا سینہ ظاہر ہون

ستائیسوان باب فتوح اربعین کے بیان مین

ور ہر آئینہ طریق خلوت اور اربعین مین ایک قوم نے غلطی کی ہی اور کلمات کو اُنکی
ِلہ سے تحریف اور تبدیل کردیا اور شیطان اُنپر داخل ہوا اور غرور و فریفتگی کا
روازہ اُنپر کھول دیا اور خلوت مین بلا اصل مستقیم جو اخلاص کو حق خلوت
ہونچاتا ہی داخل ہوے اور اُن لوگون نے یہ سُن لیا کہ مشائخ اور صوفیہ کے لیے
لوتین یقین اور اُنکے لیے واقعات ظاہر ہوے اور مکاشفہ غرائب اور عجائب
ے ساتھ اُنکو ہوا تو اسکے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ خلوت مین گھس گئے اور
ض اعتلال وضلال ہی ہان صحیح ہی کہ قوم نے خلوت اور وحدت دین کی
لامتی اور نفس کے احوال کی جستجو اور اللہ تعالےٰ کے واسطے عمل کرنے کے لیے
تیار کی ابی عمرو الاغاطی سے نقل ہی کہ اُسنے کہا ہرگز صاف نہوگا عاقل کے لیے
یام مگر یہ کہ اُن باتون کو مضبوط کرلے جو اُسپر واجب ہین۔ یعنی حال اہل کی
صلاح اور اُن مقامات کی اصلاح کہ اُنکی معرفت سزاوار ہی خواہ زیادہ ہوا ہو
ناقص ہوا ہو تو اُسپر واجب ہی کہ خلوت کے موضع تلاش کرے تاکہ اُسکے معارض
ئی مشاغل نہوین اگر معارض ہو تو وہ جو چاہتا ہی وہ بگڑ جائیگا۔ ابا تمیم
غربی سے روایت ہی وہ کہتے ہین جو خلوت کو صحبت پر ترجیح دے تو سزاوار ہی
ہ تمام اذکار سے بجز ذکر الٰہی عزوجل کے خالی ہو اور جمیع مرادات سے بجز مراد
پنے رب کے سے خالی ہو اور نفس جو تمام اسباب مین مطالبہ کرتا ہی اُس سے
لی ہو اگر ان صفات کے ساتھ نہو تو اُسکے فتنہ یا بلا مین اُسکو ڈالیگی۔ ایک
ص ابی بکر وراق کی زیارت کو آیا اور کہا کہ مجھے وصیت کیجے فرمایا مین نے

دنیا و آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت مین اور اُن دونون کی بُرائی کثرت
اور اختلاط مین پائی تو جو شخص خلوت مین کسی سبب اور بہانہ سے بیٹھا تو شیطان
اُسپر داخل ہوا اور ہر طرح کی نافرمانی کو اُسکے لیے مزین اور آراستہ کرتا ہی اور
وہ جھوٹے اور دھوکے کی باتون سے مملو ہوگیا اور سمجھا کہ میرا حال اچھا ہی فتنہ
اُس قوم مین آن پہونچا جو خلوت مین بدون شرائط خلوت کے داخل ہوے
اور کسی ایک ذکر اذکار سے یہ متوجہ ہوے اور اپنے نفوس کی ماندگی اور تکان
کو گوشہ نشینی کے ساتھ خلوت سے اُتارا اور مشغولیون کو حواس سے باز رکھا
جسطرح کہ راہب ترسا اور برہمن اور فلسفہ کا عمل ہی اور جمع ہمت مین جو دخلت
ہی اُسکی صفاء باطن مین مطلقاً بڑی تاثیر ہی تو جو چیزین کہ انمین سے حسن سیاست
شرعی اور صدق مطابقت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہین اُنکا نتیجہ
یہ ہوتا ہی کہ قلب روشن ہو جاتا ہی اور دنیا سے کم رغبتی ہوتی ہی اور ذکر مین
حلاوت آتی ہی اور جو معاملہ اللہ کے واسطے ہو اُسمین اخلاص ہوتا ہی جیسے
نماز اور تلاوت وغیرہما اور جو انمین سے ایسے ہون کہ سیاست شرع اور
متابعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسمین نہو تو اُنسے نفس مین صفائی
آتی ہی جس سے علوم ریاضی کے حصول مین مدد حاصل ہوتی ہی کہ اُنکی طرف فلاسفہ
اور دہریہ خدا اُنکو شرمندہ اور خوار کرے متوجہ ہوتے ہین اور جسقدر رکھ
اسکی کثرت ہوتی ہی اللہ تعالے سے دور ہوتا ہی اور جو شخص اُسکی طرف
متوجہ ہوتا ہی شیطان اُن چیزون کے وسائل سے جو علوم ریاضیہ وہ
حاصل کرتا ہی یا اُن اشیا سے کہ صدق خاطر وغیرہ سے اُسکو نمودار ہوتا اور

نظر آتا ہی گمراہی چاہتا ہی یہانتک کہ میل تمام اُسکی جانب کرتا ہی اور بگمان کرتا ہی کہ وہ مقصود کو پہونچ گیا اور نہین جانتا کہ یہ فن نصاری اور برہمنون کے لیے فائدہ سے غیر ممنوع ہی اور خلوت سے مقصود نہین اُنمین سے بعضے کہتے ہین کہ حق تعالیٰ استقامت تجھسے چاہتا ہی اور تو کرامت کا طلبگار ہی اور کبھو خرق عادات اور صدق فراست سے صادقین پر کھل جاتا ہی اور آنیوالی بات ظاہر ہوجاتی ہی اور کبھو نہین کھلتی اور اُسکا نہونا اُنکے حال مین اعتراض پیدا نہین کرتا اگر اعتراض اُنکے حال مین پیدا کرتا ہی تو وہ صرف انحراف حد استقامت سے ہی پھر جو کچھ صادقین پر اُنمین سے کشف ہوتا ہی اُنکے مزید یقین کا سبب ہوجاتا ہی اور صدق مجاہدہ و معاملہ اور دنیا کی بے رغبتی اور اخلاق حمیدہ سے متخلق ہونے کی طرف مائل کرتا ہی اور جو کچھ اسمین سے اُس شخص پر مکشوف ہوتا ہی جو سیاست شرع سے خارج ہی اُسکے واسطے مزید بُعد اور غرور اور حماقت کا اور لوگون سے تکبر اور خلق کے عیب لگانے کا باعث ہوتا ہی اور یہ حالت اُسکی رہتی ہی جتے کہ اسلام کے سلسلہ کا حلقہ اُسکے گردن سے نکلجاتا ہی اور وہ حدود و احکام اور حلال و حرام سے انکار کرتا ہی اور اُسکا گمان ہوتا ہی کہ عبادات سے مقصود اللہ تعالےٰ کا ذکر ہی اور متابعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ترک کردیتا ہی پھر بعد ازان رفتہ رفتہ اس سے ملحد اور زندیق ہوتا جاتا ہی اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہم گمراہی سے پناہ مانگتے ہین اور کبھو اقوام کو خیالات پیدا ہوتے ہین جنکو وہ لوگ وقائع تصور کرتے ہین اور مشائخ کے وقائع سے اُنکو تشبیہ دیتے ہین

بدون اسکے کہ حقیقت کا اُسکے علم ہو تو جو کوئی اسکی تحقیق چاہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ ہر آئینہ جب ایک بندہ اللہ ہی کا خاص ہو گیا اور اپنی نیت کو اُسنے درست کیا اور چالیس دن یا زیادہ خلوت مین بیٹھا تو اُنمین سے بعضے وہ ہین کہ اپنے باطن کو صفائی یقین دیتا ہی اور اپنے قلب سے حجاب کو اٹھاتا ہی اور ایسا ہو جاتا ہی کہ جیسا اُنہین سے بعضون نے کہا ہی دیکھا ہی میرے قلب نے میرے پروردگار کو اور کبھو اس مقام کو ایک دفعہ اسطرح پہونچتا ہی کہ اپنے اوقات کو اعمال صالحہ سے آباد اور اعضاء جوارح کو امور ممنوعہ سے باز رکھے اور تقسیم اوراد و ظائف اور تلاوت اور ذکر سے اوقات پر کرے اور ایکبار اُسے حق تعالےٰ اُسکے مقام صدق اور قوت استعداد پر بلا کسی عمل کے پہونچا دیتا ہی جو اُس سے صادر ہوا اور ایکبار اس درجہ کو اذکار سے ذکر واحد کے التزام سے پاتا ہی اسواسطے کہ وہ ہمیشہ اس ذکر کی تکرار اور تردید کرتا ہی اور اُسکو کہتا ہی اور اُسکی عبادت پانچون وقت کی نماز فریضہ اور سنت موکدہ فقط ہوتی ہی اور اُسکے تمام اوقات ذکر واحد سے خالی نہین رہتے اسطرح پر کہ اُسکے اندر کوئی فتور نہین آتا اور نہ اُسمین کوئی اُسکی طرف سے قصور ہوتا ہی اور برابر ہمیشہ اس ذکر کو دوہراتا بالالتزام ہی حتے کہ وضو اور کھانے کے وقت مین بھی اُس سے نہین چھوٹتا۔ اور مشائخ کی ایک جماعت نے ذکر سے کلمۂ لا الہ الا اللہ کو قبول کیا ہی اور اس کلمہ کی ایک خاصیت نور باطن اور قصد کی جمعیت دینے مین ہی جبکہ کوئی مخلص صادق اُسکی مداومت کرے اور وہ اس امت کے لیے عطیات الٰہی سے ہی اور اُسمین ایک خاصیت اس امت کے لیے ہی اُس بات مین جسکی روایت

عبدالرحمن بن زید نے کی ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ای میرے رب مجھے اس
امت مرحومہ سے خبر دے فرمایا امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہین علما گوشہ نشین
پارسا بردبار برگزیدہ دانا راست کار گویا کہ وہ انبیا ہین تھوڑی عطا پر مجھسے رضامند
اور تھوڑے عمل پر مین اُنسے خوش ہون اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ مین اُنکو بہشت مین
داخل کرونگا ای عیسی وہ اکثر بہشت کے رہنے والے ہین اسواسطے کہ کسی قوم کی ہرگز
زبان نے لا الہ الا اللہ کی اطاعت نہین کی جیسے کہ اُنکی زبانون نے کی اور نہ قوم
کی گردنین ہرگز سجدہ مین جھکین جیسے کہ اُنکی گردنین جھکین اور عبداللہ بن عمرو بن
عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ کہا ہر آئینہ یہ آیت توریت مین لکھی ہوئی ہو

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وحرزا للمومنین وکنز الامیین انت عبدی
ورسولی سمیتک المتوکل لیس لفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ
السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ولن اقبضہ حتے تقام بہ الملۃ المعوجۃ بان یقولوا لا الہ الا اللہ
ویفتحوا اعینا عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا۔ یعنی ای نبی ہمنے تجھے بھیجا ہی شہادت اور بشارت
دینے والا اور ڈرانے والا مومنون کے لیے پناہ اور ناخواندہ لوگون کے لیے
خزانہ تو میرا بندہ ہی اور تو میرا رسول ہو نام تیرا مین نے متوکل رکھا جو نہ دل
اور بات کا سخت اور کڑا ہی اور نہ بازارون مین چیخنے چلانے والا ہی اور نہ وہ
بُرائی کا بدلا بُرائی سے کرتا ہو الا یہ کہ وہ معاف اور درگذر کرتا ہی اور مین اُسکی
روح قبض نہ کرونگا جب تک کہ اُسکے سبب ٹیڑھی ملت سیدھی نہو جاے اسطرح
کہ لکھین وہ لا الہ الا اللہ اور کھولین اندھے آنکھین اور بہرے کان اور جو غلاف
مین لپٹے ہوے دل ہین۔ پھر ہمیشہ خلوت مین بندہ اس کلمہ کو موافقت دل کے

ساتھ اپنی زبان پر بار بار لاتا ہی یہانتک کلمہ قلب مین جڑ پکڑتا اور حدیث نفس
کو دور کرتا ہی کہ اسکے معنی قلب مین حدیث نفس کے قائم مقام ہوجاتے ہین پھر
جبکہ کلمہ غائب ہوگیا اور زبان پر آسان ہوا تو قلب اسکو کھینچتا اور پی جاتا ہی
پھر اگر زبان چپ رہی تو قلب نہین چپ رہتا پھر وہ کلمہ قلب مین جوہر بنجاتا ہی
اور اسکے جوہر بنجانے سے دل مین نور یقین قرار پکڑ لیتا ہی حتے کہ جب دل اور
قلب سے صورت کلمہ دور ہوجاتی ہی تو اسکا نور جوہر ہوکر رہجاتا ہی اور ذکر کو عظمت
مذکور یعنے حق سبحانہ وتعالے کے ساتھ لیتا ہی اور اسوقت ذکر ذکر ذات ہوجاتا ہی
اور یہی ذکر مشاہدہ اور مکاشفہ اور معاینہ ہی یعنے ذکر ذات کا نور ذکر کے جوہر
ہونے سے اور یہ خلوت سے اعلیٰ درجہ کا مقصد ہی اور یہ کبھی خلوت سے حاصل ہوتا ہی
نہ کلمہ کے ذکر سے بلکہ تلاوت قرآن مجید سے جب کثرت سے تلاوت کرے اور زبان کے
ساتھ قلب کی موافقت مین جدوجہد ہو یہانتک کہ تلاوت زبان پر جاری ہوجاے اور
کلام کے معنی حدیث نفس کے قائم مقام ہوجاے اور اسوقت بندہ کو تلاوت اور نماز مین
سہولت پیدا ہوتی ہی اور اس سہولت سے تلاوت اور نماز مین باطن
روشن اور نورانی ہوجاتا ہی اور قلب مین نور کلام کا جوہر بن جاتا ہی اور
اُسی سے ذکر ذات بھی ہوتا ہی اور قلب مین نور کلام جمع ہوتا ہی جسکے ساتھ
کلام کرنے والے پاک کی بزرگی نظر آتی ہی اور اس عطیہ کے سوا علوم الہامی
لدنی بندہ پر مکشوف ہوتے ہین اور اسقدر حقیقت ذکر اور تلاوت پر بندہ
کے پہونچنے تک جبکہ اسکا باطن صاف ہوجاتا ہی وہ کبھو کمال انس اور حلاوت
ذکر سے ذکر مین گم ہوجاتا ہی حتے کہ وہ ذکر مین غائب ہونے کے اندر سونیوالے مین

ملجاتا ہی اور گویا سوتا ہی اور کبھو حقایق اُسکو خیال کے پیرایہ مین جلوہ گر ہوتے ہین جسطرح کسی نے خواب مین دیکھا کہ اُسنے ایک سانپ مارا تو اُسکو تعبیر دینے والا کہتا ہی کہ تو دشمن پر فتحیاب ہوگا پھر اُسنے دشمن پر فتح پائی اور وہ کشف ہی جسکا حق تعالےٰ نے مکاشفہ کرایا اور یہ فتح روح مجرد ہی کہ خواب کے فرشتہ نے اُسکے لیے ایک بدن اس روح کے لیے سانپ کے خیال سے ڈھال دیا تو روح جو کشف ظفر ہی حق کا خبر دینا ہی اور خیال جو بدن کے مانند ہی ایک صورت مثالی ہی جو خواب دیکھنے والے کے نفس سے پیدا ہوگئی اسوجہ سے کہ بیداری مین قوت وہمی اور خیالی باہم ملی ہوئی ہین پس کشف ظفر کی روح سانپ کے بدن مثالی سے مرکب ہوجاتی ہی اسواسطے تعبیر کی حاجت پڑی اسواسطے کہ اگر کشف اُس حقیقت کا ہوتا جو روح ظفر کی ہی تعبیر اُس صورت مثالی کی جو بدن کے مانند ہی تو احتیاج تعبیر کی نہوتی اور ظفر کو ہی دیکھتا اور ظفر صحیح ہوتی اور کبھو بیداری کے وہم و خیال کے اشتمال سے خواب مین بغیر حقیقت کے خیال مجرد اور خالی ہوتا ہی اُسوقت وہ خواب پریشان ہوتا ہی جسے اضغاث احلام کہتے ہین اور اُسکی تعبیر نہین ہوتی اور صاحب خلوت کے لیے کبھو ایک خیال مجرد ہوتا ہی جو اُسکی ذات سے بدون اس بات کے کہ وہ کسی حقیقت کا ظرف ہو پیدا ہوتا ہی تو اُسپر کوئی بنا نہین رکھی جاتی اور نہ اُسکی طرف توجہ ہوتی ہی پس یہ واقعہ نہین ہی اور روح فقط خیالی ہی اور ہرگاہ کہ ایک سچا آدمی اللہ تعالےٰ کے ذکر مین غائب ہوگیا یہان تلک کہ محسوس سے بھی وہ غائب ہوگیا اس طرح پر کہ اگر کوئی آدمی اُسکے پاس جائے تو اُسکو خبر اُسکی نہین اسوجہ سے کہ وہ ذکر کے اندر گم ہی اور اس حالت مین

ابتدا راُسکے نفس سے مثال اور خیال پیدا ہوتا ہو جنمین روح کشف کی بھوٹی جاتی ہو
پھر جبکہ وہ اپنی غیبت سے عود کرتا اور اُسکو افاقہ ہوتا ہو تو یا یہ ہوتا ہو کہ اُسکی تفسیر
اُسکے باطن سے آتی ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطا ہو اور یا اُسکی شارح
شیخ اُسکا ہو جسطرح کوئی معتبر خواب کی تفسیر کہتا ہو اور یہ واقعہ ہوتا ہو اسواسطے کہ وہ
ایک حقیقت کا کشف مثال کے لباس مین ہو اور صحت واقعہ کی شرط اولا ذکر مین
خلوص ہو دوسرے ذکر مین اُسکا مستغرق ہوتا ہو اور اُسکی علامت یہ ہو کہ دنیا سے
بے رغبتی اور تقوی کی ملازمت ہو اسواسطے کہ اللہ تعالے نے واقعہ مین اسکو امر
مکشوف کا سبب مورد حکمت بنایا ہو اور حکمت زہد اور تقوی کا حکم کرتی ہو اور کبھو
ذاکر کے لیے حقائق مجرد بلا لباس مثال کے ہوتے ہین اور یہ کشف اور خبر دینا
من جانب اللہ تعالے اُسکے لیے ہو اور یہ کبھو دیکھنے سے ہوتا ہو اور کبھو سننے سے
اور وہ کبھو اپنے باطن سے سنتا ہو اور کبھو وہ ہوا سے گرتا ہو نہ کہ اُسکے باطن سے
جیسے ہاتف کہ وہ فرشتہ غیب مشہور ہو کہ اس سے وہ ایک امر کو جسکا پیدا کرنا اللہ
تعالےٰ اُسکے یا غیر کے لیے چاہتا ہو جان لیتا ہو پس اللہ کا خبر اُسکو دینا اسکے ساتھ
اُسکے یقین زیادہ ہونے کا ہوتا ہو یا خواب مین ایک شی کی حقیقت کو دیکھتا ہو۔
بعض صوفیہ سے نقل ہو کہ اُسکے لیے شربت ایک پیالہ مین لایا تھا اور اُسنے
اپنے ہاتھ سے اُسے رکھدیا اور کہا ہر آئینہ عالم مین ایک حادثہ پیدا ہوا اور مین
اسکو نہ پیونگا جب تک کہ جان لون کہ وہ کیا ہو پھر اُسپر کشف ہوا کہ ایک قوم مکہ
مین داخل ہوئی اور اُسمین قتل کیا۔ اور ابا سلیمان خواص سے حکایت ہو کہ
کہا ایک دن مین سوار ایک گدھے پر تھا اور اُسے ایک مکھی ستارہی تھی اور

وہ اپنے سر کو نیچے کی طرف جھکاتا تھا تو مین اُسکے سر پر لکڑی جو میرے ہاتھ مین تھی
مارتا تھا پھر گدھے نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور کہا مار کہ تو اپنے سر پر مارتا ہی
اُسنے پوچھا کہا کہ ای ابا سلیمان یہ تیرا واقعہ ہی یا اُسکو تو نے سنا ہی کہا مین نے اُس سے
سنا ہی جیسا کہ تمنے مجھسے سنا - اور حکایت ہی احمد بن عطاء روز باری سے کہا
مجھے طہارت کے امر مین مجھے احتیاط تھی تو ایک رات استنجا کرتا رہا یہان تک کہ
ایک تہائی گذر گئی اور میرا دل خوش نہوا اور جی میرا گھٹا پھر مین رو یا اور کہا مین نے
یا اللہ العفو تو ایک آواز سُنی اور کسی کو نہ دیکھا وہ کہتا تھا ای ابا عبداللہ عفو علم
مین ہی - اور کبھو اللہ تعالے اپنے بندہ پر آیات اور کرامات کا کشف اُسکی تربیت
اور تقویت یقین اور ایمان کے لیے کرتا ہی - روایت ہی کہ جعفر خلدی رحمہ اللہ
کے پاس ایک قیمتی نگینہ تھا اور وہ ایک دن کشتی مین دجلہ پر سوار تھا تو اُسنے
ارادہ کیا کہ ملاح کو پیسہ دے اور کپڑا کھولا تو نگینہ دجلہ ندی مین گر پڑا اور اُنکے پاس
ایک دعا مجرب کھوئی چیز کی تھی اور اُسکے ساتھ دعا کیا کرتے پس نگینہ کو ورقون کے
درمیان پایا جنکو وہ اُلٹ رہے تھے اور دعا یہ ہی کہ کہے یا جامع الناس لیوم لاریب
فیہ اجمع علے ضالتی - اور مین نے اپنے شیخ سے ہمدان مین سنا ہی کہ ایک شخص کی
حکایت اُنکے سامنے کی گئی کہ بعض خلوت مین اُسپر کشف ہوا کہ لڑکا اُسکا کہ جیحون
مین تھا قریب ہی کہ وہ کشتی سے پانی مین گر پڑے کہا مین نے اس سے جھڑکا
اور وہ نگرا اور یہ شخص ہمدان کے نواح مین تھا اور بیٹا اُسکا جیحون مین تھا
پھر جب وہ لڑکا آیا تو اُسنے خبر دی کہ مین پانی مین گرا چاہتا تھا اور عمر رضی اللہ
عنہ نے مدینہ مین منبر پر یا ساریۃ الجبل کہا اور لشکر نہاوند مین تھا تب لشکر نے

پہاڑ کی طرف پکڑی اور دشمن پر فتح پائی تب لشکر سے کہا گیا کیونکہ تمنے یہ جانا تو کہا ہمنے عمر کی آواز سنی اور وہ کہتے تھے یا ساریۃ الجبل - ابن سالم کا قول تھا کہ ایمان کے چار رکن ہین ایک رکن ایمان بالقدرۃ ہی اور ایک رکن ایمان بالحکمۃ اور ایک رکن قوت اور طاقت سے بری ہونا اور ایک رکن اللہ عزوجل سے سب چیزون مین مدد مانگنا سو اُس سے سوال کیا گیا کہ ایمان بالقدرۃ کے معنی کیا ہین تو جواب دیا کہ وہ یہ ہی کہ تم ایمان لاؤ اور انکار مت کرو اس بات سے کہ ایک بندہ اللہ کا مشرق مین داہنی کروٹ سوتا ہو اور اللہ کی عنایت اور کرم سے یہ ہو کہ اُسکو قوت ایسی بخشے کہ وہ داہنی کروٹ سے جو بائین کروٹ لے تو وہ مغرب مین ہو تم اُسکے جواز کا اور اُسکے ہونے کا ایمان رکھو - اور مجھسے ایک فقیر کی حکایت کی گئی کہ وہ مکہ مین تھا اور ایک شخص بغداد مین تھا جسکے موت کی خبر مشہور ہوئی کہ وہ مر گیا پس اللہ تعالیٰ نے اُسکو مکاشفہ ایک آدمی کے ساتھ اُس حال مین کہ سوار تھا کرایا کہ وہ بغداد کی بازار مین چلتا پھرتا ہی تو فقیر نے اُسکے دوستون کو خبر دی کہ وہ نہین مرا اور ایسا ہی تھا یہان تک کہ مجھسے اُس شخص نے ذکر کیا کہ ہر آئینہ وہ اس حالت مین کہ مکاشفہ شخص کا سوار کی حالت مین کیا گیا کہا کہ مین نے اُسے بازار مین دیکھا اور مین اپنے گانون کے لوہار کی ہتوڑے کی آواز بغداد کی بازار مین سنتا تھا اور یہ سب مواہب اور عطیات الٓہی ہین اور کبھو ایک قوم کو ان واقعات کا مکاشفہ کرایا جاتا ہی اور یہ مرتبہ عطا ہوتا ہی اور کبھو ان لوگون سے بڑھکر وہ شخص ہوتا ہی جسکو ان کشف اور کرامات سے کچھ بھی حاصل نہین ہوتا اسواسطے کہ یہ سب تقویت یقین کے اسباب ہین

اور جو شخص کہ اُسکو یقین شرف عطا کیا گیا اُسکو حاجت ان چیزون سے کسی
چیز کی نہین ہی پس یہ کل جتنے کہ آیات فروتر اُس سے ہین جکا ہمنے ذکر کیا
کہ قلب مین ذکر جوہر بنجاتا اور جڑ پکڑ لیتا ہی اور ذکر ذات کا موجود ہونا ہی اسواسطے
کہ اس حکمت مین مریدون کی تقویت اور سالکون کی تربیت ہی تاکہ اُنکو
زیادہ یقین اُنکا ہو جسکے سبب وہ لوگ نفس کی جنگجوئی اور لذت دنیا کی
فراموش کرنے کی طرف منجذب ہون اور اسکے سبب اُنکا عزم آرمیدہ اُنسے
قربات کے ساتھ اوقات کی آبادی کے لیے برانگیختہ ہو پس اُس سے یہ لوگ
خوش ہون اور رفتہ رفتہ اُس شخص کے طریق پر چلین جو اس سے یقین صرف
کے ساتھ مکاشفہ کیا گیا اسوجہ سے کہ نفس اُسکا سریع الاجابت اور سہل الانقیاد
اور کامل استعدادی اور اولین کے لیے اُسے وہ چیزین نرم ہوگئین جو سخت
تھین اور جو باتین پوشیدہ تھین وہ مکشوف ہوئین اور کبھو اُسکی صورتین
رساؤن اور برہمنون سے جو سبیل ہدی پر نہین چلتے اور ہلاکت کے طریق پر
جاتے ہین روکی اور باز رکھی نہین جاتین تاکہ یہ معاملہ اُنکے حق مین مکر اور
استدراج ہو جاے اور اپنے حال کو مستحسن جانین اور دوری اور راندگی
کے قرارگاہ مین ٹھہرے رہین اس غرض سے کہ وہ اسپر باقی رہین اُس حالت
مین کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا ہی کہ وہ اندھے ہون اور گمراہ اور ہلاکت و وبال
مین مبتلا رہین اور سالک تھوڑی بات جو اُسکے لیے حاصل ہو جاے اُسپر
فریفتہ نہو اور سمجھے کہ اگر وہ پانی پر چلے اور ہوا مین اُڑے تو یہ اُسکو نافع نہین
ہے کہ حق تقوے اور زہد کو ادا نہ کرے مگر جو شخص کہ ایک خیال مین اُلجھا

یا غلط پر قناعت کی اور خلوت کی بنیاد کو اخلاص سے مستحکم نکیا وہ مکر سے خلوت
مین جاتا ہی اور غرور سے نکلتا ہی پھر وہ عبادات کو ترک کرتا اور اُنکو حقیر سمجھتا ہی
اور اللہ تعالے معاملہ کی لذت اُس سے سلب کر لیتا ہی اور اُسکے دل سے نعمت
کی دہشت جاتی رہتی ہی اور دنیا و آخرت مین فضیحت ہوتا ہی پس مرد صادق
کو جان لینا چاہیے کہ خلوت سے مقصود تقرب حق تعالیٰ ہی اسطرح پر کہ اوقات
نیک حسنہ سے آباد اور اعضا و جوارح کو مکروہات سے باز رکھے ارباب خلوت
کی قوم کے لیے اور اُنکی مداومت اور تقسیم اُسکی اوقات پر لائق ہو اور ایک
قوم کو ذکر واحد لیئے فقط ایک ذکر کا التزام مناسب ہی اور ایک قوم کے لیے
مراقبہ کی ہمیشگی اور ایک گروہ کے لیے ذکر سے اوراد و وظائف کی طرف
نقل کرنا اور ایک گروہ کے واسطے درود وظائف سے ذکر کی طرف جانا اور
اسکے مقدار کی معرفت شیخ کی صحبت اُسکو سکھلاتی ہی جو نوعیت اور اختلاف
اوضاع پر مطلع ہی کہ وہ امت کا خیر خواہ اور اس گروہ کا مہربان ہی مرید کو
اللہ کے واسطے چاہتا ہی نہ اپنے نفس کے لیے آزاد ہوا نفس سے دوست
استتباع اور جو شخص محب استتباع کا ہو اور ایسا شخص اصلاح زیادہ کر
امور افساد اُس سے کمتر ہوتے ہین

اٹھائیسوان باب اربعین مین داخل ہونے کے بیان مین

روایت ہی کہ جب داؤد علیہ السلام خطا مین مبتلا ہوے تو اللہ تعالے
کے لیے چالیس رات اور دن سجدہ مین گرے رہے یہانتک کہ اُسکے پروردگار
کی طرف سے معافی اور مغفرت آئی اور ہر آئینہ یہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ

اور گوشہ نشینی اصل امر اور دستاویز اہل صدق کی ہی پھر جسکی اوقات اسپر مستمر رہے تو اسکی
تمام عمر خلوت ہی اور اسکا دین درست اور محفوظ ہر عیب اور آفت سے ہی پھر اگر یہ
بات اُسکو میسر نہو اور وہ پہلے اپنے نفس اور پھر اہل و اولاد مین پھنسا ہوا ہو تو
چاہیے کہ اُسکے نفس کے لیے اس سے ایک حصہ ہو۔ سفیان ثوری سے منقول ہی
اُس روایت مین جو احمد بن حرث نے خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہی کہ کہا یہ
کہا جاتا تھا کہ بندہ اللہ تعالے کے لیے چالیس روز اخلاص بجا نہ لایا مگر یہ کہ اللہ
سبحانہ نے حکمت کو اُسکے دل مین جمایا اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب
کر دیا اور دنیا کے مرض اور دوا کو دکھلا دیا پس بندہ اپنے نفس سے برس دن مین
ایک دفعہ تعہد اُسکا کرتا ہی اور مرید طالب جب خلوت مین داخل ہونے کا ارادہ
کرے تو اسمین سب سے کامل یہ امر ہی کہ دنیا سے متجرد اور خالی ہو اور جن چیزون کا
وہ مالک ہی اُنکو خارج اور دفع کرے اور غسل کامل کرے جبکہ پوشاک اور جانماز کی
احتیاط پاکیزگی اور طہارت سے کرلی ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور گریہ اور عاجزی
اور فروتنی اور خشوع سے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے گناہون سے توبہ کرے اور
باطن اور ظاہر کو یکسان بنائے اور دغا فصل اور حسد و کینہ و خیانت مین نہ بیٹھے
پھر اپنی خلوت کی جگہ بیٹھے اور وہان سے بجز نماز جمعہ اور نماز جماعت کے دوسرے
کام کے لیے نہ نکلے اسواسطے کہ نماز جماعت کا خیال چھوڑ دینا غلطی اور خطا ہی اور
اگر باہر نکلنے مین تفرقہ پائے تو ایک شخص اُسکے لیے ایسا ہو جو اُسکے ساتھ خلوت
مین نماز ادا کرے اور قطعاً سزاوار نہین ہی کہ اکیلے نماز پڑھے پر راضی ہو کہ جماعت
کے ترک مین اُسپر آفتون کا خوف ہی اور ہمنے دیکھا ہی ایسے شخص کو جسکی عقل خلوت

مین مشوش ہو گئی اور شاید کہ یہ بات جماعت کی نماز چھوڑنے پر اصرار کی نحوست سے ہو سواسکے سزاوار ہی یہ کہ اپنی خلوت سے نماز جماعت کے لیے باہر آئے درحالیکہ نہ اقرار کرے ایسا کہ ذکر مین اُسکے فتور نہین آتا اور جو دیکھے کثرت سے نگاہ اُسکی طرف نہ دوڑاے اور جو سنے اُسکی سماعت نہ کرے اسواسطے کہ قوت حافظہ اور متخیلہ ایک لوح کے مثل ہی جسمین ہر ایک چیز دیکھی اور سنی ہوئی نقش پکڑتی ہی تو اس سے وسواس اور حدیث نفس اور خلل زیادہ بڑھتا ہی اور اس بات کی کوشش کرے کہ جماعت مین ایسے پہونچے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ مین شریک ہو پھر جب امام سلام پھیرے اور وہان سے اُلٹا پھرے تو یہ اپنی خلوت کو چلا آوے اور اپنے باہر آنے مین اس بات سے پرہیز کرے کہ لوگ اُسکی طرف گھورین اور خلوت مین اُسکی بیٹھنے کو جائین اسواسطے کہ کہا گیا ہی اللہ کے نزدیک منزلت کی طمع مت رکھ جبکہ تو لوگون کے سامنے اپنی منزلت چاہتا ہی اور یہ ایک اصل ہی جس سے بہت اعمال فاسد اور تباہ ہو جاتے ہین جبکہ اُسمین کوئی فروگذاشت کرے اور بہت احوال اُس سے سدھر جاتے ہین جبکہ کوئی اسکا اعتبار و پاس لحاظ رکھے اور خلوت مین اپنے وقت کو اللہ کے لیے ایک چیز دی ہوئی کرے اُن فعلون کی مداومت سے جو اُسکی رضا کے ہون یا تلاوت یا ذکر یا نماز یا مراقبہ اور جب کسی وقت ان اقسام سے تکان ہو تو سو رہے پس اگر چاہے تو تھوڑی ہی تھوڑی شمار رکعتون کی یا تلاوت اور ذکر کی مقرر کرلے اور اگر چاہے کہ حکم وقت کے ساتھ رہے تو ان اقسام سے جو قسم اُسکے دل پر ہلکی اور آسان معلوم ہو اسپر اعتماد اور قرارداد کرے اور جب

اس سے سستی معلوم ہو سوا ہی اور جو چاہے کہ ایک سجدہ یا ایک رکوع یا ایک
دو رکعت مین ایک ساعت یا دو ساعت ٹھہرا رہے تو ایسا ہی کرے اور
خلوت مین ہمیشہ با وضو رہنے کا التزام کرے اور سوئے نہین جب تک کہ
نیند کا غلبہ نہو بعد اسکے کہ نیند کو کئی بار اپنے سے ٹال دیا ہو اور یہ شغل اُسکا
رات دن رہے اور جب کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذاکر ہو اور نفس زبان سے ذکر کرتے
کرتے تھک جاے تو اُسے دل سے کہے بدون اسکے کہ زبان کو جنبش ہو اور
سہیل بن عبداللہ نے کہا ہی جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو کلمہ کو کھینچے اور قدم حق
کی طرف نظر کر پھر اُسکو ثابت کر اور اُسکے ماسوا کو باطل اور چاہیے کہ جانے ہر آئینہ
امر زنجیر کے مانند ہی جو حلقہ حلقہ کو چاہتا ہی تو فعل رضا کے ساتھ لزوم دائمی پر
رہے ۔ اور جو شخص اربعین اور خلوت مین بیٹھے تو بہتر ہی کہ روٹی اور نمک پر
قناعت کرے اور ہر رات ایک رطل بغدادی عشاء آخر کے بعد کھائے
(رطل کا وزن قریب آدھ سیر کے بارہ اوقیہ اور اوقیہ چالیس درم پس
رطل چار سو اسی درم کا ہی اور درم کا وزن اٹھائیس جو کے برابر ہی اور اس
درم شرعی کی سات مثقال کے حساب سے رطل تین سو چھتیس مثقال کے
برابر ہی) اور اگر اُسکو نصفا نصف تقسیم کرے تو اول شب نصف رطل اور
آخر شب نصف رطل کھائے کہ یہ معدہ کے لیے سبک اور قیام شب اور
اُسکے ذکر اور نماز سے زندہ رکھنے کے لیے زندہ معین اور مددگار ہی اور
اگر چاہے کہ سحری تک آخر افطار کرے تو اختیار ہی اور اگر نانخورش یعنے
سالن تیون لگا دن بغیر صبر نہ آئے تو اُسے کھائے اور اگر وہ ایسی چیز ہو۔

جو روٹی کے قائم مقام ہو تو اُسکے موافق روٹی مین سے کم کردے اور اگر اس مقدار
سے بھی قلت کرنی چاہے تو ہر رات ایک لقمہ سے کم گھٹائے اسطرح سے کہ اُسکی قلت
عشرہ آخر مین اربعین سے آدھے رطل تک پہونچے اور اگر قوی ہو تو نفس کو فاتح
اول اربعین سے آدھے رطل پر کرے اور ہر رات تھوڑا تھوڑا گھٹائے یہانتک کہ
افطاری اُسکی عشرۂ آخر مین چوتھائی رطل کو پہونچے اور مشائخ صوفیہ کا اتفاق اسپر ہے
کہ بنا اُنکے امر کی چار چیز دن پر ہے کم کھانا اور کم سونا اور کم بولنا اور لوگون سے گوشہ
مین رہنا اور بھوکھ کے دو وقت بنائے ہین ایک اُن دونون مین چوبیس ساعت
کا آخر ہے تو ایک رطل سے دو ساعت پیچھے ایک اوقیہ ایکبار کھانے کا ہے کہ اُسکو بعد
نماز عشا کھائے یا اُسکو دو دفعہ کے کھانے مین تقسیم کرے جیسا کہ ہمنے ذکر کیا اور دوسرا
وقت بہتر ساعت کے شروع پر ہے پس دو رات طے اور تیسری رات افطار ہے اور ہر ایک
دن رات کے لیے رطل کا ایک تہائی ہوگا اور ان دونون وقتون کے درمیان
ایک وقت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر دو رات سے ایک رات کو افطار کرے اور ہر ایک دن
رات کے لیے نصف رطل ہے اور یہ سزاوار ہے کہ عمل مین آئے جب یہ کوئی تھکاوٹ
اور تنگدلی اُسپر اور انقباض و افسردگی ذکر مین نہ پیدا کرے اور جب کہ انین سے
کچھ بھی پائے تو چاہیے کہ ہر رات افطار کرے اور ایک رطل دو وقت مین یا ایک ہی
وقت مین تناول کرے پس نفس جبکہ ایک رات کو دو رات سے افطار کرنا شروع
کرے اور پھر ہر ایک رات کا افطار چاہے تو قناعت کرے اور اگر ہر رات کے افطار
سے سہولت کیجاے رطل پر قناعت نہ کرے اور نا خورش اور دلخواستہ چیزین نفس
طلب کریگا اور اسی پر قیاس کرلو پس اگر لالچ دیا جاے تو وہ للچائے اور اگر قناعت

کرایا جاوے تو قناعت کرے ۔ اور بعضے صوفی ہر رات کو گھٹاتے تھے حتےٰ کہ نفس کو
بہت ہی کم قوت پر لاکر رکھا اور صالحین سے بعض ایسے تھے جو غذا چھوارے کی
گٹھلیون سے وزن اور ہر رات ایک گٹھلی برابر کم کرتے اور بعضے انمین سے غذا گیلی
لکڑی سے وزن کرتے اور خشکی کے بقدر ہر رات گھٹا دیتے اور بعضے ہر شب دن
کے ساتوین حصہ کی ایک چوتھائی کھاتے کہ اٹھائیسوان حصہ ہی یہان تک کہ
ایک روٹی مہینے مین کم ہو جاتی اور بعضے انمین ایسے تھے کہ کھانے مین تاخیر
کرتے اور تقلیل غذا عمل نکرتے مگر اُسکی تاخیر مین رفتہ رفتہ عمل کرتے حتیٰ کہ ایک
شب دوسری شب مین درآتے اور ایک گروہ نے یہ عمل تحقیق کیا ہو کہ انکا ٹکی
اور بھوکھا رکھنا اپنے کو سات دن اور دس دن اور پندرہ دن اور چالیس
دن تک پہونچ گیا ہو اور ہر آئینہ سہل بن عبداللہ سے کہا گیا کہ یہ شخص جو چالیس
دن اور اُس سے زیادہ دن کے بعد کھاتا ہی تو اُسکے بھوکھ کی سوزش اُس
سے کہان چلی جاتی ہی کہا اُسکو نور بجھا دیتا ہی اور بعضے صالحین سے اُسکا سوال
کیا گیا تو مجھسے یہ کلام ذکر کیا گیا ایسی عبارت کے ساتھ کہ وہ اس بات پر
دلالت کرتی تھی کہ وہ شخص ایک فرحت اپنے پروردگار سے پاتا ہی جسکے ساتھ
آتش گرسنگی منطفی ہو جاتی ہی اور یہ بات خلقت مین موجود ہی کہ ایک آدمی
مین فرحت آتی ہی اور وہ بھوکھا تھا تو اُس سے بھوکھ جاتی رہتی ہی اور ایسا ہی
خوف کی راہ مین یہ بات ہو جاتی ہی اور جسنے یہ کام کیا اور اپنے نفس کو
ان اقسام سے جنکا ہمنے ذکر کیا کسی مین کھپا دیا تو یہ امر اُسکے عقل کے
نقصان اور اُسکے جسم کے اضطراب مین اثر نہین کرتا جبکہ وہ صدق او

اخلاص کی حمایت مین ہوتا ہی البتہ یہ بات اور دوام ذکر اُس شخص کے لیے خوف کا باعث ہی جسنے اللہ تعالےٰ کے واسطے اخلاص حاصل نہین کیا۔ اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ بھوکھ کی حد یہ ہی کہ بھوکھا روٹی وغیرہ مین جو کھانے کی چیزین ہین تمیز نکرے اور جب نفس نے روٹی کی تعیین کی تو وہ بھوکھا نہین ہی اور یہ بات کبھو تین دن بعد وہ حد دون کے آخر مین پائی جاتی ہی اور یہ صدیقون کی بھوکھ ہی اور اسوقت غذا کا طلب کرنا اس ضرورت سے ہوتا ہی کہ بدن بنا رہے اور فرائض بندگی کے قائم رہین اور یہ حد ضرورت اُس شخص کے لیے ہی جو بتدریج تقلیل غذا مین اجتہاد نکرے مگر جسنے کہ اسمین اپنے نفس کو کھپا دیا تو وہ اُس سے زیادہ پر چالیس روز تک صبر کرتا ہی جیسا کہ ہمنے ذکر کیا اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ بھوکھ کی حد یہ ہی کہ وہ تھوکے اور جب اُسکے تھوک پر مکھی نہ بیٹھے تو یہ اُسپر دلیل ہی کہ معدہ اُسکا چکنائی سے خالی ہی اور اُسکے تھوک مین ایسی صفائی ہی جیسے کہ پانی مین کہ مکھی اُسکا ارادہ نہین کرتی۔ روایت ہی کہ سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہما تین تین دن بھوکھے رہتے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چھہ دن تلک بھوکھے رہتے اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سات دن بھوکھے رہتے۔ اور ہمارے دادا محمد بن عبد اللہ مشہور عمویہ رحمہ اللہ کا حال مشہور ہی اور وہ احمد اسود دینوری کے یار تھے کہ وہ چالیس روز تک بھوکھے رہتے اور اس معاملہ مین انتہا درجہ کا طی جو ہمارے کانون تلک پہونچا یہ ہی کہ ایک شخص تھا جسکا زمانہ ہمنے پایا اور اُسکو دیکھا نہین ابہر مین رہتا تھا زاہد خلیفہ کے نام سے ایک مہینے مین ایک بار طعام کھا

اور ہمنے نہین سنا کہ اس امت مین کوئی شخص طی اور تدریج کو اس حد تک پہونچا ہو اور ابتدا مین اُسکی حالت جیساکہ منقول ہی یہ تھی کہ وہ غذا کو لکڑی کے سکھلانے سے گھٹاتا تھا پھر وہ بھوکھا رہتا تھا کہ چالیس دن مین ایک بادام تک اُسکی نوبت آگئی پھر یہ راہ کبھی ایک جماعت صادقین کی چلتے ہین اور کبھو یہ راہ غیر صادق بھی چلتے ہین اسی سبب سے کہ ہوئی اُنکے باطن مین پوشیدہ ہی کہ وہ غذا کے ترک اُنپر آسان کردیتی ہی جبکہ اُسکو خلائق کے بغور دیکھنے کی طلب ہوتی ہی اور یہ عین نفاق ہی اللہ تعالے کے ساتھ ہم اس سے پناہ مانگتے ہین اور صادق اکثر اوقات طی پر قادر ہوتا ہی جب اُسکے حال سے کوئی واقف نہو اور اکثر اوقات اس معاملہ مین عزیمت اُسکی ضعیف ہوجاتی ہی جبکہ اُسکے طی سے لوگ واقف ہوجائین اسواسطے کہ صدق اُسکا طی مین اور نظر اُسکی اُس اللہ کی طرف جسکے لیے وہ بھوکھا رہتا ہی طی کو اُسپر آسان کردیتی ہی پس جب کسی کو اُسکا علم ہوا تو اسمین عزیمت اُسکی ضعیف ہوجاتی ہی اور یہ صادق کی علامت ہی اور جب کبھی اُسنے اپنے نفس مین دریافت کیا کہ وہ اس بات کو دوست رکھتا ہی کہ کمتر ینی کی نظر سے دیکھا جاے تو نفس کو چاہیے کہ متہم کرے اسواسطے کہ نفاق کی آمیزش اُسمین ہی اور جو کوئی اللہ کے واسطے طی کرتا ہی اللہ تعالیٰ اُسکے عوض روحانی اُسکے باطن مین فرحت عطا کرتا ہی کہ اُسکو کھانا فراموش ہوجاتا ہی اور کبھو نہین بھولتا مگر اُسکا قلب انوار سے بھرجاتا ہی کہ وہ فرحت روحانی کی جاذب کو قوی کرتا ہی اور اُسکو اُسکے مرکز اور قرارگاہ کی طرف عالم روحانی سے کھینچتا ہی اور اُسکے سبب شہوت نفسانی کی

زمین سے نفرت کرتا ہی ولیکن اثر جذبۂ روح کا جذبۂ مقناطیس سے جو لوہے پر
ہوتا ہی بہت بڑھ کر ہی جبکہ جذبۂ نفس کا مخالف روح کے ہو اُس حالت مین
کہ نفس مطمئنہ اور اُسپر روح کے انوار قلب منور کے واسطے سے منعکس ہوے
ہون اسواسطے کہ مقناطیس لوہے کو جذب ایک روح کے سبب کرتا ہی
جو مقناطیس کی ہمشکل لوہے مین ہی تو جنسیت خاص کی وجہ سے اُسکو کھینچتا ہی
پس جبکہ نفس ہمجنس روح کا اُس نور روح کے عکس سے ہو جاتا ہی جو اُسکو
قلب کے واسطے سے پہونچتا ہی تو نفس مین ایک روح حاصل ہوتی ہی کہ
قلب اُسکی استمداد روح سے اور ایصال اُسکا نفس کو کرتا ہی اسواسطے روح
نفس کو اُس روح کی جنسیت سے جو اُسمین پیدا ہو گئی ہی کھینچتی ہی پھر دنیا کے
کھانے اور حیوانی خواہشین حقیر ہو جاتی ہین اور اُسکے نزدیک اس قول رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے معنی متحقق ہو جاتے ہین۔ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی
مین رات گذرانتا ہون اپنے رب کے پاس کہ مجھے وہ کھانا کھلاتا ہی اور پانی
پلاتا ہی اور اس حالت پر جسکی مین نے تعریف کی نہین قدرت رکھتا مگر وہ بندہ
جسکے اعمال اور اقوال اور تمام احوال ضرورت ہو جائین پس کھانا بھی بضرورت
کھاتا ہی اور اگر فی المثل وہ کلمہ غیر ضرورت کہے تو اُسمین بھوک کی آتش بھڑک اُٹھے
جسطرح آگ لکڑی مین جلتی ہی اسواسطے کہ نفس خوابیدہ ہر ایک چیز سے جاگ
اُٹھتا ہی جو اُسکو جگا دے اور جب وہ جاگ اُٹھا تو وہ اپنے ہوی کی طرف
کھینچتا ہی پس بندہ جو اُسکے ساتھ مراد ہی اگر سیاست نفس کو جانتا ہی اور اُسکو علم
روزی ہوا ہی اُسپر طے آسان ہی اور تائید الٰہی اُسکو پہونچتی ہی خصوصاً جبکہ

عطیات الٰہی سے کسی چیز کا اُسکو کشف ہو گیا اور مجھسے ایک فقیر نے حکایت کی
کہ اُسکو بھوکھ شدت سے معلوم ہوئی اور وہ نہ مانگتا تھا اور نہ کوئی اُسکا پیشہ تھا
کہا جب انتہا درجہ کو بھوکھ عرصہ کے بعد پہونچی تو اللہ تعالےٰ نے مجھے سیب
عطا کیا تو مین نے وہ سیب لیا اور چاہا کہ اُسے مین کھاؤن جب اُسے مین نے
توڑا تو ایک حور اُسمین نکلی کہ توڑنے بعد اُس سے مین نے کہا پھر مجھے ایسی خوشی
اُس سے حاصل ہوئی کہ بہت دنون تک مین کھانے سے مستغنی ہو گیا اور
مجھسے ذکر کیا کہ حور سیب کے درمیان سے نکلی - اور ایمان بالقدرت ایمان
کے ارکان سے ایک رکن ہی پس یہ حکایت تسلیم کی گئی اور اُس سے انکار
نہین کیا گیا - اور سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ جسنے چالیس دن
طی کیا اُسکے لیے ملکوت سے قدرت ظاہر ہوئی اور کہا جاتا تھا کہ بندہ زہد
حقیقی جسمین کچھ آمیزش نہو نہین کرتا مگر اسوقت کہ قدرت کا مشاہدہ ملکوت
سے کرے - اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ ہمنے ایسے شخص کو معلوم
کیا جسنے تاخیر قوت مین نفس کی ریاضت چالیس دن کا طی کیا اور اُسکا حال
یہ تھا کہ وہ افطار کو ہر شب چودھوین حصہ رات تک تاخیر مین ڈالتا یہانتک
کہ آدھے مہینے مین طی لیل کرتا پھر اربعین کو ایک سال اور چار مہینے طی کرتا تب
ایام ولیالی یعنے دن اور رات مندرج ہو جاتے اور سما جاتے تا آنکہ اربعین
ایک دن کے برابر ہو جاتا - اور میرے سامنے ذکر ہوا کہ جس شخص نے یہ کہا
اُسکے لیے عالم ملکوت سے آیات ظاہر ہوے اور قدرت جبروت کے معنی
اُسے مکشوف ہوے جنکے ساتھ اللہ نے تجلی اُسکے واسطے کی جسطرح چاہی

اور جاننا چاہیے کہ طے اور قلت غذا اگر عین فضیلت ہوتی تو کسی نبی سے فوت نہوتی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقصی نماز کو پہونچتے اور اسمین شک نہین کہ اُسکے لیے ایک فضیلت ہی جس سے انکار نہین ہوسکتا الاعطیات الٰہی اسمین منحصر نہین اسواسطے کہ کبھو وہ شخص جو سارے دن کھایا کرے اُس سے افضل ہوتا ہی جو اربعین کی طے کرتا ہی اور کبھو وہ شخص جسکو معانی قدرت سے کچھ بھی منکشف نہین افضل اُس سے ہوتا ہی جسکو وہ معانی کشف ہوتے ہون جبکہ صرف معرفت سے اُسکو اللہ تعالے نے کشف دیا ہو پس قدرت ایک اثر قادر سے ہی- اور جو شخص قرب قادر کا اہل ہوگیا اُسکو قدرت سے کسی چیز کا تعجب اور انکار نہین ہوتا اور وہ قدرت کو دیکھتا ہی کہ عالم حکمت کے اجزار کے پردہ سے جلوہ کر رہی ہی توجبکہ بندہ اللہ تعالے کے لیے چالیس دن خالص ہوا اور کسی حال کے ضبط مین انواع عمل اور ذکر اور قوت وغیرہ سے جنکا ہمنے ذکر کیا ہی کوشش اور جہد کی اس اربعین کی برکت اُسکے تمام اوقات وساعات پر پہونچتی ہی- اور وہ ایک اچھا طریقہ ہی جسپر ایک گروہ صالحین نے اعتماد کیا ہی اور صالحین کی ایک جماعت تھی جو اربعین کے لیے ذیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے اختیار کرتے تھے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا اربعین ہی- حجاج نے مکحول سے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جسنے اللہ تعالے کے لیے چالیس دن عبادت خالص کی اُسکے دل سے حکمت کے چشمے اُسکی زبان سے جاری ہوے

اکتیسوان باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق کے بیان مین ہی۔

حضرات صوفیہ اقتدار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اور لوگون سے زیادہ حصہ لیے ہوئے ہین اور بڑے مستحق سب سے اُسکے احیاء سنت کے ہین اور اخلاق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہونا حسن اقتدا اور احیاء سنت سے ہی اس بنا پر کہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا ای میرے فرزند اگر تو اسکی قدرت رکھے کہ تو صبح اور شام اسطرح پر کرے کہ تیرے دل مین کسیکی طرف سے میل نہو تو ایسا کر پھر فرمایا ای فرزند اور یہ میری سنت سے ہی اور جسنے میری سنت کو زندہ کیا تو ہر آئینہ اسنے مجھے زندہ کیا اور جسنے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا پس صوفیہ نے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اسواسطے کہ وہ اپنی شروع مین آپ کے اقوال کی رعایت کے توفیق دیے گئے اور اپنے حال کے درمیان آپ کے اعمال کی اقتدا کی اور اسکا ثمرہ اُنکو یہ ملا کہ وہ آپ کے اخلاق کے ساتھ اپنے نہایات مین متحقق ہوے اور اخلاق کی درستی اور تہذیب نہین ہوتی مگر جبکہ پہلے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ ہو اور تزکیہ کا طریق سیاست شرع کے اذعان اور مان لینے سے ہی اور ہر آئینہ حق سبحانہ وتعالے نے اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ یعنی اور ہر آئینہ تو بڑے خلق پر ہی ہرگاہ کہ آپ اشرف الناس اور زیادہ پاکیزہ نفس تھے تو خلق مین بھی اُن سب سے احسن تھے۔ مجاہد نے کہا علے خلق عظیم سے مراد ہی علے دین عظیم اور دین اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہی حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا گیا فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن
تھا قتادہ نے کہا وہ یہ ہو کہ امر الٰہی کے ساتھ آپ امر کرتے اور نہی الٰہی کے
ساتھ نہی کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول مین کان خلقہ القرآن
بڑا سر ہو اور علم غامض و پوشیدہ ہو جسکے ساتھ آپ نے کلام نہین کیا مگر اس
سبب سے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وحی آسمانی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی برکت سے اور اس کلمہ سے کہ۔خذوا شطر دینکم من ہذہ الحمیرا ء
یعنی حاصل کرو دین کا ایک حصہ اس حمیرا سے مخصوص کیا اور یہ اسوجہ سے
کہ نفوس انواع واقسام کی سرشت اور طبائع کے پیدا کیے گئے ہین کہ یہ اُنکے
لوازم اور ضروریات سے ہین بعضے مٹی سے پیدا کیے گئے اور اُنکی اُسکے موافق
ایک طبع ہو اور بعضے پانی سے اور اُنکی اُسکے موافق طبیعت ہو اور اسی طرح
حما مسنون یعنے کالی مٹی سڑی ہوئی سے اور صلصال یعنے کچی کھنکھناتی مٹی سے
جو مثل فخار یعنے پکے ہوے سفال کے ہو اور ان اصول کے موافق جو اُنکی
پیدائش کے مبادی یعنے ساز و سامان ہین صفات بہیمی و سبعی اور شیطانی
حتے کہ صفت شیطنت کی انسان مین حاصل ہوئی جسکی طرف اشارہ قول اللہ
تعالےٰ سے ہو۔من صلصال کالفخار۔باین وجہ کہ آگ سفال اور پکے برتن
مین داخل ہوتی ہو اور نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔وخلق الجان من مارج
من نار۔اور جن کو پیدا کیا آگ کے شعلہ سے جسمین دھوان نہین اور اللہ
تعالےٰ نے اپنے پوشیدہ لطف اور بڑی عنایت سے شیطان کا حصہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کھینچ لیا اور الگ کر دیا اُس روایت کے

سوافق جو حلیمہ بنت الحرث کی حدیث طویل مین وارد ہو کہ اس درمیان مین کہ ہم اپنے
گھرون مین تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی یعنے دودھ شریکی بھائی
کے ساتھ ہماری بھیڑ بکریون مین تھے کہ اُنکا بھائی ہمارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور کہا میرے
اس قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے کہ سفید کپڑے پہنے ہوے تھے اور اُنکو
لٹا دیا اور اُسکے پیٹ کو چاک کیا تو مین اور میرا باپ دونون اُسکے پاس دوڑتے ہوے
گئے اور اُسکو ہمنے کھڑا پایا کہ رنگ اُسکا خوف سے بدلا ہوا تھا پھر اُسکو باپ نے گلے
لگا لیا اور کہا ای فرزند کیا تیرا حال ہو کہا دو شخص میرے پاس آئے سفید کپڑے پہنے
ہوے پھر مجھے لٹایا اور میرا پیٹ چاک کیا تب اُسمین سے کچھ نکالا اور اُسکو پھینک
دیا پھر اُسکو ویسا ہی کر دیا جیسا تھا اُسکے بعد اُسکو ہم لیکر چلے آئے پھر اُسکے باپ
نے کہا کہ ای حلیمہ مجھے ڈر معلوم ہوا کہ میرے اس بیٹے کو کچھ صدمہ نہ پہونچے ہمارے
ساتھ چلو تا کہ اُسکو قبل اسکے کہ کوئی بات ایسی ظاہر ہو جس سے ہم ڈرتے ہین اُسکے
کنبے قبیلے مین پہونچا آوین حلیمہ نے کہا کہ ہمنے اُسے اُٹھا لیا اور اُسکی مان کے پاس
پہونچا یا بیشتر اس سے کہ وہ خائف ہو اُسکی مان نے کہا کہ کس سبب سے تم لے آئے
درحالانکہ تمکو بڑی محبت اور حرص اُسکے رکھنے کی تھی ہمنے کہا کہ واللہ کوئی دُکھ ہمنین ہو
لایہ کہ اللہ تعالےٰ نے ہر آئینہ ہمسے اُسکا حق ادا کرا دیا اور ہمنے اُس بات کو پورا کر دیا
جو ہمارے ذمہ واجب تھا اور ہمنے کہا کہ ہم اُسکے ہلاک ہونے اور کوئی بُرائی پیدا ہونے
سے ڈرتے ہین اسلیے ہم اُسکے گھر پہونچائے دیتے ہین آپ کی مان نے کہا کہ وہ کیا
چیز تمھارے پاس ہو جس سے تصدیق تمھاری اس حالت کی ہو پھر ہمکو چھوڑا
جب تک کہ ہمنے اُسکی خبر نہ دی آپ نے کہا کہ تم شیطان کی طرف سے اُسکے دم سطے

ڈری حاشا قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ اسکی طرف شیطان کی راہ نہین ہی اور ہر آئینہ میرے اس بیٹے کے لیے ایک شان ظاہر ہونے والی ہو کیا مین تمھین اُسکی خبر سے آگاہ کرون ہمنے کہا ہان آپ نے کہا مین اُسکی حاملہ ہوئی اور اُس سے خفیف تر کوئی حمل مجھے نہین ہوا پھر جب اُسکے حمل سے مین ہوئی تو مجھے خواب مین دکھلایا گیا کہ گویا مجھسے ایک نور پیدا ہوا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے پھر جب مین نے جنا تو اسطرح واقع ہوا کہ اُسطرح کوئی مولود نہین گرا کہ اپنے ہاتھون پر ٹھہرا ہوا سر اپنا آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا تو خیر تم اُسکو یہان چھوڑ جاؤ۔ بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو شیطان کے حصہ سے پاک اور مطہر کیا تو نفس زکی نبوی نفوس بشری کے حد پر باقی رہا کہ اُنکے لیے صفات و اخلاق کے ساتھ ظہور ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر باقی رکھی گئین اور اس سے مقصود رحمت خلق کے حق مین ہی اسواسطے کہ ان صفات کی اصول اور جڑ بنیاد نفوس امت مین ظلمت مزید کے ساتھ موجود ہین سبب یہ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حال مین اور امت کے حال مین تفاوت ہی سو ان صفات نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اپنے ظہور کے ساتھ باقی رکھی گئین اُنکے مقابلہ مین آیات محکمات کی تنزیل سے اعانت چاہی کہ اُن صفات مظلمہ کا استیصال کرین اللہ تعالیٰ کی طرف سے تا دیبا کہ رحمت خاص اُسکے نبی کے لیے اور رحمت عام امت کے لیے ہو جو ساعات اور اوقات پر ظہور صفات کے ہنگام منقسم نزول آیات کے ساتھ ہین قال اللہ تعالیٰ وقالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور کہنے لگے

وہ لوگ جو منکر ہین کیون نہ اُترا اُسپر قرآن سارا ایک ساتھ اسی طرح اُتارنا تھا تاکہ اُس سے تیرے دل کو ہم ثابت رکھین اور ٹھہر ٹھہر اُسے پڑھ سنایا اور دل کا ثابت کرنا اُسوقت ہی کہ نفس کی حرکت سے جو ظہور صفات کے ساتھ ہووے اُسکو اضطراب ہوا سواسطے کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک ارتباط اور تعلق ہی اور ہر ایک اضطراب کے وقت ایک آیۃ کا نزول ہی جسمین ایک خلق صالح اور نورانی موجود ہی خواہ تصریحاً اور کھلا کھلا ہو یا کہ تعریضاً اور کنایۃً ہو جیسے نفس شریف نبویہ کو اُسوقت حرکت ہوئی کہ آپ کے دندان شریف زخم کے صدمہ سے منکسر ہوئے اور خون تھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر بہتا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس خون کو ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ کسطرح وہ قوم فلاح پائیگی جسنے اپنے نبی کے چہرہ کو سرخ رنگ کردیا اور حالانکہ وہ اُنکے پروردگار کی طرف اُنکی دعوت کرتا ہی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی - لیس لک من الامر شئے اور اُسپر قلب نبوی نے صبر کا جامہ پہن لیا تاکہ اضطراب کے بعد قرار حاصل ہو پس جبکہ آیات قرآنی مختلف اوقات مین ظہور صفات پر متفرق نازل ہوئین تو قرآن سے اخلاق نبوی صاف ہو گئے تاکہ آپ کا خلق قرآن ہوا اور نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اُن صفات کے ابقا مین معنی اس حدیث شریف کے حاصل ہون انما انا بشر انسی کما تنسون یعنی مین بھی تو آدمی ہون بھلا دیا جاتا ہون جیسے تم بھولتے ہو تو آپ کے نفس شریف کے صفات کا ظہور اُسوقت مین کہ نزول آیات کی خواہش تھی اسواسطے تھا کہ نفوس امت ادب حاصل کرین اور مہذب ہون سبب اُسکا صرف رحمت اُنکے حق مین ہی تاکہ اُنکے نفوس پاک اور اخلاق اُنکے شریف ہوجائین

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اخلاق اللہ تعالے کے پاس خزانہ
مین رکھے ہوے ہین توجب اللہ تعالے کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہی
تو وہن خزانہ سے اُسکو ایک خلق عنایت کرتا ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ مین اسی واسطے بھیجا گیا ہون کہ مکارم اخلاق کو پورا اور مکمل کرون اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی کے واسطے ایک سو کئی
دہائی خلق ہین کہ جس کسی کو اُنہین سے ایک بھی عطا فرمائے تو وہ شخص جنت
مین داخل ہوا پس اُسکا شمار اور اُسکا حصر نہین ہو سکتا مگر وحی آسمانی سے جو
کسی رسول اور نبی کے واسطے ہو اور اللہ تعالی نے اسمار حسنے اپنے خلق پر ظاہر
کیے جو صفات الٰہی سے خبر دیتے ہین اور یہ اُنکے لیے ظاہر نہین کیے مگر اس مقصود
سے کہ اُنکو ان اسمار کی طرف بلائے اور اگر نہ ایسا ہوتا کہ تخلق باخلاق اللہ کی صفت
قواے بشری مین رکھتا تو اُن اسمار صفات کو انکے لیے نہ ظاہر کرتا تاکہ اُنکی
طرف دعوت خلق کرے اور جسکو چاہے اپنی رحمت سے مختص کرے اور بعید
نہین اور آگے خدا جانے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جو کان خلقہ القرآن
ہی اُسمین ایک رمز غامض اور ایما خفی اخلاق ربانی کی طرف ہو تو اس بات
کے صاف اور صریح کہنے مین کہ ذات رسول اللہ متخلق باخلاق اللہ تھی حضرت
الٰہی سے ڈرین پس اُس معنی کو اپنے اس قول سے کہ کان خلقہ القرآن تعبیر اور
بیان کیا انوار جلال کے شرم سے اور لطف مقال سے حقیقت حال کا پردہ رکھا
اور یہ اُنکے وفور علم اور کمال ادب سے تھا اور اس مین ولقد آتیناک
سبعاً من المثانی والقرآن العظیم - اور اس آیت وانک لعلی خلق عظیم کے درمیان

ایک مناسبت ہی جو قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ - کان خلقہ القرآن ہو شیخ جنید رحمہ اللہ نے کہا ہو کہ آپ کا خلق عظیم کے ساتھ موسوم اسلیے ہوا کہ آپ کو اللہ تعالے کے سوا اور ہمت نہ تھی اور واسطی رحمہ اللہ نے کہا اُسکی یہ وجہ ہی کہ آپ نے حق تعالے کے بدلے دونون جہان کو دیدیا اور اُنسے کچھ سروکار نہ رکھا اور یہ بھی بعض کا قول ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق سے لوگون کے ساتھ حسن معاشرت کی اور اپنے قلب کے ساتھ اُنسے علیحدہ رہے اور یہ وہ مطلب ہی جو بعضے صوفیہ نے تصوف کے معنی مین کہا ہو کہ تصوف خلق کے ساتھ خلق اور حق کے ساتھ صدق ہو اور بعضے کہتے ہین کہ آپ کا خلق اس وجہ سے عظیم ہو کہ مخلوقات آپ کی نظر مین خالق کے مشاہدہ کے سبب صغیر اور حقیر ہو گئے اور یہ بھی کہا گیا ہو کہ آپ کا خلق عظیم اسواسطے ہی کہ اسمین مکارم اخلاق اور بزرگ خصائل جمع تھے - اور ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی دعوت حسن خلق کی طرف اُس حدیث مین فرمائی ہو جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ تم مین سے زیادہ تر محبوب اور میرا مجلس مین قریب تر قیامت کے دن وہ شخص ہو کہ جو تم مین سے اخلاق کے اندر احسن ہوگا اور تم مین سے زیادہ تر بغض اور مجھسے دور تر مجلس مین قیامت کے دن وہ لوگ ہین جو ثرثارون اور متشدقون اور متفیہقون ہین صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ثرثارون اور متشدقون کو تو ہم سمجھے متفیہقون کون لوگ ہین فرمایا کہ وہ متکبر ہین اور ثرثار مکثار یعنے ترا تر باتین کثرت سے کرنے والے اور متشدق

وہ لوگ ہین جو کلام مین لوگون پر گردن اُٹھاکر جور کرنے والے ہین - واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ خلق عظیم یہ ہی کہ نہ یہ کسی سے خصومت کرے اور نہ کوئی اس سے خصومت کرے اور یہ بھی کہا کہ وانک لعلی خلق عظیم یعنے اور ہر آئینہ تو بڑے خلق پر ہی اس سبب سے کہ تو نے اپنے سر کے دیکھنے کی حلاوت پائی ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ اس سبب سے کہ تو نے طرح طرح کی نعمتین جو تجھے مین نے دی ہین انکو بہت اچھی طرح سے قبول کیا ہی ان انبیا کی نسبت جو تجھسے پہلے تھے - اور حسین نے کہا ہی اس سبب سے کہ جفا رخلق تیرے اندر مطالعہ حق کے ساتھ اثر نہین کرتا - اور کہا گیا ہی کہ خلق عظیم لباس تقوی اور تخلق باخلاق اللہ ہی اسواسطے کہ اُسکے ہوتے ہوے خطرہ عوضون کے لیے نہین باقی رہا - اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ یہ قول اللہ تعالے کا پورا اور اکمل ہی - ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین - یعنے اور اگر بنالاتا ہمپر کوئی بات تو ہم اُسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اسواسطے کہ جب اللہ تعالے نے باین طور فرمایا وانک الخ اور البتہ تو بڑے خلق پر ہی تو حضرت کو حاضر کیا اور جب آپ کو حاضر کیا تو آپ کو غفلت اور حجاب مین رکھا اور یہ قول اللہ تعالے کا پورا اور اتم ہی لاخذنا الخ ہم اُسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اسواسطے کہ اُسمین فنا ہی اور اس قائل یعنے توجیہ و تفسیر کرنے والے کے قول مین نظر اور بحث ہی تو کیون نہین کہا اگر اسمین فنا ہووے تو اُسکے قول وانک مین بقا ہی اور وہ بقا بعد فنا ہی اور بقا فنا سے اتم و اکمل ہی اور یہ منصب رسالت کے لیے سزاوار تر ہی - اسواسطے کہ فنا کو اسی واسطے اعزاز ہی کہ وہ وجود مذموم کے مزاحم ہی

پھر جبکہ مذموم کو وجود سے نکال ڈالا اور نعوت وصفات بدل گئے تو پھر کون عزت فیما بین باقی رہگئی پس حضوری اُسکی اللہ کے ساتھ ہی نہ کہ اُسکے نفس کے ساتھ پھر اب کون سے حجاب یہان باقی رہے - اور بعضون نے کہا ہی کہ جو کوئی خلق عظیم دیا گیا پس وہ بزرگترین مقامات پر دیا گیا اسواسطے کہ مقامات کے لیے ارتباط عام ہی اور خلق ایک ارتباط نعوت اور صفات کے ساتھ ہی - اور جنید نے کہا ہی کہ اُسمین چار چیزین جمع ہین سخا اور الفت اور نصیحت اور شفقت - اور ابن عطا نے کہا ہی کہ خلق عظیم یہ ہی کہ اُسکو کوئی اختیار نہو اور وہ فناء نفس اور فناء مالوفات کے ساتھ محکوم ہو - اور ابوسعید قرشی کا قول ہی کہ عظیم اللہ ہی اور اُسکے اخلاق سے جود ہی اور کرم اور صفح اور عفو اور احسان ہی کیا تم نہین دیکھتے حضرت علیہ السلام کے قول کی طرف کہ ہر آئینہ اللہ کے واسطے ایک سوکئی دہائی خلق ہین جسمین ایک بھی خلق اُسمین کا ہی تو وہ بہشت مین داخل ہوگا پس ہرگاہ اللہ تعالےٰ کے اخلاق کے ساتھ آپ متخلق ہوے تو اُس قول کے ساتھ وانک لعلیٰ خلق عظیم - ثناء حاصل کی اور بعض کا یہ قول ہی کہ تیرا خلق اسواسطے عظیم ہوا کہ تو اخلاق کے ساتھ راضی نہوا اور آگے بڑھا اور سیر کی اور نعوت پر نہ ٹھہرا یہانتک کہ تو ذات تک پہونچا اور بعضے کہتے ہین کہ جب محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو حجاز کی طرف بھیجا تو اُسکے سبب لذات اور شہوات سے روکا اور آپ کو غربت اور کربت مین ڈالا پھر جبکہ اسکے ذریعہ سے صاف پاک پہلے اخلاق سے ہوے تو آپ کے واسطے فرمایا وانک لعلیٰ خلق عظیم - اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مکارم اخلاق دس ہین جو آدمی مین ہوتے ہین

اور اُسکے بیٹے مین نہین ہوتے اور بیٹے مین ہوتے ہین اور اُسکے باپ مین نہین
ہوتے اور غلام مین ہوتے ہین اور اُسکے مالک مین نہین ہوتی اُسکی تقسیم اللہ تعالےٰ
اُس شخص کے لیے کرتا ہی جسکے حق مین سعادت چاہتا ہی- سچ بولنا اور دنیا سے
سچی ناامیدی اور یہ آپ پیٹ نہ بھر کر کھائے اور اُسکا ہمسایہ اور اُسکے ساتھی
بھوکے ہون اور سائل کو دینا اور نیکیون کا بدلہ دینا اور امانت کو محفوظ رکھنا
اور رشتہ دارون سے سلوک کرنا اور اہل صحبت کے ساتھ عاجزی اور مہمان کی
ضیافت اور ان سب کی چوٹی کی چیز حیا ہی- اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ زیادہ لوگ وہ کون ہین کہ جو بہشت مین جائینگے
فرمایا کہ اللہ کا خوف اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کہ دوزخ مین زیادہ کون
لوگ جائینگے فرمایا کہ غم اور خوشی - غم تو دنیا کے حظوظ جلتے رہنے کا ہی اسواسطے
کہ یہ غصہ اور تنگدلی کو متضمن ہی اور اسمین اللہ تعالےٰ پر اعتراض اور قضا سے
نارضامندی ہی اور خوشی وہ ہی جو دنیا کے حظوظ ممنوع سے حاصل ہو اس
آیۂ کریمہ کے موافق - لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنے تاکہ تم گئی ہوئی
چیزون پر غمناک نہو اور اُن چیزون کے ساتھ جو تمکو ملی ہین خوش نہو اور یہ
وہ خوشی ہی جسکو اللہ تعالےٰ نے فرمایا - اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب
الفرحین یعنے جسوقت قارون کو اُسکی قوم نے کہا کہ تو خوش مت ہو کہ ہر آئینہ اللہ
تعالےٰ خوشی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا جبکہ دیکھا اُسکی کنجیون کو زور آور
گروہ مشکل سے اُٹھاتے تھے لیکن جو خوشی از قسم آخرت ہین تو وہ محمود ہین کہ
کہ اُنمین حمد کیا جاتا ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی کہو اللہ کے فضل اور رحمت سے

تو اسکے ساتھ چاہتے کہ خوش ہون - اور عبد اللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تفسیر
کی ہو اور کہا کہ وہ کشادہ اور شگفتہ روئی اور بھلائی کا خرچ کرنا اور ایذا سے رُکنا
تو صوفیہ نے اپنے نفوس کو مرتاض مجاہدون اور سختیون سے کیا تا آنکہ تہذیب
اخلاق کو قبول کیا اور بسا نفوس مین جو اعمال کی اجابت کرتے ہین مگر اخلاق
کی اجابت نہین تو عباد کے نفوس نے اعمال کی اجابت کی اور اخلاق سے سرکشی
اور روگردانی کی اور نفوس زہاد نے بعض اخلاق کی اجابت کی اور بعض کی
نہین کی اور نفوس صوفیہ نے کل اخلاق کریمہ کی اجابت کی ابوبکر کتانی سے
روایت ہو کہ وہ کہتے تھے تصوف خلق ہو تو جو تیرے اوپر خُلق مین زیادہ ہوا وہ
تیرے اوپر تصوف مین زیادہ ہوا پس جو عابد لوگ ہین اُنھون کے نفوس نے
اجابت اعمال کی اسواسطے کہ وہ نور اسلام کے ساتھ چلتے ہین اور جو زاہد ہین
اُنکے نفوس نے بعضے اخلاق کی اجابت کی اسواسطے کہ وہ نور ایمان کے
ساتھ چلتے ہین اور صوفیہ اہل قرب ہین وہ نور احسان کے ساتھ چلتے ہین
پھر جسوقت اہل قرب اور صوفیہ کے باطنون نے نور یقین حاصل کیا اور
یہ اُنکے بطون مین جڑ پکڑ گیا تو قلب کو صلاحیت ہر ایک اطراف اور جوانب
کی پیدا ہوئی اسواسطے کہ قلب کا بعض حصہ نور اسلام سے سفید اور روشن
ہوتا ہو اور بعض حصہ نور ایمان سے اور کل قلب نور احسان اور ایقان سے
نورانی ہوتا ہو پس جبکہ قلب روشن اور منور ہو گیا اُسکا نور نفس پر منعکس ہوا اور
قلب کا ایک رخ نفس کی طرف اور ایک رخ روح کی طرف ہو اور نفس کا
ایک رخ قلب کی جانب اور ایک رخ طبیعت اور سرشت کی جانب ہو اور

جبکہ قلب کل روشن نہو روح کی طرف نہین کل متوجہ ہوتا اور اسوقت وہ دو وجہین
یعنے دو رخا ہوتا ہی ایک رخ روح کی طرف اور ایک رخ نفس کی طرف اور
جبکہ کل قلب روشن ہوا تو وہ پورا روح کی طرف متوجہ ہوتا ہی پھر اُسکو روح باقی
اور پہونچتی ہی اور نور و اشراق مین زیادہ ہوتی ہی اور جب کبھی قلب روح کی
طرف منجذب ہوتا ہی نفس قلب کی طرف کھینچتا ہی اور جب کبھی وہ منجذب ہوا
تو قلب کی طرف متوجہ ہوا اُسی رخ کی طرف سے جو اُسکے قریب ہی اور نفس منور
ہو جاتا ہی اسواسطے کہ وہ قلب کی طرف متوجہ اُسی رخ سے ہوتا ہی جو قلب
کے نزدیک ہی اور اُسکی نورانیت کی علامت اُسکی طمانیت ہی - قال اللہ تعالیٰ
یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی
ای نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ رجوع کر اور چمک
اُسکے رخ کی جو قلب سے قریب ہی ایسے ہی ہی کہ جیسے سیب کے ایک رخ کی ہوتی
ہی کہ موتی سے حاصل ہوا اور جو کچھ ظلمت کہ نفس پر باقی رہجاتی ہی وہ اُسکے ایک
رخ کے باعث ہوتی ہی جو سرشت اور طبیعت کے نزدیک ہوتی ہی جسطرح کہ سیب
کے باہر کا رخ ایک قسم کی کدورت اور نقصان رکھتا ہی جو اُسکے اندر کی نورانیت
کے برخلاف ہی اور جبکہ نفس کے دو رخ مین سے ایک رخ منور ہو گیا تو وہ
تہذیب اخلاق اور تبدیل صفات کی طرف ملتجی ہوا اور اسی واسطے ابدال ابدال
کے نام سے موسوم ہوے اور بڑا بھید اسمین یہ ہی کہ صوفی کا قلب جو ہمیشہ توجہ
الی اللہ اور ذکر قلب اور لسان سے کرتا ہی تو وہ ذکر ذات کی جانب ترقی کرتا ہی
اور اسوقت وہ مثل عرش ہو جاتا ہی عرش عالم خلق و حکمت مین قلب کائنات ہی -

[او]ر قلب عالم امر وقدر مین عرش ہی- اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی قلب
[عر]ش کے مثل اور سینہ کرسی کے مثل ہی اور حق تعالے کی طرف سے وارد ہی میری
[سم]ائی میری زمین اور میرے آسمان مین نہین ہی اور میری وسعت میرے
[مو]من بندہ کے قلب مین ہی پھر جبکہ قلب ذکر ذات کے نور سے سرمہ آلود اور
[قر]ب کی ہوا سے بحر موج زن ہو گیا تو نعوت اور صفات کی صفائی اخلاق نفس
[کی ن]ہرون مین جاری ہوئین اور اخلاق اللہ تعالے سے تخلق ثابت ہو گیا
[شیخ] ابو القاسم گرگانی سے کہ اُسنے کہا ہر آئینہ ننانوے اسماء حسنیٰ بندہ سالک کے
[لئ]ے اوصاف ہو جاتے ہین اور پھر بھی یہ شخص سلوک مین در اصل نہین ہی اور
[شی]خ کی مراد اس سے یہ ہی کہ بندہ ہر ایک اسم سے ایک وضو حاصل کرتا ہی جو
[ا]سکے ضعف حال اور اُسکے قصور کے مناسب ہی مثلاً وہ اسم اللہ تعالی
[ک]ے الرحیم کو بمعنی رحمت بقدر قصور بشر کے لے اور مشائخ کے کل اشارات اسماء
[و ص]فات مین جو اُنکے علوم مین سب سے زیادہ بزرگ ہین اسی معنی اور
[ا]سی کی بنا پر ہین اور جس کسی نے اس سے توہم حلول کا کچھ بھی کیا وہ زندیق
ملحد ہو گیا اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو ایک
[وص]یت فرمائی جو محاسن اخلاق کو جامع ہی فرمایا اُسے ای معاذ مین تجھے وصیت
[کرت]ا ہون خوف خدا اور صدق کلام اور وفاء عہد اور ادائے امانت اور
[ترک]ے خیانت اور حفظ ہمسایہ اور رحم یتیم اور نرمی کلام اور سلام اور حسن عمل
[اور] قصر املی اور قصد عمل اور لزوم ایمان اور قرآن مین تفقہ اور محبت آخرت
[اور] اضطراب از حساب اور تواضع اور اجتناب دشنام حلیم اور تکذیب صادق

اور اطاعت گنہگار اور امام عادل کی نافرمانی یا خرابی زمین کی مین وصیت
کرتا ہون تجھے کہ خدا سے ڈرو ہر ایک پتھر اور درخت اور کلوخ کے نزدیک اور
توبہ کر ہر ایک گناہ سے پوشیدہ کے پوشیدہ سے اور ظاہر کے ظاہر سے۔ آپ کے
ساتھ اللہ نے اپنے بندون کو ادب دیا ہی اور اُنکو مکارم اخلاق اور محاسن آداب
کی طرف دعوت کی ہو۔ اور معاذ نے یہ بھی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کی ہو کہ اسلام مکارم اخلاق اور محاسن آداب سے ڈھکا ہوا ہو۔ اور ابو درداء
سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی چیز اُنمین جو
جو میزان مین رکھی جائے گران تر حسن خلق سے نہین ہی اور حسن خلق والا اُسکے
سبب درجۂ نمازی اور روزہ دار کو پہونچتا ہو۔ اور ہر آئینہ اخلاق رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے کہ رات کو آپ کے پاس
نہ دینار رہتا اور نہ ایک درم اور بڑھا اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ اُسکو آپ
عطا فرمائین اور رات ہو جاتی تو آپ اپنے گھر مراجعت نفرماتے جب تک کہ
اُس سے بری نہین ہو جاتے اور دنیا سے نیل مرام سے نہ کرتے تھے اور آپ کا
قوت عام اکثر چھوارے اور جَو سے تھی جو بہت ہلکے اور کم قیمت ہین اور اسکے سوا
جو ہوتا وہ فی سبیل اللہ دیتے اور کوئی چیز آپ سے نہ مانگی جاتی کہ آپ عطا نہ فرماتے
پھر اپنی قوت عام کی طرف رجوع کرتے اور اُسمین سے آپ اسقدر لیتے کہ اکثر
سال تمام ہونے سے پہلے ہو چکتی اور آپ جوتا گانٹھتے اور کپڑون مین پیوند لگاتے
اور خدمت اہل خانہ مین مشغول رہتے اور اُنکے ساتھ گوشت کاٹا کرتے۔ اور آپ
حیا مین سب سے زیادہ تھے اور سب سے زیادہ متواضع تھے اللہ تعالی کے

رحمت ہو آپ کے اوپر اور آپ کے آل و اصحاب سب پر ہو

اکتیسوان باب اخلاق صوفیہ کی تفصیل مین ہے

لاق صوفیہ مین سب سے اچھا خلق تواضع ہی اور بندہ کے لیے اس
ضع سے افضل کوئی لباس نہین - اور جسکو تواضع اور حکمت کا خزانہ
ہ لگ گیا وہ اپنے نفس کو ہر ایک شخص کے سامنے ایک اندازہ پر
ھتا ہی جسکو وہ جانتا ہی کہ اُسکو قائم رکھتا ہی اور وہ ہر ایک شخص کو اپنے
س کی طرف سے اُس اندازہ پر جو اُسکے نزدیک ہی قائم رکھتا ہی اور جسکو
ت نصیب ہوئی تو ہر آئینہ وہ آرام سے رہا اور دوسرے کو آرام سے رکھا
نہین جانتے اُسکو مگر وہ لوگ جو عالم ہین حضرت انس سے روایت ہی کہ
ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے وحی میرے پاس بھیجی
اضع کرو تم اور ایک دوسرے پر بغاوت یعنی گردن کشی اور ظلم نکرو - اور
رت علیہ السلام نے فرمایا ہی اس آیت کی تفسیر مین - قل ان کنتم تحبون اللہ
ونی - یعنے کہو اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہا انکوئی اور
ی اور خوف اور ذلت نفس مین - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
ضع سے یہ بات تھی کہ آپ دعوت آزاد اور غلام سب کی دعوت قبول کرتے
ہدیہ اُنکا لیتے اور اگرچہ وہ ایک ہی گھونٹ دودھ کا ہوتا یا کہ خرگوش کی
ی ہوتی اور اُسکی مکافات کرتے اور اُسکو نوش فرماتے اور آپ کنیز اور مسکین
جابت پر غرور نہ کرتے - اور سلیمان بن عمرو بن شعیب سے روایت ہی کہ
ل اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تواضع کی چوٹی کی بات ہی کہ جس سے

تو ملے اُسکو پہلے سلام کرے اور جو تجھے سلام کرے اُسکا تو جواب دے اور مجلس مین
اونی مقام پر بیٹھنے مین تو راضی ہوا ور یہ بات ہی کہ اپنی تعریف اور تزکیہ اور نکوئی
کو دوست نہ رکھے - اور آپ سے یہ بھی روایت ہی کہ خوشی ہو اُس شخص کو جسنے
تواضع بلا نقص کی اور اپنے نفس مین تذلل بغیر مسکنت کی جنید رض سے
سوال تواضع کی نسبت کیا گیا کہا بازو کا جھکانا اور پہلو کا نرم کرنا ہی - اور فضیل سے
تواضع کا سوال کیا گیا تو کہا کہ حق کے لیے خضوع اور اُسکی انقیاد کرے اور جو حکم دیا
اُسکو قبول کرے اور اُسکی سماعت کرے - اور یہ بھی کہا جو شخص اپنے نفس
کی قیمت کا اعتقاد کرے تو اُسکے لیے تواضع مین حصہ نہین ہی اور وہب بن منبہ
نے کہا کتاب اللہ مین لکھا ہوا ہی کہ مین نے پشت آدم سے ذریات کو نکالا اسمین
کوئی قلب تواضع مین بڑھ کر قلب موسی سے نہ پایا اسی واسطے اُسکو مین نے
برگزیدہ کیا اور اُس سے کلام کیا - اور بعضون نے کہا ہی کہ جسنے اپنے نفس کے
امور تنہائی کو جانا اور پہچانا اُسنے بلندی اور شرف مین طمع نہین کی اور تواضع کی راہ
چلتا ہی تو وہ خصومت اُس شخص سے نہین کرتا جو اُسکی مذمت کرے اور اللہ تعالے
کا شکر کرتا ہی اُسکی نسبت جو اُسکی تعریف کرے - اور ابو حفص نے کہا جو شخص اس
بات کو محبوب رکھے کہ اُسکا قلب تواضع کرے تو چاہیے کہ صالحین کی صحبت مین
رہے اور التزام اُنکی حرمت کا کرے پس اُنکی شدت تواضع سے جو اُنکے نفس مین ہی
اُنکی اقتدا کریگا اور تکبر نکریگا - اور لقمان علیہ السلام نے کہا ہی کہ ہر ایک شی ایک
سواری ہی اور عمل کی سواری تواضع ہی - اور ثوری نے کہا ہی پانچ نفوس دنیا
مین عزیز ترین خلق ہین عالم زاہد - اور فقیہ صوفی - اور غنی متواضع اور فقیر شاکر

اور شریف روشن ادر جلاء نے کہا ہی اگر شرف تواضع کا نہوتا تو ہم جب چلتے تو خطرہ مین پڑتے - اور یوسف بن اسباط نے کہا جبکہ غایت تواضع سے سوال کیا گیا کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو کسی سے نہ ملے مگر یہ کہ تو اُسے اپنے سے بہتر خیال کرے اور مین نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب کو دیکھا جبکہ مین اُسکے ساتھ شام کی طرف سفر مین تھا اور ہر آئینہ بعض اہل دنیا نے آپ کے پاس اسیران فرنگ کے سرون پر کھانا فرنگ سے بھیجا اور وہ لوگ اُنکے قید مین تھے پھر جب دسترخوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنون کے لیے منتظر تھے کہ وہ برتن خالی ہون آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیون کو حاضر لاؤ تاکہ دسترخوان پر فقراء کے ساتھ بیٹھین خادم اُنکو لایا اور اُنکو دسترخوان پر ایک صف مین اُنکو بٹھلایا اور شیخ اپنے مصلے سے اُٹھے اور ٹہلتے ہوے اُنکی طرف آئے اور اُنکے بیچ مین اسطرح بیٹھے کہ گویا ایک اُنمین سے وہ تھے بعد ازان آپ نے کھانا کھایا اور اُن سب نے کھایا اور ہمین آپ کے چہرہ پر وہ بات ظاہر ہوئی جو آپ کے باطن نے تواضع للہ اور انکسار فی نفسہ اور اُنپر تکبر کرنے سے علیحدگی اپنے ایمان اور علم اور عمل سے نازل کی - اور ابو الحسین فارسی سے مسموع ہی کہ کہتے تھے مین نے حریری سے سنا ہی کہ کہتے تھے اہل معرفت کی صحیح یہ بات ہوئی ہی کہ دین کے لیے سرمایہ ہی پانچ ظاہر مین اور پانچ باطن مین ہین پس جو ظاہر مین ہین وہ صدق زبان اور سخاوت مین اور تواضع ابدان مین اور اذیت سے رکنا اور ادیب کا بلا عذر اُٹھانا اور باطن کے یہ ہین محبت وجود سید اپنے کے اور خوف فراق اپنے سید کا اور امید وصول اپنے

سبد کی اور اپنے فعل پر ندامت اور حیا اپنے رب سے اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہو کہ تواضع خلق مین اچھی ہی مگر دولتمندون مین زیادہ اچھی ہو اور تکبر خلق مین بُرا ہو اور فقراءمین بدتر ہو۔ اور ذوالنون کا قول ہو کہ تواضع کی علامات سے تین یہ ہین نفس کی تصغیر اور عیب کی شناخت اور لوگون کی تعظیم توحید کی حرمت سے اور امر حق اور نصیحت کا ہر شخص سے قبول کرنا اور بایزید سے کہا گیا آدمی کب متواضع ہوتا ہو کہا جب اپنے نفس کے لیے کوئی حق نہ دیکھے اور نہ کوئی حال اپنے علم سے اس وجہ سے کہ نفس شریر اور عیب دار ہو اور خلق مین کسی کو آپ سے زیادہ شریر نہ اعتقاد کرے۔ بعضے علماء نے کہا ہو کہ ہمنے تواضع جہل اور بخل کے ساتھ محمود اور عمدہ تر اُس کبر سے پائے جو ادب اور سخاوت کے ساتھ ہو اور بعضے حکیمون سے پوچھا گیا کہ تو کوئی ایسی نعمت جانتا ہو جسپر حسد نہو اور ایسی بلا کہ صاحب بلا پر کوئی رحم نکرے کہا ہان وہ نعمت تو تواضع ہو اور وہ بلا کبر ہو اور تواضع کی اصل حقیقت کا کھول دینا یہ ہو کہ تواضع رعایت اعتدال کی کبر اور ضعہ مین ہو پس کبر انسان کا اپنے نفس کو اپنے مرتبہ سے زیادہ اونچا کرتا ہو اور ضعہ انسان کا اپنے نفس کو ایسی جگہ رکھنا جس سے بٹہ اور عیب لگتا ہو اور اپنے حق کے ضائع کرنے تک پہونچا ہو اور ہر آئینہ اکثر اشارات مشائخ سے جو شرح تواضع مین بہت چیزین مفہوم ہوئی ہین اُس حد تک کہ تواضع کو اُسمین ضعہ کی جگہ قائم کیا ہو اور اُسمین ہوا بلندی افراط سے تفریط کی پستی مین داخل ہوتی ہو اور حد اعتدال سے انحراف متوہم ہوتا ہو اور اسمین اُنکا قصد مبالغہ مریدون کے استقبال نفس مین ہو اس خوف سے کہ معہذا عجب اور کبر تک نوبت پہونچے پس کمتر یہ بات ہو کہ مرید ابتداء ظہور سلطان

حال مین عجب سے علیحدہ ہو حتی کہ ہر آئینہ بزرگون کی ایک جماعت سے ایسے کلمات
نقل کیے گئے ہین جو مودی اور مفضی غرور تک ہوتے ہین اور جسقدر کلمات اس قبیل
کے جو مشائخ سے نقل کیے گئے ہین تو اس سبب سے ہین کہ اُنہین سکر بقایا موجود
ہی اور شکر حال کے ضیق مین محصور ہین اور اپنی ابتدا امر مین میدان صحو و
ہوشیاری تک نہین بر آمد ہوے اور یہ بات جبکہ صاحب بصیرت اپنی نظر کو
تیز کر کے دیکھے تو اُسے معلوم ہوگا اس سبب سے ہی کہ نفس استراق سمع کرتا ہی
یعنے چھپے ہوے سنتا ہی جبکہ کوئی وارد قلب پر نازل ہوتا ہی اور نفس نے جب
استراق سمع کیا اسوقت کہ قلب پر کوئی وارد ظاہر ہوا تو وہ اپنی صفت کے ساتھ
اسطور سے ظہور کرتا ہی کہ وہ وقت اور رفعت حال پر گران نہین ہوتا تو اُسی سے
کلمات اس قسم کے جو تکبر تک پہونچتے ہین پیدا ہوتے ہین جیسے کہ بعض کا یہ قول ہی
کہ کون میرے برابر نیلگون آسمان کے نیچے ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ میرا قدم
سب اولیا کی گردن پر ہی اور جیسے بعض کا قول کہ زین کھینچی اور لگام دی مین نے
اور زمین کے کنارون پر مین پھرا اور کہا ہی کوئی جنگ آور تو کوئی میرے سامنے
نہین آیا۔ اس سے اشارہ اسکی طرف ہی کہ وہ اپنے وقت مین یکتا اور منفرد ہی
پر جس کسی پر یہ بات مشکل معلوم ہو اور اس بات سے واقف نہو کہ یہ سب کچھ
استراق سمع اور قلب کی واردات پر کان لگانے سے ہی تو چاہیے کہ اُسکا وزن
ان احوال اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین کرے کہ اُنہین کیسی
وضع تھی اور کسقدر اس قسم کے کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور اُسکو بعید
جانتے تھے کہ بندہ کے لیے ایسی چیز کے ساتھ غلبہ اور افتخار کرے الا صادقین کے

کلام کے لیے ایک وجہ صحت مین بنائی جاتی ہی اور یہ کہا جاتا ہی کہ یہ اوبال اُنکا
شکر حال مین ہی اور متوالے لوگون کا کلام گمان کیا جاتا ہی تو اُن مشائخین نے
جو صاحب تمکین ہین جب جان لیا کہ یہ مرض نفوس مین گڑا دبا ہوا ہی تو تواضع
کی شرح مین اُنھون نے مبالغہ یہانتک کہ اُس حد کو پہونچا دیا کہ وہ تواضع شامل
درصفہ کے ہوگئی تاکہ مریدون کی دوا علاج اُس سے کرین اور تواضع مین اعتدال
یہ ہی کہ انسان راضی اسپر ہو کہ جس مقام پر وہ مستحق ہی اُس سے کسی قدر فرو تر
جگہ اختیار کرے اور اگر کوئی شخص نفس کی سرکشی سے ایمن ہووے تو وہ اُس
حد پر ٹھہرے جسکا وہ مستحق ہی بدون اسکے کہ کچھ اُسمین زیادتی یا کمی ہو مگر جبکہ گردنکشی
نفس کی جبلت مین ہی اسواسطے کہ پیدا ہوا ہی صلصال سے جو مثل فخار کے
یعنے سوکھی مٹی سے جو مثل پکے برتن کے کھنکھنی ہی تو اُسمین ایک نسبت آتشی
اور بالطبع مرکز آتش کی طرف اُسکو استعلا کی خواہش ہی تو اُسکی علاج کے
تواضع کی احتیاج ہوئی اور جس جگہ کا وہ مستحق ہی اُس سے کسی قدر نیچے درجہ
ٹھہرانے کی ضرورت ہی تاکہ اُسمین کبر کو راستہ نہ ملے پس کبر انسان کا ظن
وہ دوسرے سے بہت بڑا ہی اور تکبر اُسکے اظہار کا نام ہی اور یہ ایک صفت
جسکا مستحق کوئی سوا اللہ تعالےٰ کے نہین ہی اور مخلوقات سے جس کسی
اُسکا دعوی کیا وہ جھوٹھا ہی اور کبر اعجاب سے پیدا ہوا اور اعجاب حقیقت
کے جہل سے پیدا ہوا اور جہل درحقیقت انسانیت سے باہر ہوتا ہی اور تحقیق
کہ اللہ تعالےٰ نے شان کر کے عظمت فرمائی ہی اپنے اس قول سے کہ ہر آئینہ
متکبرون کو دوست نہین رکھتا اور فرمایا ہی کیا دوزخ مین متکبرین کا

و مادی نہین ہی اور ہر اینہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ کبریاء میری چادر ہی
اور عظمت میری شلوار ہی تو جو مجھسے کسی ایک مین ان دونون سے نزاع کرے
تو مین اُسکو توڑ کر الگ کردون اور ایک روایت مین ہی کہ اُسے دوزخ
کے باب مین پھینک دون اور حق عزوجل نے انسان کو طغیان مین اُسکی
حد پر پھیرنے کے لیے فرمایا ہی اور زمین پر اترا کر مت چل اسواسطے کہ تو زمین
کو نہین پھاڑ سکتا اور نہ پہاڑون کے طول مین پہونچ سکتا ہی اور اللہ تعالی نے
فرمایا ہی پس چاہیے کہ انسان اُس چیز کی طرف نظر کرے جس سے وہ پیدا ہوا ہی
وہ آپ جہندہ سے پیدا ہوا ہی اور اس سے بلیغ تر قول اللہ تعالی کا یہ ہی۔
قتل الانسان ما اکفرہ من اے شئ خلقہ من نطفہ خلقہ فقدرہ ۔ مارا جاے انسان
کیا ہی ناشکرا ہی کس چیز سے اُسکو پیدا کیا نطفہ سے پیدا کیا پھر اسکا اندازہ کیا ۔ اور بعض
صوفیہ نے بعض متکبرین سے یہ کہا آغاز تیرا نطفہ ناپاک ہی اور انجام تیرا مردار
گندہ ہی اور تو ان دونون کے درمیان ہی گندگی کا حامل ہی اور اس مضمون
کو ایک شاعر نے نظم کیا ہی ؎ کیف یزہو من رجیعہ ✤ ابد الدہر ضجیعہ ؎
کیونکر اترائے جو غلیظ کے سات ✤ ہووے ہمخواب ہمیشہ دن اور رات ✤
اور جب تواضع قلب سے جاتی رہی اور غرور نے اُسمین جگہ کی تو اُسکا اثر بعض
اعضا مین پھیلتا ہی اور برتن سے وہی ٹپکتا ہی جو اُسمین ہوتا ہی سو کبھو اثر
اُسکا گردن مین کجی سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو رخسارہ مین ٹیڑھے پن سے
پیدا ہوتا ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی اور لوگون کے واسطے رخسار اپنا ٹیڑھا
نکر ۔ اور کبھو وہ سر مین نفس کی گردن کشی سے ظاہر ہوتا ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی

پھیر اُنھون نے اپنے سرون کو اور دیکھا اُنکو تو نے کہ اعراض اور انحراف کرنے
مین اُس حال مین کہ مغرور رہین اور جسطور سے کہ غرور جوارح اور اعضا مین منقسم
ہوتا ہی اور اُس سے شاخین پیدا ہوتی ہین اسی طور سے بعض اُنین کے بعض سے
کثیف اور بھاری ہوتے ہین جیسے ورزا اور نازش اور عزت وغیرہ مگر یہ کہ عزت
کبر سے مشابہ صورت مین ہی اور حقیقت کی رو سے مختلف ہی جسطرح تواضع صفہ
کے مشابہ ہی اور تواضع محمود اور صفہ مذموم ہی اور کبر مذموم ہی اور عزت محمود ہی
اللہ تعالے نے فرمایا ہی اور اللہ ہی کے لیے اور اُسکے رسول کے لیے اور مومنین
کے لیے عزّت ہی اور مومن کے لیے نہین روا ہی کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے اسواسطے
کہ عزت یہ ہی کہ انسان اپنے حقیقت نفس کو پہچانے اور اُسکا اکرام اسطرح کرے
کہ اُسکو دنیا کے اغراض جاننے کے لیے خوار نہ کرے جیسے کبر انسان کا اپنے نفس
سے جاہل رہنا اور اُسکا منزلت اُسکے سے اُتارنا ہی۔ بعضے صوفیہ نے کہا جن سے
ما اعظمک فی نفسک یعنے کیا ہی تو اپنے نفس مین عظیم کہا مین عظیم تو نہین مگر عزیز
ہون اور ہرگاہ عزت مذموم نہ تھی اور وہ کبر کے ہمشکل ہی تو اللہ تعالے نے
فرمایا زمین پر بغیر حق کے استکبار اور غرور کرتے ہین اسمین ایک پوشیدہ اشارہ ہی
اسکے ثبوت کے لیے کہ حق کے ساتھ عزت ہی پس حد تواضع پر ٹھہرنا بدون اُسکے
ضعہ کی طرف میل اور انحراف ہو یہ ٹھہرنا صراط عزت پر ہی جو کبر کی دو زخ مین
بنائی ہوئی ہی۔ اور اسمین تائید نہین پاتے اور نہ اُسپر قائم ہوتے ہین مگر اُنھین
کے قدم جو علماء راسخ اور مقتداء مقربین اور رئیس ابدال اور صدیقین ہین
بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ جسنے تکبر کیا تو اُسنے اپنے نفس کی فرومایگی سے خبر دی

ف تکبر نفس کا اپنے استحقاق سے بلندی پر جانا - ضعہ دنیاوی اغراض درجہ استحقاق سے نیچی اتار کرنا ۱۲

...ور جسنے تواضع کی اُسنے کرم طبع کو ظاہر کیا - اور ترمذی اسنے کہا ہی کہ تواضع دو قسم ہی اول یہ کہ بندہ اللہ کے امر و نہی کے لیے تواضع اور فروتنی کرے اسواسطے کہ نفس اپنی راحت طلب کرنے کے لیے اُسکے امر سے بچتا اور ہٹتا ہی اور شہوت کے سبب جو اُسمین ہی اُسکی نہی مین خواہش کرتا ہی پس جبکہ نفس اُسکا امر و نہی الٰہی سے شیرخوار ہوا تو یہ تواضع ہی اور قسم دوم یہ ہی کہ اپنے نفس عظمت الٰہی کے لیے پست کرے تو اگر اُسکا نفس کسی چیز کو مانگے اُن چیزون مین سے جو اُسکے لیے چھوڑی گئین کوئی قسم کے اقسام سے ہو اُسکو یہ روکتی ہی اور ان سب کا خلاصہ یہ ہی کہ اُسکی مشیت مشیت الٰہی پر چھوڑ دیجاے - اور معلوم کرو کہ بندہ تواضع کی حقیقت کو پہونچتا مگر اُسوقت کہ اُسکے قلب مین نور مشاہدہ کا نہ چمکے پس اسوقت نفس اُسکا گداز مین آتا ہی اور اُسکے گداز مین اُسکی صفائی کبر و عجب سے ہی اُسوقت وہ ملائم ہوتا ہی اور حق و خلق کا مطیع بنتا ہی اسواسطے کہ آثار اُسکے مٹ جاتے ہین اور اُسکا التہاب اور غبار بیٹھ جاتا ہی اور تواضع کا حظ وافی ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے واسطے قرب کے مقامات مین تھا اُس حدیث مین جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ تھے تو مجھے غیرت آئی جو عورات کو ہوتی ہی اس بات کی کہ اپنے کسی اور کے پاس ازواج سے گئے ہونگے تو مین نے آپ کی ازواج کے حجرون مین تلاش کیا اور نہ پایا پھر مسجد مین آپ کو سجدہ کرتے ہوے پایا جیسے پورانا کپڑا ہو اور آپ سجدہ مین کہ رہے تھے تیرے لیے میرے سواد دل اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیرے اوپر ایمان لایا

اور میری زبان نے تیرا اقرار کیا اور اب مین تیرے حضور مین حاضر ہون
ای عظیم اور ای بڑے گناہ کے بخشنے والے - اور قول حضرت علیہ السلام کا
سجدہ تیرے لیے میرے سوید ا دل اور خیال نے کیا انتہا درجہ کی تواضع ہی کہ آثار
وجود کو مٹاتی ہی اسواسطے کہ ایک ذرہ فی الحقیقت سجدہ سے نہین کیا نہ ظاہر مین
نہ باطن مین اور ہر گاہ صوفی کو بہرہ تواضع خاص سے بساط قرب پر ہوا اور
خلق کی تواضع سے بھی بہرہ اندوز ہوگا اور یہ ایک سعادت ہی جبکہ وہ پیش
آتی ہی تو پوری آتی ہی اور تواضع صوفیہ کے بڑے شریف اخلاق سے ہی
اور اخلاق صوفیہ سے مدارات اور خلق سے اذیت کا اُٹھانا اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہی کہ ہر آئینہ آپ نے ایک شخص کو اپنے
صحابہ سے یہودیون کے درمیان مقتول پایا اور اُنپر تاوان نہ ڈالا اور امر
حق پر افزونی نہین کی بلکہ دیت یعنی خونبہا اُسکا سو اونٹ عربی کے ساتھ اپنی طرف
سے ادا کی حالانکہ آپ کے اصحاب کو ایک اونٹ کی حاجت تھی جس سے وہ
قوت حاصل کرین - اور آپ کے حسن مدارات سے یہ ہی کہ کھانے کی مذمت
نہین کی اور نہ خادم کو جھڑکی دی - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی تو کبھو
مجھے اف تک نہ کیا اور نہ کسی شی کی نسبت جو مین نے کی نہین کہا کہ کسواسطے
اُسے کیا اور نہ اُس چیز کے لیے جو مین نے ترک کی فرمایا کہ کیون نہین کی - اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلق مین اچھے آدمیون سے تھے اور مین نے
ہرگز خز کو یا حریر کو یا اور کسی چیز کو چھوا اور ہاتھ لگایا جو زیادہ نرم رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتیلی سے ہو اور نہ مین نے قطعاً مشک سونگھا اور نہ کوئی دوسرا عطر جو زیادہ خوشبودار عرق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہر ایک کے ساتھ اہل اور اولاد و ہمسایہ اور اصحاب اور خلق تمام سے مدارات کرتے اخلاق صوفیہ سے ہو اور اذیت اُٹھانے سے جوہر نفس کا کُھلتا ہو اور کہا گیا ہو کہ ہر ایک چیز کا جوہر ہی اور انسان کا جوہر عقل اور عقل کا جوہر صبر ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگون کی صحبت مین رہے اور اُنکی اذیت پر صبر کرے بہتر اُس شخص سے ہی جو اُنسے اختلاط نہ کرے اور نہ اُنکی اذیت پر صبر کرے۔ اور حدیث مین ہو کہ آیا تم سے کوئی ایسا ہی جو مثل ابو ضمضم کے ہو پوچھا کہ ابو ضمضم کیا کیا کرتا تھا فرمایا کہ وہ تھا کہ جب صبح کو اُٹھتا تو کہتا الٰہی مین نے آج کے دن غرض و آبرو اپنی اُس شخص پر تصدق کی جو میرے اوپر ظلم کرے تو جو کوئی مجھے مارے مین اُسے نہ مارونگا اور جو مجھے گالیان دے مین اُسے نہ گالیان دونگا اور جو میرے اوپر ظلم کرے اُسپر مین ظلم نکرونگا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہا ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگا کہ اندر آؤن اور مین آپ کے پاس تھی آپ نے فرمایا بُرا ہو ابن عشیرہ یا اخو العشیرہ یعنے بیٹا یا بھائی کنبہ قبیلہ کا پھر آپ نے اجازت آنے کی دی پھر باتون مین ملائمت کی پھر جب وہ چلا گیا تو مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کہا تھا سو کہا تھا پھر آپ نے نرم گفتگو کی فرمایا اے عائشہ ہر آئینہ شریر تر آدمیون سے وہ شخص ہو جسکو آدمی ترک کرین یا اُسکو راندہ کرین اسواسطے کہ اُسکے فحش سے محفوظ رہین اور ابو ذر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

آپ نے فرمایا اللہ سے تو خوف کر جہان کہین تو ہو اور برائی کے بعد نیکی کر جو اُسکو مٹا دے اور لوگون سے بحسن خلق پیش آ اسواسطے کہ کوئی شی نہین ہے جسکے ساتھ استدلال قوت عقل اور وفور علم و حلم پر ایک شخص ہو سکے جیسا کہ حسن مدارات ہے اور نفس ہمیشہ اُس شخص سے منقبض ہوتا ہے جو اُسکی مراد کے برخلاف کرتا ہے اور غیظ اور غضب کو نیک کرتا ہے اور مدارات سے گرمی نفس کا قطع اور طیش اور نفرت اُسکی رد ہوتی ہے اور تحقیق وارد ہوا ہے کہ جسنے غصہ کو کھایا اور وہ طاقت غصہ چلانے کی رکھتا تھا تو اُسے اللہ تعالے قیامت کے دن تمام خلق کے سامنے بلائیگا تاکہ اُسکو اختیار دے کہ کس حور کو وہ چاہتا ہے اور جابر نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبردار آگاہ ہو مین تمھین خبر دیتا ہون کہ دوزخ کسپر حرام ہے ہر ایک آسان نرم سہل قریب آدمی پر۔ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے پاس گئے اور اُس سے تبلائے تو وہ کانپا تب فرمایا کہ ڈر دست کہ مین بادشاہ نہین ہون بلکہ مین صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہون جو سوکھا گوشت کھایا کرتے اور بعض صوفیہ نے صوفیہ کی ملائمت جانب مین ابیات کہے ہین جنکا یہ ترجمہ ہے ابیات سبک ہین اور ملائم ہین تونگر ہین سہولت کے + کرامت اور کرم کے ہین محافظ اہل دولت ہین + نہین بکتے ہین وہ گالی نہ کہتے فحش جب بولین + اگر اُنسے کوئی جھگڑے نہ وہ صاحب خصومت ہین + کسی سے تو اگر اُنمین ملے سمجھے کہ ہے سردار + ستارہ ہے کہ چلتے دیکھ اُسے اہل حاجت ہین + اور ابوداؤد نے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جو شخص

کہ اُسکو رفق اور نرمی کا بہرہ عطا ہوا ہو تو ہر آئینہ خیر سے اُسکو بہرہ عطا کیا گیا اور جو رفق کے حصہ سے محروم رکھا گیا اُسے حصہ خیر سے نہین ملا - عبداللہ بن ابی بکر نے عرب کے ایک شخص سے حدیث روایت کی کہا روز حنین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے زحمت پہونچی میرے پانوُن مین بھاری جوتا تھا اور میرا پانون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانون پر پڑ گیا آپ نے میرے ایک کوڑا مارا جو ہاتھ مین تھا اور فرمایا اللہ کے نام کی قسم ہو کہ تونے مجھے تکلیف دی کہا مین رات کو اپنے نفس پر ملامت کرتا رہا کہ تونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو درد مند کیا کہا پھر مین نے رات بسر کی جیسا کہ اللہ کو اُسکا علم ہی پھر جب مجھے صبح ہوئی تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ وہ کہتا تھا فلان شخص کہان ہی مین نے کہا یہ ہون واللہ وہ شخص کہ مجھ سے کل ماجرا گذرا کہا مین چلا ڈرتا ہوا پھر کہا تحقیق تو نے اپنے جوتے سے کل میرا پانون کچلا اور مجھے دُکھ دیا تو مین نے تیرے کوڑا مارا پس یہ اسّی بھیڑیان ہین انکو لیجا - اور اخلاق صوفیہ سے ایثار اور مواسات ہی اور اسپر فرط شفقت اور رحمت اُنکو برانگیختہ کرتی ہی جو طبیعت سے اور شرعاً قوت یقین سے ہوتی ہی وہ موجود کو خرچ کر ڈالتے ہین اور مفقود پر صبر کرتے ہین - ابو یزید بسطامی نے کہا ہی میرے اوپر کسی نے غلبہ نہین کیا جیسا کہ بلخ کے ایک شخص نے غلبہ کیا وہ میرے پاس مباحثہ کو آیا اور کہا اے بایزید آپ کے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہی مین نے کہا کہ جب ہمنے پایا تو کھایا اور جب ہمین کچھ نملا تو صبر کیا اُسپر کہا ایسے تو ہمارے نزدیک بلخ کے کتے ہین تو مین نے اُس سے کہا تمھارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہی تو کہا کہ جب ہمکو

کچھ نہ ملا تو شکر کیا اور جب ہمکو ملا تو خرچ کر ڈالا - اور ذوالنون کا قول ہی کہ زاہد جسکا سینہ کشادہ ہی اُسکی تین علامتین ہین جمع کا خرچ کرنا اور مفقود کا نہ مانگنا اور قوت کا خرچ کرنا - عبداللہ بن عباس نے روایت کی ہو کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار سے نضیر کے دن فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین کو اپنے مال اور ملک سے بانٹ دو اور اس غنیمت کے مال مین تم اُنکے شریک ہو اور جو تم چاہو تو تمھارا ملک اور مال تمھارے پاس رہے اور ہم غنیمت کے مال سے تمھین کچھ نہ بانٹینگے تب انصار نے کہا بلکہ ہم اُنکو اپنا مال اور زمین بانٹ دینگے اور غنیمت کا مال اُنھین دینگے اور ہم اُسمین شریک نہونگے اُسوقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - ویؤثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ - یعنی اور اپنی جانون پر ایثار اور اختیار کرتے ہین ہر چند کہ اُنکو احتیاج ہو - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہو کہا ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اُس حال مین کہ اُسے رنج پہونچا تھا اور کہا یا رسول اللہ مین بھوکھا ہون مجھے کچھ کھلاؤ تو آپ نے اپنی ازواج کے پاس بھیجا کہ تمھارے پاس کھانا کچھ موجود ہی تو سب نے کہلا بھیجا اُس کسی کی قسم ہی جسنے تجھے حق کے ساتھ نبی کیا ہی کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہین ہی اُسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارے پاس کچھ نہین جو تجھے آجکی رات کھلاوین پھر فرمایا جو اُسکو آج کی رات کھانا کھلائے اللہ اُسپر رحم کریگا اُسوقت انصار مین سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مین پھر اُسے اپنے گھر لیگیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ یہ مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی

تو اُسکا اعزاز و اکرام کر اور اُس سے کوئی رکھی چیز دریغ نہ کر اُسنے کہا ہمارے پاس تو
سوائے بچون کی خوراک کے نہین ہی کہا کہ اُٹھ اُنکو کھانے کی طرف ٹال بال دے
تاکہ وہ سو جائین اور کچھ نہ کھائین پھر چراغ روشن کر پھر جبکہ مہمان کھانا شروع کرے
اُٹھ گویا کہ چراغ کی بتی تیز کر رہی ہی اور اُسکو بجھا دے اور چلی آ ہم اپنی زبانون
کو اسطرح چلائین کہ کھانا چبا رہے ہین مہمان رسول اللہ کی خاطر یہانتک کہ اُسکا
پیٹ بھر جاے پس وہ بی بی اُٹھی اور لڑکون کو بہلایا حتے کہ وہ بغیر کھائے سو گئے
اور کچھ نہین کھایا پھر وہ اٹھی اور ثرید بنایا اور چراغ جلایا پھر جبکہ مہمان نے
کھانا شروع کیا وہ اُٹھی گویا کہ چراغ کی بتی چاق کرتی ہی اور اُسکو بجھا دیا اور
اُن دونون میان بی بی نے مُنھ چلانا شروع کیا مہمان رسول اللہ کے لیے
اور مہمان نے گمان کیا کہ وہ دونون اسکے ساتھ کھا رہے ہین یہان تک
کہ مہمان نے پیٹ بھر کھا لیا اور یہ دونون بھوکھے سو رہے پھر جب صبح ہوئی
تو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گئے پس جبکہ اُنکی
طرف دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا بعد ازان فرمایا کہ ہر آئینہ
آج کی رات اللہ تعالے نے تعجب کیا فلان اور فلانہ سے اور نازل یہ آیت کی
ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ - اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعضے
اصحاب نے نبی علیہ السلام کے لیے بکری کی سری بھنی ہوئی ہدیہ کی اور وہ تکلیف
مین تھے اور اُسنے اسے لیکر اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا اور اُسنے دوسرے کے پاس
اور دوسرے نے تیسرے کے پاس اور سات آدمیون نے دست بدست
یون ہی پھر آیا پھر اول کے پاس گھوم کر وہ کھانا آیا تو اسکے لیے وہ آیت نازل

ہوئی - اور ابو الحسن انطاکی نے روایت کی ہو کہ اُسکے پاس تیس آدمی سے زیادہ جمع ہوے ایک گانون مین جوری کے قریب تھا اور اُسکے پاس تھوڑے گردے روٹیون کے تھے کہ پانچ آدمیون کا بھی اُنمین سے پیٹ نہ بھرتا تو روٹیون کو توڑا اور چراغ کو بجھا دیا اور کھانے کے لیے بیٹھے پھر جب کھانا بڑھایا تو دیکھین تو وہ کھانا بدستور موجود ہو کہ اُنمین سے نکھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایک نے اپنے نفس پر دوسرے کو اختیار اور ایثار کیا - اور حذیفہ عدوی سے حکایت ہو کہ مین یرموک کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش مین چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی تھا اور مین کہتا تھا کہ اگر اُسمین کچھ رمق حیات کی ہو تو اُسکو مین پلاؤن اور اُسکا مُنھ پوچھون تو اچانک تجھے وہ ملا مین نے کہا کہ تجھے مین پانی پلاؤن اُسنے اشارہ کیا کہ ہان تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ آہ آہ کہہ رہا تھا تب میرے بھائی نے کہا کہ یہ پانی اُسکے پاس لیجا تب اُسکے پاس لیگیا اور وہ ہشام بن عاص تھا مین نے کہا کہ تجھے پانی پلاؤن تو ہشام نے دوسرے کو سنا کہ آہ آہ کہہ رہا تھا پس اُسنے کہا کہ اُسکے پاس لیجا مین اُسکے پاس لیگیا اچانک دیکھا کہ وہ آچکا تھا پھر مین ہشام کی طرف اُٹھکر آیا تو دیکھا کہ وہ بھی مرگیا تھا تب مین اپنے بھائی کی طرف پھرا تو وہ مرگیا تھا اور ابو الحسن بوشنجی سے سوال کیا گیا کہ فتوت کیا ہو تو کہا میرے نزدیک فتوت وہ ہو جسکے ساتھ وصف اللہ تعالےٰ نے انصار کا اس آیت مین کیا ہو - والذین تبوؤا الدار والایمان - یعنے اور وہ لوگ جو گھرون کو اور ایمان کو پکڑے ہوے ہین - ابن عطا نے کہا ہو

یوثرون علے انفسھم جوداو کرما ولو کان بہم خصاصۃ یعنے جوعا و فقرا - یعنی اپنے نفسون پر جود اور کرم کو اختیار کرتے ہین اور اگرچہ اُسکو احتیاج بھوکھ اور مفلسی کی ہو - ابو حفص نے کہا ایثار وہ ہی کہ بھائیون کے حظوظ کو دنیا اور آخرت کے کام مین اپنے حظوظ پر مقدم رکھے - اور بعض کا قول ہی کہ ایثار اختیار سے نہین ہوتا بلکہ ایثار وہی کہ کل خلائق کے حقوق کو اپنے حق پر تو مقدم رکھے اور اسمین تو امتیاز نکرے کہ یہ بھائی اور یہ ساتھی اور یہ جان پہچان ہی - یوسف بن حسین کا قول ہی کہ جسنے اپنے نفس کے لیے ملکیت اعتقاد کی اُس سے ایثار صحیح نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کو زیادہ مستحق اُس خیر کا سمجھتا ہی اسواسطے کہ اُسے اپنی ملک سمجھتا ہی - بلکہ ایثار اُس شخص سے آتا ہی جو تمام اشیا کو اللہ کی سمجھے پس جو کوئی اُسکو پہونچا دہی اُسکا مستحق ہی پس جب کوئی چیز اسمین سے اُسکے پاس آئے تو وہ اپنے نفس اور ہاتھ کو امانت دار اعتقاد کرے کہ اُس چیز کو اُسکے مالک کے پاس پہونچا دے یا اُسکو ادا کرے اور بعضون نے کہا حقیقت ایثار یہ ہی کہ آخرت کا حصہ تو اپنے بھائیون پر ایثار کرے اسواسطے کہ دنیا تھوڑی مالیت کی ہی اس سے کہ کوئی محل یاد کر اُسکے ایثار کے لیے ہو اور اسی قبیل سے ہی جو منقول ہی کہ بعض صوفیہ نے اپنے ایک بھائی کو دیکھا اور زیادہ شگفتہ روئی اُسکے مقابل ظاہر نہ کی پس اُسکے بھائی نے یہ بات اُس سے بُری سمجھی تو کہا ای بھائی مین نے سنا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہی جب دو مسلمان باہم ملاقات کرین تو اُنپر سو رحمت نازل ہوتی ہین اُنمین سے نوّے رحمت اُس شخص کے لیے جو زیادہ شگفتہ رو ہو

اور وسِ رحمت اُسکے لیے جو اُس سے کم ہو تو مین نے چاہا کہ مین کم تجھسے شگفتہ روئی مین ہون تاکہ تیرے واسطے زیادہ حصہ رحمت کا ہو۔ ابوالقاسم رازی سے منقول ہی کہ مین نے ابوبکر بن سعدان سے سنا ہی کہ وہ کہتا تھا جو کوئی صوفیہ سے صحبت رکھے تو چاہیے کہ بلا نفس اور بلا قلب اور بلا ملک صحبت رکھے پس جبکہ وہ کسی چیز کی طرف اپنے اسباب سے نظر کریگا تو یہ بات اُسکو حصول مقاصد سے قطع کریگی۔ اور سہل بن عبداللہ صوفی نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہی جو اپنے خون کو حلال اور ملک اپنی کو مباح سمجھے اور رویم کا قول ہی کہ تصوف تین خصلتون پر مبنی ہی فقر اور افتقار کو پکڑے رہے اور بذل و ایثار سے متحقق ہوا ور تعرض اور اختیار کو ترک کر دے۔ روایت ہی کہ جب صوفیہ کی برائی اور غمازی کی گئی اور جنید فقر کے باعث جدا ہوے اور شمام و رقام و نوری پکڑے گئے اور اُنکی گردن مارنے کے لیے نطع بچھایا گیا تو نوری نے سبقت کی تو اُس سے پوچھا گیا کہ کیون تو نے مبادرت کی تو کہا کہ مین اپنے بھائیون کو ایک ساعت زیادہ حیات پسند کرتا ہون اور منقول ہی کہ رودباری اپنے بعض یارون کے گھر پر آیا اور اُسے موجود نہ پایا اور دروازہ اُسکے گھر کا بند پایا تب آپ نے فرمایا کہ صوفی اور اُسکا دروازہ بند توڑ ڈالو اُسکے دروازہ کو تو لوگون نے توڑ ڈالا اور حکم دیا کہ جو کچھ اُسکے گھر مین ملے اُسے بیچ ڈالو تو تعمیل کے لیے اسباب بازار لیگئے اور نرم قیمت لی اور گھر مین بیٹھ رہے پھر صاحب خانہ آیا اور کچھ نہ کہا اور اُسکی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوئی تھی اور گھر کے اندر آئی اور چادر کو پھینک دیا اور یہ کہا یہ بھی لقیہ گھر کے اسباب کی ہی اور اُسے بیچ ڈالو میان نے اُس سے کہا کہ یہ تکلف اپنے اختیار سے تو نے کیون کیا

وہ بولی کہ خاموش شل شیخ ہمپر دست درازی اور تسلط کرے اور ہمارے اوپر حکم کرے
اور باز رکھے اور پھر ہمارے پاس کوئی چیز باقی رہے کہ اسے سنت رکھین - اور
حکایت ہی کہ قیس بن سعد بیمار ہوا تو اُسکے بھائیون نے اُسکی عیادت مین دیر کی
تو اُنکا حال پوچھا لوگون نے کہا کہ وہ اُس سے شرمائے ہین کہ تیرا قرض اُنکے ذمہ ہی
کہا اللہ مال کو رسوا اور خوار کرے جو بھائیون کو ملاقات سے باز رکھتا ہی پھر
ڈگی والے کو حکم دیا کہ وہ ڈگی پیٹ دے کہ جسپر قیس کا مال قرض ہو وہ اُسکو
حلال ہی تب تو اُسکے گھر کی دہلیز ٹوٹ گئی اتنی کثرت اُسکے عبادت کرنے والون
کی ہوئی اور نقل ہی کہ ایک شخص جو اُسکا دوست تھا آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا
تو جب وہ باہر آیا تو کہا تو کسلیے میرے پاس آیا کہا چارسو درم کے لیے جو میرے اوپر
قرض ہین تو گھر مین گیا اور چارسو درم تولے اور اُسکو دیدیے اور گھر مین روتا ہوا
گھس گیا اُسکی بی بی نے کہا کیون نہین بہانہ کردیا جبکہ تیرے اوپر دینا گران معلوم
ہوا کہا مین اسلیے روتا ہون کہ اُسکے حال کی پرسش نہین کی تاآنکہ وہ محتاج
اس بات کا ہوا کہ میرے پاس اُسکے لیے آیا - اور ابو موسیٰ سے روایت ہی کہ
کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعرین جب لڑائی مین بے توشہ
ہو جاتے ہین اور اُنکے عیال کا کھانا کم ہوجاتا ہی تو وہ جمع کرتے ہین جو کچھ
اُنکے پاس ہوتا ہی پھر اُسکو برابر ایک برتن سے بانٹ دیتے ہین تو وہ مجھسے
ہین اور مین اُنسے ہون - اور جابر نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے حدیث نقل کی ہی کہ آپ جب جہاد کا ارادہ فرماتے ای گروہ مہاجرین و انصار
کے ہر آئینہ ایک قوم تمھارے بھائیون مین سے ایسی ہی کہ نہ اُنکے پاس مال ہی

اور نہ اسباب ہی تو چاہیے کہ ہر ایک آدمی تم مین سے اپنے شامل ایک اور دو اور
تین کو کرلے اور تم مین سے ہر ایک کو اپنے اونٹ کی سواری باری سے ایسی ہی
ملے جیسے کہ انمین سے ایک ایک کو اپنی باری سے ملے کہا مین نے اپنے شریک
دو یا تین کو کہا کہ میری نوبت سواری مین نہین تھی مگر جسقدر کہ انمین سے ایک
کی نوبت تھی ۔ انس سے روایت ہی کہ جب عبدالرحمن بن عوف مدینہ مین آئے
تو اُسکے مواخات اور بھیاچارہ نے سعد بن ربیع سے کہا پھر سعد نے کہا مین اپنا مال
آدھون آدھ تجھے بانٹ دیتا ہون اور میری دو بی بی ہین ایک کو اُنمین سے
طلاق دیتا ہون جب اُسکے ایام عدت گذر جائین تو اُس سے نکاح کرلے تب
عبدالرحمن نے اُس سے کہا اللہ تجھے تیرے اہل اور مال مین برکت دے پس
ایثار پر صوفی کو اُسکے نفس کی طہارت اور اُسکے سرشت کے شرف نے ہی برانگیختہ
کیا اور اللہ تعالے اُسے صوفی اُسوقت بناتا ہی کہ جب اُسکی سرشت کو اس صفت
کے لیے تیار اور مستعد کرلیا اور جس کسی کے خمیر مین سخاوت ہو اور سخی قریب ہے
کہ صوفی ہو جاے اسواسطے کہ سخاوت طینت کی صفت ہی اور اُسکے مقابلہ مین
شح یعنے بخل ہی اور شح صفت نفس کے لوازم سے ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی
اور جو اس نفس کے حرص و بخل سے محفوظ و مصئون ہی وہ صاحب فلاح و نجات
کے ہین فلاح کا حکم اسکے ساتھ دیا کہ وہ بخل سے بچین اور فلاح کا حکم اُسکے
لیے فرمایا جو بذل و اتفاق کرین سو کہا و مما رزقنا ہم ینفقون اولیک علے
ہدی من ربہم و اولئک ہم المفلحون ۔ یعنی اور اُن چیزون سے جو ہمنے روزی
کی ہین دیتے اور خرچ کرتے ہین وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے

استہ پر ہین اور وہ صاحب فلاح ہین اور فلاح سعادت دارین کے لیے اسم
جامع ہی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قول سے آگاہ کر دیا تین مہلکات ہین
اور تین منجیات ہین پھر مہلکات سے ایک شحِ مطاع یعنے بخل پذیرفتہ گردانا ہی اور
خالی بخل کو نہین فرمایا کہ وہ مہلک ہی بلکہ وہ مہلک اُسوقت ہوگا کہ وہ مطاع ہو مگر
اسکا غیر مطاع نفس مین ہونا سو وہ انکار نہین کیا جاتا اسواسطے کہ وہ لوازم نفس
سے ہو کہ اُسکی اصل پیدایش خاکی سے مدد پانے والا ہی اور مٹی مین قبض اور اِمساک ہی
اور یہ آدمی سے کچھ تعجب نہین اور وہ جبلی اور پیدایشی ہی اور تعجب ہی تو اُسکا ہی کہ
سخاوت کا وجود سرشت مین ہو اور وہ نفوس صوفیہ کے لیے حاصل ہی جو اُنکو بدل
و ایثار کی طرف بلاتا ہی اور سخاوت جود سے کامل تر اور تمام تر ہی پس جود کے مقابل
بخل ہی اور سخا کے مقابل شح ہی اور جود و بخل کی طرف سے عادت کے طریق
سے اکتساب راہ پاتا ہی برخلاف شح اور سخا کے جبکہ وہ دونون سرشت مین داخل
ہین پس جتنے سخی ہین وہ سب جواد ہین اور ہر ایک جواد سخی نہین ہی اور حق سبحانہ
و تعالے سخا کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اسواسطے کہ سخا نتائج سرشت اور طبیعت
سے ہی اور اللہ تعالے سرشت و طبیعت سے پاک اور منزہ ہی اور جود مین ریا
کو دخل ہوتا ہی اور انسان اُسکو عمل مین لاتا ہی اس حالت مین کہ وہ خلق اور
حق سے عوض پانے پر تاک لگاتا ہی خواہ لوگون کی ثنا وغیرہ ہو خواہ اللہ تعالے
سے ثواب ہو اور سخا مین ریا کو دخل نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ پیدا ایسے نفس سے
ہوتی ہی جو پاک صاف اور دنیا و آخرت کے بدلے سے بلند تر ہی اسواسطے
کہ عوض کا چاہنا بخل کی خبر دیتا ہی اسواسطے کہ اُسکی علت طلب عوض ہی پس

جو چیز کہ خالص محض ہو وہ سخا ہو در صورت سخا اہل صفا کے لیے ہو اور ایثار اہل انوار کے واسطے ہو اور جائز ہو کہ قول اللہ تعالی مین - انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا - یعنی اسکے سوا نہین ہو کہ ہم تمھین خاص اللہ کے واسطے کھانا کھلاتے ہین نہ تمسے ہمین خواہش جزا اور بدلے کی ہو اور ہم سے شکریہ چاہتے ہین نفی عوض مانگنے کے لیے ہو جیسے کہ فرمایا لا نرید بعد اس قول لوجہ اللہ کے تو جو اللہ کے واسطے ہو تو عوض چاہنے کا اشعار نہین کرتا بلکہ سرشت اپنی طہارت کے سبب مراد حق کی طرف منجذب ہوتی ہو نہ کہ عوض کے لیے اور یہ کامل تر سخا پاکیزہ سرشتون سے ہو - اسماء بنت ابی بکر نے روایت کی ہو کہا کہ مین نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہین ہوتا مگر اُسی قدر کہ زبیر مجھے دیتا ہو پھر مین دیتی ہون فرمایا کہ ہان تو مت بند کر ورنہ تیرے اوپر دینا بند کر دیگا - اور اخلاق صوفیہ سے درگذر اور عفو ہی اور برائی کا مقابلہ بھلائی سے ہو - سفیان کا مقولہ ہو احسان اسکو کہتے ہین کہ جو تیرے ساتھ برائی اُسکے ساتھ تو بھلائی کرے اسواسطے کہ محسن پر احسان کرنا تجارت ہو جیسے بازار کی نقدی ایک چیز لے اور ایک چیز دے - اور حسن کا قول ہو احسان وہ ہو کہ عام پر ہو نہ یہ کہ خاص ہو جیسے آفتاب اور ہوا اور ابر ہی انس نے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مین نے محلات ایسے دیکھے کہ جو بہشت مین بلند تھے مین نے کہا ای جبرئیل یہ کسکے لیے ہین کہا غصہ کھانے والون اور لوگون سے عفو کرنے والون کے لیے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہر آئینہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا اور ابو بکر کے حق مین بُرا بھلا

کہنے لگا اور وہ خاموش تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے پھر ابوبکر نے
بعضی باتین جو اُسنے کہی تھین اُلٹ کر اُسکو کہین تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
غصہ ہوے اور اُٹھے آپ کے ساتھ ابوبکر ہوے اور کہا یا رسول اللہ اُسنے
مجھے گالیان دین اور آپ مسکراتے رہے پھر مین نے اُس سے اُلٹ کر کہا جو اُسنے
مجھے کہا تھا تو آپ غصہ ہوے اور اُٹھ کھڑے ہوے آپ نے فرمایا کہ تو جب تک
خاموش تھا تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ اُسکو اُلٹ کر کہتا تھا پھر جب تو بولا شیطان
نے بُرا بھلا کہنا شروع کیا پھر مجھے یہ نہ تھا کہ ایسی جگہ بیٹھون جہان شیطان ہو اے ابوبکر
تین باتین ہین جو سب حق ہین - کوئی بندہ ایسا نہین ہے جسپر ظلم کسی طرح کا کیا جاے
اور وہ اُسے عفو کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکی بڑی مدد کرے اور کوئی بندہ ایسا نہین ہے
کہ سوال کا دروازہ کھولے جس سے وہ کثرت کا ارادہ کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکے افلاس
کو زیادہ کرے - اور کوئی بندہ ایسا نہین ہے کہ وہ بخشش یا انعام کا دروازہ کھولے
جسکے ساتھ اُسکی طلب خیرات اللہ کی ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے لیے کثرت سے ترقی
کرتا ہو - حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر جائی
مت ہو کہ کہو تم اگر لوگ احسان کرین تو ہم احسان کرین اور وہ ظلم کرین تو ہم ظلم
کرین مگر اپنے نفسون کو ٹھہراؤ اگر لوگ احسان کرین تو تم احسان کرو اور اگر وہ
بُرائی کرین تو تم ظلم نکرو - اور بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص ہے جسپر
میرا گذر ہوتا ہے تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہے اور نہ مجھے مہمان رکھتا ہے تو جب میرے
پاس آئے تو اُسکے عوض کردن یعنے نہ کھلاؤن نہ مہمان رکھون آپ نے فرمایا کہ
نہین تو اُسکی دعوت کر - اور فضیل نے کہا ہے کہ فتوت بھائیون کی لغزشون سے

درگذرا ور مسامحت ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی واصل رحم وہ نہین ہی جو مکافات کرے یعنی جیسا کہ دوسرا کرتا ہی ویسا وہ بھی کرے لیکن واصل وہ ہی کہ جب قطع رحم دوسرا کرے تو یہ اُسکا وصل کرے۔ اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ مکارم اخلاق سے یہ ہی کہ تو عفو اُس شخص سے کرے جو تیرے اوپر ظلم کرے اور تو وصل کرے اُس شخص سے جو قطع کرے اور تو اُسے عطا دے جو تجھے محروم رکھے اور اخلاق صوفیہ سے کشادہ روئی اور طلاقت وجہ ہی۔ صوفی کا بکا اُسکی خلوت مین ہی اور بشر اور شگفتگی پیشانی اُسکی لوگون کے ساتھ ہی سو اُسکے چہرہ پر بشاشت اُسکے انوار قلب کے آثار سے ہی اور ہر آئینہ باطن صوفی منازلات الٰہیہ اور مواہب قدسیہ مین نزول کرتا ہی جس سے قلب تر و تازہ ہوتا ہی اور فرح و سرور سے لبریز ہو جاتا ہی کیونکہ اللہ کے فضل و رحمت سے سو اُسکے ساتھ چاہیے کہ خوش ہون اور سرور جبکہ متمکن ہوا دل سے اُسکے آثار صورت پر پہونچتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا ہی وجوہ یومئذ مسفرۃ یعنے کتنے ہی چہرہ آج کے دن روشن چمکتے ہوے بشارت پانے والے ہین یعنے خوش ہین بعض نے کہا ہی کہ چہرے روشن اس سبب سے ہوے کہ مدتون راہ خدا مین غبار آلودہ ہوے تھے اور نور چہرہ پر پہونچنے کی دل سے مثال ایسی ہی کہ جسطرح چراغ کا نور شیشہ اور چراغدان پر گرتا ہی پس چہرہ مشکاۃ یعنے چراغدان ہی اور قلب شیشہ ہی اور روح چراغ ہی تو جب دل فرہ دار ہمراز ہی سے خوش ہوتا ہی تو بشاشت چہرہ پر ظاہر ہوتی ہی۔ قال اللہ تعالے تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم یعنی اللہ تعالے نے فرمایا کہ اُنکے چہرون مین نضرۃ النعیم کو پائیگا یعنے تازگی اور چمک اُسکی پائیگا

محاورۂ عرب مین کہاجاتا ہی النضر النبات - جسوقت سبزہ ہرابھرا اور کلیاتا ہی-
وجوہ یومیذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ یعنے کتنے ہی چہرہ اُس دن تازہ اور شگفتہ ہین
کہ اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہین پس جبکہ اُنھون نے دیکھا تو بس تروتازہ
ہوگئے سوصوفیہ سے جو اہل مشاہدہ ہین اُنکے چشم دل نور مشاہدہ سے روشن
ہوگئین - اور اُنکے قلوب کے آئینہ صیقل ہوگئے اور اُنمین جمال ازلی کا نور
منعکس ہوا اور جب آفتاب صیقل کیے ہوے آئینہ پر چمکتا ہی تو دیوارین روشن اور درخشان
ہوجاتی ہین - قال اللہ تعالےٰ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنے اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہی کہ نشانی اُنکی اُنکے چہرون مین سجدہ کے اثر سے ہی اور جبکہ ظلال کے
یعنے قالبون کے سجدہ سے چہرہ اثرپذیر ہوا قول الٰہی مین وظلالہم بالغدو
والاصال تو کیونکر بشہود جمال سے وہ اثرپذیر نہوگا - جابر بن عبداللہ سے روایت
ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہرایک معروف اور نیکی صدقہ ہی
اور معروف سے یہ بھی ہی کہ تو اپنی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے اور یہ کہ
اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن مین پانی ڈالے - اور سعد بن عبدالرحمن
زبیدی نے کہا کہ مجھے بھاتا ہی فقرا سے ہرایک شخص ملائم شگفتہ رو ہنسوڑ لیکن
جو شخص کہ تو اُس سے کشادہ روئی سے ملاقات کرے اور وہ تجھ سے ترش روئی
سے ملے تو گویا تیرے اوپر احسان کرتا ہی تو اللہ فقرا مین اُسکے مثل زیادہ نکرے
اور اخلاق صوفیہ سے ہی سہولت اور جھکنا اور لوگون سے اُنکے اخلاق اور
طبائع کی طرف میل اور نزول کرنا اور تکلف اور بے راہ روی ہی - اور ہر آئینہ
اس معاملہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اخبار اور احادیث ہین اور

اخلاق صوفیہ اخلاق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چربہ اُتار تے اور حکایت
کرتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہان مین مزاح
کرتا ہون اور نہین کہتا ہون مگر جو حق بات ہو۔ روایت ہی کہ ایک شخص تھا
جسے زائر بن حرام کہتے تھے اور وہ گنوار بدوی تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس نہ آتا مگر ایک تحفہ کے ساتھ جسکو وہ ہدیہ رسول اللہ کرتا سو وہ
ایک دن آیا اور رسول اللہ نے اُسے مدینہ کی بازار مین پایا کہ اپنے لیے کچھ سودا
خریدتا تھا اور وہ اُسدن آپ کے پاس نہین آتا تھا تو آپ نے اُسے پیچھے سے
دونون ہاتھ سے گُبھے مین بھر لیا تو وہ پیچھے کی طرف پھرا تو نبی علیہ السلام کو دیکھا
اور آپ کے دونون ہاتھ کو بوسہ دیا تب نبی علیہ السلام نے فرمایا کون ہی جو اس
بندہ کو خریدتا ہی اُسنے کہا کہ اب یا رسول اللہ تو مجھے کھوٹا تو۔ تو فرمایا مگر اللہ کے نزدیک
فائدہ والا ہی پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہر اہل شہر کے لیے ایک بادیہ
یعنے صحرا نشین ہی اور بادیہ آل محمد کا زائر بن حرام ہی۔ اور حضرت انس سے
روایت ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول
اللہ مجھے اونٹ پر سوار کرا آپ نے فرمایا تجھے ہم اُٹنی کے بچے پر سوار کرائینگے اُسنے
کہا کہ مین کہتا ہون مجھے اونٹ پر سوار کراو اور آپ کہتے ہین کہ اُٹنی کے بچے پر
تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ بچہ اُٹنی کا ہی۔ اور حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھجورین
تھین کہ نوش کر رہے تھے تو فرمایا اس کھانے مین سے کھاؤ سو مین بھی کھجورین
کھانے لگا پھر آپ نے فرمایا کہ تو کھجورین کھاتا ہی اور حالانکہ تو رمد یعنی آنکھ کا

دردمند ہی مین نے کہا اب مین دوسری طرف چباتا ہون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے - اور انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن فرمایا ای دوکان والے - اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح رہتے جبکہ وہ گھر مین اکیلے ہوتے کہا سب آدمیون سے زیادہ ملائم مُسکراتے ہوے ہنستے ہوے - اور آپ نے روایت کی ہی کہ مجھسے آپ سبقت لیگئے پھر مین سبقت لیگئی پھر آپ سبقت لیگئے بعد اسکے پھر سبقت لیگئی بعد ازان فرمایا کہ یہ سبقت تیری ہی - اور حضرت انس سے روایت ہی کہ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمسے اختلاط کرتے یہانتک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے یا ابا عمیر مافعل النغیر یعنے ایا عمیر کیا کیا نغیر نے اور نغیر چھوٹی چڑیا ہوتی ہی اور روایت ہی کہ عمر سبقت زبیر سے لیگئے رضی اللہ عنہما پھر زبیر سبقت لیگئے اور کہا رب کعبہ کی قسم ہی مین تجھسے سبقت لیگیا پھر عمر نے سبقت کی اور عمر نے کہا مجھے رب کعبہ کی قسم ہی کہ تیرے اوپر مین سبقت لیگیا اور عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ عمر نے مجھے کہا آؤ مین تجھسے پانی مین مناقشہ کرون کہ ہم دونون مین سے کون زیادہ لمبی سانس کا ہی اور ہم محرم تھے - اور بکر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے کہ خربوزہ کا تبادح کرتے تھے اور جسوقت کہ حقائق ہوتے تو وہ رجال ہو جاتے تھے عرب کے محاورہ مین بدح یبدح جبکہ ایک چیز کو پھینکا یعنے خربوزہ ایک دوسرے پر پھینکتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کے لیے مین حریرہ لائی جو اُنکے واسطے مین نے پکایا تھا اور سودہ سے کہ میرے اور اُسکے بیچ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹھے تھے کہا کہ کھا اُسنے انکار کیا پھر اُس سے مین نے کہا کہ کھا پھر اُسنے انکار کیا پھر مین نے اُس سے کہا کہ البتہ ضرور کھا ورنہ تیرے منہ کو اُس سے آلودہ کردونگی پھر اُسنے انکار کیا تب تو مین نے اپنا ہاتھ حریرہ سے بھرا اور اُسکا مُنہ اُس سے خوب آلودہ کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے پھر آپ نے ران اپنی اُسکے واسطے جھکا دی اور سودہ سے کہا کہ تو اُسکو آلودہ کردے تو اُسنے میرا منہ اُس سے آلودہ کردیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر گذرے اور پکارے یا عبداللہ یا عبداللہ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ قریب ہی وہ گھر مین چلے آوین تو کہا تم دونون اُٹھو اور اپنے منہ دھو ڈالو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین ہمیشہ عمر کی بزرگی اسواسطے کرتی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُنکو مانتے تھے اور بعضون نے ابن طاؤس کی تعریف کی ہی اور کہا وہ بچے کے ساتھ بچے تھے اور بوڑھے کے ساتھ بوڑھے اور اُسمین مزاح اور چہل تھی جبکہ وہ نہین ہوتے۔ اور معاذ بن عبدالکریم سے مروی ہی کہا ہم محمد بن سیرین کے آگے تذکرہ شعر کا کیا کرتے اور وہ کہتے اور ہم اُنکے سامنے ہنسی کرتے اور وہ ہمسے مزاح کرتے اور ہم اُسکے پاس سے ہنستے ہوے اُٹھتے اور جب ہم حسن کے پاس جاتے جب اُسکے پاس سے اُٹھتے تو قریب تھا کہ ہم رو دیتے پس یہ اخبار اور آثار اسکی دلیل ہین نرمی سے جھکنا اچھی چیز ہی اور احوال صوفیہ صحت کے ساتھ ہین اور اخلاق اُنکے اچھے ہین ان باتون مین کہ خانقاہ مین مزاح سے وہ اعتماد کرتے ہین اور لوگون کے ساتھ اُنکے طبائع کے موافق برتاو کرتے ہین اسوجہ سے کہ اُنکی نظر رحمت آلہی کی وسعت پر ہی پھر جب وہ اکیلے ہوتے ہین تو رجال کے مقام پر کھڑے ہوتے ہین

اور اعمال و افعال کی پوشاک کو زیب بدن کرتے ہین اور اس معاملہ مین حد
اعتدال پر بجز صوفی کے دوسرا نہین ٹھہرتا جو کہ نفس کے لیے قاہر زبردست
اور اُسکے اخلاق اور طباع عالم اپنے وفور علم سے اُسکا نگہداشت کرنے والا ہو
تاآنکہ اسمین وہ صراط اعتدال پر افراط و تفریط کے درمیان ٹھہرے اور مریدان
مبتدی کے لیے اس سے کثرت مناسب نہین اسواسطے کہ اُنکو علم اور معرفت
نفس کی کم ہو اور ایسا نہو کہ حد اعتدال سے تجاوز کر جائین اسواسطے کہ نفس کے
لیے ان موقعون پر کود پھاند ہو جو فساد کی طرف منجر ہوتی ہو اور عناد کی طرف میل
کرنے لگین پس لوگون کی طبائع کی طرف اُترنا اُسی شخص کے لیے زیبا ہو جو اُنسے
بڑھا چڑھا ہوا اور اُسنے حال اور مقام کی بلندی کے باعث ترقی کی ہو تو وہ
اُنکی طرف اُترے اور اُنکی طبیعتون کی طرف میل کرے - جبکہ وہ علم کے ساتھ نزول
کرے مگر جو شخص اپنی صفاء حال پر اُسنے بلند نہوا ہو اور اُسمین بعینہٖ اُنکے طبائع
اور نفوس کا امتزاج ہو جو سرکش اور امارہ اور فرمان وہ بُرے کامون کے ہین
جب ان مداخل اور مجالس مین در آئین تو نفس اپنا حظ اُٹھائیگا اور اپنے
مطالب کو غنیمت کر لیگا اور رخصت اور جواز کی طرف راحت طلب کریگا اور
رخصت کی طرف اُترآنا اکثر اوقات اُس شخص کو پسند آئیگا جو عزیمت کے اوپر سوار ہو
اور یہ مبتدی کی شان نہین ہو پس صوفیہ صاحب علم کے لیے اُن باتون مین
جنکا ہمنے ذکر کیا ہو ترویح اور تفریح ہو کہ وہ دل کی حاجت کو اسی ملک جانتے ہین
اور ایک چیز جبکہ حاجت کے لیے رکھی جاوے تو بقدر حاجت اندازہ کیجاوے اور
مقدار حاجت کی محک و میار اس معاملہ مین ایک باریک علم ہو جو ہر ایک شخص

کے لیے تسلیم نہین کیا جاتا سعید بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے مزاج مین
اعتدال رکھ اسواسطے کہ افراط اُسمین قدر کھوتا ہی اور نادان تیرے اوپر جرأت
کر سکے اور اُسکا ترک اہل انس و محبت کو غصہ دلاتا ہی اور ہمنشینون کو وحشت
مین ڈالتا ہی اور بعض نے کہا کہ مزاح قدر بہا کا سلب کرنے والا اور برادری کا
قطع کرنے والا ہی اور جسطرح کہ معرفت اعتدال اسمین صعب اور مشکل ہی اسی طرح
اعتدال کا ہنسی مین پہچاننا دشوار ہی اور ہنسی انسان کے خصائص سے ہی اور
انسان کو جنس حیوان سے تمیز کرتی ہی اور ہنسی نہین آتی مگر تعجب کے سبب جو
پہلے سے ہو اور تعجب فکر کو چاہتا ہی اور فکر انسان کا شرف ہی اور خاصیت ہی اور
اعتدال کی معرفت اسمین ہی شان ایک ایسے شخص کی ہی جسکا قدم علم مین راسخ ہو
اور اسی واسطے یہ قول زبان زد ہی ایاک وکثرۃ الضحک فانہ یمیت القلب یعنے بچو
کثرت ضحک سے اسواسطے کہ وہ دل کو مردہ کر دیتی ہی اور بعض کا قول ہی کہ کثرت
ضحک کی رعونت سے ہی۔ اور عیسی علیہ السلام سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالے
بہت ہنسنے والے سے بغض رکھتا ہی بغیر اسکے کہ اُسمین عجب ہو اور سخن چین کو
جو بے حاجت ہو اور بداعیہ اور مزاح مین فرق بیان کیا گیا ہی کہ بداعیہ وہ ہی
جسکے جد غضب نہ دلائے اور مزاح وہ ہی جسکے جد غصہ دلائے اور ابو حنیفہ
رحمہ اللہ نے قہقہہ کو نماز مین گناہ قرار دیا ہی اور وضو کے بطلان پر اُس سے
حکم کیا و کیا گناہ قائم مقام خروج خارج کے ہی یعنے جیسے خروج بول و براز سے
بطلان وضو ہوتا ہی ایسے ہی قہقہہ سے جو نماز مین گناہ ہی وضو باطل ہو جاتا ہی
پس مزاح اور ضحک مین اعتدال نہین حاصل ہوتا ہی الا اُسوقت کہ خوف اور

قبض اور ہیبت کے تنگ مقام سے خلاص اور خارج ہو جاے اسواسطے کہ وہ ان مضائق سے ہر ایک مضیق مین بعض تقویم کو قائم کرتا ہی تو اُسمین حال کو اعتدال ہو جاتا ہی اور مستقیم ہو جاتا ہی پس بسط اور رجا دونون مزاح اور ضحک کو پیدا کرتے ہین اور خوف وقبض اُسمین عدل کے ساتھ حکم کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ سے ترک تکلف ہی اور یہ اسواسطے کہ تکلف بناوٹ ہی اور تعمل اور نفس پر ظلم لوگون کے سبب ہوتا ہی اور یہ احوال صوفیہ کے مبائن اور خلاف ہی اور بعضے تکلف مین مقدرات سے منازعت اور قسمت ازلی سے نارضامندی پوشیدہ ہی اور کہا گیا ہی کہ تصوف ترک تکلف ہی اور تکلف مخالفت ہی اور صادقین کے راستہ سے مخالفت ہی۔ انس بن مالک سے روایت ہی کہ رسول اللہ کے ولیمہ مین حاضر ہوا کہ اُسمین نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا۔ اور جابر سے مروی ہی کہ اُسکے پاس چند آدمی اُسکے اصحاب سے آئے تو اُنکے لیے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا کھاؤ کہ مین نے سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اچھا ہی نانخورش سرکہ کا۔ اور سفیان بن سلم سے روایت ہی کہا مین سلمان فارسی کے پاس گیا تو میرے لیے روٹی اور نمک نکالا اور کہا کھاؤ کاش اگر رسول اللہ ہمکو منع نکرتے اس سے کہ کوئی تکلف کسی کے واسطے نکرے تو مین تمھارے لیے تکلف کرتا اور تکلف سب چیزون مین مذموم ہی جیسے پوشاک مین تکلف لوگون کے دکھلانے کو بدون اسکے کہ کوئی نیت اُسمین ہو اور کلام مین تکلف کرنا اور زیادہ خوشامد تملق کرنا جو اہل زمانہ کا قاعدہ ہی تو بعید ہی کہ اس سے سلامت اور محفوظ رہا ہو مگر ایک دو اور بہت خوشامدی ایسے ہوتے ہین کہ جان نہین پڑتا کہ وہ تملق کرتے ہین اور وہ تملق سمجھ مین نہین آتا اور مقرر ایک شخص تملق کرتا ہی

اُس حد تک کہ صریح نفاق تک پہونچا دیتا ہی اور وہ حال صوفی کے خلاف ہی - اور ابی امامہ
نے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا حیا اور عَی یعنے کلام مین
درماندگی دونون شاخ ایمان کی ہین اور بذا اور بیان نفاق کے دو شعبہ ہین بذا
فحش ہی اور بیان سے یہان مراد کثرت کلام اور تکلف کرنا لوگون کے خاطر جسمین
زیادہ خوشامد اور تعریف اُنکی اور اپنی فصاحت کا اظہار ہو اور یہ شان اہل صدق
سے نہین ہی - اور ابی وایل سے حکایت ہی کہا مین اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ
سلمان کی ملاقات کو گیا تو ہمارے لیے جو کی روٹی اور موٹا نمک پیش کیا تب میرے
ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک مین پودینہ ہوتا تو اور اچھا اور خوشبودار ہوجاتا تو سلمان
باہر گیا اور لوٹا گرو رکھا اور پودینہ لیا پھر جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا کہ خدا
کا شکر ہی جسنے ہمکو قانع اس چیز پر کیا جو ہمین روزی کیا اُسپر سلمان نے کہا کہ اگر تو
قانع اپنی روزی پر ہوتا تو میرا لوٹا رہن نہوتا اور اس حکایت مین سلمان کی طرف
سے قولاً اور فعلاً ترک تکلف ہی اور یونس نبی علیہ السلام کی حدیث مین ہی کہ
اُسکے بھائی اُسکی زیارت کو آئے تو آپ نے ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا اُنکے سامنے
رکھا اور اُنکے لیے ساگ کاٹا جو اُسنے بویا تھا پھر کہا اگر نہ اللہ تعالے تکلف کرنیوالے
پر لعنت کرتا تو مین تمھارے لیے تکلف کرتا اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ جب تو
زیارت کے جانے کا قصد کرے تو جو حاضر ہو اُسے سامنے رکھ اور جب تو کسی دوست
کی زیارت کی خواہش کرے تو باقی مت چھوڑ - اور زبیر بن العوام سے روایت
کہ منادی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ڈگی پیٹی کہ الٰہی اُن لوگون
کی بخشش کر جو میری امت کے مردون کے لیے دعا کرتے ہین اور وہ تکلف

ہین کرتے آگاہ ہو کہ مین تکلف سے بری ہون اور میری امت کے صالحین بھی بری
ہین اور روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فانبتنا فیہا حبا و عنبا و قضبا
و زیتونا و نخلا و حدائق غلبا و فاکہۃ و ابا یعنے بس ہا ہمنے اسمین پیدا کیا غلہ اور انگور اور
گیاہ سبست کہ جانورون کو فربہ کرے اور زیتون اور درخت خرما اور باغات گھنے
ہجوم آوردہ اور میوہ اور آب کو۔ پھر کہا یہ سب ہا ہمنے جان لیا پس کیا چیز ہی کہا
راوی نے کہ عمر کے ہاتھ مین عصا تھا اُسے زمین پر مارا پھر کہا یہ قسم اللہ کی تکلف
ہی تو اے لوگو لو جو تمھارے لیے بیان کیا جاے پس جو کچھ تم جانو اُسپر عمل کرو اور جو
تم نہ جانو تو اُسکے علم اللہ کے اوپر حوالہ کرو۔ اور اخلاق صوفیہ سے اتفاق ہی بدون
اسکے کہ کمی اُسمین کرو اور ذخیرہ جمع نکرو اور یہ اسواسطے ہی کہ صوفی فضل حق کی
خرابی دیکھتا ہی تو وہ ایسا ہی کہ کوئی دریا کنارے کھڑا ہو اور دریا کنارے کھڑا ہونیوالا
پانی اپنی مشک اور پکھال مین نہین بھرتا اور جمع کرتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کوئی دن
ایسا نہین ہی مگر یہ کہ دو فرشتے ہین جو ندا کرتے اور پکارتے ہین ایک اُنمین سے
کہتا ہی الٰہی خرچ کرنے والی کو پیچھے عطا کر اور دوسرا کہتا ہی کہ الٰہی بخیل کو تلف کر
اور انس نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی شی دوسرے
دن کے لیے جمع اور ذخیرہ نہین کرتے تھے اور روایت ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے تین پرند ہدیہ آئے آپ کے خادم نے ایک پرند کھلایا
جب دوسرا دن ہوا اُسکو آپ کے سامنے پکا کر لایا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کیا مین نے تجھے نہین منع کیا کہ کوئی چیز دوسرے دن کے لیے

مت سینت رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو روزی دیتا ہی - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس آئے اور اُسوقت ایک
ڈھیری چھوارون کی اُسکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہو ای بلال کہا
یا رسول اللہ اسکو ذخیرہ کرتا ہون فرمایا کیا تو نہین ڈرتا جسنے بلال کو نفقہ دیا اور
تو نہین ڈرتا خدا اے صاحب عرش کہ وہ کمی کرے - اور روایت ہی کہ عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام درخت کھایا کرتے اور بالون کا کپڑا پہنا کرتے اور جہان شام ہوتی وہان
رات کو رہتے اور اُسکے اولاد نہ تھی کہ وہ مرے اور نہ گھر تھا کہ اُجڑتا اور کچھ صبح کے لیے
سینت نرکھتے - اور صوفی کا یہ حال ہی کہ اُسکے کل دفینہ اللہ کے خزانون مین ہین
اس سبب سے کہ اُسکا توکل اور اعتماد اپنے رب کے اوپر صحیح اور صادق ہی
پس دنیا صوفی کے لیے ایک مسافر خانہ کے مثال ہی کہ نہ اُسمین دھرنا دیکھتا ہی
اور نہ اُسکے لیے اُس سے زیادہ بڑھاتا ہی رسول علیہ السلام اگر تم اللہ پر توکل
کرو جیسا کہ حق توکل ہی اللہ تمھین رزق اسی طرح دے جسطرح کہ پرندون کو دیتا ہی
صبح کو بھوکھا اُٹھاتا ہی اور شام کو سیر کردے - جابر سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کبھو کوئی چیز نہین مانگی گئی کہ کہا ہو نہین - ابن عبید نے
کہا کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز نہوتی وعدہ نہوتا عبدالعزیز بن محمد نے ابن اخی زہری
سے روایت کی ہی کہا ہر آئینہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ زمین کے پردہ پر کوئی
کنبہ قبیلہ گھرون سے نہین مگر یہ کہ مین اُنمین پھرا ہون تو مین نے کسی کو زیادہ
بڑھکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے مال کا خرچ کرنے والا نہین پایا
اور اخلاق صوفیہ سے دنیا سے تھوڑی چیز پر قناعت ہی - ذوالنون مصری نے

کہا ہی کہ جسنے قناعت کی اپنے اہل زمانہ سے آرام پایا اور اپنے ہمسروں پر غالب آیا اور بشر بن حارث نے کہا ہی کہ اگر قناعت مین بجز عزت کے اور کوئی فائدہ نہوتا تو صاحب قناعت کے لیے کافی تھا - اور بنان بن حمال نے کہا ہی ؎ الحر عبد ما طمع ٭ والعبد حر ما قنع ترجمہ نظم آزاد ہو غلام اگر وہ طمع کرے ٭ اور وہ غلام حر جو قناعت کا دم بھرے ٭ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ اپنی حرص سے قناعت کے ساتھ انتقام لے جسطرح کہ تو اپنے دشمن سے قصاص کے ساتھ بدلہ لیتا ہی - اور ابوبکر مراغی نے کہا ہی کہ عقلمند وہ شخص ہی جسنے دنیا کی تدبیر قناعت اور توقف سے کی اور امر آخرت کی تدبیر حرص اور تعجیل سے کی اور یحیے بن معاذ نے کہا جسنے رزق کے ساتھ قناعت کی تو وہ آخرت کو کما لیگیا اور زندگی اُسکی خوش اور اچھی ہوئی اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ قناعت ایک تلوار ہی کہ وہ زخم سے بغیر کام کیے نہین رُکتی - عبد الرحمن بن ابی سعید نے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی اُسوقت کہ آپ منبر پر تھے فرمایا جو قلیل اور کافی ہو بہتر ہی اُس سے کہ زیادہ ہو اور لہو ولعب مین مشغول کرے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہر آئینہ نجات پائی اُس شخص نے جو اسلام لایا اور کفاف اُسکا رزق ہو پھر اُسپر اُس شخص نے صبر کیا - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اور کہا الٰہی آل محمد کا رزق قوت کر - اور جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قناعت ایک مال ہی جو کبھی نہین ہو چکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا تم کتاب اللہ کے

ظروف اور حکمت کے چشمے بنجاؤ اور اپنے نفسون کے مردون مین شمار کرو اور خدا تعالے
سے روز کے روز ناگا کرو اور تمھین مضرت نہوگی ایسی کہ وہ زیادہ نہو - اور عبد اللہ
بن محیص نے اپنے باپ سے نقل کی ہو کہا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہو کہ جسنے امن سے گھر مین صبح کی اور اُسکا بدن درست ہو اور اُسکے پاس ایک
دن کی روزی ہو تو گویا دنیا اُسکے احاطہ مین آگئی - اور اس آیت کی تفسیر مین بیان
کیا گیا ہو فلنحیینہ حیاتا طیبۃ یعنے پس البتہ ہم اُسکو زندہ رکھینگے ایسی حیات سے جو طیب
اور خوش آیندہ ہو کہ وہ قناعت ہو پس صوفی عدل سے اپنے نفس پر غالب ہو اور
نفس کے طبائع واقف کار ہو اور قناعت کے فوائد حاصل کرنے کا ماہر ہو اور نفس
سے اُسکے استخراج کی طرف واصل ہو اسواسطے کہ وہ جانتا ہو کہ اُسکا مرض کیا ہو اور
اُسکی دوا کیا ہو - ابو سلیمان دارانی نے کہا ہو کہ قناعت رضا سے حاصل ہوتی ہو
جیسے ورع زہد سے - اور اخلاق صوفیہ سے ہی جھگڑے ٹنٹے اور غصہ کو چھوڑنا
مگر حق کے ساتھ ہو اور نرمی اور بردباری پر بھروسا کرنا اور یہ اسواسطے ہو کہ نفوس
اُجھلتے کودتے ہین اور جھگڑا لو لوگون مین ظاہر ہوتا ہو اور صوفی نے اپنے یار کے
نفس کو ظہور کرتے ہوے دیکھا تو اُسکا مقابلہ قلب کے ساتھ کرتا ہو اور جب نفس
قلب سے مقابل کیا گیا تو وحشت جاتی رہتی ہو اور فتنہ منطفی ہو جاتا ہو اللہ تعالے
اپنی تعلیم کے لیے فرماتا ہو - ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ
کانہ ولی حمیم - یعنی جواب مین تو اُسے بہت اچھی بات کہہ پھر اچانک وہ شخص کہ تیرے
اور اُسکے درمیان عداوت ہو ایسا ہو جائیگا کہ گویا بڑا گھر ایار ہو - اور مراد یعنی ستیزہ
اور جدل نہین نکالا جاتا مگر اُن نفوس زکیہ پاکیزہ سے کہ کینہ اُنسے نکل گیا اور

نفوس مین وجود کینہ ستیزہ باطل ہی اور جب باطن سے ستیزہ جاتا رہا تو ظاہر سے بھی جاتا رہا اور کبھو کینہ نفس مین اُس شخص سے ہوتا ہی جو اُسکے مماثل اور مشاکل باہمی حسد کے باعث ہوتا ہی اور جو شخص کہ نفس کی گذارش مین زہد کی آتش سے دنیا مین انتہا درجہ کو پہونچا کینہ اُسکے باطن سے مٹ جاتا ہی اور اُسمین حسد و نیز حظوظ فانیہ مین جاہ و مال سے باقی نہین رہتا - اللہ تعالی نے متقین اہل جنت کے وصف مین فرمایا ہی و نزعنا ما فی صدورہم من غل یعنے مین نے دور کردیا جو کچھ کہ کینہ سے اُنکے سینون مین تھا - ابوحفص کا قول ہی کہ کینہ کسطرح باقی رہسکتا ہی اُن قلوب مین جنکو اللہ کے ساتھ ایتلاف ہی اور جو اُسکی محبت مین جمے ہوے ہین اور اُسکی مودت پر ڈٹے ہوے ہین اور اُسکے ذکر مین اُنس پکڑے ہوے ہین اسواسطے کہ یہ قلوب ہواجس نفسانی سے صاف اور طبائع کی تیرگی سے پاک ہین بلکہ نور یقین سے سرمہ آلود ہین تو وہ باہم بھائی بھائی ہوگئے ہین بس ایسے اہل تصوف کے قلوب اور اُن لوگون کے ہین جو ایک کلمہ پر مجتمع اور تُلے ہوے ہین اور شرائط طریق کا التزام کیا ہی اور تحقیق کے ساتھ فتحیابی پر جھکے ہوے ہین - اور آدمی دو مرد ہین ایک وہ مرد ہی جو طالب اُن چیزون کا ہی جو اللہ تعالے کے پاس ہین اور جو چیزین اللہ کے پاس ہین اُنکی طرف اپنے نفس اور دوسرے کی دعوت کرتا اور بلاتا ہی پس محقق صوفی کو ان مراتب کے ہوتے ہوے کیا حسد اور ستیزہ اور کینہ ہوگا اسواسطے کہ یہ اُسکے ساتھ ایک طریق اور ایک جہت مین ہی اور اُسکا بھائی اور اُسکا مددگار ہی اور مومنین دیوار بنیاد کے مثال ایک دوسرے کو قوت اور استواری دیتے ہین اور ایک شخص ہی جب جاہ اور مال اور ریاست اور

خلق کی نمائش پر مفتون ہی تو اُسکے ساتھ صوفی کو کیا حسد ہو سکتا ہی اسواسطے
کہ اُسنے زہد اور بے رغبتی اُن چیزون مین کی ہی جنمین وہ راغب ہی پس
شان صوفی سے یہ ہی کہ ایسے شخص کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے
دیکھے جہان کہین اُسے محجوب مفتون دیکھے پس اُسکے لیے کینہ پر نہ پیچ کھائیگا
اور نہ کسی چیز پر ظاہر مین اُس سے جھگڑیگا اسوجہ سے کہ وہ جانتا ہی کہ نفس اُسکا
ظہور کر رہا ہی جو کہ بُرائی کا حکم دینے والا لڑائی اور جھگڑے مین ہی - ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا مت جھگڑا کر
اپنے بھائی سے اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کر جسکی تو خلاف کرے اور حدیث مین ہی
جسنے جھگڑا ٹنٹا چھوڑ دیا حالانکہ وہ مبطل ہی اُسکے لیے جنت کے کنارہ ایک گھر
بنایا جائیگا اور جسنے جھگڑا ترک کیا حالانکہ وہ محق ہی تو اُسکے لیے بہشت کے وسط
مین گھر بنایا جائیگا اور جسکا خلق نیک ہی اُسکے لیے اور زیادہ بلندی پر مکان
تیار ہوگا - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے علم کو اسلیے حاصل کیا ہی تاکہ علما مین
مباہات اور افتخار کرے یا نادانون سے اُسکے ذریعہ سے جھگڑے یا اُسکا یہ ارادہ
ہو کہ اشراف لوگ اُسکی طرف رجوع کرین اور حاضر آئین اللہ تعالے اُسکو
دوزخ مین داخل کریگا دیکھو کسطرح جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے
نادان جہل کے مجادلہ کو دخول نار کا سبب گردانا ہی اور یہ اس سبب سے ہی کہ اُنکے
نفوس قہر و غلبہ کے طلب مین ظہور کرتے ہین - اور قہر و غلبہ شیطنت
کی صفات سے آدمی مین ہین - بعض صوفیہ کا قول ہی کہ خصومت اور ستیزہ

کرنے والا اپنے نفس مین جبکہ وہ جدال مین غور کرتا ہو یہ بات ٹھان لیتا ہو کہ کسی
شی پر قناعت نکرے اور جو قناعت نکرے مگر اس بات پر کہ وہ قناعت نکرے
تو قناعت کی طرف اُسکی راہ کیا ہو پس نفس صوفی نے اُسکی صفات بدل ڈالین
اور اُس سے صفت شیطانی اور درندگی زائل ہو گئی اور نرمی اور رفق اور
سہولت اور طمانیت سے مبدل ہو گئین۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہو کہ آپ نے فرمایا قسم ہو اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہو کوئی
بندہ مسلمان نہین ہو جب تک کہ اُسکا قلب اور زبان سلیم نہو اور نہین کوئی
مومن ہو جب تک کہ اُسکا ہمسایہ امن مین اُسکے ستم سے نہو۔ دیکھو کہا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے سہولت قلب و زبان کو شرط اسلام گردانا ہو اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے روایت ہو کہ ہر آئینہ آپ نے ایک قوم پر گذر کیا اور لوگ ایک
پتھر اٹھا رہے تھے فرمایا کہ یہ کیا ہو لوگون نے کہا کہ وہ بھاری پتھر اُٹھا رہے ہین
فرمایا خبردار ہو مین اس سے بھاری چیز کی خبر دیتا ہون ایک آدمی تھا کہ اُسکے
اور اُسکے بھائی کے درمیان غضب تھا پس اُسکے شیطان اور اُسکے بھائی کے
شیطان نے غلبہ کیا پھر اُسنے اُس سے کلام کیا۔ اور روایت ہو کہ ہر آئینہ ایک
لڑکا ابی ذر کے پاس آیا اور اُسکی بکری کا پاؤن ٹوٹا ہوا تھا ابو ذر نے کہا کہ
اس بکری کا پاؤن کسنے توڑ ڈالا تو کہا کہ مین نے کہا کیون تو نے یہ کام کیا
کہا مین نے قصداً یہ کام کیا کہا پھر کیون کہا مین تجھے غصہ دلاؤنگا تو مجھے تو مارےگا
پس تو گنہگار ہوگا اسپر ابو ذر نے کہا البتہ مین غصہ ہونگا جب تو مجھے غصہ سے
برانگیختہ کریگا پس اُسنے آزاد کر دیا۔ اصمعی نے ایک اعرابی سے روایت کی ہو

کہا جب تیرے اوپر کوئی کام مشکل ہو کہ تو نہین جانتا کہ اُن دونون مین سے کونسا
امر رشد کے ساتھ زیادہ ہی تو انمین سے جو تیری ہوا اور خواہش کے قریب تر ہو
اُسکی مخالفت کر اسواسطے کہ اکثر خطا اُسی کام مین ہوتی ہی جسمین ہوا کی متابعت ہو
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ تین منجیات ہین اور تین مہلکات ہین سو منجیات یہ ہین اللہ تعالے
کا خوف ظاہر و باطن مین اور رضامندی اور غصہ کے وقت حق کے ساتھ
حکم دینا اور مفلسی اور تونگری کے وقت میانہ روی - اور مہلکات یہ ہین - شح
مطاع اور ہوی متبع اور آدمی کا غرور اپنے نفس کے ساتھ پس حق کے ساتھ
حکم غضب اور رضا کے وقت دینا نہین بن آتا مگر اُس شخص سے جو عالم ربانی
اور حاکم اپنے نفس پر ہی کہ اُسکو عقل حاضر اور قلب بیدار کے ساتھ پھیرے اور
اللہ کی طرف بامید ثواب نظر کرے - نقل ہی کہ یہ صوفیہ ایذاء مسلم ہاتھ دھوتے
اور اُسکو ترک کرتے تھے بعض نے اُنین سے کہا کہ اگر مین کلمہ خبیثہ سے ہاتھ
دھوؤن تو یہ مجھے زیادہ مرغوب ہی اس سے ہی کہ خوش آیندہ کھانے سے ہاتھ
دھوؤن - اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ حدث دو حدث
مین ایک حدث تیری فرج سے اور ایک حدث تیرے مُنھ سے سو وقار اور حلم
کی گوٹ کو نہین کھولتا ہی مگر غصہ اور انصاف کی حد سے دشمنی کی طرف تجاوز
حد سے خارج کرتا ہی پس غصہ سے قلب کا خون جوش کرتا ہی پس اگر غصہ اُس
شخص پر ہو جو اُس سے اوپر ہی اُن لوگون مین سے جسپر غصہ چلانے سے
عاجز ہی تو خون باہر کی جلد سے جاتا ہی اور قلب مین جمع ہوتا ہی اور اُس سے

غم اور حزن اور اندوہ پنہانی پیدا ہوتا ہو اور صوفی ایسی بات پر ملتفت نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ حوادث اور اغراض کو اللہ تعالے سے دیکھتا اور اعتقاد کرتا ہو اسواسطے وہ غم واندوہ مین نہین پڑتا اور صوفی صاحب رضا صاحب روح و القہ ہو اور حضرت نبی علیہ السلام نے خبر دی ہو کہ ہم اور حزن شک اور غصہ کے اندر ہین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال بابت غم اور غضب کے کیا گیا کہا دونون کا نکاس ایک جگہ سے ہو اور لفظ مختلف ہین پس جسنے نزاع اُس شخص سے کی جسپر وہ قوت رکھتا ہو وہ غضب کو ظاہر کرتا ہو اور جو ایسے شخص سے نزاع کرے جسپر وہ قابو نہین رکھتا اُسکو حزن کے ساتھ پوشیدہ کرتا ہو اور حرد بھی غضب ہو مگر استعمال اُسوقت کیا جاتا ہو کہ اسپر کوئی غضب اور غیظ کرے اور اگر غضب ایسے شخص پر ہو جو اُسکے برابر کا ہو کہ اُس سے انتقام لینے مین تردد کرے تو قلب کا خون انقباض اور انبساط مین آتا جاتا ہو اور غل وحقد اُس سے پیدا ہوتا ہو اور قلب صوفی مین ایسی چیز نہین رہتی حق سبحانہ و تعالے نے فرمایا ہو اور نکالڈالا ہمنے کینہ جو کچھ اُنکے سینون مین تھا۔ اور صوفی کے صلاحت قلب اور حال عداوت اور کینہ کے کف اسطرح باہر پھینکتا ہو جسطرح سمندر اس سبب سے کہ اُسمین انس اور ہیبت کی لہرین متلاطم ہین اور اگر غصہ ایسے شخص پر ہو جو اُس سے کم درجہ کا ہو کہ انتقام اُس سے لے سکتا ہو۔ تو خون دل جوش کرتا ہو اور قلب جب اُسکا خون جوش کرتا ہو تو وہ سرخ اور سخت وصلب ہو جاتا ہو اور نرمی اور سپیدی اُس سے دور ہو جاتی ہو اور اُسی کے سبب دونون رخسارہ سرخ ہو جاتے ہین اسواسطے کہ خون نے دل مین جوش کیا

اور غلبہ چاہتا اور اُس سے رگین پھول گئین تو اُسکا عکس رخسارہ پر ظاہر ہو گیا
اور اسوقت مار پیٹ اور گالی گفتار کے ساتھ حد سے تجاوز کرتا ہی اور یہ بات
صوفی مین نہین ہوتی مگر اُسوقت کہ آبرو ریزی اور غصہ اللہ تعالے کے واسطے
ہو ورنہ دوسری صورتون مین توصوفی غصہ کے وقت اللہ تعالے کے وقت
نظر کرتا ہی پھر اُسکا تقوی اُسے برانگیختہ اُسپر کرتا ہی کہ اُسکی حرکت اور قول کو میزان
شرع وعدل مین وزن کرے اور نفس پر تہمت اُسکی لگائے کہ قضاء الٰہی پر راضی
نہین ہی بعضے صوفیہ سے سوال کیا گیا ہی کہ آدمیون سے کون شخص زیادہ نفس
پر قہر کرنے والا ہی جواب دیا کہ جو مقدرات پر زیادہ راضی ہو اور صوفیہ سے بعضون
نے کہا ہی کہ صبح مجھے ہوئی حالانکہ میرے لیے کوئی خوشی کی چیز نہین مگر قضاے
منازعات کے مواقع مین سو جب صوفی نے نفس کو متہم کیا جبکہ وہ غصہ مین
بھرا ہوا ہی تو اُسکا تدارک علم نے کیا اور جسوقت علم کا نیزہ چمکا قلب قوی اور
نفس ساکن ہو گیا اور قلب کا خون اپنے مقام اور مقر کی طرف واپس آگیا
اور حال معتدل ہوا اور رخسارہ کی سرخی جذب ہو گئی اور علم کی فضیلت ظاہر
ہوئی۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روش نیک اور دوستی
میانہ روی نبوت کے چوبیس جزون مین سے ایک جزو ہی۔ اور حارثہ بن قدامہ
نے روایت کی ہی کہ کہا مین نے یارسول اللہ مجھے وصیت کر اور وہ قلیل ہو کہ
شاید مجھے وہ یاد رہے آپ نے فرمایا غصہ مت کر پھر اُسی کا آپ نے اعادہ کیا
اور فرماتے تھے کہ لاتغضب۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ غضب
دوزخ کی ایک چنگاری ہی کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ دونون آنکھین اُسکی سرخ

ہوجاتی ہین اور رگین اُسکی پھول اُٹھتی ہین پھر جسکو تم مین سے غصہ آوے
تو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جاے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جاے۔ حضرت عبد اللہ ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شیخ بن عبد القیس کو کہ ہر آئینہ تیرے اندر دو خصلتین ایسی ہین کہ اللہ تعالے
انکو دوست رکھتا ہی حلم اور درنگ اور اخلاق صوفیہ سے ہے کہ تودد اور موالفت
اور موافقت بھائیون سے کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے اللہ تعالی نے اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین فرمایا ہی اشداء علی الکفار رحماء بینہم
یعنی وہ صحابہ کفار پر سخت اور شدید ہین اور باہم ایک دوسرے پر مہربان ہین اور
اللہ تعالے نے فرمایا ہی لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ
الف بینہم یعنے اگر تو وہ سب کچھ خرچ کر ڈالتا جو زمین مین ہی تو بھی اُنکے دلون
کو ملا نہ سکتا مگر یہ کہ اللہ تعالے نے انکو باہم الفت اور پیوند دے دیا۔ اور
تودد اور تالف ارواح کے ایتلاف سے حاصل ہوتا ہی جیسا کہ اُس حدیث
مین وارد ہوا ہی جو ہم کہہ چکے ہین سو جنکے باہم تعارف ہوگیا اُنکے آپسمین الفت
ہوگئی اللہ تعالے نے فرمایا ہی فاصبحتم بنعمتہ اخواناً یعنے پس اُسکی نعمت کی
وجہ سے تم آپسمین بھائی ہوگئے اور حق سبحانہ وتعالے نے فرمایا ہی۔ واعتصموا
بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا یعنے اللہ تعالے کے عہد وپیمان کو اکٹھے ہو کر مضبوط
پکڑو اور متفرق مت ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی المومن
الف مالوف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف یعنے مومن الفت کرنے والا ہی اور
مالوف ہی اور جو کوئی الفت نکرے۔ نہ مالوف ہو اسمین بھلائی نہین ہی

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مومنون کے مثل جب وہ دونون باہم ملاقات کرین دو ہاتھ کے مثل ہی کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے کو دھوتا ہی اور دو مومن آپسمین کبھی نہین ملتے مگر یہ کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے سے بھلائی حاصل کرتا ہی- اور ابوادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے فی اللہ دوست رکھتا ہون تو کہا خوش ہو اور پھر خوش ہو اسواسطے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے آدمیون کے ایک گروہ کے واسطے عرش کے ارد گرد قیامت کے روز کرسیان رکھی جائینگی جنکے چہرہ چودھوین رات کے چاند کے مثل ہونگے لوگ گھبراتے ہونگے اور وہ نہین گھبرائینگے اور وہ اولیاء اللہ ہین کہ نہ اُنپر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ فی اللہ محبت کرنے والے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر آدمی باہم محبت رکھتے اور محبت کے اسباب ایک دوسرے کو دیتے تو اُسکے باعث عدالت سے مستغنی ہوتے اور کہا گیا ہی کہ عدالت خلیفہ محبت کا ہی جو مستعمل اُس مقام مین ہوتی ہی جہان محبت نہین پائی جاتی اور بعض کا قول ہی کہ طاعت محبت کے خوف کی طاعت سے افضل ہی اسواسطے کہ محبت کی طاعت اندر سے ہی اور خوف کی طاعت باہر سے ہی اور اس وجہ سے حضرات صوفیہ کی صحبت بعض سے موثر بعض مین ہی اسواسطے کہ ہرگاہ اُنھون نے فی اللہ باہم محبت کی تو محاسن اخلاق سے اُنھون نے باہم نصیحت کی اور اُنکے درمیان محبت کے سبب قبول ظاہر ہوا

پس اس سبب سے مرید شیخ سے اور بھائی بھائی سے نفع اٹھاتا ہی اور اسی واسطے
اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہی کہ مساجد مین ہر روز سب آدمی پانچ وقت جمع ہون
جتنے ایک کھاتے اور ایک محلہ مین ہون اور جامع مسجد مین ہفتہ کے اندر
ایکبار جتنے ایک شہر کے رہنے والے ہون اور نواح شہر کے جتنے رہنے والے
ہون وہ عیدین مین ایک سال کے اندر دو دفعہ جمع ہون اور متفرق شہرون
کے باشندۂ اطراف عمر بھر مین ایکبار حج کے لیے جمع ہون - یہ سب کچھ کامل
حکمتون کے باعث ہی جسمین سے ایک تاکید مومنون کی الفت اور مودت کی ہی
اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مومن مومن کے لیے دیوار کے مثال ہو
کہ ایک دوسرے کو مضبوطی دیتی ہی - نعمان بن بشیر نے کہا سنا مین نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مومنین کی مثل محبت اور مودت باہمی
مین مثل بدن کے ہی جب ایک عضو بیمار اُسمین کا ہو تو اور سب اعضا اُسکے ساتھ
بیخوابی اور بخار مین مبتلا ہو جاتے ہین - اور الفت اور محبت اسباب صحبت کی
موکد ہی اور نیکون کی صحبت ضرور موثر ہی اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ بھائیون کی ملاقات
بارور کرتی ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ باطن باردار ہوتے ہین اور بعضے بعض
سے قوت حاصل کرتے ہین بلکہ اہل صلاح کی طرف صرف دیکھنا اثر صلاح
دیتا ہی اور صورتون مین نظر کرنا اخلاق پر ڈالتا ہی جو مناسبت اُس شخص کے
ساتھ رکھتے ہین جسکو کہ دیکھتا ہی جسطرح سے کہ ہمیشہ محزون کی طرف دیکھنے
سے حزن حاصل ہوتا ہی اور مسرور کی طرف ہمیشہ دیکھنے سے مسرت حاصل
ہوتی ہی - اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ من لا ینفعک لحظہ لا ینفعک لفظہ یعنی جو شخص

کہ اُسکا دیکھنا تجھے فائدہ ندے اُسکی بات تجھے فائدہ ندیگی اور شتر وحشی شتر رام
کے مقارنت سے رام ہوجاتا ہی پس مقارنت کی تاثیر حیوانات مین اور نباتات اور
جمادات مین ہوتی ہی اور آب وہوا دونون فاسد ہوجاتی ہین مردار کی مقارنت سے
اور کھیتی باڑی طرح طرح کے لوگون سے جو زمین مین ہین پاک صاف ہوتے ہین
اور گھاس بُری زمین کی مقارنت سے ہوتی ہی اور ہرگاہ کہ ان چیزون مین
مقارنت موثر ہی تو نفوس شریف بشری مین زیادہ تاثیر مقارنت کریگی اور انسان
کا نام انسان اسی واسطے رکھا گیا کہ وہ مانوس ہر ایک چیز سے ہوجاتا ہی جسکو
وہ دیکھتا ہی خواہ وہ چیز بھلی ہو یا بُری ہو-- اور الفت اور موودت ترقی اور زیادتی
کو جاذب ہی اور عزلت و وحدت جسکی تعریف کیجاتی ہی سو وہ بنسبت ارذل
آدمی اور اہل شر کے ہی اور جو اہل علم وصفا و وفا اور اخلاق حمیدہ کے ہین اُنکی مقارنت
مغتنم ہوتی ہی اور اُنکے ساتھ انس حاصل کرنا اللہ تعالے کے ساتھ انس کرنا ہی
جسطرح کہ اُنکی محبت اللہ کی محبت ہی اور اُنکے ساتھ جمع کرنے والا رابطہ حق ہی
اور اُنکے غیر کے ساتھ رابطہ طبیعت کا ہی تو صوفی غیر جنس کے ساتھ موجود بائن ہی اور
جنس کے ساتھ موجود معائن ہی اور مومن آئینہ مومن کا ہی جب اپنے بھائی کی طرف
دیکھتا ہی تو اُسکے اقوال اور اعمال اور احوال کے اُسطرف تجلیات الٰہی کی جانب
جھانکتا ہی اور تعریفات وتلویحات جو خدائے کریم کی طرف سے ہین مخفی ہین کہ
اغیار سے غائب ہین اور اُنکو اہل الانوار ادراک کرتے ہین- اور اخلاق صوفیہ
سے محسن کا شکر احسان پر کرنا ہی اور اُسکے لیے دعا ہی اور یہ فعل اُنکی طرف
سے باوجود دیکھ اُنکو کمال توکل اور اعتماد اپنے پروردگار پر ہی اور اُنکی توحید

صافی ہو اور اعتبار سے اُنھون نے قطع نظر کی ہو اور نعمتون کو منعم جبار سے دیکھتے
ہین اسواسطے ہو کہ اسمین اقتدار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہو بنا بر
اُس حدیث کے جو وارد ہوئی ہو کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ کوئی نہین ہو آدمیون سے زیادہ تر احسان
کرنے والا میرے اوپر صحبت اور مال خرچ کرنے مین بیٹے ابو قحافہ یعنی ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے اور اگر مین دوست خلیل قبول کرنے والا ہوتا
تو ابو بکر کو قبول کرتا اور فرمایا کہ کسی مال نے مجھے نفع نہین دیا جتنا کہ ابو بکر کے
مال نے دیا پس خلق بخل اور عطا کے خلق کے سبب اللہ تعالی سے محجوب ہو گئے ہین
سو صوفی پہلے ہی خلق سے فانی ہو جاتا ہو اور سب اشیا اللہ کی طرف سے
دیکھتا ہو اسطرح کہ توحید اُسکے ناصیہ سے ٹپکی ہو اور اُس پردہ کو چاک کر دیا
جو خلق کو توحید خالص سے روکتا ہو اور خلق کے لیے وہ ثابت نہین کرتا نہ بخل
کو اور نہ عطا کو اور اُسکو حق حجاب خلق کا ہو جاتا ہو اور جبکہ وہ توحید کے اونچے
کنگورہ پر چڑھا تو شکر حق کے بعد شکر خلق کرتا ہو اور اُنکا وجود منع اور عطا
مین ثابت کرتا ہو بعد ازان کہ وہ مسبب کو اول دیکھ لیتا ہو اور یہ اُسکے علم
کی وسعت اور معرفت کی قوت کے سبب وسائط کو ثابت کرتا ہو۔ پس
اُسکے لیے خلق حجاب خلق نہین ہو جیسے کہ عام مسلمانون کو ہو اور نہ اُسکے لیے
حق حجاب خلق ہو جیسے مرید ارباب ارادت اور مبتدی ہوتے ہین۔ سو
اُسکا شکر حق تعالے کے واسطے ہو اسواسطے کہ وہ نعمت دینے والا اور عطا
کرنے والا اور مسبب ہو اور شکر خلق کا اسواسطے کرتا ہو کہ وہ واسطہ اور

سبب ہین - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل جو بہشت کی طرف بلایا جائیگا وہ لوگ حمادون ہین جو اللہ تعالے کی حمد نفع اور نقصان مین کرتے ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص چھینکا یا کہ ڈکارلی اور اُسنے کہا الحمد للہ علے کل حال تو اللہ تعالے اُس سے ستر بیماریان دور کرتا ہی کہ جنمین سے ادنے بیماری جذام ہی - اور جابر رضی اللہ تعالے عنہ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مامن عبد نعم علیہ نعمۃ فحمد اللہ الا کان الحمد افضل منہا یعنے نہین ہی کوئی بندہ جسکو ایک نعمت عطا کی گئی اور اُسنے حمد الٰہی ادا کی مگر یہ کہ حمد اُس سے افضل اُس سے ہوگی پس قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا - کان الحمد افضل منہا اس بات کا احتمال رکھتا ہی کہ اللہ تعالے اُس سے راضی شکر کے سبب ہوا اور احتمال ہی کہ کہ حمد نعمت مین افضل اُس سے ہی پس نعمت حمد کی افضل اُس نعمت سے ہوگی جسپر اُسنے حمد کی پھر جبکہ اُنھون نے منعم اول یعنے حق تعالی کا شکر کیا تو جو کوئی آدمیون سے واسطہ منعم کا ہو اُسکا شکر کرتے ہین اور اُسکے لیے دعا کرتے ہین انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوۃ و السلام نے جب کبھی قوم کے پاس روزہ افطار کیا تو فرمایا روزہ دارون نے تمھارے یہان روزہ کھولا اور ابرار نے تمھارا کھانا کھایا اور تمھارے اوپر سکینہ و رحمت نازل ہوئی - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کسی نے اپنے بھائی سے کہا جزاک اللہ خیرا تو ہر آئینہ اُسنے تعریف اور ثنا پوری کی - اور اخلاق صوفیہ سے بھائیون اور مسلمانون کے گروہ کے لیے مرتبہ کا

بذل اور خرچ کرتا ہی - پس جب ایک شخص کثیر العلم اور نفس کے عیوب اور آفات
و شہوات کا بصیر اور بینا ہو تو چاہیے کہ حاجات اہل اسلام کے روا کرنے کیطرف متوجہ
ہو بذل جاہ سے اور اصلاح ذات البین یعنے صلح مصالحہ کی مدد دینے مین مصروف
ہو اور اس معاملہ مین زیادہ علم کی حاجت ہی اسواسطے کہ وہ ایسے امور ہین جو
خلق کے متعلق ہین اور اُنکے میل جول اور باہم صحبت داری سے علاقہ
رکھتے ہین اور یہ نہین سزاوار ہی الاصوفی کے لیے جو کامل الحال اور عالم ربانی
ہو زید بن اسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
کہ ایک نبی انبیا مین سے تھے کہ بادشاہ کی رکاب پکڑ اُسکی موالفت اس ذریعہ
سے حاجات خلق کے واسطے کیا کرتے تھے - اور عطاء نے کہا ہی کہ ایک شخص اگر
برسون ریا اور نمائش کرے اور ایک مرتبہ اور جاہ پائے جسمین ایک مومن زندگی
بسر کرے تو وہ اتم اور اکمل ہی اس سے کہ وہ اپنے نفس کی نجات کے لیے
خالص عمل کرے اور یہ ایک باریک مسئلہ ہی جس سے ایمن جاہل لوگ فتنہ سے
نہین ہوتے جو دعویدار ہوتے ہین اور یہ امر نہین سزاوار ہی مگر ایک ایسے بندہ
کے لیے جسکو اللہ تعالے نے اُسکے باطن سے آگاہ کیا ہی تو اس سے معلوم ہوتا ہی
کہ اُسے کسی طرح کی رغبت کسی شی کی طرف جاہ اور مال سے نہین ہی - اور بالفرض
اگر بادشاہ روے زمین کے اُسکی خدمت مین کھڑے ہین تو وہ حد سے تجاوز
کرے اور نہ وہ تکبر کرے اور اگر کسی آتشدان کی طرف جاے جو کہ جلتا اور
بھڑکتا ہو تو اُسکا نفس صاف انکار اس حالت سے نکرے اور یہ امر نہین
شائستہ ہی مگر ایک دو شخص کے لیے خلائق سے اور چند فرد کے لیے جو صادقین

سے ہون کہ اپنے ارادون اور اختیارات سے الگ ہو گئے ہین اور اُنکو اللہ تعالیٰ کشف کر دیتا ہی جو کچھ مراد اُسکی ان لوگون سے ہی سو وہ اشیا ہین اللہ تعالیٰ کی مراد سے داخل ہوتے اور در آتے ہین پھر جسوقت کہ اُنکو معلوم ہو کہ حق تعالےٰ اُسنے چاہتا ہی کہ وہ لوگ میل جول کرین اور قدر و منزلت بخشین تو اُسمین در آتے ہین اسطرح پر کہ صفات نفس غائب ہوتے ہین اور یہ تو ہین مر گئین پھر جی اُٹھین اور فنا کے مقام کو اُنھون نے مستحکم کیا پھر اُسکے بعد بقا کے مقام پر چڑھین تو اُنکے لیے ہر ایک در آمد بر آمد کے مقام مین ایک دلیل ہی اور بیان ہی اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے اذن اور فرمان ہی اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے بصیرت پر ہین کہ اُنمین صاحب دل کے لیے کسی طرح کا شک نہین ہی اُسے مکاشفہ ہی صریح مراد کا جو مخفی خطاب مین ہی اور وہ اشیا سے ہمیشہ اپنا دقت لیتا ہی اور اشیا نے اُسکے وقت سے کچھ حاصل نہین کیا اور یہ کسی طرف مین اطراف سے نہین ہوتا الا ایک شخص واحد جو اس حال کے ساتھ متحقق ہو۔ ابو عثمان حیری نے کہا ہی کہ مرد کامل نہین ہوتا جب تلک کہ اُسکا دل چار چیز یعنے منع اور عطا اور عزت و ذلت مین۔ اور اس صفت کا آدمی جو ہو اُسکے لیے زیبا ہی کہ بذل جاہ کرے اور اُن چیزون مین داخل ہو جنکا ہانے ذکر کیا ہی۔ اور سہل ابن عبد اللہ نے کہا ہی کہ انسان ریاست کا مستحق نہین ہوتا جبتک کہ اُسمین تین خصلت نہون اپنے جہل کو لوگون سے پھیرے اور لوگون کا جہل اُٹھائے اور جو کچھ اُنکے قبضہ مین ہی اُسکو ترک کرے اور جو کچھ اُسکے قبضہ مین ہی اُنکے لیے خرچ کرے اور یہ ریاست اُس ریاست کی

در آئی ہی جسمین کہ اُسنے زہد کیا ہی اور زہد کا اُسمین تعین بضرورت اُسکے صدق اور سلوک کے ہی اور ہر آئینہ یہ ایک ایسی ریاست ہی جسکو حق تعالےٰ نے قائم کیا ہی تاکہ اُسکے خلائق کی اصلاح ہو سو وہ اس ریاست مین اللہ کے ساتھ قائم اُسکے حق واجب کے ساتھ ہوتا ہی اور اُس نعمت ریاست کے شکر کو اللہ تعالی کے واسطے ادا کرتا ہی

اکتیسوان باب ادب اور مکان ادب کے بیان مین ہی جو تصوف سے ہی

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی آپ نے کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا ہی پھر اچھی طرح سے میری تادیب فرمائی تو ادب ظاہر اور باطن کی تہذیب اور آراستگی ہی پھر جبکہ بندہ کا ظاہر اور باطن آراستہ اور پیراستہ ہو گیا تو وہ صوفی ادیب ہو گیا اور دسترخوان کا نام مادبہ اسواسطے رکھا گیا کہ وہ بہت سی اشیا پر مشتمل ہی اور بندہ مین ادب کامل نہین ہوتا مگر کمال مکارم اخلاق سے اور مکارم اخلاق بالکل تحسین اور تہذیب خلق سے ہی سو خلق صورت انسان ہی اور خلق اُسکے معنی ہین پس بعضون نے اُنہین سے کہا کہ خلق مین تغیر کی راہ نہین ہی جیسے خلق مین نہین ہی اور شک نہین کہ وارد ہوا ہی فرغ ربکم من الخلق والخلق والرزق والاجل یعنے فارغ تمہارا پروردگار ہوا خلق سے اور خلق سے اور رزق سے اور اجل سے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ لاتبدیل لخلق اللہ یعنے اللہ کے خلق کے لیے تبدیل نہین ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اخلاق کی تبدیل برخلاف خلق کے ممکن ہی جسپر قدرت اور اختیار ہی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ

آپ نے فرمایا ہو اپنے اخلاق کی تم تہذیب اور تحسین کرو اور یہ اسواسطے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو پیدا اور اُسکو صلاح اور فساد کے قبول کرنے کے لیے مہیا اور مستعد کیا اور اُسکو ادب اور مکارم الاخلاق کے واسطے لائق اور اہل کیا ہو اور اُسمین اہلیت کا وجود ہو جسطرح کہ چقماق مین آگ اور گٹھلی مین کھجور موجود ہو پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے انسان کو الہام سے مشرف کیا اور اپنی اصلاح پر قادر تربیت سے گردانا جسے کہ گٹھلی کھجور کا درخت ہو جاے اور چقماق کو استعمال اور کرتب سے جسے کہ اُسمین سے آگ نکلے اور جسطرح انسان کے نفس مین بحالت صلاح اور افساد کے خیر کی صلاحیت رکھی ہو اسی طرح اُسمین شر کی صلاحیت رکھی ہو تو اللہ سبحانہ و تعالےٰ نے فرمایا ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقوٰہا یعنے قسم نفس کی اور جیسا اُسے ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اُسکو ڈھٹھائی کی اور بچ چلنے کی۔ تو اُسکا ٹھیک بنانا اسی مین ہو کہ ان دونون چیزون کی اُسمین صلاحیت ہو پھر فرمایا اُسنے بڑی اُسکی شان ہو قد افلح من زکٰہا وقد خاب من دسٰہا[1] یعنے مراد کو پہونچا جسنے اُسے سنوارا اور نامراد ہوا جسنے اُسے خاک مین ملایا پھر جبکہ نفس پاک ہو گیا تو عقل کے ساتھ عاقبت اندیشی کی اور اُسکے احوال ظاہری و باطنی مستقیم اور ٹھیک ہو گئے اور اخلاق آراستہ اور درست اور آداب پیدا ہوے پس ادب فعل مین لانا اُن چیزون کا ہو جو قوت مین ہو اور یہ اُس شخص کی خاطر ہو جسمین سجیہ نیک کی ترکیب رکھی گئی ہو اور سجیہ فعل حق کا ہو کہ اُسکے پیدا کرنے پر بشر کو قدرت نہین ہو جسطرح کہ چقماق مین آگ کی پیدایش ہوتی ہو اسواسطے کہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کا فعل ہو

[1] و من ہہنا نقل معنی الآیات من ترجمہ مولانا عبد القادر دہلوی قلب اللہ روحہ ۱۲

اور اُسکا نکالنا آدمی کے کسب اور طلب وگردآوری مین ہو اسی طرح آداب کا چشمہ عادات اور سجایا صالحہ اور عطیات آلہیہ ہین - اور ہرگاہ اللہ تعالےٰ نے صوفیہ کے باطنون کو اُن عادات اور سجایا کی تکمیل کے لیے مستعد اور مہیا کیا ہی جو اُنہین ہین تو اُنھون نے حسن عادات اور ریاضت کے ساتھ اُن چیزون کے نکالنے اور اُبھارنے مین جو اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے نفوس مین مرکوز اور دبے ہوے ہین پیوستگی کی - اور وہ مہذب اور مودب ہو گئے اور بعض آدمیون کے حق مین آداب بدون زیادہ مشق اور ریاضت کے حاصل ہوتے ہین اُس شی کی قوت سے جو اللہ تعالےٰ نے اُنکی طینت اور سرشت مین رکھدی ہی جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ادب دیا مجھے میرے رب نے سو اچھا کیا ادب دینا میرا - اور بعضے آدمیون مین وہ ہی جنکو زیادہ مشق اور فراولت کی حاجت ہوتی ہی اس سبب سے کہ سرشت مین اصل قوی اُنکے ناقص ہین تو اسوجہ سے مریدون کو صحبت مشائخ کی حاجت ہوئی تاکہ صحبت اور آموزش سے اُن چیزون کے اُبھارنے مین مدد حاصل ہو جو اُنکی طبیعت مین ہین - اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی بچاؤ اپنی جانون کو اور اپنے گھر والون کو دوزخ سے - ابن عباس رض نے کہا کہ اُنکو فقہ سکھلاؤ اور اُنکو تم ادب دو اور دوسری لفظ مین فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ادب مجھے رب میرے نے دیا سو بہتر ہی ادب دینا میرا پھر مجھے حکم بزرگ اخلاق کے ساتھ کیا اور فرمایا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین یعنی تو بخشش کو اختیار کر اور حکم کر ساتھ نیک کام کے اور جاہلون سے منھ پھیر لے - یوسف بن الحسین نے کہا ادب سے علم سمجھ مین آتا ہی اور علم سے عمل صحیح ہوتا ہی

اور عمل سے حکمت ملتی ہی اور حکمت سے زہد قائم کیا جاتا ہی اور زہد سے دنیا متروک ہوتی ہی اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہی اور آخرت مین رغبت ہونے سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہی۔ منقول ہی کہ جب ابوحفص عراق مین وارد ہوے جنید اُنکے پاس آئے اور اصحاب ابی حفص کو دیکھا جو سیدھے کھڑے تھے اور وہ اُسکے امر کی تعمیل اسطرح کرتے تھے کہ اُمنین سے کوئی خطا نہین کرتا تھا تب جنید نے کہا ای اباحفص تونے اپنے اصحاب کو ایسا ادب دیا ہی جو بادشاہون کا ہوتا ہی تو کہا نہین ای اباالقاسم مگر حسن ادب ظاہر کا عنوان باطن کے ادب کا ہی۔ ابوالحسین نوری نے کہا اللہ کے واسطے اُسکے بندہ مین کوئی مقام نہین نہ کوئی حال ہی اور نہ کوئی معرفت ہی جسکے ساتھ آداب شریعت ساقط ہوجائین اور آداب شریعت حلیہ ظاہر ہی اور اللہ تعالےٰ جوارح کا بیکار ہونا اس بات سے نہین جائز رکھتا کہ وہ محاسن آداب سے محلی اور آراستہ ہون۔ عبداللہ بن مبارک کا قول ہی کہ خدمت کا ادب خدمت سے بزرگتر ہی ابی عبید القاسم بن سلام سے منقول ہی کہا مین مکہ مین داخل ہوا اور اکثر اوقات مین کعبہ کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات مین لیٹ رہتا اور اپنے پاؤن پھیلا دیتا تو عائشہ مکیہ آئین اور کہا ای ابا عبید مشہور ہی کہ تو علماء سے ہی مجھسے ایک کلمہ قبول کر مت بیٹھ اُسکے پاس مگر ادب سے وگرنہ دیوان قرب سے تیرا نام مٹ جائیگا۔ ابوعبید نے کہا کہ وہ عارفہ تھی۔ اور ابن عطاء نے کہا ہی کہ نفس بے ادبی پر مجبول اور مخلوق ہی اور بندہ ادب کی ملازمت اور ہمراہی پر مامور ہی اور نفس اپنی طینت اور سرشت کے ساتھ مخالفت کے میدان مین چلتا ہی

اور بندہ اُسی حسن مطالبت کی طرف کوشش کرکے پھیرتا ہی پس جس شخص نے کوشش سے منھ پھیرا تو ہر آئینہ نفس کی باگ اُسنے چھوڑ دی اور رعایت اور نگہداشت سے غفلت کی اور جسوقت کہ اعانت کی تو یہ اُسکا شریک ہوا - اور جنید کا قول ہی کہ جسنے اپنے نفس کی ہوا مین اعانت کی ہر آئینہ اپنے نفس کے قتل مین شریک ہوا اسواسطے کہ عبودیت ملازمت ادب اور طغیان سوء ادب ہی - اور جابر بن سمرہ سے روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی اولاد کو ادب دینا آدمی کے لیے اس سے بہتر ہی کہ وہ صدقہ صاع کے ساتھ دے - اُسی نے یہ بھی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کسی باپ نے اپنی اولاد کو ایسی بخشش نہین کی جو نیک ادب سے بہتر اور افضل ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اولاد کا حق باپ پر یہ ہی کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اچھی طرح اُسے رکھے اور ادب اُسکو اچھا کرلے اور ابو علی دقاق کا قول ہی کہ بندہ اپنی طاعت سے جنت کو پہونچتا ہی اور اپنی طاعت مین ادب سے اللہ تعالے کو پہونچتا ہی - ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ اُستاد ابو علی کسی چیز سے تکیہ لگا کر نہین بیٹھتا تھا ایک روز ایک مجلس مین وہ تھا مین نے ارادہ کیا کہ اُنکی پیٹھ کے پیچھے تکیہ رکھدون اسواسطے کہ مین نے بے سہارے اُسے دیکھا تو وہ تکیہ سے کسی قدر ایک طرف کو پھر بیٹھا مجھے وہم ہوا کہ وہ تکیہ سے بچا اسواسطے کہ اُسکے پاس خرقہ یا مصلا نہ تھا تو آپ نے کہا کہ سہارا لگانا مین نہین چاہتا پھر مین نے اسکے بعد غور کیا اور جانا کہ وہ ہمیشہ کسی چیز کا کبھی سہارا لگا کے نہین بیٹھتا

اور جلالی بصری نے کہا کہ توحید موجب ایمان ہی تو جسکو ایمان نہین توحید نہین اور ایمان موجب شریعت ہی تو جسکو شریعت نہین اُسے ایمان نہین اور نہ توحید ہی اور شریعت موجب ادب ہی تو جسکو ادب نہین اُسے نہ شریعت ہی نہ ایمان ہی اور نہ توحید ہی۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ادب کو ظاہر اور باطن مین ساتھ رکھ پس کوئی ادب ظاہر مین نہین بگڑا مگر یہ کہ وہ ظاہر اشکنجہ مین کھینچا گیا اور نہ کوئی ادب باطن جاتا رہا مگر یہ کہ باطن مین اُسکو عقوبت کی گئی۔ بعضے صوفیہ نے کہا جو دقاق کا غلام تھا کہ مین نے ایک امرد لڑکے کی طرف نظر کی تو دقاق نے میری طرف دیکھا اور مین اُسکی طرف دیکھ رہا تھا تو کہا ضرور تو اُسکے سبب اندوہ مین پڑیگا اگرچہ برسون بعد ہو۔ کہا بیس برس بعد مین اندوہ و رنج مین پڑا کہ مین قرآن بھول گیا۔ اور سری نے کہا کہ مین نے ایک رات کو راتون مین سے اپنا وظیفہ پڑھا اور پانؤن اپنا محراب مین پھیلایا تو مجھے آواز دی گئی کہ ای سری اسی طرح بادشاہون کے سامنے تو بیٹھتا ہی تو مین نے پانؤن سکوڑ لیے اُسکے بعد مین نے کہا مجھے تیرے عزت کی قسم ہی کہ مین اپنے پانون ہمیشہ کبھی نہ پھیلاؤنگا۔ جنید نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن کو یا رات کو اپنا پانؤن نہین پھیلایا۔ عبداللہ بن المبارک نے کہا کہ جسنے ادب کو حقیر جانا اُسے حرمان سنت کی عقوبت ملی اور جسنے سنتون کو حقیر جانا وہ فرائض کے حرمان سے شکنجہ مین ڈالا گیا اور جسنے فرائض مین تہاون کیا اور سبک اور حقیر سمجھا اُسکو حرمان معرفت کا عذاب ہوا۔ اور سری سے سوال کیا گیا کہ صبر کیا چیز ہی تو اُسمین وہ بیان کرنے لگا اور ایک بچھو اُسکے

پانون پر چلنے لگا اور اُسے اپنے ڈنک سے تکلیف دینے لگا اُسوقت آپ سے
کہا گیا کہ کیون نہین اُسکو دفع اپنے نفس سے کرتے کہا مین اللہ تعالےٰ سے
شرماتا ہون کہ ایک حال کا بیان کرون اور اُسکے خلاف کرون جو اُسکی بابت
مین جانتا ہون اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ادب سے ذکر کیا گیا ہو
کہ آپ نے فرمایا ہو کہ مجھے زمین دکھلائی گئی پس مجھے اُسکے مشارق اور مغارب
دکھلائے گئے اور آپ نے یہ نفرمایا کہ مین نے دیکھا اور انس بن مالک نے
کہا ہو کہ عمل مین ادب علامت ہو قبول عمل کی۔ اور ابن عطا نے کہا کہ ادب
وقوف مستحسنات کے ساتھ ہو پوچھا گیا کہ اسکے معنی کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے
ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن مین تعامل اور برتاو کرے پھر جب تو ایسا ہو جاے
تب ادیب ہوگا اور اگرچہ تو عجمی ہو پھر یہ پڑھا ؎ اذا انطقت جاءت بکل ملیحۃ
وان سکتت جاءت بکل ملیح + ترجمہ نظم جبکہ بولا کلام شیرین ہو + گر نہ بولا
تمام شیرین ہو + اور حریری نے کہا بیس برس سے مین نے خلوت مین پانون
اپنا نہین پھیلایا اسواسطے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب احسن اور اولےٰ ہو اور
ابو علی نے کہا ادب کا ترک موجب راندگی کا ہو پس جس شخص نے بے ادبی البساط پر کی
تو وہ دروازہ تک رد کیا گیا اور جسنے دروازے پر بے ادبی کی وہ مویشی
کی سیاست تک پہونچایا گیا

بتیسوان باب بارگاہ الٰہی کے آداب کے بیان مین جو اہل قرب کے واسطے ہین۔

تمام آداب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہین اسواسطے

کہ حضرت علیہ السلام ظاہر اور باطن مین مجمع آداب ہین اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے حسن ادب سے کلام اللہ مین اپنے قول سے خبر دی ہی مازاغ البصر وماطغی یعنے بھکی نہین نگاہ اور حد سے نہین بڑھی۔ اور یہ آداب کے غوامض سے ایک نازک اور باریک چیز ہی جسکے ساتھ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مخصوص ہوے ہین۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے اعراض واقبال مین قلب پاک کے اعتدال سے خبر دی کہ آپ نے ماسوا اللہ سے مُنھ پھیرا اور اللہ کی طرف توجہ کی اور آپ نے پیٹھ کی طرف زمین اور دار دنیا کو اُنکے حظوظ سمیت اور آسمان اور دار آخرت کو اُسکے حظوظ سمیت چھوڑ دیا اور جن چیزون سے آپ نے اعراض کیا اُنکی طرف پھر التفات نہین کی اور نہ آپ کو افسوس ہوا اُن چیزون کا جو آپ کے اعراض سے غائب ہوگئین اور ہاتھ سے جاتی رہین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی لکیلا تاسوا علی مافاتکم یعنے تاکہ تم ناامید ہنو اُسکے اوپر جو تمسے فوت ہوگئی۔ پس یہ خطاب عام کے لیے ہی اور مازاغ البصر حال نبی علیہ السلام سے خبر دینا ایک وصف کے ساتھ ہی جو خاص ہی اُس معنی سے جسکے ساتھ عام کو خطاب کیا ہی پس مازاغ البصر آپ کا حال طرف اعراض مین ہی اور طرف اقبال مین ملا اُس سے جو اُسیر وار دقاب قوسین کے مقام مین روح اور قلب کے ساتھ ہوا پھر اللہ تعالےٰ سے شرما کر خوف اور بزرگی کے سبب آپ نے گریز کی اور اپنے اس گریز سے آپ نے انکسار اور افتقار کی شکنون اور پیچیدگیون مین اپنے نفس کو لپیٹا تاکہ نفس پانون نہ پھیلائے اور طغیان نکرے اسواسطے کہ طغیان استغنا کی حالت مین نفس کا وصف ہی اللہ تعالےٰ

نے فرمایا ہو کہ کوئی نہین آدمی سرچڑھتا ہو اس سے کہ دیکھے آپ کو محفوظ - اور نفس
اُسوقت کہ روح اور قلب پر عطیات وارد ہوتے مین استراق سمع یعنی پوشیدہ کان لگاتا
اور سنتا ہو اور ہرگاہ بخشش کے ایک حصہ کو پہونچ جاتا ہو مستغنی اور طاغی ہوتا ہی کہ فرط
انبساط اُس سے ظاہر ہوتا ہو اور بسط کے افراط اور طغیان نفس سد باب ترقی
کا ہوجاتا ہو اسواسطے کہ ظرف اُسکا مواہب اور بخششون سے تنگ اور کم ہو پس
موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت احدیت مین طرفین ما زاغ البصر سے ایک
طرف ٹھیک اور صحیح اُترے اور اُنھون نے التفات اُسکی طرف نہین کی جو
فوت ہوے اور اپنے حسن ادب سے اُسپر تاسف کر کے طغیان نہین کی لیکن
بھر گئے وہ نعمتون اور بخششون سے اور نفس نے چوری سے اُنکو سن لیا اور اپنے
حصہ اور حظ کی طرف جھنکی لگائی اُسکے بعد کہ نفس حصہ پا چکا تو مستغنی ہوگیا اور
جو اُسے پہونچا چھلکنے لگا اور سمائی اُسکی نہوئی گویا کہ اُسکا پٹکا تنگ ہوگیا تو وہ
فرط انبساط کے باعث حد سے تجاوز کر گیا اور کہا کہ دکھلا مجھے اپنے تئین کہ
تیری طرف مین نظر کرون تب وہ روکے گئے اور ترقی کے میدان مین نہین
چھوڑے گئے اور ظاہر وہ فرق ہوگیا جو حبیب اور کلیم علیہما السلام سے ہی -
اور ایک دقیقہ اُنکے واسطے ہو جو ارباب قرب اور صاحب احوال سینہ ہین -
پس ہر فیض ایک عقوبت پایا جاتا ہو اسواسطے کہ ہر ایک فیض باب الفتوح
کے مقابل ایک سد اور رکاوٹ ہو اور عقوبت بالقبض افراط البسط کو واجب
کرتی ہو اور اگر بسط مین اعتدال حاصل ہوتا تو عقوبت بالقبض نہ واجب
ہوتی اور بسط مین اعتدال اُس عطیہ کے الفاف اور ٹھہرانے سے ہوتا ہی جو

روح اور قلب پر نازل ہوتی ہو اور ایفاف روح اور قلب اُس چیز کے
سبب ہوتا ہی جو ہمنے نبی علیہ السلام کے لیے ذکر کیا ہی کہ آپ نے نفس کو انکار کے
لپیٹ مین پوشیدہ کر دیا اور یہ گریز اللہ سے اللہ کی طرف ہی اور وہ انتہا کا
ادب ہی جس سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حظ اُٹھایا پس
جو چیز قبض سے مقابل ہوئی تو اُسکی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور رہگیا فرق دو کمان
کا میانہ یا اس سے نزدیک تر اور اُس شرح کے ہمشکل اور مماثل ہوتا ہی جسکو
ہمنے بیان کیا ہی قول ابی العباس بن عطاء کا آیت مازاغ البصر وما طغی مین
کہا نہین اُسکو دیکھا طغیان کے ساتھ جو کسی طرف کو میل کرے بلکہ دیکھا اُسے
اس شرط پر کہ قوی مین اعتدال ہو - اور سہل ابن عبد اللہ تستری نے کہا ہی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجوع نہین کی اپنے نفس شاہد کی طرف
اور نہ اُسکے مشاہدہ کی طرف اور اسکے سوا نہین کہ آپ بالکل اپنے پروردگار
کا مشاہدہ کرنے والے تھے دیکھتے تھے اُن چیزون کو جو آپ پر ظاہر ہوتی تھین
صفات سے جنھون نے اس محل مین ثبوت کو واجب کر دیا اور یہ کلام اُس
شخص کے لیے جو غور کرے موافق ہی اُس چیز کے جسکو ہمنے ایک رمز کے ساتھ اس
مسئلہ مین سہل بن عبد اللہ سے بیان کیا ہی اور اسکی تائید وہ روایت بھی
کرتی ہی جو ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بروایت ابی محمد
جریری سے کی ہی کہا کہ علم انقطاع کے ادراک حاصل کرنے مین فائق ہونا
وسیلہ اور سبب ہی اور درماندگی کی حد پر توقف کرنا نجات ہی اور علم قرب سے
گریز کرنے کے ساتھ پناہ لینی وصلہ دیہوستگی ہی اور جواب نملنے کی استمداد

ذخیرہ ہو اور خطاب سننے کے داعیے قبول کرنے سے باز رہنا تکلف ہو اور اندیشہ
اُن چیزون کے علم جانے جو فصاحت فہم سے اقبال کے مکان ہین منطوی
ہین گناہ ہو اور اُن چیزون کے ملنے کی طرف مائل ہوتا جو پیچھے اپنے معدن
سے علیحدہ ہوگی بُعد اور دوری ہو اور سامنے ہونے کے وقت گردن جھکانا
جرأت اور محل انس مین انبساط فریفتگی اور مغروری ہو اور یہ سب کلمات
آداب حضرت سے مقربین کے لیے ہین۔ اور اس قول مین اللہ تعالیٰ کے
مازاغ البصر وماطغیٰ ایک اور بھی وجہ ہو جو وجوہ گذشتہ سے لطیف تر ہو۔
مازاغ البصر یعنے بہکی نہین نگاہ اسطرح کہ بصیرت اور بینش دل سے بچھڑی
ہو اور نہ ٹھٹکی اور ماطغیٰ یعنے بصر نے بصیرت سے سبقت نہین کی کہ اپنی حد سے
بڑھ جاے اور اپنے مقام سے تجاوز کرے بلکہ بصر بصیرت کے ساتھ برابر
او مستقیم رہے اور ظاہر باطن کے سنگھ اور قلب قالب کے ساتھ اور نظر
بہ قدم اسواسطے کہ نظر کی بیشی قدم پر طغیان ہو اور نظر سے مقصود علم ہو اور
قدم سے مراد قالب کا حال ہو سو قدم سے نظر نہین بڑھی کہ وہ طغیان ہو
اور نہ قدم نظر سے ٹھٹھک رہا کہ وہ پچھلاہٹ ہو سو جبکہ احوال مین اعتدال
ہوا اور قلب اُسکا قالب اور قالب اُسکا قلب کے مثال ہوگیا اور ظاہر
اُسکا جیسا باطن اور باطن اُسکا جیسا ظاہر اور بصر اُسکی اُسکی بصیرت سے
اور بصیرت اُسکی بصر سے اسطرح کی کہ جہان اُسکی نظر اور علم پہونچا اُسکے ساتھ
ہی قدم اُسکا اور حال اُسکا بھی پہونچا اور اسی معنی کے لیے حکم اُسکے معنی کا
منعکس ہوگیا اور نور اُسکا ظاہر پر اُسکے جھلکا اور ایک ایسا براق لایا گیا

جسکا قدم وہان پڑتا تھا جہان اُسکی نظر پہونچتی تھی نہ اُسکا قدم وہان سے پچھڑتا تھا
جہان کہ اُسکی نظر پڑتی تھی جیساکہ حدیث معراج مین آیا ہی تو براق اُسکے قالب کے
ساتھ مشابہ اور مشاکل اُسکے معنی سے تھا اور اُسکی صفت کے ساتھ متصف
بوجہ اُسکی قوت حال اور اُسکے معنی کے تھا اور حدیث معراج مین مقامات انبیا کی
طرف اشارہ کیا اور ہر ایک آسمان پر بعضے انبیا کو دیکھا اس رمز سے کہ اُسکی پیش قدمی
اور اُسکے پایہ سے ہٹے اور پیچھے رہگئے اور موسیٰ کو بعضے آسمانون مین دیکھا سو
جو شخص کہ بعضے آسمانون مین ہو اُسکا یہ قول ارنی انظر الیک یعنے دکھا مجھے اپنے
تئین کہ تیری طرف مین نظر کرون ایک تجاوز نظر کا حد قدم سے اور قدم کا پچھڑنا
نظر سے ہوتا ہی اور یہی ایک فروگذاشت ہی ایک وصف کی اُن دو وصفون مین سے
جو اس قول مین اللہ تعالٰے کے ہین مازاغ البصر وماطغی لہذا رسول اللہ قدم اور
نظر جوڑکر حیا اور تواضع کے خانہ عروسی مین در آئے اس انداز سے کہ ناظر پر قدم اور
قادم اپنی نظر تھی - اور اگر حیا و تواضع کے خانہ عروسی سے باہر جاتے اور حد قدم سے
تجاوز کرکے نظر کو بڑھاتے تو بعضے آسمانون پر وہ بھی رہجاتے جیسے کہ آپ کے
سوا انبیا سے اور نبی رہگئے پس ہمیشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خانہ عروسی
حال کے ادب سے شرمائے ہوے بیٹھے رہا کرتے - یہان تک کہ آسمانون کے
حجاب پھٹ گئے اور گوناگون قرب کی چھتری آپ کے اوپر خوب لگی اور ایک
ایک کرکے حجابون کے بادل آپ کے اوپر پراگندہ ہوے اور کھل گئے حتے کہ
آپ مازاغ البصر وماطغی کے صراط پر مستقیم ہوے تب آپ کوندتی ہوئی بجلی کی
طرح وصل اور لطائف کے گنجینہ کی طرف گذرے اور یہ غایت ادب کی ہی اور

نہایت کامرانی کی ہی - ابو محمد بن رویم نے کہا جبکہ مسافر کے ادب سے سوال کیا گیا کہ مسافر کا ارادہ اُسکے قدم سے آگے نہ بڑہے سو جہان مسافر کا قلب ٹھہرے وہین مسافر اُترے - ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے روایت کی وساطت کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی رب ارنی انظر الیک فرمایا کہ کہا اے موسیٰ مجھے کوئی شخص حیات مین نہ دیکھیگا الا جبکہ وہ مرجاے اور نہ خشک مگر جبکہ وہ زمین ٹوٹے اور نہ تر الا جبکہ وہ پراگندہ ہو جاے اسکے سوا نہین کہ مجھے وہ اہل جنت دیکھینگے جنکی آنکھین نہین مرتین اور نہ اُنکے اجسام پُرانے ہو کر جاتے رہتے ہین - اور آداب حضرت سے وہ ہی جو شبلی نے بیان کیا کہ بات کے ساتھ انبساط اور کشادہ روئی ترک ادب ہی اور یہ بعض احوال اور اشیا کے ساتھ سو البعض کے مختص ہی علی الاطلاق نہین ہی اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہی اور رُک رہنا قول ہی مین ہی جسطرح کہ موسیٰ مقاصد اور حاجات دنیوی کے طلب مین انبساط سے رُک رہے یہان تک کہ اللہ تعالےٰ نے قرب کے ایک مقام مین اُسکو اُٹھا لیا اور انبساط مین اُسے اجازت دی اور فرمایا کہ مجھسے مانگ اگرچہ نمک تیرے خمیر کے لیے ہو پس جبکہ اُسکو کھولا تو وہ کھل گیا اور کہا رب انی لما انزلت الے من خیر فقیر یعنے رب میرے کہ مین واسطے اُس چیز کے کہ تو طرف میرے اُتارے بھلائی سے محتاج ہون اسواسطے کہ وہ آخرت کی حاجتین مانگتے تھے اور درگاہ الٰہی کو بزرگتر اس سے جانتے تھے کہ دنیا کی حقیر حاجتین مانگین اور وہ شرمگینی کے حجاب مین حقیر چیزون کے مانگنے سے تھا اور اُسکے واسطے ظاہر

مین ایک مثال ہو کہ سلطان معظم سے بڑی چیزوں کا سوال کیا جاتا ہو اور حقیر
چیزون کے طلب کرنے مین شرم اور لحاظ ہوتا ہو پھر جبکہ حشمت کا پردہ اٹھ گیا
تو قرب کے مقام خاص مین ہو رہا چھوٹی چیز کو اسی طرح مانگتے تھے جیسے کہ
بڑی چیز کو مانگتے تھے - ذوالنون مصری نے کہا ہو کہ عارف کا ادب سب
ادب کے اوپر ہو اسواسطے کہ معروف اُسکا تادیب کرنے والا اُسکے قلب کا ہو
اور بعض صوفیہ نے کہا ہو کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہو کہ جس شخص کو مین نے
لگا دیا ہو کہ وہ میرے اسمار وصفات کے ساتھ قیام کرے تو اُسکے ساتھ مین نے
ادب کر دیا ہو اور جس شخص پر مین نے اپنی حقیقت ذات سے کشف کیا ہو
اُسکے لوازم سے ہلاکت کو کر دیا تو جو چاہے وہ پسند کرے ادب یا ہلاکت اور
یہ قول قائل کا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہو کہ اسمار وصفات ایسے وجود
کے ساتھ ٹھہرتے ہین جو ادب کا محتاج ہو اسواسطے کہ رسوم بشریت اور حظوظ
نفس اُسمین باقی ہین اور عظمت ذات کے نور چمکنے پر وہ آثار انوار کے ساتھ
نیست و نابود ہو جاتے ہین اور ہلاکت کے یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ فنا کے ساتھ
متحقق اور راست و درست ہو گیا اور یہ انتہا درجہ کا مطلب ہو اور ابو علی
دقاق نے اس قول مین اللہ تعالےٰ کے بیان کیا ہو وایوب اذنادے ربہ
انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین یعنے اور ذکر کر ایوب کا کہ جب پکارا رب اپنے
کو کہ مجھے نقصان نے چھو لیا اور تو رحم کرنے والا رحم کرنے والون سے زیادہ ہو
فرمایا کہ ارحمنی نہین کہا اسواسطے کہ ادب خطاب کا اُسنے فقط کیا اور عیسے
علیہ السلام نے کہا ان کنت قلتہ فقد علمتہ یعنے اگر مین اُسکو کہتا تو البتہ تو اسکو

جان لیتا اور نہ کہا کہ مین نے نہین کہا سو اسواسطے کہ بارگاہ الٰہی کے ادب
کی رعایت کی اور ابو نصر سراج نے کہا ہو کہ اہل دین سے اہل خصوصیت کا
ادب قلوب کی طہارت اور اسرار کی نگہداشت اور پیمانون کی وفا اور وقت
کی حفاظت اور خواطر اور عوارض اور ہدایتین اور موانع کی طرف کم توجہی
اور ظاہر باطن کی یکسانی ہو اور حسن ادب مواقع طلب اور مقامات قرب
اور اوقات حضوری مین ہو- اور ادب دو ادب ہین ادب قول کا اور
ادب فعل کا تو جسنے اللہ تعالےٰ سے تقرب اپنے ادب فعل سے کیا اُسکو محبت
قلوب عطا فرمائی- اور ابن مبارک کا قول ہو کہ ہم تھوڑے ادب کے
زیادہ تر محتاج ہین بہ نسبت اُسکے کہ کثرت علم کی ہمکو حاجت ہو اور یہ بھی
کہا ہو کہ عارف کے لیے ادب ایسا ہو کہ مبتدی کے لیے توبہ ہو اور ثوری
کا مقولہ ہو کہ جو شخص وقت کے لیے متادب یعنی ادب یافتہ نہین ہو تو وقت
کو دشمن بناتا ہو- اور ذوالنون نے کہا کہ جب مرید استعمال ادب کی
حد سے باہر نکلجاے تو ہر آئینہ وہ مراجعت اُسی طرف کو کریگا جسطرف سے
آیا ہو اور ابن مبارک نے بھی کہا ہو کہ ادب کے بارہ مین لوگون کو بہت
کچھ کہا ہو اور ہم کہتے ہین کہ وہ معرفت اور شناسائی نفس کی ہو اور یہ اُسکی
طرف سے اشارہ اس بات کی طرف ہو کہ نفس جہالتون کا چشمہ و منبع ہو
اور ادب کا ترک کرنا جہل کی آمیزش سے ہو تو جب نفس کو پہچان لیا
تو معرفت کے نور کو پہونچا اس بنا پر کہ جسنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے
پروردگار کو پہچانا اور اس نور کے لیے نفس جہالت کے ساتھ ظہور نہین کرتا

مگر یہ کہ وہ صریح علم کے ساتھ استیصال اُسکا کر ڈالتا ہی اور تب وہ صاحب ادب ہوجاتا ہی اور جو کوئی درگاہ الٰہی کے ادب کی مداومت کرتا ہی تو وہ اُسکے غیر کے ساتھ زیادہ مستحکم اور اُسپر زیادہ قادر ہی فقط۔

خاتمۃ الطبع۔ پس از حمد و نعت عاملان سنت سنیہ احمدی اور پیروان صراط مستقیم محمدی کو مژدۂ فرحت افزا ہو کہ اس زمان ہدایت اقتران مین مشعل راہ معرفت دستور العمل ارباب طریقت یعنی عوارف المعارف عربی جو تصوف مین اعلیٰ درجہ کی کتاب ہی اور جسکے مصنف مستند خاص و عام مرکز دائرۂ اسلام رہنماے مسالک صدق و یقین آیۃ اللہ فی العالمین عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ سہروردی فقیہ شافعی المذہب علیہ الرحمۃ ہین اور جسمین کچھ اوپر ساٹھ باب ہین جو بعض علوم اور احوال اور مقامات اور آداب اور اخلاق اور حقائق معرفت اور توحید اور اشارات دقیق اور ذوق تحقیق اور عطیات ربانی اور مواہب حقانی اور اصطلاحات صوفیہ اور نکات عرفان کے بیان پر مشتمل ہین جنکا ترجمہ بہ زبان اُردو سلیس دو مجلد نفیس ین جو موسوم بہ ترجمۂ عوارف المعارف ہی جناب طریقت مآب حقیقت انتساب جامع علوم و ماہر فنون مولنا مولوی ابوالحسن صاحب فرید آبادی مدظلہ نے بہ التفات دلی فرمایا اور انمین سے مجلد اول بتقاضای مشتاقان و انتظار طالبان قبل از نظر ثانی مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بار اول باہ۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء مطابق ماہ صفر ۱۳۲۷ھ حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر تسکین بخش دل مشتاقان ہوا

پیراہن یوسفی - محشّیٰ ترجمۂ اُردو نظم ہر شش
دفتر مثنوی معنوی مولانا روم فارسی۔ یہ
ترجمہ شعر بہ شعر مثنوی شریف منجانب بطبع
مولوی محمد یوسف علی شاہ صاحب معروف
بہ بلنگے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی نگک
مالوہ نے لعبارت دلچسپ موزون کیا ہے لطف
یہ کہ ہر شعر کے مقابلہ مین شعر پُر مضمون نہایت
عمدہ لکھا ہے اور ایسے دقیق مضمون کو بعبارت
سلیس اُردو نظم مین نہایت آسان کر دکھلایا ہے
گویا یہ شرح مثنوی کامل فارسی و اُردو کا مجموعہ
قابل دید ہو گیا ہے۔ کامل دو جلد مین بہ تفصیل ذیل
الضاً جلد اول ترجمۂ دفتر ۱ و ۲ و ۳ حسب اتب بالا
الضاً جلد دوم ترجمۂ دفتر ۴ و ۵ و ۶
حسب مراتب بالا ......

کنز الاسرار - ترجمۂ اردو نظم مثنوی شاہ
بوعلی قلندر قدس سرہ۔ ہموزن مثنوی از
مولوی غلام حیدر خانصاحب تخلص حیدر گویا ہوئی

چشمۂ فیض - ترجمۂ اُردو پندنامۂ عطار کلام
عارف کامل حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہ
بہ ترجمۂ نظم پاکیزہ عمدہ از سخنور عالی فکر مولوی
عبدالغفور خان بہادر۔

گلشن سروری - نظم مین تہذیب اخلاق
کا بیان - مولفۂ مفتی غلام سرور لاہوری

تہذیب احسانی - ترتیب اخلاق انسانی
مین مؤلفۂ حکیم احسان علی -

مجموعۂ توحید - از شاہ عبدالصمد عرف
رن مست خان شامل چار رسالہ (۱)
الف بے دجہن (۲) بھجن (۳) مثنوی
اللہ نام جپو رے (۴) پریم نامہ شاہ ولی

تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از
شاہ عبدالصمد معروف بہ رن مست خان

رہبر راہ حق - مجموعہ فراہم کردۂ حاجی
زردار خان جاگیردار راج گڑولی شامل سیزدہ
رسالہ (۱) رہبر راہ حق (۲) رسالۂ
مرغوب القلوب از حضرت شمس تبریز
(۳) مثنوی شاہ بوعلی قلندر (۴) مثنوی
بے سر نامہ از شیخ فریدالدین عطار (۵)
مثنوی چشم بکشاد (۶) پریم نامہ شاہ ولی
(۷) مثنوی اللہ نام جپو رے (۸) بھجن
از حضرت شاہ عبدالصمد (۹) الف بے جہن
(۱۰) تحفۃ العاشقین (۱۱) مثنوی حضرت شیخ
بہلول (۱۲) رموز الحقیقت (۱۳)
ترجیع بند عارف

منبہات منظوم - موسوم بہ منبہات
یکتا عربی با ترجمۂ اُردو نثر و نظم از
شیخ احمد بن علی -